حضور رحمتِ عالم، نورِ مجسم، تاجدارِ حل وحرم، محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے ﷺ
کی قدر ومنزلت وعصمت وشانِ ارفع واعلیٰ پر ایک بلند پایہ تصنیف

قرآن اور صاحبِ قرآن ﷺ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

چیئرمین تحریک پیغام مصطفیٰ ﷺ
پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف قریشی ہاشمی

Marfat.com

Marfat.com

وَرَفَعنَالَکَ ذِکرَک

قرآن اور صاحبِ قرآن ﷺ

عظمت مصطفیٰ ﷺ کے انمول موتی

قرآن وحدیث کے حوالے سے

وَمَا اَرسَلنٰکَ اِلاَّ رَحمَۃً لِلّعٰلَمِین

پروفیسر عبدالرؤف قریشی ہاشمی

چیئرمین تحریک پیغام مصطفیٰ ﷺ

نذیر سنز پبلشرز

40 اے اردو بازار لاہور فون: 042-37123219

info@nazeersons.com

Marfat.com

بانیِ ادارہ: نذیر سنز پبلشرز

والدمحترم نذیر حسین 1941 - 2005

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

297.9921
0 373
141904
2ر

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

2015

تحسین حسین، محمد شہزاد، محمد عمران
نے نذیر سنز پبلشرز لاہور سے شائع کی
گنج شکر پرنٹرز۔ لاہور

قانونی مشیر، نعیم انجم
ایڈووکیٹ ہائی کوٹ، لاہور

نذیر سنز پبلشرز

40 اے اردو بازار لاہور فون: 042-37123219
info@nazeersons.com

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
☆	تاجدارِ کائنات حضرت محمد ﷺ		(20)	سورۃ طٰہٰ	139
	کی سیرت ایک نظر میں	i	(21)	سورۃ انبیاء	144
☆	پیش لفظ	6	(22)	سورۃ الحج	147
☆	لفظ محمد ﷺ کے معنی	11	(23)	سورۃ مومنون	149
(2)	سورۃ بقرہ	15	(24)	سورۃ نور	152
(3)	سورۃ ال عمران	41	(25)	سورۃ فرقان	155
(4)	سورۃ نساء	61	(26)	سورۃ شعراء	162
(5)	سورۃ مائدہ	72	(27)	سورۃ نمل	166
(6)	سورۃ انعام	81	(28)	سورۃ قصص	170
(7)	سورۃ اعراف	88	(29)	سورۃ عنکبوت	173
(8)	سورۃ انفال	90	(30)	سورۃ روم	176
(9)	سورۃ توبہ	95	(31)	سورۃ لقمان	
(10)	سورۃ یونس	103	(32)	سورۃ سجدہ	176
(11)	سورۃ ہود	106	(33)	سورۃ احزاب	178
(12)	سورۃ یوسف	109	(34)	سورۃ سبا	184
(13)	سورۃ رعد	111	(35)	سورۃ فاطر	187
(14)	سورۃ ابراہیم	116	(36)	سورۃ یٰسین	189
(15)	سورۃ الحجر	117	(37)	سورۃ صافات	192
(16)	سورۃ نحل	119	(38)	سورۃ ص	196
(17)	سورۃ بنی اسرائیل	125	(39)	سورۃ الزمر	200
(18)	سورۃ الکہف	134	(40)	سورۃ مؤمن	206
(19)	سورۃ مریم	138			

Marfat.com

(41)	سورۃ حٰم السجدہ	208	(63)	سورۃ منافقون	265
(42)	سورۃ شوریٰ	214	(64)	سورۃ تغابن	267
(43)	سورۃ زخرف	217	(65)	سورۃ طلاق	268
(44)	سورۃ الدخان	219	(66)	سورۃ تحریم	269
(45)	سورۃ الجاثیہ	220	(67)	سورۃ ملک	271
(46)	سورۃ احقاف	221	(68)	سورۃ القلم	273
(47)	سورۃ محمد ﷺ	224	(69)	سورۃ الحاقہ	277
(48)	سورۃ فتح	227	(70)	سورۃ معارج	278
(49)	سورۃ حجرات	234	(71)	سورۃ نوح	
(50)	سورۃ ق	239	(72)	سورۃ جن	279
(51)	سورۃ زاریات		(73)	سورۃ مزمل	282
(52)	سورۃ طور	240	(74)	سورۃ مدثر	286
(53)	سورۃ نجم	241	(75)	سورۃ قیامۃ	288
(54)	سورۃ قمر	247	(76)	سورۃ الدھر	289
(55)	سورۃ رحمٰن	248	(77)	سورۃ مرسلات	
(56)	سورۃ واقعہ	249	(78)	سورۃ نبا	
(57)	سورۃ حدید	251	(79)	سورۃ النزعٰت	291
(58)	سورۃ مجادلہ	256	(80)	سورۃ عبس	291
(59)	سورۃ حشر	260	(81)	سورۃ تکویر	293
(60)	سورۃ ممتحنہ	262	(82)	سورۃ انفطار	
(61)	سورۃ صف		(83)	سورۃ مطففین	
(62)	سورۃ جمعہ	263	(84)	سورۃ انشقاق	

Marfat.com

(85)	سورۃ بروج		(101)	سورۃ قارعہ	
(86)	سورۃ طارق		(102)	سورۃ تکاثر	
(87)	سورۃ اعلیٰ	294	(103)	سورۃ عصر	311
(88)	سورۃ غاشیہ	296	(104)	سورۃ ھمزہ	
(89)	سورۃ فجر	298	(105)	سورۃ فیل	311
(90)	سورۃ بلد	299	(106)	سورۃ قریش	
(91)	سورۃ شمس		(107)	سورۃ ماعون	
(92)	سورۃ لیل		(108)	سورۃ کوثر	312
(93)	سورۃ ضحیٰ	301	(109)	سورۃ کافرون	313
(94)	سورۃ الم نشرح	306	(110)	سورۃ نصر	314
(95)	سورۃ التین	308	(111)	سورۃ لہب	315
(96)	سورۃ العلق	309	(112)	سورۃ اخلاص	317
(97)	سورۃ قدر		(113)	سورۃ فلق	318
(98)	سورۃ البینۃ	310	(114)	سورۃ ناس	318
(99)	سورۃ زلزال		☆	فضائل مصطفیٰ ﷺ بزبان حدیث	319
(100)	سورۃ عادیات		☆	کتب سابقہ میں فضائل مصطفیٰ ﷺ	340

قرآن حکیم کی سورتوں میں جہاں جہاں بھی حضور ﷺ کا تذکرہ کیا گیا ہے اس کا ذکر بالترتیب ہم نے کر دیا ہے یعنی سورۃ فاتحہ سے لے کر سورۃ والناس تک ہر ہر سورۃ کا نام لکھ کر اُس میں سے حضور ﷺ کی کی شان بیان کی ہے۔ بعض سورتوں میں حضور ﷺ کا تذکرہ نہیں ہے۔ مگر ہم نے پوری ایک سو چودہ سورتوں کی فہرست لکھ دی ہے تاکہ پڑھنے والے کو سورتوں کے نمبر اور ان کی ترتیب کا لحاظ رہے اور قرآن پاک سے مزید حوالہ تلاش کرنے میں آسانی ہو۔

Marfat.com

تاجدارِ کائنات حضرت محمد ﷺ کی سیرت ایک نظر میں

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو مجموعہ کمالات اور سرچشمہ رحمت بنایا مگر آپ ﷺ کی جلوہ افروزی اور آپ ﷺ کو منصہ شہود پر لانے کے لیے جن جن ذی وقار انسانوں کا انتخاب کیا وہ بھی اپنے زمانے کے تمام انسانوں سے افضل واعلیٰ اور باکمال تھے یعنی آدم علیہ السلام سے لے کر جناب رسالت مآب ﷺ تک سارے کے سارے نفوس قدسیہ کہ جن کا تعلق خاندان مصطفیٰ ﷺ سے تھا وہ بے مثل و بے نظیر تھے اور یہ سلسلہ حضرت عبداللہ تک چلا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ ابن عبدالمطلب اپنے نام کے حوالے سے ہی یکتا و بے نظیر تھے آپ کا نام مبارک ہی آپ کے بے مثل ہونے کی دلیل ہے کہ بت پرستی کی انتہا کے زمانے اور جہالت کے گھپ اندھیروں میں بھی حضرت عبدالمطلب نے آپ کا نام عبداللہ رکھا جبکہ لفظ اللہ سے مکے کے بت پرست قطعاً ناآشنا تھے مگر چونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے والد گرامی کا شرف عطا کرنا تھا اس لیے نام بھی اپنی نسبت والا عطا فرمایا کہ اللہ کا بندہ یعنی بت پرستوں میں آپ کا نام ہی توحید پرستی کا بین ثبوت تھا۔

حضرت عبداللہ کا شباب بھی بے مثل و بے نظیر تھا اور آپ مکے ہی کے نہیں بلکہ پورے عرب کے حسین ترین نوجوان تھے۔ حضرت وہب جو کہ آپ ﷺ کے نانا تھے اُن سے حضرت عبداللہ کی ملاقات صحرا میں بڑے عجیب وغریب ماحول میں ہوئی۔ آپ ایک دن عصر کے قریب صحرا میں درختوں کے ایک جھنڈ میں تھوڑی دیر ستانے کے لیے بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے اپنے سامنے کچھ شور سنا آپ ازراہِ تجسس اٹھے اور ادھر ادھر نگاہ دوڑائی تو دیکھا کہ چند لوگ ایک نوجوان کو گھیر کر اسے مارنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ نوجوان نہتا تھا جبکہ وہ سب کے سب مسلح تھے۔ نوجوان اپنی سواری کے چابک سے ہی اپنا دفاع کر رہا تھا مگر وہاں سے بھاگ نہیں رہا تھا۔ حضرت وہب نے یہ منظر دیکھا تو ایک فطری جذبے کے تحت خیال آیا کہ اس نہتے نوجوان کو بلند آواز سے للکارا اور کہا کہ اے نوجوان گھبراؤ نہیں میں آ رہا ہوں اور یوں آپ اپنی ننگی تلوار لہراتے ہوئے ان کی طرف بڑھے وہ لوگ گھبرا گئے اور سمجھے کہ شائد اس کے ساتھ اس کے دیگر ساتھی بھی ہوں وہ اس خیال سے حضرت عبداللہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ حضرت وہب نے حضرت عبداللہ کو اپنے ساتھ لیا اور اپنے گھر آ گئے اور آپ کی خاطر مدارت کی اور گھر والوں سے آپ کا

Marfat.com

تعارف کروایا۔ بعدازاں چند ملاقاتیں اور ہوئیں اور پھر حضرت وہب نے آپ کو کہا کہ وہ آپ کے والد حضرت عبدالمطلب سے ملنا چاہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ نے مکہ آ کر اپنے والد گرامی سے ان کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ مان گئے چنانچہ حضرت عبدالمطلب حضرت وہب سے اُن کے گھر جا کر ملے۔ حضرت وہب نے حضرت عبدالمطلب کو دیکھا تو دیکھتے ہی رہ گئے۔ دونوں باپ بیٹا حسن و جاہت کے شاہکار تھے۔ ان دونوں باپ بیٹے کو دیکھ کر آس پاس کے لوگ بھی اکھٹے ہو گئے اور سب لوگ آپ کی تعریف کرنے لگے۔ پھر حضرت وہب نے آپ کی خدمت تواضع کے بعد اپنے اصل مدعا کا اظہار کیا کہ وہ حضرت عبدالمطلب سے حضرت عبداللہ کا رشتہ اپنی بیٹی حضرت آمنہ کے لیے چاہتے ہیں جسے حضرت عبدالمطلب نے قبول کر لیا پھر باہمی مشاورت کے بعد شادی کی تاریخ طے ہو گئی اور یوں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ جن کا لقب ذبیح اللہ بھی تھا وہ اُن کے عقد میں آ گئیں۔

ولادت باسعادت

سرکار مصطفیٰ ﷺ کا نور مبارک حضرت آمنہ کو جب منتقل ہوا تو ساری کائناتوں کی ساری خوش نصیبیاں حضرت آمنہ کی جھولی میں آ گئیں پھر یہ نور مصطفیٰ ﷺ امین بن کر حضرت آمنہ کی گود میں آ گیا اور جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند وہ ماہ اپریل تھا 570 عیسوی کا سال تھا ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی اور پیر کا مبارک دن تھا اور اصحاب فیل کے واقعے کے 55 دن بعد ظہور قدسی ہوا۔ دولت کدۂ حضرت آمنہ اور حضرت عبداللہ محلہ سوق والیل تھا جو کوہ قبیس کے انتہائی قریب واقع تھا۔ صبح صادق کا وقت تھا ظلمت شب رخصت ہو رہی تھی اور صبح نور طلوع ہو رہی تھی اندھیرے چھٹ رہے تھے اور اجالے ہر طرف جلوہ فگن ہو رہے تھے یعنی اس شب مبارک کو آ گیا وہ نور والا جس کا سارا نور تھا۔ تاجدار کائنات ﷺ کی دادی کا اسم مبارک حضرت صفیہ تھا۔ نانی جان کا نام مبارک حضرت برہ تھا۔ حضرت وہب نانا تھے جنہیں وہب زہری بھی کہا جاتا تھا۔

نسب رسول ﷺ

آپ قریش ہاشمی ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مقدس اولاد میں سے ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والد گرامی تک سب لوگ توحید پرست اور ہر لحاظ سے پاک و مطہر تھے اور عامۃ الناس میں اپنی شرافت اور پارسائی کے حوالے سے ایک خصوصی اور یکتا مقام رکھتے تھے۔

رضاعی مائیں

آپ علیہ السلام نے چند یوم اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کا دودھ نوش فرمایا پھر چند دن آپ ﷺ نے حضرت ثوبیہ کا دودھ نوش کیا بعدازاں یہ سعادت ایک طویل عرصہ تک حضرت حلیمہ سعدیہ کے حصہ میں آئی۔

Marfat.com

تقریباً چار سال آپ ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس رہے پھر وہ آپ ﷺ کو مکہ لے آئیں پھر چند سال بعد حضرت آمنہ بھی اس دنیا سے رخصت ہوگئیں تو آپ کی کفالت حضرت ابوطالب فرمانے لگے۔

حضور ﷺ بطور نوجوان

مکے میں حضرت ابوطالب کی کفالت میں تاجدار مدینہ ﷺ ایک مثالی نوجوان کی طرح اُبھرے آپؐ اپنے تمام ہمعصروں میں نہ صرف یہ کہ حسین وجمیل تھے بلکہ کردار کی بلندی اور عظمت کے حوالے سے بھی بے مثل و بے نظیر تھے اور عین عالم شباب میں اور پورے مکے میں صادق اور امین مشہور ہو چکے تھے ہر کوئی آپ کی مثالی جوانی اور کردار کو دیکھ کر دم بخود رہ جاتا۔

آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامانِ تجارت لے کر جاتے ہیں

مکے میں آپ کی شہرت سن کر سیدہ خدیجہؓ والکبریٰ جو بیوہ خاتون تھیں انہوں نے آپ ﷺ کو اپنا سامان تجارت دے کر اپنے غلام میسرہ کے ساتھ ملک شام بھیجا اور آپ ﷺ نے واپس آ کر انہیں توقع سے بہت زیادہ منافع دیا تو وہ حیران ہوگئیں اور ان کے غلام نے جو اوصاف آپ علیہ اسلام کے حضرت خدیجہؓ کے سامنے بیان کیے وہ حیرت زدہ ہوگئیں بالاخر انہوں نے آپ علیہ السلام کو نکاح کا پیغام بھیج دیا جسے آپ ﷺ نے قبول کرلیا اس طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپؐ کے عقد میں آگئیں۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر شریف 25 سال تھی اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال تھی۔

اولادِ مصطفیٰ ﷺ

حضرت خدیجہؓ الکبریٰ سے سرکار مصطفیٰ ﷺ کے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں دو صاحبزادے بھی پیدا ہوئے مگر وہ انتہائی کم سنی ہی میں وفات پا گئے۔ آپ علیہ السلام نے چالیس سال کی عمر شریف میں اعلان نبوت فرمایا تو مکے میں ایک تہلکہ مچ گیا کہ محمد عربی ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے پھر کیا تھا سارا مکہ ایک طرف اور اللہ کے محبوب ایک طرف۔ ہر طرف سے کفر اکٹھا ہو کر حضور ﷺ کے سامنے آ گیا مگر سرکار مصطفیٰ ﷺ عزم وہمت کی چٹان بن کر کفر کے سامنے کھڑے ہوگئے دشمنوں نے لاکھ کوششیں کیں کہ چراغ مصطفوی ﷺ بجھا دیا جائے مگر رب کریم یہ فرما رہا تھا کہ

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

مکے میں کونسا ستم تھا جو حضرت محمد ﷺ پر نہیں توڑا گیا راہوں میں کانٹے بچھائے گئے۔ راستوں میں گڑھے کھودے گئے اچانک جان لیوا حملے کیے گئے۔ ہر طرف سے آپ پر راستے بند کر دیئے گئے حتیٰ کہ

Marfat.com

آپ ﷺ کو شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا پھر طائف کی وادی میں آپ ﷺ کے جسم اطہر پر پتھر برسائے گئے آپ ﷺ کو قتل کرنے کی سازشیں کی گئیں مگر چراغ حق جلتا ہی رہا آفتاب رسالت ﷺ اپنی تابانیاں دکھاتا ہی رہا یہ دریائے رحمت چلتا ہی رہا یہ پیکر عزم وہمت پیغام حق لوگوں تک پہنچاتا رہا حتیٰ کہ اس نور مجسم کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔

حضور ہجرت فرماتے ہیں

تیرہ سال مکے میں پیغام حق دینے کے بعد سرکار مصطفیٰ ﷺ بحکم الٰہی مدینے کی طرف ہجرت فرماتے ہیں یوں مکہ چھوڑ کر آپ ﷺ مدینے آ گئے جو آپ ﷺ کی آمد سے پہلے محض یثرب تھا مگر قدمین مصطفیٰ کی برکت سے قیامت تک کے لئے یہ شہر شہر مدینہ بن گیا اور پھر مصطفیٰ ﷺ نے اسے بھی حرم بنا دیا۔ یہاں آ کر حضور ﷺ نے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اور مکہ چھوڑنے والے محبوب نے اس شہر کو رشک قمر بنا دیا بلکہ اہل محبت کی جنت بنا دیا۔ اسی شہر میں رہتے ہوئے سرکار مصطفیٰ ﷺ نے 27 غزوات میں حصہ لیا اور پھر اسلام پھیلتا گیا اور اطراف واکناف عالم میں اپنی تابانیاں بکھیرتا گیا پھر ٹھیک 8 سال ہجرت کے بعد سرکار مصطفیٰ اپنے صحابہ کے ساتھ مکے کی طرف روانہ ہوتے ہیں جو فتح ہو گیا اور کفر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سرنگوں ہو گیا۔ صحن حرم میں کھڑے مصطفیٰ ﷺ نے پوچھا اے مکے والو! تم نے مجھے اپنی طاقت کے بل بوتے پر ہر لمحہ ستایا مجھ پر سارے ظلم آزمائے حتیٰ کہ مجھے میرے گھر سے نکال دیا میں نے تمہارا ہر ظلم اور تمہاری ہر زیادتی برداشت کی تم نے ہر چیز کی انتہا کر دی اور اب جب کہ میرے رب نے مجھے تم پر کامیابی اور کامرانی عطا فرمائی ہے تم میرے بارے میں کیا سوچ رہے ہو؟ تم خود ہی بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ اس وقت ساری اکڑی ہوئی گردنیں جھکی ہوئی تھیں اور سب کی زبان پر ایک ہی صدا تھی کہ اے محمد ﷺ تو کریم ابن کریم ہے تجھ سے زیادتی ہو ہی نہیں سکتی تو شفیق بھی ہے اور رحیم بھی ہے اور آج یقیناً آپ ﷺ ہم پر اپنی کریمی کا ہی مظاہرہ کریں گے تو یہ سن کر چہرہ مصطفیٰ ﷺ پر تبسم آ گیا اور فرمایا کہ تم نے واقعی مجھ پر زیادتیوں کی انتہا کر دی تھی مگر اب میرے بارے میں جو تمہارا گمان ہے میں اسے مجروح نہیں کروں گا تم نے مجھے کریم کہا تو پھر خوش ہو جاؤ کہ لاتثریب علیکم والیوم کہ آج تم سے کوئی مواخذہ نہیں ہو گا جاؤ میں نے تم سب کو معاف کیا اس پر نعرہ تکبیر بلند ہوا اور اہل مکہ کی کثیر تعداد نے کلمہ حق پڑھ لیا یوں سرکار مصطفیٰ ﷺ کی سیرت طیبہ کا جگمگاتا ہوا پہلو قیامت تک کے لیے نسل انسانی کے لیے آفتاب ہدایت بن گیا۔ اس سیرت مصطفیٰ ﷺ کا فیض آج بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا لیکن یہ فیض مصطفوی ﷺ ملتا انہیں ہے جو حضور ﷺ کے بن جاتے ہیں

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

Marfat.com

پیش لفظ

پروردگار عالم نے اس عالم رنگ و بو کو تخلیق فرمایا تو تمام مخلوقات کو ہدایت ازلی کے تحت یہ شعور عطا فرما دیا کہ خالق وہی صرف ایک ہے اور باقی ہر شئے محض اور محض مخلوق ہے اللہ یا الٰـہ صرف وہی ایک ذات ہے جو خود اپنے بارے میں فرماتا ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور وَحدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ کہ کوئی نہیں سوائے اس کے معبود برحق کہ جو اللہ ہے اور وہی ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اللہ خالق و مالک ہے اسی نے نیستی کو ہستی میں بدلا۔ عدم کو وجود میں بدلا۔ لاشئے کو شئے میں بدلا بے کیفیتی کو کیفیت میں بدلا نا محسوس کو محسوس میں بدلا غیب کو شہود میں بدلا اور اپنے محبوب علیہ السلام کو نور کے صدقے سے ظلمت کو نور میں بدلا اور پھر ہر شئے کو اپنے رب ہونے کا ادراک بخش دیا۔ تاجدار کائنات ﷺ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام کائناتوں کو پیدا فرمایا اور ان میں سے سب سے افضل شئے انسان کو بنایا اور انسانوں سے افضل اس نے صرف انبیاء کو بنایا اور تمام انبیاء سے افضل تر اور اعلیٰ تر مجھے بنایا اور میں ہی خالق کائنات کا محبوب ہوں اور ساری کائناتوں کو اس نے تخلیق ہی میرے لیے فرمایا یعنی

ع ساراجہاں تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے

ہم اس کتاب میں حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے بارے ارشادات قرآنی کے حوالے سے گفتگو کریں گے کہ ساری کائنات سرکار مصطفیٰ ﷺ کی عظمت و تقدیس میں رطب اللسان تو اس محبوب کو قرآن کس طرح پیش کرتا ہے عاشقان مصطفیٰ ﷺ تو حضور ﷺ کے عشق میں منازل طے کرتے کرتے محبت کے مراحل طے کرتے ہی چلے جاتے ہیں مگر اس محبوب کی تعریف بھلا انسان کے بس کی بات کہاں ہے کہ جن پر خود خدا وند قدوس ہمہ وقت درود بھیجتا ہے اور بھیجتا ہی رہے گا۔ سرکار مصطفیٰ ﷺ کا تو اسم گرامی ہی خالق نے ایسا رکھا ہے کہ جس کا معنی ہے تعریفوں کی تعریف ہے یعنی یہ وہ ذات ہے کہ جس کی تعریف کی انتہا کوئی ہے ہی نہیں ہاں جو جو بھی اس محبوب ﷺ کی تعریف میں لب کھولے گا اس کے اپنے لیے عظمت و رفعت کے در کھلتے چلے جائیں گے۔ بڑی حیرت ناک اور عجیب بات یہ ہے کہ اپنے تو خیر حضور علیہ السلام کی تعریف کرتے ہی ہیں مگر آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کے بارے میں دنیا میں سب سے زیادہ لکھا گیا اور لکھا جا رہا ہے اور لکھا جاتا رہے گا اور اسی محبوب کا

Marfat.com

تذکرہ دنیا میں سب سے زیادہ انسانوں کی زبان پر ہے اور رہے گا۔

حضور علیہ السلام کا ہر اُمتی آپ کو اپنے اپنے انداز میں درود و سلام پیش کرتا ہے مگر خوش نصیب ہیں وہ کہ جنہوں نے سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے بارے میں کتابیں بھی لکھیں اور ایسے گوہر گراں مایہ چاہنے والوں کو عطا کیے کہ جن کی قدر و قیمت وہی جانتے ہیں جو عشق رسول کے موتی تلاش کرنے والوں میں شامل ہیں۔ حضور علیہ السلام کی ظاہری حیات طیبہ سے لے کر آج تک ان گنت کتابیں لکھی گئیں مگر یہ وہ ذات بابرکات ہے کہ پڑھنے والے سیر نہیں ہوتے بلکہ ان کا ذوق بڑھتا ہی جا رہا ہے اس طرح لکھنے والے بھی بڑھتے جا رہے ہیں اور پڑھنے والے بھی بڑھتے جا رہے ہیں اور ایسا اس لیے ہو رہا ہے کہ رب کریم خود بھی ہی چاہتا ہے کہ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بڑھتا ہی رہے اور نہ صرف یہ کہ بڑھتا ہی رہے بلکہ اونچا ہی ہوتا رہے بلکہ اونچے سے اونچا ہی ہوتا رہے اور یہی پیغام ہے وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا اسی نکتے کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان کیا تھا کہ

اے رضا خود قرآن ہے مداح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

کسی پنجابی شاعر نے یوں کہا کہ

قول ناطق قرآن سارا ساری نعت شریف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دی اے
کون یدِ بیضاء کون دم عیسیٰ کی مثال ایتھے کوہ طور دی اے

کہ سارے کا سارا قرآن پاک اہل محبت اور اہل دل کے لیے حضور علیہ السلام کی نعت ہے تو جب قرآن ہی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بیان کرے اور وہ بھی نعت کی صورت میں تو پھر امتی تو امتی ہے اس کی بساط اور رسائی بھلا ہو ہی کہاں تک سکتی ہے۔ اس ذات کے بارے میں کوئی کیا لکھے گا کہ جن کی بارگاہ اقدس میں قدسیوں کے امام معراج کی رات سدرۃ کی بلندیوں پر جا کر عرض کرتے ہیں کہ

ع اگر یک سر موئے بر تر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں اس مقام سے ایک بال کے برابر بھی آگے بڑھوں تو تجلیات الٰہی کی غائیت سے میں جل کر راکھ ہو جاؤں گا۔

ع لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقَّهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

Marfat.com

یادرکھنے کی بات ہے تدوین حدیث مصطفیٰ ﷺ کا باضابطہ آغاز حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور سے شروع ہوا اور پھر اسی کے ساتھ ہی سیرت نگاری کا کام بھی شروع ہو گیا۔ آپ ہی کے دور میں مرکزی جامع مسجد دمشق میں درس حدیث کا آغاز ہوا اور ساتھ ہی ساتھ محدثین کے مناقب بیان کرنے کا بھی سلسلہ شروع ہوا۔ سیرت نگاروں میں امام زہری۔ سیرت نگاروں کے استاد مانے جاتے ہیں ان کے بعد موسیٰ بن عقبیٰ پھر محمد بن اسحاق سیرت نگاری میں معروف ہوئے اور آج تک ہیں پھر سیرت ابن ہشام کا جن کا اصل نام عبدالملک ہے انہوں نے شہرہ آفاق سیرت کی کتاب لکھی پھر سیرت ابن سعد لکھی گئی جن کے بارے میں خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ

''یہ اہل علم وفضل میں سے تھے۔ یہ فہم عدالت میں یکتا اور بے مثال تھے انہوں نے صحابہ اور تابعین کے حالات وواقعات پر ضخیم کتاب لکھی وہ آج بھی بے مثل ہے اور یہ اپنے انداز میں بے مثل رہے گی۔ امام طبری بھی سیرت نگاروں کی صف میں صف اول کے مصنف ہیں۔ تاریخ طبری کا دوسرا نام ہی تاریخ کبیر ہے۔ پھر تابعین میں سے چند بڑے جلیل القدر نام ہمارے سامنے آتے ہیں جن میں

جناب عمروہ بن زبیر، جناب عامر بن شراجیل، جناب ابان بن عثمان، جناب وہب بن منبہ، جناب عاصم بن عمر، جناب شرجیل بن سعد، جناب محمد بن شہاب زھری ان کا زمانہ یعنی شہاب زہری کا زمانہ خلیفہ عبدالملک کا ہے۔ ان کے بعد اسماعیل بن عبدالرحمٰن سعدی، جناب عبداللہ بن ابو بکر، جناب موسیٰ بن عقبہ، جناب محمد بن اسحاق، جناب زیاد بکائی، جناب محمد بن عمر واقدی، جناب محمد بن سعد، جناب ابومحمد عبداللہ بن اسماعیل بخاری 256 ہجری، جناب مسلم بن حجاج قشیری، جناب محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ، جناب ابوداؤد سلیمان بن اشعث، جناب ابو عیسیٰ بن عیسیٰ ترمذی، جناب ابوعبداللہ بن محمد یزید، جناب ابوعبدالرحمٰن، جناب محمد بن جریر طبری 310 ہجری پھر 333 ہجری میں جناب حافظ عبدالغنی بن سعید امام پھر 400 ہجری کے آغاز میں جناب ابونعیم احمد بن عبداللہ اس کے وسط میں جناب حافظ عمر ابن عبدالبر، جناب ابوبکر احمد بن حسین بیہقی پھر 540 ہجری میں جناب قاضی عیاض ہوئے۔ جناب عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی پھر جناب عبدالرحمٰن ابن جوزی پھر جناب احمد بن محمد بن ابوبکر قسطلانی پھر علامہ ابن حجر عسقلانی پھر جناب علامہ بدرالدین عینی پھر جناب علامہ ابوالحسن پھر جناب علامہ محمد بن یوسف پھر جناب علی بن برھان الدین اور دسویں صدی ہجری کے دوران جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی حضرت نبی کریم ﷺ کی عظمت وسیرت لکھنے والوں میں صف اول کے شاہکار ثابت ہوئے ازاں بعد اور ماضی قریب میں پھر شہرہ آفاق عاشق مصطفیٰ ﷺ تاجدار بریلی جناب امام احمد رضا خان فاضل بریلوی سامنے آئے حضور ﷺ کی عظمتیں بیان کرنے والوں کا سلسلہ تاقیامت جاری رہے گا اور جتنا جتنا اللہ تعالیٰ نے کسی کو ذوق اور شوق عطا فرمایا ہے اس کے مطابق یہ لوگ اپنا اپنا حصہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں فیض لینے کے لیے ڈال رہے ہیں۔ اس کتاب میں ہم

Marfat.com

قرآن حکیم کی رو سے حضور ﷺ کی شان بیان کریں گے مگر عاشقان کے فرمودات بھی ساتھ ساتھ حسن تحریر میں مزید چاشنی پیدا کرنے کے لیے بطور تبرک چند جملوں میں تحریر کرتے رہیں گے۔ مثلاً حضرت علامہ اقبال کے شعر کو اگر بطور معنی آیت درج کر دیا جائے تو تحریر میں زیادہ جاذبیت اور کشش پیدا ہوتی ہے جیسے کہ

ع وہ دانائے سُبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سیناء
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

تو ان اشعار سے تحریر کا رنگ اور نکھر آتا ہے اس لیے انشاء اللہ دیگر ہستیوں کے اقوال بھی شامل تحریر کیئے جائیں گے۔

اس عظیم کاوش سے پہلے بھی بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کے فیض اور کرم خصوصی سے دو کتابیں نیچے درج راقم الحروف کی آ چکی ہیں جنہیں پڑھ کر اہل علم نے بندہ ناچیز کی حوصلہ افزائی فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ مجھے اور کوشش کرنی چاہیے کہ بہتر سے بہتر کتاب لکھ سکوں سو اپنے دعا گو حضرات اور مخلصین کی محبتوں کے جھرمٹ میں اس کار خیر کا آغاز کر دیا ہے دعا ہے کہ اللہ پاک اپنے محبوب علیہ السلام کے نعلین پاک کے صدقے مجھے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ جن دو کتابوں کا ذکر کیا ہے ان میں ایک تو بندہ ناچیز کے خطبات پر مبنی ہے جو خاص خاص موقعوں پر دیے گئے اور انہیں احاطہ تحریر میں لا کر عام قاری تک پہنچانے کی کوشش کی ہے اس گوہر انمول کا نام ہے۔

''ایمان افروز خطبات''

اور دوسری شاہکار کتاب جو قرآن حکیم کے فیض خصوصی اور مصطفائے کریم کی توجہ خاص سے لکھی گئی اس کا نام ہے۔

''شان قرآن بازبان قرآن''

یہ کتاب اہل علم و تحقیق کے لیے ایک گنج گراں مایہ ہے کہ قرآن خود اپنے بارے میں کیا کہتا ہے اسی قرآن کے بارے میں علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ

ع تو می دانی کہ چہ سُوز قرات او
دگرگوں کرد تقدیر عمر را

تو کیا جانے کہ قرآن کی آیات بینات میں کیا سوز پنہاں ہے یہی آیات قرآن ہی تو تھیں کہ جنہیں سن کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم کی زندگی کا رخ آن واحد میں بدل گیا اور وہ شخصیت عمرؓ ابن خطاب نہ رہی بلکہ سوز قرآن اور مصطفیٰ ﷺ کی محبت کے فیض نے انہیں مراد مصطفیٰ ﷺ بنا دیا۔ یہ قرآن ہے کہ اگر اسے سمجھ کر اس پر عمل کیا جائے تو یہ بندے کو آج بھی وہ مقام عطا کر دیتا ہے کہ

ع خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

Marfat.com

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

اسی قرآن پاک میں اللہ نے جہاں اپنے خاص بندوں کو صفات کا ذکر کیا ہے وہاں اس نے مختلف زاویوں اور جہتوں سے اپنے بندہ خاص جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر بھی کیا ہے اور یہ ذکر ہی حاصل قرآن ہے حاصل ایمان ہے کیونکہ

ع قرآن بتاتا ہے ایمان انہیں

ایمان یہ کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ

قرآن پاک کی زبان سے مصطفیٰ ﷺ کی شان کے حوالے سے پہلے بھی بہت سے اکابر نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق کتابیں لکھی ہیں جن میں حضرت حکیم الامت جناب مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ کی معروف کتاب ''شان حبیب الرحمٰن من آیات والقرآن'' بھی شامل ہے مگر بندہ ناچیز کی کاوش کا لطف جدا ہوگا۔ وہ لوگ تو سرمایۂ امت ہیں جب کہ ہم جیسے چھوٹے لوگ تو محض طالب علموں کی صف میں ہی شامل ہوتے ہیں ہمارا ان سے کیا مقابلہ مگر یہ ایسے ہی بڑے لوگوں کے قدموں سی وابستہ رہنے کا فیض ہے کہ ہم جیسے بھی کچھ لکھنے اور بولنے کے قابل ہوگئے۔

ہم اس ضمن میں اس کتاب کے پبلشرز کا ذکر بھی کرنا چاہیں گے کہ جن کے تعاون سے یہ مرحلہ طے ہوا اگر وہ حوصلہ افزائی نہ کرتے تو ہم کتاب کہاں چھپوا سکتے تھے۔ جناب محترم محمد تحسین حسین صاحب جو نذیر سنز پبلشرز کے پروپرائٹر ہیں ان کی خصوصی محنت اور توجہ سے یہ کتاب اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ نوجوان اسم بامسمیٰ ہے اور اس ادارے کی بیشتر کتابیں ہیں دینی کتابیں ہیں ایک طرح سے یہ بھی خدمت دین ہی کر رہے ہیں دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان کے ادارے کو مزید ترقی عطا فرمائے اور اسے قائم و دائم فرمائے۔

کتاب کے آخری حصہ میں تاجدار کائنات ﷺ کی اپنی ذات کے بارے میں کچھ مخصوص احادیث کو بھی احاطۂ تحریر میں لایا گیا ہے کہ حضور ﷺ نبی کریم نے صحابہ کے ایماء پر کیا ارشاد فرمایا اپنی ولادت اور بعثت کے بارے میں تاجدار کائنات ﷺ کے ارشادات گرامی بہت سے ہیں مگر ہم وہاں صرف مخصوص ارشادات ہی تحریر کریں گے تاکہ قرآن وحدیث دونوں کی برکات حاصل ہوسکیں۔

علامہ پروفیسر عبدالرؤف قریشی ہاشمی

چیئرمین تحریک پیغام مصطفیٰ ﷺ

خطیب مرکزی جامع مسجد مدینہ

میلاد چوک اقبال ٹاؤن لاہور، سابقہ دوبئی چوک

Marfat.com

لفظ محمد ﷺ کے معنی

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کا نام محمد ﷺ رکھا۔ یہ کائنات انسانی میں سب سے منفرد اور ارفع و اعلیٰ نام ہے اور اکابرین یہ کہتے ہیں کہ اس نام کی ان گنت برکتیں ہیں اور رب کریم کے اسم ذات اللہ کی طرح یہ نام ہی بابرکت و شفا ہے یعنی یہ وہ نام ہے کہ جو کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ یہ اسم گرامی سرکار مصطفیٰ ﷺ کو آپ کی ولادت کے وقت آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے دیا مگر دراصل یہ منشائے الٰہی ہی تھی کہ جس نے یہ نام آپ کے دل میں القاء کر دیا اور اس عظیم پوتے کا نام محمد ﷺ تجویز کیا جس کا معنی ہی تعریف کیا گیا ہے یہی نام آسمانوں پر جب نور مصطفیٰ ﷺ کی صورت میں سرکار مصطفیٰ ﷺ موجود تھے تو وہاں احمد تھا یعنی اب ساری کائیناتوں میں محمد ﷺ ہے مگر ولادت سے پہلے احمد تھا۔ محمد ﷺ کا معنی ہے جس کی تعریف بار بار کی جائے جبکہ احمد ﷺ کا معنی تعریف کرنے والا ہے۔ آسمانوں پر نور مصطفیٰ ﷺ نے اللہ رب والعزت کی تسبیحات کی انتہا کر دی تو اللہ نے اپنے محبوب کو وہاں احمد ﷺ کا نام عطا کیا اور وہاں ہر کوئی آپ کو احمد ﷺ کے حوالے سے جانتا تھا مگر جب آدم علیہ السلام کو نور مصطفیٰ ﷺ عطا کیا گیا تو انہیں بتا دیا گیا کہ یہ نور محمد ﷺ ہے سو اس نور کے آپ کی پیشانی میں منتقل ہوتے ہی ایک تو آپ کا حسن حد سے زیادہ بڑھ گیا اور دوسرے یہ کہ آسمانوں اور جنتوں میں آپ ابو محمد ﷺ کے نام سے پہچانے جانے لگے اور آپ جس جگہ بھی جاتے حور و غلمان آپکے احترام میں کھڑے ہو جاتے کہ ابو محمد ﷺ آرہے ہیں یعنی یہ ان کے والد ہیں کہ جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے کائیناتوں کو تخلیق فرمایا پھر ظاہر ہے آپ کو زمین پر اتارنا تھا تاکہ یہاں ظہور نور مصطفیٰ ﷺ ہو سکے تو اس مقصد کے لیے پھر اللہ رب والعزت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو منتخب کیا یعنی بنو ہاشم کا خاندان نور مصطفیٰ ﷺ کا امین بنا اور اسی نور کے امین ہونے کی بنا پر بنی ہاشم کا خاندان کائینات انسانی میں سب سے معزز اور ارفع خاندان ٹھہرا اسی وجہ سے اسی خاندان کو ہی کعبۃ اللہ کا متولی بنایا گیا۔ قرآن حکیم میں چار مرتبہ حضور علیہ السلام کا اسم محمد ﷺ آیا ہے مگر ہر بار مختلف حوالے سے آیا ہے اور ایک تو سورت بھی آپ ہی کے اسم گرامی سے ہے یعنی سورۃ محمد ﷺ۔

Marfat.com

لفظ محمد ﷺ کا مادہ حمد ہے اور حیرت ناک بات یہ ہے کہ اللہ نے سورۃ فاتحہ کا آغاز ہی لفظ الحمد سے فرمایا ارشاد ہوا الحمد للہ رب العالمین کہ ساری تعریفیں صرف اللہ رب والعزت کے لیے ہیں جو ساری کائیناتوں کا رب ہے الحمد کا لفظ نسبت اسم محمد ﷺ کی وجہ سے اللہ کو اتنا پسند آیا کہ اس نے اپنے کلام کا آغاز ہی سورۃ فاتحہ سے الحمد سے کیا کہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہے اور اس میں چھپا ہوا پیغام یہ ہے کہ لفظ محمد ﷺ ہی سے تعریف الٰہی کا آغاز کرو کیوں کہ

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قراں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

دوسرے معنوں میں یہ کہ تم میرے محبوب یعنی محمد ﷺ کا نام لے لو میری تعریف خود بخود ہو جائے گی۔ حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص دنیا میں سرکار مصطفیٰ ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر ہر وقت یا محمد ﷺ یا محمد ﷺ کا وظیفہ کرتا رہا اور جب قیامت میں اس کا نامۂ اعمال اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو گا تو محمد ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ ساتھ یا اللہ یا اللہ کا وظیفہ بھی اتنی ہی مرتبہ درج ہو گا یعنی محبوب کے اسم گرامی کے پکارنے کے صدقے اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنے نام کا وظیفہ کرنے کا ثواب بھی عطا فرمائے گا۔ یہ بھی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ آسمانوں پر چونکہ احمد کے اسم گرامی سے معروف و مشہور تھے اس لیے حضور ﷺ کی تسبیح کی نسبت سے اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ کا آغاز میں لفظ الحمد سے کیا یعنی جس کا معنی ہے خاص تعریف اور خاص الخاص تعریف تو ذات مصطفیٰ ﷺ ہی ہے اس لیے در پردہ اللہ نے اپنے کلام میں سورۃ فاتحہ کے آغاز میں اسم محمد ﷺ ہی سے کیا اور نکتہ خاص اصل دل اور اہل محبت کے لیے ہے عام آدمی ان رموز کو سمجھ ہی نہیں سکتا سو جتنی مرتبہ کوئی سورۃ فاتحہ پڑھے گا آغاز اسم محمد ﷺ ہی سے کرے گا۔ پھر اسی سورت میں جب بندہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے تو گویا اس میں اللہ تعالیٰ کے اسم رحمٰن کے ساتھ وہ حضور ﷺ کے صفاتی نام دھراتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے متعلق بھی ارشاد فرمایا کہ یہ رؤف بھی ہے یہ رحیم بھی

عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ الرَّحِيْمُ

اور یہی صفاتی نام اللہ تعالیٰ نے بسم اللہ شریف میں رکھا یعنی اپنے صفاتی نام رحمٰن کے ساتھ محبوب کا صفاتی نام رحیم بھی شامل فرما دیا تو اس لحاظ سے صرف بسم اللہ شریف پڑھنے والوں کو اسم الٰہی کی برکتیں بھی مل جاتی ہیں اور اسم محمد ﷺ کی برکات بھی حاصل ہو جاتی ہیں یعنی دوہری برکتیں اور رحمتیں مل جاتی ہیں۔ لفظ محمد ﷺ

Marfat.com

کے معنی بھی وسیع تر ہیں کہ ساری تعریفیں جو بھی پاکیزگی کے دامن میں رہ کر کی جائیں وہ اسم محمد ﷺ میں سما جاتی ہیں کہ اس نام کی تعریف ہی یہ ہے کہ جو حدود و قیود سے ماورا ہے۔ تعریف کرنے والے کے تو ممکن ہے وہن و گمان کی حد ختم ہو جائے مگر سرکار مصطفیٰ ﷺ کے اسم گرامی کی تعریف کی کوئی انتہا نہیں کہ اس نام کی وسعت تو وہاں وہاں تک ہے جہاں تک اللہ رب والعزت کی خداتی ہے کیونکہ اس نے تو یہ نام اپنے نام سے جدا ہی نہیں کیا کلمۂ طیب میں بھی یہ نام اللہ کے نام کے ساتھ ہے اور ساتھ رہے گا۔ اہل محبت یہ بھی کہتے ہیں کہ اس نام محمد ﷺ میں دو میمیں ہیں اور ان دو میموں سے مراد یہ ہے کہ ازل سے قیامت تک جو کچھ وجود میں آئے گا اور جو نعمتیں انسانیت کو نصیب ہوں گی وہ حضور علیہ السلام کے اسم محمد ﷺ کی پہلی میم صدقہ ہے اور مابعد از قیامت جو نعمتیں جنتیوں کو ہمیشہ ہمیشہ ملتی رہیں گی وہ حضور ﷺ کے نام کی دوسری میم کا صدقہ ہیں، یعنی دینا ملی تو وہ بھی محبوب ﷺ کے صدقے اور آخرت کی نعمتیں ملیں گی تو وہ بھی محبوب ہی کے صدقے۔

ولادت سے لے کر بعث قیامت تک ساری کائناتوں میں اسم محمد ﷺ کی جلوہ گری ہے اور رہے گی مگر قیامت کے بعد آپ کو مقام محمود پر فائز کر کے اسم محمود یا تاج و شرف محمود عطا کیا جائے گا۔ ساری مخلوقات عالم سب اس دن جان جائے گی کہ یہ وہ محبوب ہے کہ جس کے لیے اللہ نے سارے جہانوں کی بزم کو سجایا اور اسی محبوب کے ظہور کے لیے آدم علیہ السلام کو تاج لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ عطا فرمایا پھر ظہور قدسی کے لیے انبیاء کو مبعوث فرمایا تا کہ وہ سب اس محبوب کی آمد سے انسانوں کو متوجہ کرتے رہیں مگر ہو سکتا تھا کہ کوئی دنیا میں رہ کر یا زندگی پا کر بھی اس محبوب کے نہ تو نام سے واقف ہو پاتا نہ ہی شان سے بہرہ ور ہوتا اس لیے قیامت کے دن تاج محمود پہنانے کے لیے رب کریم ساری مخلوقات کے سامنے خود اس محبوب کا ذکر کرے گا بس اسی لمحے کو اور اس مقام کو قرآن نے مقام محمود کا نام دیا ہے کہ جب اللہ رب والعزت کے ساتھ ساری کائناتیں اور ان کی ساری مخلوقات مل کر بیک زبان محبوب علیہ السلام کا ذکر کر رہی ہوں گی کیا شان ہے اس محمد ﷺ عربی کی کہ دنیا میں یہ نور اور محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ بن کر چمکتا رہا آسمانوں میں احمد کے نام سے جگمگاتا رہا اور رب قیامت کے دن تاج محمود پہن کر ساری مخلوقات کے سامنے اپنے حسن کے جلوے پھیلا رہا ہو گا کہ جس حسن کو دیکھنے کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام بھی آرزومند رہے اسی لیے کس نے کیا خوب کہا تھا کہ

ع حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

Marfat.com

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں بہت سے مقامات پر اپنے محبوب کی ذات کو اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے اور بہت سی جگہوں پر تو یہ بھی ارشاد فرما دیا کہ میرا کرنا اور محبوب کا کرنا ایک ہی ہے۔ ہم انشاء اللہ قرآن حکیم کی آیات کے حوالے سی حضور ﷺ کی عظمت بیان کریں گی مگر کئی آیات بینات میں گو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا نام واضح طور پر نہیں لیا مگر دراصل ان میں بھی شان مصطفیٰ ﷺ کا رنگ پنہاں دکھائی دیتا ہے۔ ہم ان کا ذکر بھی کریں گے۔ اسم محمد ﷺ کے معنی تو لامحدود ہیں مگر صرف حضور ﷺ کا ذاتی نام ہی برکتوں کی برکت ہے فرمایا گیا کہ اگر کسی کے گھر لڑکے پیدا ہوتے ہوں اور شیر خوارگی کے عالم میں فوت ہو جاتے ہوں تو وہ تہیہ کرے یا نیت کرلے کہ اب جو بچہ پیدا ہوگا اس کا نام وہ نام محمد ﷺ ملا کر رکھے گا اور پھر اس کی ولادت کے بعد اس کا نام حضور ﷺ کے نام کے ساتھ ملا کر رکھ لے تو اللہ تعالیٰ اسم محمد ﷺ کی برکت سے اس بچے کو زندگی عطا فرما دے گا اور ایسا واقعات سے ثابت بھی ہے۔ اس لفظ اور اسم محمد ﷺ کی برکت کا عالم یہ ہے کہ جو بندہ جتنا زیادہ حضور ﷺ کا نام لیتا ہے اتنا ہی زیادہ وہ خود برکتوں کا حامل ہو جاتا ہے اور صاحب عزت و وقار ہو جاتا ہے کیونکہ یہ نام بھی نور ہے اور جس کا یہ نام ہے وہ ذات خود نور خداوندی ہے۔

ع

کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے
تجلی تیری ذات کا سولسھو ہے
جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے
خالق نے اپنے نور کا جلوہ دکھا دیا
سب نور کو ملا کر محمد ﷺ بنا دیا
تعظیم جس نے کی ہے محمد ﷺ کے نام کی
اللہ نے اس پر آتش دوزخ حرام کی
محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی
کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

Marfat.com

قرآنی سورتوں کے حوالے سے شان مصطفیٰ ﷺ

سورۃ بقرہ

الم: آپ اس کے معنی جانتے ہیں۔قرآن حکیم کی سورۃ بقرہ کا آغاز حروف مقطعات سے ہوتا ہے فرمایا گیاالـم یعنی الف۔لام اورمیـم مفسرین کرام نے ان تین حروف میں بھی حرف میم سے مراد حضور ﷺ کی ذات کولیا ہے۔ان حروف کے بہت سے معنی کیے گئے مگر عام فہم اور بالاتفاق تمام مفسرین کرام اس بات پر متفق ہیں کہ ان میں الف سے مراد اللہ کا اسم گرامی ہے کیونکہ اللہ کا نام بھی الف سے شروع ہوتا ہے اور ل سے مراد مفسرین کرام نے حضرت جبرئیل امین کے اسم گرامی سے لی ہے اور میم سے مراد حضور علیہ السلام کے اسم محمد ﷺ کا اشارہ ہے۔یعنی الف لام میم سے عمومی مراد اللہ۔جبرئیل اور محمد ﷺ لی جاتی ہے مگر ہم ایک اور نکتہ یہاں پیش کریں گے کہ اس میں الف تو واقعتاً اسم اللہ ہی کی طرف اشارہ ہے مگر لام سے مراد صرف حضرت جبرئیل نہیں ہے بلکہ ہمارا ذوق ایمان ووجدان یہ کہتا ہے کہ اس سے مراد کلمۂ طیب کا پہلا جزو ہے یعنی لام خبر دیتا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے وہ معبود برحق ہے اور وہی معبود واحد ہے اور لاشریک ہے اس کے سوا کسی کی نہ بندگی جائز ہے نہ عبادت لائق وجائز ہے اور حرف میم سے مراد یہاں نام مصطفیٰ ﷺ سے مراد ہے اور یہ کلمہ طیب کا دوسرا جزو ہے یعنی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہ اللہ وہ ہے کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں تو گویا الف لام میم سے مراد اب یہ ہوئی کہ الف سے اللہ اور لام میم کلمۂ طیب کا مخفف ہے۔یعنی اس قرآن حکیم کے پہلے حروف مقطعات ہی دراصل اثبات توحید اور رسالت مصطفیٰ ﷺ کی خبر ہیں۔نتیجہ یہ نکلا کہ اس میم سے مراد بھی مصطفیٰ ﷺ کی ذات ہی ہے۔

آپ ذٰلِکَ الکتٰبُ ہیں

یہ سورۃ بقرہ کی پہلی آیت مقدسہ ہے اور اس کا معنی بڑا واضح اور صاف ہے اور ہر کوئی جانتا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ یہ وہ کتاب ہے۔یعنی ذٰلِک کا لفظ نزدیکی شئے کے اظہار یا اشارے کے لیے بھی بولا جاتا ہے اور فاصلے پر موجود شئے کے بارے میں یہ لفظ بولا جاتا ہے حالانکہ نزدیکی شئے کے لیے ھذا بھی بولا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے یہاں لفظ ذالک استعمال فرمایا جس میں حرف یہ بھی پوشیدہ ہے اور حرف وہ بھی پوشیدہ ہے تبھی تو اس

Marfat.com

کے معنی یہ بنتے ہیں کہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ اہل محبت اس سے مراد قرآن حکیم بھی لیتے ہیں اور ذات مصطفیٰ ﷺ کو بھی لیتے ہیں۔ تاجدار کائینات ﷺ کے بارے میں تمام مفسرین کرام یہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ذات برکات بھی قرآن ہے مگر یہ قرآن ناطق ہے اور اسی ذات مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں صدیقہ کائینات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کَانَ خُلُقُہُ القرآن یہ کہ محبوب ﷺ چلتا پھرتا قرآن ہیں۔ تو ھذا کا اگر مطلب لیا جائے تو مراد اس سے قرآن حکیم ہے اور اگر اس سے مراد وہ لیا جائے تو اس سے مراد ذات مصطفیٰ ﷺ ہے کہ یہ قرآن جو کتاب کی صورت میں ہر مسلمان کے پاس یا اس کے گھر میں موجود ہے یہ تو تمہارے پاس ہے مگر دراصل یہی کتاب وہ کتاب ہے جو غار حراء کی خلوتوں کو آباد کرنے کے بعد 23 سال تک مکے اور مدینے کی جگہوں میں تم سب کے سامنے جلوہ افروز رہی ہے۔ ہے تو یہ بھی کتاب اور تھی وہ بھی کتاب مگر وہ کتاب اب نظروں سے اوجھل ہو چکی ہے پر یہ کتاب تمہارے پاس موجود ہے یعنی یہ کتاب ہے وہ ذات ہے یہ پڑھے جانے والی کتاب ہے اور وہ دیکھے جانے والی کتاب تھی اس کی تلاوت ہوتی ہے اس کی زیارت ہوتی تھی اس کتاب کے پڑھنے سے قاری بنتے ہیں مگر اس کتاب کو پڑھنے والے صحابی بنتے تھے ہر کتاب کا ایک مقدمہ بھی ہوتا ہے اور پیش لفظ بھی اس طرح آقائے کریم علیہ السلام کی ولادت سے لے کر اعلان رسالت تک کی زندگی وہ آپ علیہ السلام کی ذات کی کتاب کا مقدمہ تھی کہ آپ نے اعلان سے پہلے ساری قوم کو صفا کے دامن میں اکٹھا کیا جس میں قوم کے تمام سربرآوردہ اور عام ذہین کے لوگ بھی شامل تھے یعنی انسانی فطرت کے ہر گوشے کی ترجمانی کرنے والا فرد وہاں موجود تھا تو آپ علیہ السلام نے پوچھا کہ بتاؤ تم میری ذات وصفات کے حوالے سے کیا کہتے ہو تو پھر ساری کی ساری گردنیں اس عظیم رسول کہ جبکہ ابھی اعلان رسالت نہیں فرمایا محض لبادۂ بشریت میں یہ ذات چھپی ہوئی تھی کے سامنے جھک گئیں کہ اے محمد ﷺ ہم نے آج تک تیرے جیسا عظیم اور بے مثال انسان روئے زمین پر دیکھا ہی نہیں بلاشبہ تو صادق ہے تو امین ہے۔ تو شفیق ہے تو کریم ہے تو نفیس ہے تو حسین ہے تو صاحب کمال و جمال ہے صاحب صفات ہے، تیری ہر ہر ادا بے مثل و بے نظیر ہے بلکہ ہم سب مل کر اس بات کا اعتراف واعلان کرتے ہیں کہ تو سرتا بہ قدم اپنی ذات وصفات میں لاریب ہے نہ تیری صفات میں کوئی شک ہے نہ تیری ذات میں کوئی شک ہے یعنی انہوں نے اپنے مشترکہ قول سے ثابت کر دیا کہ یہ چلتا پھرتا قرآن واقعتاً لاریب تھا اور قرآن بھی تو لاریب ہے اس لیے ہیں دونوں ہی کتابیں اور قرآن حکیم کا مقدمہ جس طرح سورت فاتحہ ہے اسی طرح مصطفیٰ ﷺ کی ذات اعلان نبوت سے پہلے اپنی ذات کا مقدمہ تھی اور اسی کتاب کے بارے میں حضرت اقبال نے فرمایا کہ

ع لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

Marfat.com

اور قرآن کی سطروں اور اس کے حروف کے پڑھنے سے فیض ملتا ہے لیکن یا رسول اللہ آپ کی ذات وہ ہے کہ جس کی نگاہوں سے فیض ملتا ہے

ع تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے

عقل غیاب جستجو عشق حضور ﷺ وا ضطراب

آپ ﷺ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہیں آپ ﷺ ہی ہدایت کا چراغ ہیں

سورہ بقرہ میں ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْ کے بعد هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ کے الفاظ آتے ہیں جن کا مطلب ہے کہ صاحبان تقویٰ کے لیے باعث ہدایت ہے۔ یعنی یہ کتاب ڈر والوں کو ہدایت عطا کرتی ہے حالانکہ قرآن پاک تو هُدًى لِّلنَّاسِ بھی ہے یعنی تمام انسانیت کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے یہ اپنے ماننے والوں کو توفیق عطا کرتا ہی ہے مگر یہ رحمت کی وہ بارش ہے کہ یہ نہ ماننے والوں کو بھی محروم نہیں کرتی انہیں بھی انسانی فطرت کے مختلف گوشوں کے متعلق اور کائینات کے رموز واسرار اور اس کے جملہ بھیدوں سے آگاہ کرتی ہے۔ اس میں چونکہ ہر چیز کا بیان موجود ہے اس لیے یہ ہر ایک کی راہنمائی کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی خاص انسان کے لیے تخصیص نہیں فرمائی ہاں فرق یہ ہے کہ نبی آخر زماں تاجدار ختم نبوت ﷺ کی امت اس سے روحانی اور آخرت کی کامیابی کا فیض بھی حاصل کرتی ہے جبکہ اسے دل سے نہ ماننے والے اس سے امتیازی ترقی کے راز تلاش کر کے کامیاب ہوتے ہیں مگر فیض یاب بھی ہوتے ہیں اور یہی صفت مصطفیٰ ﷺ کی ذات کی کتاب کی بھی ہے کہ اپنے تو فیض یافتہ ہوتے ہی تھے مگر اس پیکر رحمت سے اس کو نہ ماننے والے بھی محروم نہ رہتے تھے وہ بھی حضور ﷺ کی باتوں پر اپنی اپنی نجی محفلوں میں غور کرتے اور انہیں سچ مانتے مگر چونکہ یہاں قرآن نے فرمایا کہ یہ کتاب صاحبان تقویٰ کے لیے باعث ہدایت ہے تو یہاں تقوے سے مراد ماننے والے ہیں اور ماننے والوں میں بھی وہ ہدایت یافتہ ہو جاتے ہیں کہ جنہیں یوم آخرت میں اپنے اعمال کی جوابدہی کا خوف ہے۔ اور جنہیں اس بات کی مطلقاً پرواہ نہیں وہ مسلمان اور مومن ہو کر بھی بے ہدایتے ہی رہتے ہیں وہ رفعتوں کی منزلیں طے نہیں کر سکتے اگر ہم یہاں لفظ تقوے سے مراد ادب لے لیں تو بھی مطلب واضح ہو جاتا ہے کہ تقوے کا دوسرا نام ادب ہے اور قرآن اپنے ماننے والوں کو بھی تب ہی ہدایت عطا کرتا ہے جب وہ اس کا ادب کریں اس کو زندہ کتاب سمجھیں اور اس کو پڑھتے وقت یہ سمجھیں کہ وہ تو قرآن کے حروف کو دیکھ ہی رہے ہیں مگر قرآن کے حروف بھی اسے دیکھ رہے ہیں، اور یہ بھی بات یاد رہے کہ ادب کا پہلا زینہ فرماں برداری ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ جو قرآن کو پڑھ کر اس پر عمل نہ کرے بلکہ اس کے احکامات کی نافرمانی کرے وہ متقی نہیں ہے محض اسے ماننے والا اور پڑھنے والا

Marfat.com

ہی ہے ہاں جنہوں نے اسے تقوے اور اخلاص کی چاشنی کے ساتھ پڑھا وہ وقت کے راہبر بن گئے۔ راہنما بن گئے۔ قائد بن گئے عظیم بن گئے اسی لیے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام تمام صحابہ میں سب سے منفرد اور اونچا ہے کہ انہوں نے تقوے کی انتہا کر دی اور تقوے کی انتہا سے مراد ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہا ہے اس لیے وہ متقیوں کے باپ بھی بنے اور صدیقوں کے قائد بھی بنے اور ہدایت چونکہ کسی ہادی سے ملتی ہے اس لیے قرآن اپنے معنی کے اعتبار سے ہادی بھی ہے اور تبھی تو یہ ہدایت فراہم کرتا ہے تو قرآن بھی ہادی اور ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہادی۔ قرآن حکیم کتابوں میں سے عظیم کتاب ہدایت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات تمام انسانوں میں سب سے بڑی ہادی اور قائد ہے تو در پردہ قرآن نے اپنے صاحب کو بھی ہادی قرار دیا ہے اور اس میں شک بھی کسی کو نہیں تو اہل محبت کے لیے سورۃ بقرہ کے یہ الفاظ ھدیٰ سے مراد ذات برکات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جو ہادیوں کے ہادی ہیں اور یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لیے مخصوص ہے۔ اس ہادی اعظم کی محبت سے فیض یافتہ ہو کر عرب کے وہ غیر مہذب لوگ کہ جو پتھروں کی پوجا میں اپنی مثال آپ تھے اور انسانیت ان کی حرکات سے شرمسار تھی کہ اب یہ فخر انسانیت بن گئے خود جو راہ گم گشتہ تھے اوروں کے راہبر بن گئے۔ لوٹنے والے خود لٹانے والے بن گئے دلوں میں پتھروں جیسی تاثیر رکھنے انسانوں کے لیے رحمت کے شجر سایہ دار بن گئے جو خود شناس بھی نہ تھے وہ خدا شناس بن گئے جو اپنی بکریوں کی حفاظت بھی صحیح طریقے سے نہیں کرتے تھے اب ان گنت انسانوں کے محافظ بن گئے جو گل و گلزار کی لطافتوں سے بے خبر تھے وہ چلتے پھرتے چمن بن گئے جن کے دامن سدا کانٹے بھرے رہتے تھے ان میں محبت اور اخوت کے پھول مہکتے ہوئے نظر آنے لگے ان کی تہذیب پھر ساری تہذیبوں پر غالب آ گئی اور ان کا کردار پھر افق انسانیت پر چاند کی طرح اجالے بکھیرنے لگا۔ یہ انسانوں کی ایسی جماعت بنی کہ جن کا ثانی کوئی نہ تھا نہ ہے اور نہ قیامت تک کوئی ہو سکتا ہے کیا ہدایت ملی ان لوگوں کو یہ اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد بھی اپنی سیرت و کردار کی تابندہ ایسی داستانیں چھوڑ گئے کہ انہیں پڑھ کر آج بھی راہ گم گشتہ دل پر آ رہے ہیں اور آتے ہی رہیں گے۔ اس ہادی اعظم کی عظمت کو اور اس سے فیض یافتہ ہونے والوں کی عظمت کو سلام ہے۔

اس ہادی کی ہادیت سے مستفید ہونے والے فاروق اعظم منبر مسجد نبوی پر خطاب کے دوران رو پڑے اور فرمانے لگے کہ ایک وقت ایسا تھا کہ میرا باپ خطاب مجھے اونٹوں کی اچھی طرح دیکھ بھال نہ کرنے پر سزا دیا کرتا تھا اور آج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے فیض نے مجھے یہ عزت اور منصب عطا کر دیا ہے کہ میں وسیع براعظموں کے ان گنت انسانوں پر بطور امیر المومنین حکومت کر رہا ہوں اور ہر کوئی اپنے امیر کے تابع فرمان ہے پھر فرمانے لگے یہ سب کچھ اس ہادیٔ اعظم کی قدموں کی خیرات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے بارے میں قرآن حکیم میں ایک جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ

Marfat.com

''اے محبوب ﷺ بے شک آپ ہی صراط مستقیم پر ہیں بلکہ آپ کی ذات ہی صراط مستقیم ہے۔ جو آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہو گیا وہ ہدایت یافتہ ہو گیا یعنی ہدایت کا سرچشمہ بھی آپ ﷺ کی ذات ہے آپ کا ہر قدم صراط مستقیم پر ہوتا ہے اور ان نقوش پاء کی عظمت کو جبرئیل بھی سلام کرتے ہیں۔ آپ کا فرمان ہدایت آپ کا عمل ہدایت آپ کی ہر ادا ہدایت کے موتی اپنے اندر رکھتی ہے یعنی محبوب آپ آسمان ہدایت ہیں اور آپ کا قول و فعل ستاروں کی مانند ہے۔ آپ ہی سے ہدایت کی روشنیاں پھوٹتی ہیں اور جتنا جتنا کوئی آپ سے قریب ہوتا گیا اتنا ہی زیادہ وہ منبع ہدایت بنتا چلا گیا۔ اسی لیے حضرت علامہ اقبال نے کہا تھا

ع   بہ مصطفیٰ ﷺ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

آپ کی محبت سے فیض یاب ہو کر کوئی علم کا کوہ ہمالہ بن گیا اور کوئی ہدایت اور روشنی کا جبل احد بن گیا۔ سو قرآن کے اس فرمان یعنی ھدی لِلْمُتَّقِيْنَ سے مراد خالصتاً ذات حضور علیہ السلام ہے

مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ آپ ﷺ ہی اللہ کا کلمہ خاص ہیں

آپ ﷺ ہی اللہ کا کلمہ خاص ہیں:

سورۃ بقرہ کی آیت کریمہ نمبر 37 میں ارشاد رب العالمین ہے فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ کہ اس رب نے آدم علیہ السلام کو کچھ خاص کلمات عطا فرما دیے جن کی ادائیگی آپ کی زبان نے مبارک سے ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کو زمین پر اتار دیا گیا تو آدم علیہ السلام کم و بیش تین سو سال تک زمین میں روتے رہے اور گریہ زاری کرتے رہے آپ کے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے قرآن حکیم میں ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو آپ علیہ السلام کی گریہ زاری اور رقت پسند آ گئی اور پھر اس کو آپ پر ترس آ گیا تو اس نے آپ کو کچھ خاص کلمات القاء کر دیے ان کا ذکر تو قرآن میں اس طرح سے ہے کہ ''اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں معاف نہ فرمائے اور ہم پر رحم نہ فرمائے تو پھر ہم یقیناً بہت بڑے خسارے میں ہوں گے لہٰذا ہم آپ سے رحم کی خیرات مانگتے ہیں۔ یہ تو قرآن کے الفاظ کا ترجمہ ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے محبوب علیہ السلام کا اسم گرامی اور آپ کی آسمانوں پر شان کی کچھ جھلکیاں دکھا کر آپ کو وہ یادیں تازہ کروا دیں تو آپ کو یاد آیا کہ جب میں نے زندگی اور شعور کی آنکھ کھولی تھی تو ساق عرش پر اور جنتوں کی ہر شئے پر اسم اللہ کے ساتھ اسم محمد ﷺ لکھا ہوا تھا تو جب میں نے سوال کیا کہ اے میرے خالق و مالک یہ تیرے نام کے ساتھ کس کا نام لکھا ہوا ہے اور کیا تجھے یہ شخصیت بہت ہی عزیز ہے کہ اپنے نام

Marfat.com

کے ساتھ ہر جگہ اس کا نام لکھ دیا تو رب العزت نے فرمایا اے آدم علیہ السلام یہ اس محبوب کا نام ہے کہ اگر میں اسے پیدا نہ فرماتا تو تجھے بھی پیدا نہ فرماتا اور یاد رکھ لو کہ میں ساری تخلیقات اسی محبوب کی خاطر کی ہیں تو تم اچھی طرح اس نام کو یاد کر لو کیونکہ یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا تو جب آدم علیہ السلام کے دل پر ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادراک القاء ہوا تو انہوں نے اس نام کے واسطے سے بحضور حق تعالیٰ دعا کی جو اللہ نے قبول کر لی۔ آدم علیہ السلام نے توبہ کے وقت جو کلمات سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے بارے میں ادا کیے وہ یوں تھے

"یَارَبِّی اَن تَغْفِرْلِی بِحَقِّ مُحَمَّدٍ"

کہ اے میرے رب مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصدق سے معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ذات محمد کے تصدق سے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔ تو قرآن حکیم کے یہ الفاظ مِن رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ سے دراصل ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہے کیونکہ روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام اس دنیا سے رخصت ہونے لگے تو اپنے فرزند ارجمند حضرت شیث علیہ السلام سے فرمایا میں دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں مگر تمہیں ایک ایسا نسخۂ کیمیا بتاتا ہوں کہ اس کو یاد کر کے اور اس کا واسطہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کر کے جو دعا کرو گے وہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا تو انہوں نے آپ کو سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک بتا دیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ان پر درود بھی پڑھتے رہنا کہ اس میں برکت ہی برکت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصدق ومعروف ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 2 بقرہ کی آیت نمبر 89 میں ارشاد فرمایا

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

ترجمہ: "اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے وہ کتاب آ گئی جو ان کے پاس پہلے سے موجود کتابوں کی تصدیق کرنے والی تھی اور وہ بھی ایسا کہ جن کے وسیلے سے یہ کافروں پر فتح مانگتے تھے پر جب یہ جانا پہچانا آ گیا تو، انہوں نے اسے ماننے سے انکار کر دیا پس نہ ماننے والوں یعنی کافروں پر اللہ کی لعنت ہے"۔

یہ آیت کریما بھی شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مظہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب اپنے قوم کو اپنے

Marfat.com

آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے اکٹھا کر کے یہ بشارت دی کہ میرے بعد اسم احمد کے نام والی جو شخصیت آ رہی ہے وہ رسول اعظم ہوگا بشیر و نذیر ہوگا بس تم ان کا دامن پکڑ لینا نجات پا جاؤ گے تو یہود و نصاریٰ آخر الزماں نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آمد کے منتظر تھے اور یہودیوں اور عسائیوں کا مصر و فلسطین سے مکے کے گرد و نواح میں آ کر آباد ہونا بھی دراصل حضور علیہ السلام کی اس جگہ آمد کے سلسلے میں تھا وہ جانتے تھے کہ آپ علیہ السلام کی ولادت اسی سرزمین پر ہوگی مگر بدقسمتی سے ان کے ذہن میں یہ بات راسخ ہو چکی تھی کہ حضور علیہ السلام کی آمد بنی اسرائیل ہی کی کسی شاخ میں ہوگی یعنی وہ اہل یہود میں ہوں گے مگر جب انہیں اپنے علم سے پتہ چل گیا کہ سرکار مصطفیٰ ﷺ بنو ہاشم کی خاندان میں تشریف لا چکے ہیں تو وہ نبوت کے یہودیوں کے خاندان سے نکل جانے پر دل برداشتہ ہو گئے اور محض ہٹ دھرمی کی بنا پر انہوں نے حضور ﷺ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ حضور علیہ السلام سے بن دیکھے محبت کرتے تھے اور حضور ﷺ کی نبوت کا واسطہ دے کر اللہ کی بارگاہ سے جنگوں میں فتح مانگتے تھے اور اللہ تعالیٰ انہیں اسم محبوب ﷺ کے وسیلے کی برکت سے فتح عطا بھی کر دیتا تھا مگر جب حضور آ گئے تو انہوں نے آپ کی رسالت سے انکار کر دیا اور صرف انکار ہی نہ کیا بلکہ آپ علیہ السلام کی مخالفت شروع کر دی۔

اللہ تعالیٰ نے تمام کتب سابقہ میں اپنے محبوب علیہ السلام کا تذکرہ اس طرح فرمایا ہوا تھا کہ سب نبی اور پھر آگے سے ان کے صاحب ذوق اور صاحب علم امتی حضور علیہ السلام کی ذات و صفات سے واقف ہی نہ تھے بلکہ ہر ہر ادا سے مانوس تھے حتیٰ کہ ان کے نبیوں نے ان کو حضور علیہ السلام کی گفتار و رفتار کے انداز سے بھی آگاہ کیا ہوا تھا بلکہ حضور ﷺ کے مسکرانے تک کے طریقے سے بھی انہیں اچھی طرح مانوس کر رکھا تھا تبھی تو حضور ﷺ کے اسم گرامی کا واسطہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کر کے فتح مانگتے تھے اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے کتاب کا ذکر بھی کیا ہے اور صاحب کتاب کا ذکر بھی کیا ہے اور سابقہ کتب کا ذکر بھی کیا ہے کہ یہ محبوب ﷺ ان سابقہ کتابوں کی تصدیق بھی فرمانے والا ہے تو اس سے ایک تو مصطفیٰ ﷺ کی شان عرفیت ظاہر ہوئی کہ کائنات انسانیت میں ایک ہی ہستی ایسی تھی کہ جن کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہی ان کے اتنے چرچے تھے کہ ہر اہل دل سوچتا تھا کہ جس محبوب کے بن دیکھے اتنے تذکرے اور چرچے ہیں اس کے ظہور کے بعد اور حسن جہاں آرا کے ظاہر ہو جانے کے بعد دیکھنے والے اور خصوصاً آپ کو ماننے اور محبت کرنے والوں کا عالم کیا ہوگا۔

ع بن دیکھے فدا ہے ہر کوئی
دیدار کا عالم کیا ہو گا

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آسمان پر صرف ملائیکہ سے آپ علیہ السلام کا تذکرہ کیا

Marfat.com

کہ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَه کہ میں زمین پر اپنا ایک نائب مقرر کرنا چاہتا ہوں مگر اپنے محبوب کے بارے میں صرف فرشتوں کو ہی نہیں بتایا بلکہ ساری کائیناتوں کی ساری اشیاء کو بتا دیا کہ میرا آنے والا محبوب اس شان کا ہوگا تو یہاں یہ کہنے میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ جو شان عرفیت اللہ نے اپنے محبوب کو عطا فرمائی اس نے کسی کو آپ سے پہلے عطا فرمائی نہ آپ کے بعد کسی کو عطا فرمائے گا۔

آپ ہی کو اللہ نے شان فتح یا فاتحیت عطا فرمائی کہ ابھی آپ کی ذات کا ظہور بھی نہیں ہوا مگر آپ سے محبت کرنے والے آپ کے نام کے وسیلے سے محاذوں پر فتح حاصل کرتے تھے یہ اعزاز بھی صرف محبوب علیہ السلام ہی کو حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کا تذکرہ تو سابقہ کتابوں میں کیا ہی تھا مگر اس محبوب کو ایک اور خصوصیت سے متصف فرمایا کہ آپ علیہ السلام کو تمام سابقہ کتب کا علم بھی عطا فرما دیا یعنی قرآن پاک میں آپ کے بارے میں لفظ مصدق جو بار بار آیا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ تورات زبور وانجیل کے حافظ بھی تھے بلکہ ان میں جتنی جتنی آیات بینات تھیں ان کے باطنی معنوں اور اسرار و رموز سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واقفیت تھی کہ محض حافظ ہو جانا تو کوئی بڑی بات نہیں گرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا حافظ اس زمانے میں روئے زمین پر کوئی موجود نہ تھا مگر اس سے بڑھ کر شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے باطنی معنی بھی معلوم تھے اور ان سب کتابوں کی تمام آیات کی شان نزول بھی معلوم تھی۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ شانیں عطا نہ کی جاتیں تو آپ مصدق نہیں کہلوا سکتے تھے مگر قرآن نے آپ کو مصدق قرار دے کر یہ ثابت کر دیا کہ یہ محبوب سابقہ علوم کو بھی جانتا تھا اور آئیندہ جو کچھ ہونے والا ہے ان سے بھی واقف ہے تبھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ماننے والے جانثاروں کو جنتوں کی بشارتیں عطا فرمائیں۔ یہودیوں نے کئی مرتبہ زمانہ ماضی کے بارے میں سوالات پوچھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو جوابات عطا فرما دیئے اور جہاں تک آئیندہ آنے والے زمانے کی باتوں کا تعلق تھا تو صرف ایک ہی مثال سے پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ السلام سے کوئی بات نہیں چھپاتا کیا حضور علیہ السلام نے غزوہ بدر کے میدان میں اپنی چھڑی سے کافروں کی موت کی جگہ پر نشانات نہیں لگائے تھے۔ آپ نے جس جس جگہ نشان لگایا ہر کافر کہ جس جس کا نام آپ نے لیا عین اسی جگہ واصل جہنم ہوا یعنی یہ بھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مصدق ہی کا ایک پہلو ہے کہ جو کہہ دیا وہ حق اور سچ ثابت ہوا۔

یہاں ایک اور نکتے کی طرف ہم اشارہ کر دیں کہ قرآن حکیم میں یہ پہلی آیت ہے جس میں اللہ نے لفظ لعنت استعمال کیا ہے اور یہ کلمۂ شدت ہے کہ محبوب کی ذات کے بارے میں سب کچھ جانتے ہوئے بھی جو روگردانی کرے اس پر رب کی لعنت ہے تو آج بھی جو بندہ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیان کرنے میں بخل سے کام

1C1904

Marfat.com

لیتا ہے اور امتی ہو کر حضور ﷺ کے ذکر سے گریز کرتا ہے وہ کس صف میں شمار ہوتا ہے وہ خود سوچ لے کہ ان کا مقام رب کائینات کی بارگاہ میں کیا ہے جو محبوب علیہ السلام پر نعت خوانی کو بدعت کہے اور میلاد تک کو منانے سے منع کرے وہ کیسا امتی ہے اور کیا محبّ ہے۔ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ جو بندہ حضور علیہ السلام کی اطاعت نہ کرے وہ حضور ﷺ سے محبت کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے تو یہ سوچ ہی بڑی طفلانہ ہے اور اس کی وضاحت ہم یوں کریں گے کہ اولاد اپنے ماں باپ کی ہر بات نہیں مانتی وہ ان کی اکثر اوقات نافرمانی کر جاتی ہے لیکن ان کی کسی بات کو نہ ماننے سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ انہیں اپنی ماں سے یا باپ سے محبت نہیں ہے اطاعت کے ساتھ مشروط نہیں ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی محبت کو قبول فرماتا ہے کیونکہ

ع محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

جو حضور ﷺ کے علم کے سمندروں اور وسعتوں کے سامنے سرنگوں کر کے یہ اعتراف کرے کہ آقائے کریم بحر والعلوم ہیں تو جان لیجئے کہ یہ عقیدہ محبت رسول کے تحت ہے اور اس کا اظہار ہے اور جو حضور ﷺ کے علوم پر بحث کرے اس کی محبت مشکوک ہے سو آیئے رب کی رحمت حاصل کرنے کے لیے محبوب کی محبت کو روح کی گہرائیوں میں اتار لیں محبت ہی سے اطاعت کا ذوق بھی پیدا ہوتا ہے۔

قرآن آپ کے قلب پر اُتارا

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِکَ تو اس نے اسے آپ قلب انور پر اتارا

"آپ کا قلب انور ہی مہبط وحی ہے"

تو اس نے اسے آپ قلب انور پر اتارا۔ سورۃ بقرہ کی آیات نمبر 97 میں اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا الفاظ اپنے محبوب کے بارے میں فرمائے کہ یہ قرآن عظیم۔ اے محبوب علیہ السلام ہم نہ آپ کے قلب اطہر پر اتارا اور اس سے پہلے اسی آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا کہ یہ جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے سے آپ کے قلب اطہر پر نازل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محبوب کے دل کو خود اپنی جلوہ گاہ بھی بنایا ہے اور اسے مرکز و محور قرآن بھی بنایا ہے۔ حضور علیہ السلام کی وسعت قلبی کا اندازہ لگا لیجئے کہ قرآن کی ایک آیت کو ہی سنبھالنا مشکل ہے چہ جائیکہ سارے کا سارا قرآن حضور ﷺ کے قلب انور پر نازل ہوا اور صرف نازل ہی نہیں ہوا بلکہ حضور ﷺ کے قلب انور کو قرآن کی حکمتیں اور معرفتیں بھی عطا کی گئیں یعنی قلب انور مصطفیٰ ﷺ حکمت کا سمندر بھی ہے اور اس لحاظ سے تاجدار کائینات علیہ السلام سب سے بڑے مفسر قرآن بھی ہیں کہ محبوب سے بڑھ کر قرآن کو سمجھنے والا کوئی نہیں۔ تاجدار

Marfat.com

کائینات ﷺ کو حروف مقطعات کی مکمل معرفت حاصل ہے اور نہ صرف آپ کو یہ خزانہ ملا ہے بلکہ اتنا وافر مقدار میں رب کریم نے عطا کیا ہوا ہے کہ حضور ﷺ اپنے سینے اور قلب انور سے اسی معرفت کے فیض کو جتنا چاہیں اپنے کسی بھی امتی کو عطا فرما دیں اور سرکار نے مدینہ طیبہ میں اپنے صحابہ کرام کو اپنی محبت کے فیض سے علم و حکمت کے چلتے پھرتے پہاڑ بنا دیا اس لیے فرمایا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس قرآن کی حکمتوں کو سمجھنے والے مفسر ہیں اور اگر حضرت عبداللہ ابن عباس کی قرآن فہمی کا عالم یہ تھا تو صحابہ کے امام جناب صدیق اکبر اور فاروق اعظم کی قرآن فہمی کا عالم کیا ہوگا۔

قلب اطہر مصطفیٰ ﷺ کی وسعت اور اس کی گہرائی کا اندازہ اس سے لگائیے کہ اللہ رب العزت نے اپنے کلام کے بارے میں ہی ارشاد فرمایا کہ سورۃ 59 حشر آیت نمبر 21

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

”(اگر ہم اسے کسی پہاڑ پر نازل کر دیتے تو وہ اللہ کی خشیت سے ریزہ ریزہ ہو جاتا)“

مگر قلب مصطفیٰ ﷺ اس عظیم الشان کلام کو اپنے دل میں جذب کرتا رہا اور معمولات زندگی بھی جاری رہے۔ حضور ﷺ غار حرا کی خلوتوں کو جگمگا کر مکے کی وادیوں میں جب اس کا نور پھیلانے لگے تو پھر کیا کیا کچھ نہیں ہوا۔ سارا زمانہ حق کی صدا سن کر ایک طرف ہو گیا اور تاجدار مدینہ ﷺ اکیلے ایک طرف کھڑے ہو گئے یعنی سارے جہان کا باطل ایک ہی حق کے بندے سامنے آ کر جمع ہو گیا مگر ان ساری کارستانیوں کو دیکھ کر حضور علیہ السلام کی جبین نور پر خوف کی وجہ سے پسینے کا ایک قطرہ بھی نمودار نہ ہوا بلکہ لبوں کی ملکوتی مسکراہٹ بڑھتی چلی گئی یہ قلب اطہر کی وسعت اور مضبوطی ہی تو تھی کہ ایک لمحے کے لیے بھی کسی نے آپ کے چہرہ انور پر گھبراہٹ کا اثر نہ دیکھا۔

آپ کا دل مضبوط کر دیا گیا

پھر اسی قلب مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 25 فرقان کی آیت نمبر 32 میں ارشاد فرمایا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً. كَذٰلِكَ. لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا

ترجمہ: ہم نے یونہی بتدریج اسے اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کر دیں“ اور ہم نے اسے ٹھہر کر پڑھا۔

دراصل اس آیت کریمہ کا پس منظر یہ ہے کہ کافروں نے حضور علیہ السلام سے یہ کہا کہ آپ کے رب نے

Marfat.com

یکبار یعنی ایک ہی دفعہ قرآن سارے کا سارا آپ پر نازل کیوں نہیں کر دیا اور یہ سورتوں اور مختلف آیتوں کی صورت میں کیوں اترتا ہے تو حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے ذریعے بتا دیا کہ محبوب اصل وجہ یہی ہے کہ آپ کا قلب انور اسے برداشت کر سکے۔ مقصود یہاں بھی حضور علیہ السلام کی دل جوئی ہے کہ ذرہ برابر بھی کسی قسم کا بوجھ محبوب کے لطیف قلب پر نہ پڑے تو گویا دل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخزن قرآن بھی ہے۔ محور قرآن بھی ہے۔ مرکز قرآن بھی ہے گنجینہ قرآن بھی ہے اور خزینۂ قرآن بھی ہے۔ کتنا خوش نصیب ہے وہ دل کے جسے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر کا فیض نصیب ہو جائے اور جسے ہو جاتا ہے وہ پھر عام انسانوں کی صف سے بہت اوپر اٹھ کر جہاں گیر ہو جاتا ہے اس کے قلب کی وسعت میں زمینوں آسمانوں کی وسعتیں سما جاتی ہیں۔ ایسا بندہ بیٹھا تو زمین پر ہوتا ہے مگر اس کی نگاہوں کی وسعت اسرار فلک کو بھی تلاش کر لیتی ہیں۔ وہ ملائیکہ کا مشاہدہ بھی کرتا ہے اور زمینوں کی گہرائیوں میں چھپے ہوئے خزانے بھی دیکھ لیتا ہے اس کی روحانی پرواز چھوٹی موٹی حدوں کو خاطر میں نہیں لاتی وہ ملکوتی صفات کا مالک بن جاتا ہے۔ اپنے محبوب علیہ السلام کی شان رسالت اور شان مصدق کو اللہ نے پھر سے سورۃ بقرہ ہی میں بیان فرمایا اور انداز وہی ہے کہ جو پہلے والا تھا۔ کفار کی رسولوں سے دشمنی کوئی ڈھکی چھپی بات تو تھی نہیں بلکہ وہ نہ صرف یہ کہ نظریاتی دشمنی کرتے تھے وہ انبیاء کو شہید بھی کر دیتے تھے ان کا تو معاملہ ہی جدا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو بھی کفار ہی میں شامل فرمایا ہے کہ جو نبیوں کو مان کر بھی صرف محمد عربی ہی کو نہیں مانتے تھے ارشاد باری تعالیٰ ہے سورۃ نمبر 2 بقرہ آیت نمبر 101

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: اور جب ان کے پاس تشریف لایا اللہ کی طرف سے ایک رسول ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتا ہوا تو کتاب والوں میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دی گویا وہ کچھ علم ہی نہیں رکھتے"

اس سے قبل جس آیت کریمہ کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں حضور علیہ السلام کے تصدق واسطے یا وسیلے کی بات اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرماتی کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بن دیکھے واسطہ ڈالنے والا بھی محروم تمنا نہیں رہتا اور جب محبوب کی آمد سے پہلے لوگ واسطہ ڈالتے تھے تو ماننے والوں کے لیے تو وسیلۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدرجہ اولیٰ جائز ہوا بلکہ قرآن کی حکمت کی رو سے تو واجب ہوا تو پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کی بات تھی اب یہاں کتب کی بات ہے کہ یہ کتاب ساری کتابوں کو مجموعہ ہے یعنی یہ نچوڑ ہے سابقہ کتب کا۔ تو اگر اس کتاب الٰہی یعنی قرآن حکیم میں انہی

Marfat.com

کی کتب کی باتیں ایک نئے انداز سے دھرائی گئی ہیں تو یہ لوگ پھر اس رسول پر اور اس کی کتاب پر ایمان کیوں لاتے اور یہ محض عذر ہے ہٹ دھرمی اس کی کوئی عقلی یا علمی دلیل نہیں ہے تو اگر یہ رسول کو مان لیتے اور پھر میرے محبوب کی زبان سے قرآن حکیم سنتے تو پھر انہیں فیض رسالت نصیب ہوتا اور ان کے دل دن کے اجالے کی طرح روشن ہو جاتے مگر انہوں نے تو صرف مخالفت برائے برائے مخالفت کا وطیرہ اپنائے رکھا اور کبھی دل کی آنکھوں سے میرے محبوب کو دیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی اگر یہ ایسا کر لیتے تو پھر پتہ چلتا کہ عظمت مصطفیٰ ﷺ اور عظمت قرآن کیا ہے۔ تو یہ آیت کریمہ بھی دراصل حضور ﷺ کی شان ہی کی مظہر ٹھہری۔ سورۃ بقرہ ہی میں اللہ رب العزت نے ایک اور انداز سے اپنے محبوب علیہ السلام کی شان بیان فرمائی۔

آپ سے نظر کرم کی التجاء

آپ نظر کرم فرمانے والے ہیں:

اللہ رب العزت کو محبوب کی شان و عظمت اتنی عزیز ہے کہ اس نے الفاظ پر بھی قابو پانے کا امت مصطفیٰ ﷺ کو قرآن کے ذریعے حکم دے دیا کہ براہ راست اشارہ کر کے یا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر محبوب کی بارگاہ میں بات کرنا تو بڑی دور کی بات ہے تم الفاظ بھی ایسے استعمال نہ کرو جس میں محبوب علیہ السلام کی شان میں کسی کمی کا احتمال یا شائبہ بھی نظر آتا ہو ارشاد ہوتا ہے سورۃ نمبر 2 بقرہ آیت نمبر 104

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَقُولُوا۟ رَٰعِنَا وَقُولُوا۟ ٱنظُرْنَا وَٱسْمَعُوا۟ وَلِلْكَـٰفِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ

ترجمہ: ”اے ایمان والو راعنا مت کہو بلکہ کہو کہ حضور ﷺ ہم پر نظر کرم فرمایئے بلکہ (بہتر ہے) پہلے کسی سے غور سے سن لیا کرو اور کافروں کے لیے تو بہت ہی دردناک قسم کا عذاب ہے“۔

اس آیت کریمہ کا پس منظر یہ ہے کہ اہل یہود لفظ راعنا اپنے ملازموں کے بارے میں استعمال کرتے تھے یہودیوں کی زبان اور ان کی فطرت سے حضرت سعد ابن معاذ بہت اچھی طرح واقف تھے۔ صحابہ کرام سرکار مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور حضور ﷺ گفتگو فرما رہے ہوتے تو ان کی سمجھ میں بعض اوقات حضور ﷺ کی زبان اقدس سے نکلا ہوا کوئی ایک لفظ سمجھ میں نہ آتا یا بشری تقاضے کے تحت وہ سن نہ سکتے تو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بعد ادب و احترام عرض کرتے کہ حضور ﷺ راعنا یعنی کچھ رعایت عطا فرمایئے اور یہ لفظ دوبارہ ارشاد فرما دیجئے۔ اللہ تعالیٰ بھی ظاہر ہے سب کچھ دیکھ رہا ہوتا مگر صحابہ کی آسانی اور دل جوئی کے لیے ابھی اللہ تعالیٰ ان کی اس طرز عمل یعنی حضور ﷺ سے دوبارہ لفظ دھرانے کے عمل کو نظر انداز فرما رہا تھا کہ ایک

Marfat.com

دن حضرت سعد بن معاذ نے بارگاہ رسالت میں عرض کر ہی دیا کہ حضور ﷺ آپ اپنے غلاموں سے فرمایئے کہ وہ کچھ پوچھنے کی خاطر لفظ راعنامت کہا کریں بلکہ اس کی جگہ کوئی لفظ بول لیا کریں کہ یہ لفظ یہودیوں کے ہاں کسی عزت والے کے لیے نہیں بولا جاتا۔ اللہ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے اس جان نثار کی بات کو انتہائی پسند فرمایا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو وحی دے کر بھیج دیا کہ جاؤ جا کر محبوب کو کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محبوب کی بارگاہ میں اب یہ لفظ ہرگز مت کہیں بلکہ اس کی جگہ یہ کہا کریں کہ یارسول اللہ ﷺ نظر کرم فرمایئے۔ واہ واہ سبحان اللہ کیا لطافت ہے اور کیا انداز محبت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کے بارے میں کوئی چھوٹا لفظ بھی گوارہ نہیں چہ جائیکہ کوئی کسی بھی پہلو سے محبوب کی برابری کرے اسی لیے اہل محبت اہل دل اہل عشق اہل آرزو اہل طریقت اہل تصوف اہل معرفت اور سچے اہل علم یہ کہتے ہیں اور مانتے ہیں کہ اللہ پاک نے محبوب کو بے سایہ بنایا۔ اور کیا ہی خوبصورت جملہ ہے'' کہ جسکا سایہ نہیں اس کا ثانی کہاں''؟ دوسرے معنوں میں یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے غلاموں کو یہ سمجھانا چاہتا تھا کہ جب تم میرے محبوب کی بارگاہ میں آؤ تو تمہارا جسم آنکھ اور کان بن جانا چاہیے بھلا کائینات میں میرے محبوب علیہ السلام سے بڑھ کر بھی کوئی اور چیز ہے کہ جس کی طرف تمہاری توجہ ہو جائے۔ میرے محبوب کی لطافت اور خوشبو کی تو جنت بھی خیرات مانگتی ہے اس لیے میرے محبوب کی بارگاہ میں لطافت اور توجہ کی انتہاؤں کے ساتھ بیٹھا کرو۔ میرے محبوب کے لبوں سے نکلنے والے ایک ایک حرف کو دنیا کی سب سے قیمتی متاع سمجھ کر اپنے قلب و جگر میں سمولیا کرو نہ محبوب کی ذات سے بڑھ کر دنیا میں کوئی ذات ہو سکتی ہے اور نہ محبوب کی بات سے بڑھ کر یا حسین یا ارفع و اعلیٰ کوئی بات ہو سکتی ہے۔ اس لیے اگر کوئی ایک آدھ لفظ سمجھ نہ آئے تو رعائیت فرمایئے نہ کہا کرو اس میں عام انداز گفتگو کا رنگ جھلکتا ہے ہاں کہا کرو نظر کرم فرمایئے بلکہ نظروں کی بھیک اور خیرات عطا فرمایئے بلکہ نظر کرم اٹھایئے اور ہمارے مقدر بدل دیجئے۔ کیونکہ یہ چشم مبارک تو وہ ہے کہ

ع جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

محبوب ﷺ حق لے کر آئے

آپ ﷺ حق لانے والے ہیں:

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 2 بقرہ کی آیت نمبر 119 میں ارشاد فرمایا

اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰکَ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا وَّ لَا تُسۡئَلُ عَنۡ اَصۡحٰبِ الۡجَحِیۡمِ

ترجمہ: بے شک اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کو بھیجا حق کے ساتھ بشارتیں عطا کرنے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر۔

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کے حق کی خود گواہی دی کہ یہ مت گمان کرو کہ یہ محبوب علیہ السلام اپنی طرف سے کوئی بات کہ دیتا ہے بلکہ اس کی زبان سے نکلا ہوا ہر حرف ولفظ درحقیقت خدا ہی کی طرف سے ہوتا ہے اور صرف حق سنانے کے لیے ہی نہیں بھیجا بلکہ یہ تو تمہیں خوشخبریاں عطا کرتا ہے یہ تمہیں مایوسیوں کے اندھیروں سے نکال کر امید کی وادیوں میں لے جاتا ہے اور زندگی کی تاریک راہوں سے ہٹا کر تمہیں روشن راستوں پر گامزن کرنے والا محبوب ہے ہاں یہ بات ضرور ہے کہ اس کی اتباع واطاعت کرو گے تو خوشخبریاں تمہیں نصیب ہو جائیں گی اور اگر اس محبوب کے دامن سے وابستہ نہ ہوئے اور پھر وابستہ ہو کر بھی اس کے اقوال و کردار کی شمعوں کو اپنے باطن میں روشن نہ کیا تو پھر یاد رکھو یہ تمہیں جہنم کے عذاب کا ڈر بھی سنانے والا ہے۔ اعمال صالحہ کرنے والوں کے لیے خوشخبری ہے جنتوں کی اور بد اعمال کرنے والوں کے لیے جہنم کے عذاب کی خبر ہے اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے کہ تم خوشخریاں اپنے دامن میں سمیٹ کر جنت کے مکین بننا چاہتے ہو یا ساری زندگی برایاں کما کر جہنم کا ایندھن بننا چاہتے ہو، اور یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ نور بھی انسان کے اندر موجود ہے اور نار بھی انسان کے اندر موجود ہے اسی انسان کے اندر گلشن خیر بھی ہیں اور شر کے ویرانے بھی موجود ہیں فیصلہ کرنا اس کے اپنے ہاتھ میں ہے کہ یہ کون سا راستہ اپنے لیے منتخب کرتا ہے۔ یہ محبوب علیہ السلام ہر بات کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے کیونکہ اس کے دامن کی وسعت کو کوئی پا ہی نہیں سکتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعائے خلیل ہیں

تاجدار کائینات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بارے میں بہت کچھ ارشاد فرمایا کہ میری حقیقت اور میری عظمت کیا ہے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بڑی محبت سے باتیں ارشاد فرمائیں اور اپنے خاندان بنی ہاشم کا تذکرہ جب بھی کیا بڑے وقار واحترام کے ساتھ کیا آپ نے ارشاد فرمایا حدیث مبارک کی رو سے کہ میں دعائے خلیل علیہ السلام ہوں اور میں بشارت عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی پیغمبرانہ بصیرت سے دیکھ لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے خاندان کو جو شرف بخشا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ جس محبوب کے لیے اللہ نے سارے جہان پیدا فرمائے وہ تاجدار کائنات آپ ہی کے خاندان سے ہوگا اسی لیے آپ نے اللہ تعالیٰ سے اسی رسول کی بعثت کی دعا کی سورۃ نمبر 2 بقرہ کی آیت نمبر 129 میں ارشاد ہوتا ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

ترجمہ: ''اے ہمارے رب ان میں مبعوث فرما ایک رسول ان ہی میں سے کہ (وہ) ان پر

Marfat.com

تیری آیات کی تلاوت کرنے اور انہیں تیری کتب یعنی قرآن مجید کی تعلیم سے مزین فرمائے اور انہیں حکمت عطا فرمائے اور ان کے نفسوں کو پاک کردے بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔''

پس منظر اس آیت کریمہ کا اور دعائے ابراہیمی کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام نے جب بیت اللہ شریف کی تعمیر مکمل کر لی تو دونوں باپ بیٹا بیت اللہ شریف کو مکمل حالت میں دیکھ کر بہت مسرور ہوئے کہ رب کریم نے ان سے کتنا بڑا کام لیا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام جانتے تھے کہ رب کریم اپنے شکرگزار اور فرماں بردار بندوں کو کبھی بھی مایوس نہیں کرتا اور ہم نے چونکہ اسی کے حکم پر اس کا گھر تعمیر کیا ہے اور ظاہر ہے وہ ہمیں اس کی مزدوری بھی عطا فرمائے گا کہ قانون فطرت بھی یہی ہے کہ جس سے کام لو اس کو مزدوری بھی دو۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے اپنی مزدوری کو بیت اللہ شریف کی تکمیل تک موقوف رکھا اور جب کام مکمل ہو گیا تو افلاک سے ندا آئی ابراہیم علیہ السلام تم نے ہمارا حکم مانا اور ہمارا گھر بنا دیا اب مانگ لو جو مانگنا ہے۔ یہی وہ لمحہ تھا کہ جس کے لیے ابراہیم علیہ السلام ساری زندگی امتحانات میں مبتلا رہے مگر زبان سے شکوے کا ایک حرف بھی ادا نہ ہوا بلکہ شکر کی نعمت بڑھتی گئی اور اب چونکہ وہ عظیم لمحہ آ چکا تھا کہ

ع کشادہ دست کرم جب وہ بے نیاز کرے
تو نیاز مند نہ کیوں عاجزی پر ناز کرے

یہ صدا آنی تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل کے ساتھ مل کر بارگاہ رب العزت میں ہاتھ اٹھا دیئے اور پھر عرض کی مولا ان لوگوں میں یعنی جو آنے والے لوگ اس گھر کے اردگرد آباد ہونے والے ہیں انہی میں سے اس رسول کو مبعوث فرما دے کہ جن کے صدقے تو نے مجھے آتش نمرود سے رہائی عطا فرمائی تھی اور ساری انجمن کائنات کو محض اسی کی جلوہ آرائی کے لیے پیدا فرمایا وہ رسول کہیں باہر سے نہ ہو بلکہ اسی وادئ غیر ذی زرع کو آباد کرنے والے عربی لوگوں میں ہوں اور صرف رسول ہی نہ ہوں بلکہ اس طرح کی صفات سے مزین ہو تا کہ سب سے پہلے تو وہ جب آئے تو ان لوگوں میں تیری کتاب کی تلاوت کرے۔ یعنی اے اللہ اسے کتاب دے کر بھیجنا صاحب کتاب ہو اور صاحب شریعت ہو بلکہ دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ ہی نبی صاحب قرآن ہو۔ اس کے ملکوتی لبوں سے ایک دفعہ جو تیری کتاب کی ایک آیت سن لے بس اس کا جہان قلب ہی بدل جائے اس کی اثر انگیزی اور دل نشینی ایسی ہو کہ اس کتاب کو قیامت تک کوئی جب بھی پڑھے اور چاہے لاکھوں بار پڑھے ہر بار پڑھنے میں اسے ایک نئی لذت نصیب ہو۔ پھر نہ صرف یہ کہ وہ خود اس کتاب کی تلاوت کرے بلکہ اس کی تعلیم ان لوگوں کو بھی دے کہ وہ بھی اس کے قاری بن جائیں۔ اور نہ صرف اس وادی یعنی مکے والے ہی اس کتاب کی تعلیم سے بہرہ ور ہوں

Marfat.com

بلکہ روئے زمین کا چپہ چپہ تا قیامت اس کے نور سے منور ہو۔ یعنی وہ محبوب انہیں قرآن کا عالم بھی بنائے انہیں قرآن فہمی بھی عطا فرمائے اور نہ صرف انہیں قرآن کے ظاہری عالم بنائے بلکہ قرآن کی حکمتوں کے نور سے بھی وہ کے سینوں کو منور فرمائے کہ وہ اس کے باطنی فیوض و برکات کے حامل ہو سکیں اور وہ آیات محکمات اور آیات متشابہات کو سمجھنے والے ہوں وہ قرآن سے حکمت کے موتی چن کر اوروں کو بھی لٹانے والے ہوں۔ اور پھر ان صفات سے بہرہ ور ہونے کے لیے ظاہر ہے رب کریم وہ تب ہی قابل ہو سکیں گے کہ جب ان کے من کے اندر استطاعت ہو گی کہ وہ حکمت قرآن کے موتیوں کو سنبھال سکیں تو اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ ان کے من کے برتن پاک وصاف ہوں سوائے پروردگار اس محبوب کو وہ نگاہ کیمیا بھی عطا فرمانا کہ وہ اپنی نگاہ سے زروں کو بھی افتاب بنا دے قطروں کو گوہر بنا دے راہ گم گشتہ لوگوں کو راہبر بنا دے اور امی لوگوں کو علم و حکمت کے چشمے اور دریا بنا دے اس کی بارگاہ میں غلام آئیں تو جہاں بانی کے گر جاننے والے بن جائیں بلکہ اوروں کی تقدیروں کو بھی نگاہوں سے بدلنے کے قابل ہو جائیں۔ حکمت کے یہی موتی تو تھے کہ جنہیں اپنے دامن میں مولا علی شیر خدا نے جب سمیٹا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے آقا علیہ السلام نے مجھے علوم کے جو سمندر عطا کیے ہیں اگر میں چاہوں تو ان میں چند قطروں کے فیض سے بسم اللہ شریف کے نکتے کی تفسیر لکھتے ہوئے میں کئی اونٹ کتابوں سے بھر دوں اللہ اکبر۔ جب غلاموں کی بصیرت اور حکمت کا عالم یہ ہے تو پھر آقا کی بصیرت و حکمت کا عالم کیا ہو گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا سے امت کو یہ سبق ملتا ہے کہ رب کریم کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں اس سے اس کی عظمت اور شان کے مطابق مانگو تو سب کے لیے مانگو اور اسلوب دعا بھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی سکھایا کہ اپنے ذات سے اوپر اٹھ کر دوسروں کے لیے رحمت و عنایت طلب کرو اسی لیے قرآن حکیم میں عموماً دعا کے لیے جمع کا صیغہ ارشاد فرمایا گیا جیسے کہ سورۃ فاتحہ میں ہے کہ اے اللہ ہم کو سیدھا راستہ عطا فرما یہاں یہ نہیں فرمایا گیا کہ مجھے سیدھا راستہ عطا فرما بلکہ فرمایا گیا ہم سب کو سیدھا راستہ عطا فرما۔ کیونکہ اسی اللہ کی بارگاہ میں کسی بھی خزانے کی کوئی کمی نہیں ہے۔ اس کی رحمت کا ایک چھینٹا ہزاروں لاکھوں کی تقدیر کو بدل دیتا ہے۔

ع رحمت دا دریا خدایا وگدا رہندا تیرا

اک قطرہ جے مل جائے مینوں کم بن جاندا اے میرا

گویا ابراہیم علیہ السلام نے قیامت تک اپنے محبوب بیٹے جناب تاجدار کائینات کی امت کا بھی خیال رکھا کہ وہ کسی بھی طرح محروم نہ رہیں اور رحمت خداوندی کے ساتھ اپنے اپنے دامنوں میں سمیٹتے رہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبغۃ اللہ ہیں

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کے بارے میں سورۃ نمبر 2 بقرہ کی آیات نمبر 138 میں ارشاد فرمایا

Marfat.com

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ

ترجمہ: مومنوں پر اللہ کا رنگ ہے۔ اور اللہ سے بہتر کس کا رنگ ہے اور ہم اس کی عبادت کرنے والے ہیں“

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے جو شانیں اور عظمتیں عطا فرمائی ہیں وہ سابقہ تمام امتوں سے اعلیٰ اور ارفع ہیں بلکہ جداگانہ ہیں۔ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے امت وسطیٰ بھی قرار دیا ہے اور بہترین امت بھی قرار دیا ہے اور اس امت کو اللہ تعالیٰ اپنی صفات کا رنگ چونکہ وافر مقدار میں عطا فرمانا تھا اس لیے اس نے اپنی رحمتوں سے نوازنے کے لیے پہلے اپنے محبوب علیہ السلام کو اپنی صفات کا مظہر بنایا پھر اپنے محبوب کے توسط سے یہ فیض حضور علیہ السلام کے امتیوں کو عطا فرمایا گویا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ایک دین کی صورت میں ایک مخصوص رنگ ہے جو ہر مسلمان میں نظر آنا چاہیے۔ اس رنگ سے مراد کوئی ظاہری رنگ نہیں نہ ہی کوئی خاص وردی ہے کہ جس طرح افواج وغیرہ یا سرکاری محکموں کے حکام کی وردیاں ہوتی ہیں اور وہ پہچانے جاتے ہیں کہ یہ فوجی ہے یا پولیس والا ہے اُمت مسلمہ چونکہ ایک جدا ملت ہے اس لیے اس کا مخصوص رنگ عبادت الٰہی ہے اور اس کا سب سے نمایاں رنگ اس کا کردار ہے۔ دراصل اسلام ہے ہی کردار کی عظمت کا دوسرا نام۔ اگر کردار ہی رب کریم کا پسندیدہ نہ بن سکے تو اس مسلمانی کا کیا فائدہ یہی کردار تو تھا کہ جس نے مصطفائے کریم علیہ السلام کو اعلان نبوت سے پہلے بھی پورے مکے میں سب سے جدا رکھا ہوا تھا۔ سب مکے والے آپ کو بے مثل و بے نظیر کہتے تھے۔ کیا دنیا کو اس بات کی آگاہی نہیں کہ آمنہ کا لال اعلان نبوت سے پہلے بھی اپنی ذات وصفات کے کمالات اور عظمت کردار کی وجہ سے صادق اور امین کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا سارا عرب آپ کی صداقت و امانت کی گواہی دیتا تھا یہ عظمت کردار دراصل اسی رنگ ربوبیت کا مظہر تھی کہ یہ کوئی عام آدمی نہیں بلکہ بندہ ہو کر مولا صفات ہے اور یہی مقصود ایمان ہے۔ اللہ رب العزت چاہتا ہے کہ اس کے رنگ میں اس کے محبوب کی امت رنگی جائے اور اللہ نے اپنی صفات کے رنگ اپنے محبوب کی ذات میں جمع فرما دیے۔ اللہ رحیم اور کریم ہے اور اپنی صفت رحیمی کا فیض اور رنگ اس نے اپنے محبوب کو عطا فرمایا تو آپ کو بھی رحیم اور کریم بنا دیا اور اعلان فرما دیا کہ یہ ساری کائیناتوں کے لیے رحمت ہے صرف اپنوں کے لیے نہیں بلکہ ہر ایک کے لیے بلا تخصیص رنگ و نسل یہ پیکر رحمت ہے اس کی رحمت کا دامن تو اتنا وسیع ہے کہ اس سے تو چوپائے بھی آ کر امان پاتے ہیں۔ اللہ نے سارے ہی ارفع اعلیٰ رنگ یعنی کردار کی ساری عظمتیں اپنے محبوب کو عطا فرما دیں کہ محبوب جو جو بھی تمہارے دامن کرم سے وابستہ ہوتا چلا جائے گا وہ بھی اسلام کے رنگ میں رنگ دیا جائے گا۔ جس طرح ایک بے رنگ کپڑے کو رنگ دیا جاتا ہے کہ سارا رنگ اس کے ہر ریشے میں سما جاتا ہے اسی طرح اللہ رب العزت کا منشاء ہی یہی ہے کہ محبوب کو

Marfat.com

ماننے والے مصطفیٰ ﷺ کے غلام بھی ایک ہی رنگ میں رنگیں جائیں۔ اقوام و ملل اور رنگ و نسل اپنی جگہ کالے گورے کمزور طاقت ور خوبصورت کم شکل عربی عجمی جہاں جہاں بھی کوئی ہو وہ ہوتا رہے مگر رنگ اسلام یہ ہے کہ

ع ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود ا ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

یہ ایک ہونا ہی رنگ اسلام ہے۔ یہودی اور نصرانی بھی من حیثیت والقوم یا امت اپنا ایک رنگ رکھتے ہیں مگر اہل اسلام سب سے جدا رنگ رکھتے ہیں۔ نصاریٰ اپنے بچوں کو پیدا ہونے کے بعد زرد رنگ میں غوطہ دیتے ہیں یا ان پر یہ رنگ چھڑکتے ہیں کہ وہ عیسایت کے رنگ میں رنگا جائے مگر مسلمانوں کے ہاں اس طرح کی کوئی ظاہری رنگ دینے والی بات نہیں ہے بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں آذان دینا اور اللہ اکبر کی صدا اور حضور علیہ السلام کی رسالت کا پیغام دینا یہ رنگ اسلام کا پہلا چھینٹا ہے جو بچے پر ڈالا جاتا ہے۔ اور پھر عمر کے ساتھ ہی رنگ انسان پر یعنی مسلمان پر گہرا ہوتا جاتا ہے اور اس کے کردار سے ظاہر ہونے لگتا ہے کہ یہ نبی آخر الزماں ﷺ کا ماننے والا یعنی مصطفیٰ ﷺ کا امتی ہے۔ اسی آیت کریمہ میں لفظ عابدون ارشاد فرما کر رب کریم نے یہ پیغام دیا کہ ہو مسلمان اور میری سچی بندگی اور اطاعت سے محروم رہے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور اگر کوئی ایسا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اسلام کے سچے رنگ میں پوری طرح رنگا ہی نہیں گیا اور ابھی اس پر رنگ کچا ہے اگر پکا ہوتا تو وہ پھر عابدین کی صف میں شامل ہو جاتا۔ مسلمان ہو اور عبادت گذار نہ ہو۔ مسلمان ہو اور تابع قرآن نہ ہو۔ مسلمان ہو اور تارک سنت مصطفیٰ ﷺ ہو۔ مسلمان ہو اور قول و فعل میں یہود و نصاریٰ جیسا ہو وہ صرف نام کا مسلمان ہے کام کا مسلمان نہیں ہے۔ اس کی مسلمانی کی کوئی اہمیت نہیں ہے کیونکہ رنگ اسلام اللہ اور مصطفیٰ ﷺ کی سچی اطاعت اور فرماں برداری سے ہی پکا اور پختہ ہوتا ہے۔ تو اسی آیت کریما سے بھی عظمت مصطفیٰ ﷺ اجاگر ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو رنگ چڑھا دینے والا محبوب بنایا اور اسی محبوب ﷺ کو ہر طرح کی صفات سے مزین فرمایا۔ مصطفیٰ ﷺ کی ذات مجموعہ کمالات ہے انسانی کردار کی عظمت کے سارے گوشے مصطفیٰ ﷺ کی ذات میں پنہاں ہیں یہ چشمۂ فیض جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ یہ کردار ہی تھا اور رنگ مصطفیٰ ﷺ ہی تھا کہ سرکار کے غلاموں نے فقیری میں بھی شہنشاہی کی برصغیر میں اولیائے کرام اور علمائے کرام نے اپنے افعال و کردار ہی سے بے شمار بت پرستوں کو توحید پرست بنا دیا دنیا والوں نے ان افراد کی ذات کے ایک ایک گوشے کو

Marfat.com

گہری نظر سے دیکھا اور انہوں نے انہیں ہر لحاظ سے یکتا اور اعلیٰ پایا تو ان کی دعوت پر ایمان قبول کر لیا۔ رنگ مصطفیٰ ﷺ کی ایک جھلک پرتھوی راج کے زمانے میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے کردار میں نظر آتی ہے کہ دشمن نے آپ کو راہ ہدایت سے ہٹانے کے لیے اوچھے سے اوچھے حربے استعمال کیے مگر مصطفیٰ ﷺ کے رنگ والے اس خاک نشین درویش کے قدم ہرگز نہیں ڈگمگائے بلکہ دشمن کی چالوں سے یہ رنگ نکھرتا گیا اور پھر ایک وقت ایسا آیا کہ اس مرد قلندر کے رنگ سے کم وبیش اسی نوے لاکھ ہندو مسلمان ہوئے اور اسلام ہندوستان کے گوشے میں جگمگانے لگا۔ یہ سب صبغۃ اللہ ہی کے کرشمے اور برکتیں تھیں۔

آپ ﷺ امت کے نگہبان ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 2 بقرہ کی آیت نمبر 143

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

ترجمہ: ''اور بات یہ ہے کہ ہم نے تمہیں یعنی امت مسلمہ کو سب امتوں سے افضل کیا تم دوسرے لوگوں پر گواہ رہو اور یہ رسول تمہارے گواہ اور نگہبان ہیں۔''

اللہ رب العزت نے تمام سابقہ امتوں پر امت مصطفیٰ ﷺ کو فضیلت و شرف عطا کیا اور اسے قرآنی اصطلاح میں امت وسطیٰ کا لقب عطا فرمایا کہ یہ امت دوسری تمام امتوں کے درمیان والی امت ہے قائدہ فطرت یہ ہے کہ درمیان والی چیز ہمیشہ اہم ہوتی ہے اس لیے اس امت کو اللہ تعالیٰ نے اہمیت عطا کی اور اسے سب سے مقدم قرار دیا۔ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے تمام مذاہب کے لوگوں پر گواہ بھی بنایا کہ اس امت کو تو ہم نے سچائی اور ایمان کے نور سے مزین کیا ہوا ہے یہ امت اس روشنی میں دوسرے لوگوں کا جائزہ لے کہ وہ کیا کرتے ہیں اور کس مقام پر کھڑے ہیں قیامت کے دن دوسرے لوگوں کے بارے میں حضور ﷺ کی امت کے لوگوں سے گواہی لی جائے گی مگر صد افسوس بلکہ افسوس در افسوس کہ جو امت مصطفیٰ ﷺ کے تصدق سے امت وسطیٰ قرار دی گئی وہ خود ہی گمراہ ہو گئی۔ آج عالم یہ ہے کہ ہم جو راہ دکھانے والے لوگ تھے خود ہی بھٹک چکے ہیں۔ ہم نے سرکار مصطفیٰ ﷺ کی ذات کو عملی طور پر اپنا راہ نما بنایا ہی نہیں بلکہ ہم یہود و نصاریٰ کی تقلید میں فخر محسوس کرتے ہیں انہی کی تہذیب کو انہی کی ثقافت کو اور انہی کی مصنوعی اقدار کو ہم اپنا چکے ہیں جبکہ ہمارے رسول محترم تو انبیاء کے بھی امام ہیں مگر امت اب امامت کی اہل نہ رہی۔ جس کا اپنا ہی کوئی کردار نہ ہو وہ دوسروں کے لیے باعث تقلید اور باعث روشنی کس طرح بنے گا۔ امت کو اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوقات کا گواہ بنایا اور پھر اپنے محبوب علیہ السلام کو سب پر گواہ اور

Marfat.com

نگہبان بنایا یعنی آخری گواہی محبوب علیہ السلام ہی کی ہوگی تو بالفاظ دیگر حضور علیہ السلام ساری مخلوقات اور بالخصوص نسل انسانی کے کردار و اقوال کے گواہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو یہ شان عطا فرمائی ہے کہ آپ ہمارے احوال سے واقف ہیں۔ گواہ کی تعریف تو اکثر لوگ جانتے ہیں کہ گواہی کسی کی قابل قبول ہوتی ہے گواہ کے لیے سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ وہ صاحب ہوش و خرد ہو۔ حاضر ہو۔ ناظر ہو اور صاحب فیصلہ و ادراک بھی ہو۔ تو اللہ پاک نے اپنے محبوب علیہ السلام کو ان صفات سے مزین فرمایا اور ساری امتوں پر گواہی کی شان عطا فرمائی۔ باطنی طور پر حضور علیہ السلام سب کے اور بالخصوص اپنی امت کے افراد کے اعمال سے واقف ہیں۔ یہ شان شاہدیت صرف محبوب علیہ السلام ہی کا خاصہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ان شانوں سے سرفراز فرمایا کہ جن کا عام آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا اسی لیے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ

ع تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو می بینی حسابم ناگزیر
از نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پنہاں بگیر

کہ اے پروردگار عالم تو تمام عالمین کا غنی ہے یعنی تیرے دست قدرت اور تیرے کرم کے محتاج سارے جہان ہیں تیری بارگاہ میں کسی بات کی کمی نہیں ہے بس میں تجھ بے نیاز سے ایک شئے مانگتا ہوں اور وہ یہ کہ مجھے قیامت کے دن میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آقا کی بارگاہ میں پیش مت کرنا کہ میں اپنے اعمال کی بنیاد پہ اس قابل ہی نہیں ہوں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامنا کر سکوں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی کے سامنے میں کس مونہہ سے جاؤں گا۔

کعبہ بھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی شان کو ایک اور پہلو سے سورۃ نمبر 2 بقرہ کی آیت نمبر 144 میں یوں ارشاد فرمایا۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ

ترجمہ: ہم دیکھ رہے بار بار تمہارا آسمان کی طرف چہرہ اٹھانا تو ضرور ہم پھیر دیں گے تمہیں اسی قبلہ کی طرف جس میں تمہاری رضا یعنی خوشی شامل ہے۔''

اس آیت کریمہ کا پس منظر یہ ہے کہ ہجرت مدینہ کے بعد سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس یعنی قبلہ اول

Marfat.com

کی طرف مونہہ کر کے نماز پڑھتے رہے تا کہ قبلۂ اول کی حرمت برقرار رہے اور اسے اور شرف نصیب ہو جائے تقریباً ڈیڑھ سال تک سرکار مصطفیٰ ﷺ ادھر رخ کر کے نماز پڑھتے رہے مگر دل میں خواہش یہی تھی کہ ہمارا قبلہ ہمارا رب اگر کعبۃ اللہ ہی کو مقرر کر دے تو کیا کہنا۔ حضور علیہ السلام کو ویسے بھی بیت اللہ شریف سے محبت تھی بلکہ بیت اللہ بھی حضور ﷺ سے محبت کرتا تھا۔ آج بھی مدینہ طیبہ میں مسجد قبلتین موجود ہے یہ آیت اسی مسجد کے متعلق ہے۔ حضور ﷺ تاجدار مدینہ کبھی کبھی آسمان کی طرف اپنا رخ انور کر کے کچھ دیر کے لیے اوپر دیکھتے رہے مگر صحابہ کے سامنے کسی بات کا اظہار نہیں کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں صحابہ محسوس تو کرتے تھے مگر حضور ﷺ سے سوال کی جرأت نہ کرتے تھے۔ ایک دن تاجدار کائینات مسجد قبلتین میں نماز کی امامت کروا رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہو گئے اور اللہ کا پیغام تاجدار کائینات کو دیا کہ آپ اپنا رخ بیت المقدس سے کعبۃ اللہ کی طرف پھیر لیجئے۔ یہ امر ربی سن کر حضور ﷺ باطنی طور پر مسرور ہو گئے کہ رب کریم نے میری دلی آرزو کو قبول کیا اور ہمارا وطن یعنی بیت اللہ شریف کو ہمارا قبلہ مقرر فرما دیا۔ حضور علیہ السلام حالت نماز ہی میں بیت اللہ شریف کی طرف سے مکے کی طرف مڑ گئے تمام صحابہ بھی حیرت واستعجاب کے عالم میں حضور ﷺ کی پیروی میں ادھر ہی مڑ گئے اور ظاہر ہے کہ صفوں کی ترتیب بھی بدل گئی ہو گی مگر قربان جائیں عطائے مصطفیٰ ﷺ پر کہ سب ادھر کے ادھر ہو گئے اور وہ بھی عین حالت نماز میں مگر نماز کسی کی نہیں ٹوٹی اور نہ کسی نے کوئی بات کی نہ کوئی بولا مگر فطرت انسان کے تحت حیران ضرور ہوئے کہ حضور ﷺ ایسا کیوں کر رہے ہیں بہا حال حضور علیہ السلام نے نئے رخ کے حساب سے نماز مکمل کی اور سلام کے بعد صحابہ کرام سے فرمایا کہ اللہ نے ابھی سے اپنا گھر یعنی بیت اللہ شریف کو ہی ہمارے لیے قیامت تک قبلہ مقرر کر دیا ہے اس پر صحابہ خوش ہو گئے مگر حالت نماز میں ان کی حیرانگی کو اللہ تعالیٰ ایمان کا امتحان قرار دیا ہے کہ اگر ان کے ایمان کچے ہوتے تو حضور ﷺ کی اتباع میں حرکت نہ کرتے بلکہ انہوں نے محبوب ﷺ کی اس ادا کو اللہ تعالیٰ کا امر سمجھ کر کوئی اعتراض اور اعراض نہ کیا بلکہ جدھر جدھر حضور ﷺ مڑتے گئے وہ بھی اپنا اپنا رخ ادھر ہی ادھر پھیرتے چلے گئے۔ تاریخ میں ہجرت مدینہ کے بعد اس مسجد کا نام مسجد بنی سلمٰی رکھا گیا مگر آج یہ مسجد قبلتین کے نام سے مشہور ہے اسی آیت کریما میں یہ بھی ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اہل ایمان پر یہ وقت بڑا سخت تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب پر اپنی نظر کرم سے اتباع ﷺ کا رنگ چڑھا دیا اور وہ حضور ﷺ کی اقتداء میں پھر گئے اور اپنے اپنے ایمان میں کامیاب ہو گئے اللہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کا ایمان ضائع نہیں کرتا رب چاہتا تھا کہ یہ میری عبادت کے دوران بھی اتباع مصطفیٰ ﷺ میں کمال حاصل کر لیں اس لیے عین نماز کی حالت میں رخ بدلنے کا حکم ہو گیا اس آیت میں دراصل دو نکتے موجود ہیں اور

Marfat.com

وہ ہیں اطاعت اور اتباع۔ یعنی بیت المقدس کی طرف مونہہ کر کے حضور ﷺ کے پیچھے معمول کے مطابق نماز پڑھنا یہ درجہ اعطاعت تھا اور عین حالت نماز میں محبوب علیہ السلام کی پیروی کرنا یہ درجہ اتباع تھا اور صحابہ کرام بحمدہ تعالیٰ ان دونوں جہتوں سے کامیاب ہو گئے اور ایمان کی ان رفعتوں کو پا لیا کہ اب قیامت تک لوگ درجہ عبادت میں کمال حاصل کرتے رہیں گے مگر اپنی ساری زندگی کی ساری عبادتوں کے ساتھ ایک صحابی رسول کی ایک نماز کو جو انہوں نے حضور ﷺ کی اقتداء میں پڑھی تھی اس کے کمال تک نہیں پہنچ سکتے کیونکہ صحابی صرف اور صرف وہ تھے جنہوں نے مصطفیٰ ﷺ کے دیدار کا شرف حاصل کیا اور صحابی بن گئے ان کا ایمان اسی درجے پر فائز تھا کہ ہمارا آقا ہی کعبے کا کعبہ ہے اسی لیے آج کے اہل دل کے لیے بریلی کے تاجدار نے کیا خوب کہا ہے کہ

ع حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو

یہ سب کا جانا پہچانا محبوب ﷺ ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 2 بقرہ کی آیت نمبر 146 میں ارشاد فرمایا:

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ

ترجمہ: وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی۔ وہ اس نبی کو ایسے ہی پہچانتے ہیں جس طرح کہ یہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

شان مصطفیٰ ﷺ کے ہزاروں لاکھوں گوشے ہیں اور یہ ہستی اتنی ارفع و اعلیٰ ہے کہ اس کے متعلق کوئی کیا بیان کرے گا کہ جس کی شانیں خود خداوند قدوس بیان کرنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی عظمتوں کی باتیں تمام پہلی سابقہ کتب میں اس کثرت کے ساتھ ارشاد فرمائی ہوئی تھیں کہ اہل کتاب سرکار مصطفیٰ ﷺ کی ایک ایک ادا سے بذریعہ کتاب واقف تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب کے سب نبی حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق اپنی اپنی امتوں کو آگاہ کرتے رہے۔ اہل یہود و نصاری حضور ﷺ کی خصوصیات سے بھی واقف تھے اور آپ کا آخر الزمان نبی ہونا بھی مانتے تھے۔ ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ یہودی خاص طور پر مصر سے مکہ اور اس کے گردونواح میں صدیوں پہلے نقل مکانی کر کے آئے ہی اس لیے تھے کہ انہوں علم تھا کہ تاجدار ختم نبوت اسی جگہ جلوہ افروز ہوں گے۔ ان اہل کتاب کے علماء کے علماء کو تو حضور ﷺ کی ولادت کے سال اور مہینے کا بھی علم تھا تبھی تو قرآن اس بات کی تائید فرما رہا ہے کہ یہ محبوب کوئی غیر معروف نہیں ہے بلکہ یہ لوگ جس طرح اپنے بیٹوں کی اداؤں سے واقف و مانوس ہیں اسی طرح تاجدار ختم نبوت ﷺ کے

Marfat.com

خصائص کمالات سے بھی مانوس تھے۔ اس بات کا ثبوت حدیث مصطفیٰ ﷺ سے بھی ملتا ہے کہ جب حضرت عبداللہ ابن سلام نے اسلام قبول کیا تو فاروق اعظم نے آپ سے پوچھا کہ تمہارے ایمان لانے کی وجہ کیا تھی تو آپ نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق سابقہ کتابوں میں اس طرح پڑھا تھا کہ میں آپ کے رخ روشن کے خدوخال اور اس کی تابانیوں تک سی واقف تھا اس لیے جب میں نے سرکار مصطفیٰ ﷺ کو اپنی بصارت وبصیرت کی دونوں آنکھوں سے دیکھا تو آپ کا چہرہ وہی تھا اور ویسا ہی تھا کہ جیسا میں پڑھ چکا تھا سو میں محبوب کائینات کا روشن ومنور چہرہ دیکھ کر مان گیا کہ یہی اللہ کے آخری اور سچے نبی ہیں اور میں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ گویا حضور ﷺ کا چہرہ میری راہنمائی کا چراغ بن گیا۔

یہ محبوب تمہیں وہ عطا فرماتا ہے جن کا تمہیں علم ہی نہیں تھا اسے ما کان وما یکون کا علم ہے

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کے متعلق سورۃ نمبر 2 بقرہ میں ہی ارشاد فرمایا آیت نمبر 151

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: "جیسا کہ ہم نے بھیجا ایک رسول تم میں اور تم ہی میں سے جو کہ تم پر ہماری آیات کی تلاوت کرتا ہے اور تمہیں حکمت عطا کرتا ہے اور اس کی تعلیم بھی عطا کرتا ہے کہ جس کا تمہیں کوئی علم ہی نہیں تھا"۔

تاجدار کائینات نے اپنے غلاموں کو ظاہری علوم تو عطا فرمائے ہی تھے مگر کمال مصطفیٰ ﷺ یہ بھی تھا کہ آپ علیہ السلام نے اپنے صحابہ کو اسرار ورموز کائینات سے بھی آگاہ کر دیا تھا۔ انسانی افق علم پر ابھی جن ستاروں کے روشن ہونے کا گمان بھی نہ تھا حضور ﷺ نے ان علوم کے متعلق بھی آگاہ فرمادیا۔ فطرت انسانی کے ہر گوشے کے متعلق آقا علیہ السلام نے کھل کھل کر بتادیا اور قیامت تک جو جو مسائل انسانیت کو پیش آنے والے تھے حضور ﷺ نے ان سے بھی آگاہ فرمادیا اور وافر مقدار میں یہ سب کچھ عطا فرمایا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ سوا چودہ صدیاں گذرنے کے بعد آج سائینس اور ٹکنالوجی جس مقام پر پہنچی ہے حضور علیہ السلام نے وہی بات اشاروں ہی اشاروں میں اپنے صحابہ کو بتادی تھی۔ قرآن حکیم میں چاند کی منزلیں طے کرنے کا ذکر موجود ہے تو کسی کی سمجھ میں اس وقت تو یہ بات نہیں آتی تھی کہ چاند بھی منزلیں طے کرتا ہے مگر جب کملی والے آقا نے قرآن کی آیات کی تلاوت اپنے صحابہ کے سامنے کی تو عقلیں دنگ رہ گئیں اور بڑے بڑے ستارہ شناسوں کی گردنیں قرآن حکیم کی حقانیت کے سامنے سرنگوں ہوگئیں یہ تو وہ علوم تھے کہ جن کے متعلق انسانیت آگاہ ہی نہیں تھی۔ چند برس پہلے

Marfat.com

سائنس لاکھوں ٹکریں مارنے کے بعد انسانی تخلیق کے متعلق کچھ جان سکی کہ بچہ کس طرح اپنی ماں کے پیٹ میں پرورش پاتا ہے اور کون کون سے مراحل طے کرتا ہے قرآن نے زبان مصطفیٰ ﷺ سے یہ راز چودہ سو سال پہلے ظاہر کروا دیا یہی وہ نکتہ ہے کہ جس کے متعلق قرآن فرماتا ہے کہ یہ محبوب تمہیں ان علوم سے بھی آگاہ فرماتا ہے کہ جن کے متعلق تمہیں وہم گمان بھی نہیں تھا۔ دنیا کے تمام علوم انسانی عقل و کاوش کے تحت اسے نصیب ہوتے ہیں مگر وحی الٰہی تو ان تمام علوم سے بڑھ کر ہوتی ہے وہ حتمی اور یقینی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مصطفیٰ ﷺ کو وہ وہ علمی وسعتیں عطا فرمائیں تھیں کہ آج اس جدید دور میں بھی حضور ﷺ کے فرمودات کی روشنی میں علم کے نئے جہان تلاش کیے جا رہے ہیں۔ گویا سرکار مصطفیٰ ﷺ کے دربار گہربار میں علم حکمت کے چشمے ہر وقت بہتے رہتے تھے اور انہی چشموں سے سیراب ہو کر غلامان مصطفیٰ ﷺ وقت اور ستاروں پر کمندیں ڈالنے کے قابل ہو گئے تھے ان کے لیے کوئی راز راز نہ رہا مگر ان کے ظرف اتنے وسیع تھے کہ وہ جان کر بھی خاموش رہتے اور اپنی برتری ظاہر کرنے کی کبھی بھی کوشش نہ کرتے۔

محبوب ﷺ کی قربت رب کی قربت ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 2 بقرہ کی آیت نمبر 186 میں ارشاد فرمایا۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ

ترجمہ: ''اور اے محبوب علیہ السلام جب آپ سے میرے بندے پوچھیں میرے بارے تو میں تو نزدیک ہوں۔ دعا قبول کرتا ہوں دعا کرنے والے کی اور انہیں چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں یعنی ایمان لائیں تاکہ وہ راہ پاسکیں''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی ایک شان اس انداز میں بیان فرمائی ہے کہ جسے جان کر روح کے دریچے کھول جاتے ہیں اور ایمان میں بہار آ جاتی ہے۔ عام عقل کی بات ہے کہ رب کی شان الوہیت سے ہر کوئی واقف ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ جلوہ فگن ہے کوئی گوشہ کائنات کا ایسا نہیں جو اس کے سایہ الوہیت کے ماتحت نہ ہو وہ حاضر بھی ناظر بھی ہے مگر اس کے باوجود صحابہ کا اس اللہ کی ذات کے بارے میں حضور ﷺ سے سوال کرنا عجیب معنی رکھتا ہے۔ وجہ ان سوالات کی یہ تھی کہ انہیں معلوم تھا کہ اللہ رب العزت ملتا ہے تو حضور ﷺ کے ذریعے سے ملتا ہے اور یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ محبّ اور محبوب جدا ہوں۔ جہاں محبوب ہو گا وہی محبّ ہو گا اور ان کا ایمان اور عقیدہ یہی تھا کہ خدا ملتا ضرور ہے مگر وسیلہ مصطفیٰ ﷺ سے اس لیے حضور ﷺ کی بارگاہ سے خدا کا

Marfat.com

پتہ پوچھوتا کہ یقیناً خدا کی معرفت اور قربت حاصل ہو جائے۔اس ضمن میں ایک اور بات بھی ذہن نشین فرمالیجئے کہ وہی خدا کہ جس نے اپنے محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے بندے جب میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ انہیں فرما دیجئے کہ میں قریب ہوں تو کیا صحابہ کرام کو نہیں پتہ تھا کہ نَحْنُ اَقْرَبُ عَلَیْهِ کا مطلب کیا ہے کہ خداوند قدوس ان کی شاہ رگوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہے۔بات دراصل یہ تھی کہ اتنی قربت کے باوجود خدا بے نیاز ہے چاہے کرم کرے یا نہ کرے اس لیے صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے پوچھتے کہ جب کملی والے آقا نے کہہ دیا کہ خدا تمہارے قریب ہے تو خدا کی معرفت انہیں بوسیلۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہو جائے گی۔ پھر اس آیت کریمہ میں ایک اور بڑا ہی لطیف نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ فرمایا ہے اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں۔ وَسَالَکَ عِبَادِی کہ میرے بندے آپ سے سوال کریں تو اس کا ایک معنی یہ ہے کہ اللہ چاہتا ہی یہ ہے کہ میرے بارے میں گفتگو خود کرو مگر کرو میرے محبوب سے یہ بھی اسلوب ہو سکتا تھا اس آیت کریمہ میں کہ جب میرے بارے میں میرے بندے آپ سے سوال کریں یعنی بندوں کا ذکر پہلے بھی آ سکتا تھا اور مفہوم بھی وہی رہتا مگر اللہ نے ترجیح ہی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی ہے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ذکر آپ کا ہوگا پھر کسی اور کا ذکر ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود سبب نعمت ہے

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں کئی مقامات پر اپنے محبوب علیہ السلام کی مثالیں بطور احسان و نعمت بیان کی ہیں اور نہ صرف بیان کی ہیں بلکہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا در پردہ حکم بھی دیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے سورۃ نمبر 2 بقرہ آیت نمبر 231

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ یَعِظُكُمْ بِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ

ترجمہ: "اور یاد کرو یعنی اللہ کے احسان کو جو تم پر ہے۔اور اس محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے جو تمہیں کتاب عطا کی جو تمہیں حکمت اور نصیحت عطا کرنے والی ہے جان لو اللہ ہر شئے کو جاننے والا ہے"۔

اس آیت کریمہ میں بھی دراصل اللہ تعالیٰ نے ذکر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمایا کہ یہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمہیں عطا فرمایا اور پھر اس کے ذریعے تمہیں کتاب عظیم اور اس کی کتاب کی حکمتیں عطا کیں یہ سب کچھ اس محبوب

Marfat.com

کا صدقہ ہے اگر میں اسے مبعوث نہ فرماتا اور تمہیں اس عظیم محبوب کا امتی نہ بناتا تو تم کس قابل ہو سکتے تھے۔ ساری حکمتیں اور ساری عظمتیں دراصل اسی محبوب علیہ السلام کا صدقہ ہی تو ہیں۔ اس لیے میرا ذکر تو خیر تم کرو گے اور میرے بندے ہونے کے ناطے تم پر لازم ہے کہ تم میرا ذکر کرو مگر اس محبوب کا ذکر بھی کرو تاکہ تمہیں اس کا احسان یاد رہے اور محسنوں کو یاد رکھنا ہی بہت بڑی عقلمندی اور انصاف ہے۔ اس محبوب کی ذات وصفات کا ذکر اس لیے بھی ضروری ہے کہ اسی کے ذکر سے میرے ذکر کا سلیقہ نصیب ہوتا ہے اسی محبوب کی معرفت سے تمہیں سب کچھ نصیب ہوا ہے اور جب تک میں قیامت برپا نہیں کر دیتا اسی کی معرفت تم لوگوں کو نعمتیں اور عظمتیں ملتی رہیں گی۔ اور دوسری بات اس آیت کریما میں یہ مضمر ہے کہ ہو سکتا ہے کہ خدا اپنا ذکر قبول کرے نہ کرے مگر جب محبوب کا ذکر بھی ساتھ ہو جاتا ہے تو رب کریم اس صدقے سے ناقص ذکر اور ناقص عبادت بھی قبول کر لیتا ہے۔ کیونکہ اس کے محبوب کا نام زبان پر جب بھی آتا ہے اس کی رحمت جوش میں آ جاتی ہے اور وہ بندے سے کہتا ہے کہ تو اس خود تو اس کرم کے قابل ہی نہیں تھا مگر جس کا تم نے نام لیا ہے جاؤ اس اسم گرامی کے صدقے میں نے تمہاری التجا کو شرف قبول عطا فرمایا ہے۔

یہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک رسولوں میں سے ہے

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں کئی جگہ اپنے محبوب علیہ السلام کو رسولوں کی صف میں شامل شدہ فرمایا اور یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی اسی شان کو بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پر اپنی آیات بینات کی تلاوت فرماتا ہے اور یہ بھی باور کرواتا ہے کہ یہ مکہ والے بعض اوقات یہ بکواس کرتے ہیں کہ محبوب اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر انہیں سناتا رہتا ہے حالانکہ جو آیات بینات ہم اپنے محبوب علیہ السلام کو عطا کرتے ہیں وہ تو دنیا کا کوئی بھی انسان چاہے کسی بھی استعداد اور عقل وفہم کا مالک ہو وہ ایک آیت بھی ایسی نہیں بنا سکتا چہ جائیکہ کہ ہم ایک ہی وقت میں بیسیوں آیات اپنے محبوب پر وحی فرما رہے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے سورۃ بقرہ آیت نمبر 252

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ م مِنْهُمْ مَّنْ کَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ

ترجمہ: ''یہ رسول ہیں کہ ان پر ہم نے فضل کیا اور بعض کو بعض پر فضیلت دی اور ان سے کلام فرمایا اور اُن کے درجے بلند کیے۔''

اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کے قلب انور کو ڈھارس بندھانے کے لیے قرآن حکیم میں مختلف انداز سے گفتگو فرمائی ہے اور یہاں یہ فرمان کہ محبوب علیہ السلام آپ بے شک صرف انبیاء میں سے ہیں اور انبیاء تو سارے کے سارے

Marfat.com

چنے ہوئے نفوس قدسیہ ہیں یہ تو اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان ایک واسطہ ہوتے ہیں ان کی شانوں کو رب ہی سمجھتا ہے عام انسانی عقل رسولوں کے مقام سے کر طرح واقف ہو سکتی ہے وہ تو دنیا کی بھول بھلیوں میں الجھی ہوتی ہے وہ ان کی شخصیت سے کما حقہ آ گاہ ہی نہیں ہوتے اس طرح یہ آپ کے بارے میں بھی چہ مہ گویاں کرتے ہیں حالانکہ یہ سب کے سب آپ کی سابقہ زندگی سے بھی واقف نہیں اور آپ کی بطور محمد انہیں مکمل معرفت تھی مگر چونکہ منصب رسالت ان کی سمجھ سے باہر ہے اس لیے یہ طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں یہ رسول نہیں ہے مگر میں اللہ ہو کر اور ساری کائینا توں کا مالک ہو کر کہہ رہا ہوں کہ آپ میرے سچے اور آخری رسول ہیں۔ آپ ان باتوں کو اہمیت نہ دیں بلکہ اطمینان قلب اپنی رسالت کا کام جاری رکھیئے اور اے محبوب ﷺ ابھی تک تو یہ صرف باتیں ہی کرتے ہیں ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ یہ لوگ آپ سے براہ راست متحارب ہوں گے اور میں تو اس وقت بھی آپ کا دفاع کروں گا۔

سورۃ آل عمران

اس محبوب ﷺ کو ہم غیب کی خبریں دیتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 3 آل عمران کی آیت نمبر 44 میں ارشاد فرمایا

ذٰلِکَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَیۡبِ نُوۡحِیۡهِ اِلَیۡکَ ؕ وَمَا کُنۡتَ لَدَیۡهِمۡ اِذۡ یُلۡقُوۡنَ اَقۡلَامَهُمۡ اَیُّهُمۡ یَکۡفُلُ مَرۡیَمَ ۪ وَمَا کُنۡتَ لَدَیۡهِمۡ اِذۡ یَخۡتَصِمُوۡنَ

ترجمہ ”(اے محبوب ﷺ) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم عالم غیب میں یعنی خفیہ طریقے سے بتاتے ہیں۔ اور آپ ﷺ ان کے پاس ذاتی طور پر موجود نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی کفالت میں رہیں گی اور جب وہ جھگڑ رہے تھے اس بات پر آپ تب بھی وہاں موجود نہ تھے۔“

آس آیت کریما کا پس منظر یہ ہے کہ ولادت حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے بعد آپ ہی کے خاندان کے تقریباً ستائیس افراد نے آپ کو اپنی کفالت میں لینے کا ارادہ ظاہر کیا کیونکہ حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت بھی منفرد حیثیت رکھتی تھی آپ کی والدہ ماجدہ نے اللہ رب العزت سے دعا کی تھی کہ اگر وہ اولاد عطا فرمادے تو وہ اس کو بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کر دیں گی فطری طور پر آپ کے ذہن میں یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں بیٹا عطا فرمائے گا مگر اللہ تعالیٰ نے بیٹی عطا کر دی تو آپ نے ولادت کے کچھ دنوں بعد حضرت مریم علیہا السلام کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر تمام حضرات کے سامنے رکھ دیا جن میں حضرت زکریا علیہ السلام بھی شامل تھے اور آپ کی چونکہ حضرت

Marfat.com

مریم علیہا السلام کی والدہ سے کسی طرح سے رشتے داری بھی تھی آپ اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ نبی بھی تھے اس لیے آپ کا خیال مبارک یہ تھا کہ حضرت مریم علیہا السلام کو آپ کی کفالت ہی میں رہنا چاہیے کیونکہ آپ اس بچی کی عظمت سے سب سے زیادہ واقف تھے مگر ہر کوئی اس بچی کو اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا تو تجویز پیش کی گئی کہ تمام حضرات جو کفالت کے خواہش مند ہیں وہ اپنے اپنے لکھنے کے قلم جو اس زمانے میں لوہے کے ہوا کرتے تھے وہ پانی میں یکے بعد دیگرے ڈالیں جس کا قلم حسب معمول ڈوب جائے گا وہ آپ کو اپنے پاس رکھنے کا اہل نہیں ہوگا اور جس کا قلم پانی میں تیرتا رہا وہی آپ کو اپنی کفالت میں لے گا چنانچہ ہر ایک نے اپنا اپنا قلم پانی میں ڈالا اور وہ سب کے سب ڈوب گئے مگر حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم پانی میں تیرتا رہا یہ ظاہری کرامت دیکھ کر اپنے طے کردہ قول کے مطابق تمام نے بالاتفاق حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت میں دے دیا۔

قدرت کی طرف سے یہ سارا اہتمام اس لیے بھی کیا گیا کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے حصول کے لیے جن جن کے دل میں خواہش تھی وہ بھی رب کی مہربانی سے محروم نہ رہیں اور وہ بھی حضرت مریم کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے حقدار بن جائیں اور دوسرا اشارہ اس میں یہ تھا کہ پتہ چل جائے کہ نبیوں کے والدین عام انسان نہیں ہوتے اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بننے والی تھیں اس لیے آپ کی ولادت اور پرورش انتہائی مخصوص حالات میں ہوئی۔ حضرت ذکریا ہی اس بات کے اہل تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس برگزیدہ بندی کی صحیح پرورش و کفالت کر سکیں۔ اس واقعے کا ذکر محبوب علیہ السلام کے سامنے کرنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اگر کوئی پوچھ لے تو آپ اس کو اس کی تفصیلات بتا سکتے اور ویسے بھی اللہ تعالیٰ محبوب سے کوئی چیز چھپانا چاہتا بھی نہیں کہ سارا کچھ تو اس نے بنایا ہی اپنے محبوب علیہ السلام کے لیے جو چیز بنائی ہی کسی کے لیے جائے اکو اس کا علم بھی عطا کر دیا جاتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ سارے زمانوں اور ساری کائیناتوں کے مالک و مختار ہیں اس لیے آپ کو علم بھی سارے زمانوں اور ساری کائیناتوں کا ہے۔ علمائے یہود نے حضور علیہ السلام سے گزشتہ زمانوں کے متعلق طرح طرح کے سوالات پوچھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب کے جوابات عطا فرما دیے اور شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے بھی یہی کہ کوئی بھی تشنہ کام نہ رہے جو بھی آئے وہ یہاں سے من کی مراد پا کر جائے۔

آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں زیادہ علم ہے

اللہ تعالیٰ نے چونکہ تمام صفِ انسانیت سے صرف انبیاء کو ممتاز کیا ہوتا ہے اس لیے ان کا درجہ اور ان کے مراتب و فضائل وقت کے تمام انسانوں سے کہیں بڑھ کر ہوتے ہیں تمام انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی معجزے عطا فرمائے تا کہ انسانی ذہن یہ قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے کہ ایسا کرنا ایک عام انسان کی استعداد سے بڑھ کر ہوتا ہے

Marfat.com

بلکہ ناممکن ہوتا ہے اور یہ شان ربی ہے کہ جو کچھ کسی پیغمبر کے ذریعے سے وقوع پذیر ہوا ہے سو تمام انسانی عقلیں معجزے کے سامنے دنگ رہ کر سرنگوں ہو جاتی ہیں اس ضمن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے گو چند معجزے عطا فرمائے مگر وہ بڑے ہی عالیشان اور محیر العقول تھے اور ان میں سب سے پہلا معجزہ تو آپ کا پنگھوڑے میں فصیح زبان میں گفتگو کرنا تھا۔ پھر جوں جوں آپ عمر میں بڑھتے گئے آپ کی گفتگو اور کردار میں معجزاتی رنگ آتا گیا حتی کہ آپ نے مردوں کو بھی زندہ کر دیا۔ اور آپ کو علم غیب بھی خصوصی طور پر ارشاد فرمایا کہ آپ کی نبوت و رسالت انسانوں کے سامنے مذید متحقق ہو جائے ارشاد ربانی ہے سورۂ نمبر 3 آل عمران آیت نمبر 49

وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ

ترجمہ: ''اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھوں کو اور برص کے مریضوں کو شفا دیتا ہوں اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو گھروں میں جمع کرتے ہو بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو''۔

اس آیت کریما کی شان نزول یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس زمانے میں مبعوث ہوئے وہ زمانہ رومیوں کا دور کمال تھا اور پورا روم نئی نئی باتوں کو اپنا رہا تھا اس دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اعلان نبوت کرنا ان کے لیے تعجب خیز تھا ظاہر ہے جب کوئی ملک پرانی تہذیب کو چھوڑ کر نئی تہذیب و تمدن کی طرف بڑھ رہا ہو تو وہ ہر بات نئی سے نئی مانگتے اور چاہتے ہیں۔ انہوں نے طب میں کمال حاصل کیا ہوا تھا کھیلوں میں علم سیارگان میں فوجی ساز و سامان میں جدت ہی جدت آ چکی تھی ان حالات میں ضروری تھا کہ جو نبی بھی مبعوث ہوتا اس کے سامنے وقت کے سارے کمالات سرنگوں ہو جاتے چنانچہ آپ علیہ السلام نے فرمایا تم بیماروں کو شفا دیتے ہو ان کو صحت یاب کرتے ہو مگر میں بیماروں کی صحت یاب ہی نہیں کرتا بلکہ مردہ لوگوں کو زندہ کر سکتا ہوں اور آپ نے واقعتاً زندہ کر کے دکھا بھی دیا آپ کے ان معجزات سے لوگ آہستہ آہستہ آپ کو رب کا نمائندہ اور سچا نبی سمجھ کر آپ کے قریب ہونے لگے اسی طرح آپ بعض بڑے ہی تیز طرار اور پڑھے لکھے لوگوں کو ان کی زبانیں بند کرنے اور ان کی عقلوں کے گھوڑوں کو لگام دینے کے لیے ان کے سامنے برجستہ فرما دیتے کہ تم میری باتوں کی حیرت سے سنتے اور میرا چہرہ بھی حیرت و استعجاب سے دیکھتے ہو اور میں تمہیں شان نبوت کی جھلک دکھاؤں اور وہ یہ کہ کل تم نے سارا دن فلاں فلاں چیز کھائی تھی اور ابھی تک تمہارے گھر میں فلاں فلاں چیز کل پرسوں کے لیے رکھی ہوئی ہے اور کہاں کہاں رکھی ہے اور کتنی مقدار میں یہ سب کچھ تمہیں یہاں کھڑے کھڑے بتا دیتا ہوں پھر آپ بتانا شروع کرتے تو ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹ جاتیں اور بعض تو آپ کو حسب معمول جادوگر سمجھتے اور اہل نصیب لوگ یہی باتیں

Marfat.com

سن کر ایمان لے آتے۔ یاد رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی نبی ہیں۔ قرآن حکیم کی اس آیت کریمہ کی رو سے ہمیں انبیاء کی شان کا پتہ چلتا ہے کہ جب امتی نبیوں کے علم اور ان پر عطائے رحمانی کا عالم یہ ہے تو پھر ان سب نبیوں کے امام اور آخر الزماں رب کریم کے محبوب نبی علیہ السلام کے علم کا عالم کیا ہوگا اور دراصل یہ آیت کریمہ بھی شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا پتہ دیتی ہے کہ حضور علیہ السلام بھی کچھ بتاتے تھے تبھی تو اکثر اوقات لوگ اپنے خاندان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرتے اور آپ ان کا بالکل ٹھیک جواب عطا فرماتے تھے۔

سابقہ انبیاء بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے دین کے داعی تھے اصل سارے دینوں کا دین اسلام ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 3 آل عمران کی آیت نمبر 52 میں ارشاد فرمایا:

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

ترجمہ: ''ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیں کہ ہم مسلمان ہیں''۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے زمانے میں آپ کے ماننے والے اپنے آپ کو نصاریٰ نہیں کہلواتے تھے کیونکہ قرآن حکیم میں صرف ایک ہی دین کا تصور موجود ہے وہ صرف اسلام ہی ہے، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے انبیاء بھی آئے وہ دراصل دین اسلام ہی لے کر آئے یہ الگ بات ہے کہ اپنی اپنی قوم کے حوالے یا نسل کے حوالے سے انہوں نے اپنا نام اس مناسبت سے رکھ لیا تھا مگر اصل سب دینوں کی دین اسلام ہی ہے جیسے کہ انسانیت کے جد امجد صرف اور صرف حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ جس طرح آدم علیہ السلام انسان تھے اور تمام رنگ و نسل کے لوگ ہیں دراصل انسان ہی اسی طرح یہود ہوں یا نصاریٰ ان کی اصل اسلام تھی اور اسلام ہی دینوں کی اصل اور بنیاد ہے عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار جو آجکل اپنے آپ کو عیسائی یا نصاریٰ کہلواتے ہیں کہ قرآن حکیم ان کی بات بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی ان کی قوم کیا کہتی تھی قرآن کہتا ہے ''حواریوں نے ہم دین خدا کے مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیں کہ ہم مسلمان ہیں'' یہ الفاظ اسی آیت کریمہ نمبر 52 کا پہلا حصہ ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی جب بیت اللہ شریف کی تعمیر مکمل کر چکے تو آپ نے رسول اعظم یعنی سرکار مصطفائے کریم علیہ السلام کی بعثت کی دعا کی تو آپ نے بھی اُمت مسلمہ ہی کا ذکر فرمایا کہ اس رسول کو میری امت یعنی امت اسلام میں مبعوث فرماتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اپنے پیروکاروں کو یہی پیغام دے رہے ہیں تو اس کا صاف معنی ہے کہ تمام سابقہ انبیاء دراصل اسلام ہی کے داعی تھے جو بالواسطہ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خبر بھی ساتھ دیتے رہے۔

Marfat.com

تمام رسولوں کی رسالت حضور ﷺ کے وسیلے سے ملی

اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام رسولوں کی دراصل دین اسلام ہی عطا فرمایا مگر وقت کی ساتھ ساتھ دین اسلام کے ضابطے قوموں کی ضرورت کے مطابق تھوڑے بہت بدلتے گئے۔

پہلی امتوں میں کچھ اشیاء مطلقاً ناجائز وحرام تھیں جنہیں آقائے کریم ﷺ نے اپنی امت کے لیے جائز قرار دے دیا اسی طرح شادی بیاہ اور دیگر معاشرتی رسوم میں بھی تغیر وتبدل ہوتا رہا مگر جب آخرالزمان نبی جناب محمد ﷺ تشریف لے آئے تو آپ نے پھر اپنی شریعت کو قیامت تک کے لیے کافی وشافی قرار دے دیا اور اس کے ضابطے مقرر فرمادیئے۔ پہلی امتیں جن کو اللہ نے توفیق خیر عطا فرمائی وہ رسولوں پر ایمان لاتے رہے مگر ان کا ایمان بھی دراصل سرکار مصطفیٰ ﷺ کی رسالت عظمیٰ پر ہی ایمان تھا۔ قرآن حکیم کی سورۃ نمبر 3 آل عمران کی آیت نمبر 53 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ

ترجمہ: ''اے ہمارے رب ہم اس پر ایمان لائے جو تو نے اُتارا اور رسول کے تابع ہوئے تو ہمیں حق کی گواہی دینے والوں میں لکھ دے''۔

یہ بات تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے آپ کو ماننے والے لوگوں کی دعا کے ہیں مگر ہیں درحقیقت رسالت محمدی پر یہی ایمان کا اعتراف ہے اور ایمان تب تک مکمل ہی نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ کی نازل کردہ کتابوں پر بلاشک وشبہ ایمان قائم نہ ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ کے آغاز ہی میں ارشاد فرمادیا کہ محبوب انہیں قرآن کا پیغام دے دو کہ تمہیں ماننے کے بعد یہ ان سابقہ کتب پر بھی ایمان رکھیں کہ جو میں آپ سے پہلے اپنے پہلے نبیوں پر نازل کر چکا ہوں ارشاد ہوتا ہے سورۃ بقرہ آیت نمبر 4

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ.

ترجمہ: ''اور جو ایمان لائے اس پر اے محبوب علیہ السلام جو ہم نے آپ پر نازل فرمایا اور جو اس سے پہلے نازل فرما چکے یعنی تمام سابقہ کتب پر''۔

یہود ونصاریٰ کا عجیب فلسفہ تھا کہ جب اہل ایمان ان سے کہتے کہ تورات بھی اللہ ہی کی نازل کردہ سچی کتاب تھی زبور بھی سچی کتاب تھی اور انجیل بھی سچی کتاب ہے اور ہم ان کی حقانیت پر ایمان رکھتے ہیں اور اسباط کا حکم ہمارا نبی اور ہمارا قرآن ہمیں دیتا ہے تو پھر تم قرآن حکیم کو اللہ کی آخری اور سچی کتاب کیوں نہیں مانتے تو اگر تم نہیں مانتے تو یہ محض بغض وعناد کی وجہ سے ہے وگرنہ حقیقت یہی ہے کہ قرآن بھی انہی کتابوں کا نچوڑ ہے مگر فرق

Marfat.com

صرف یہ ہے کہ یہ قرآن اب قیامت تک چلے گا جبکہ تمہاری کتابوں پر ایمان لانا تو ضروری ہے مگر اُن کی شریعت ہمارے لیے واجب تقلید نہیں اب حکامات قرآن ہی کے چلیں گے لٰہذا تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ تم بھی ہماری طرح اسلام پر ایمان لے آ ؤ مگر وہ اپنی بدنصیبی کی وجہ سے ایسا نہ کر سکے اور آج تک نہیں کر پا رہے۔ تو مذکورہ آیت یعنی آیت نمبر 53 دراصل تاجدار ختم نبوت کی ہی رسالت کی گواہی دے رہی ہے۔

بالواسطہ مسلمان ہی غالب رہیں گے

اللہ رب والعزت نے سورۃ نمبر 3 ال عمران کی آیت نمبر 55 میں در پردہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے حضور علیہ السلام کی اور آپ کی امت کے لیے اور کامیابی کی بات ارشاد فرمائی۔

وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْآ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ

ترجمہ: اور جو تیری پیروی کرنے والے یعنی تیری رسالت کو سچ ماننے والے ہوں گے ان سب کو قیامت تک تیرے منکروں پر غلبہ دوں گا۔

ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دعوت اسلام لے کر مبعوث ہوئے اور جن میں لوگوں نے آپ کو اس وقت سچا نبی مان کر آپ کا حکم پڑھ لیا وہ قیامت کے دن اٹھیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے حوالے سے لیکن انہیں شمار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے مومنین میں کیا جائے گا وہ بھی صرف مومنین میں ہوں گے جب کہ انبیاء کے منکروں کو الگ سے کافروں کی جماعت میں بطور کافرین کھڑا کر دیا جائے گا۔

یہ محبوب تم پر حکمت بھری آیتیں پڑھتے ہیں

اسی سورۃ نمبر 3 آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے عزم وہمت کو برقرار رکھنے اور تالیف قلب کے لیے ارشاد فرمایا آیت نمبر 58

ذٰلِکَ نَتْلُوْهُ عَلَیْکَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ

ترجمہ: ''یہ ہم آپ پر پڑھتے ہیں کچھ آیات جو حکمت سے بھرپور ہیں''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چونکہ تاجدار کائینات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی دعا میں اللہ تعالیٰ محبوب کو حکمت عطا کرنے کی التجا بھی کی تھی اس لیے رب کریم نے اکثر مقامات پر قرآن حکیم کی آیات کے ساتھ لفظ حکمت بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ظاہری طور پر تو اس کی آیات بڑی واضح اور محکم ہیں مگر ان کے باطنی معنوں میں بھی حکمت و معرفت کا ایک سمندر موجزن ہوتا ہے قرآن ہر شخص کو اس کی عقل وخرد کے پیمانے کے حساب سے اپنا فیض عطا کرتا

Marfat.com

ہے اسی لیے اس قرآن کو پڑھ کر امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت سے امام اعظم بن گئے اور بے شمار لوگ اسے پڑھ کر محدثین اور مفکرین و مفسرین بن گئے ورنہ حافظ قرآن تو بہت سے ہیں جنہوں نے اس قرآن سے حکمت مانگی قرآن انہیں نور حکمت بھی عطا فرماتا ہے اور یہ سب صدقۂ رسول کریم ﷺ کا ہے کہ اگر حضور ﷺ حکمت کے دریا نہ بہاتے تو موتی چننے والوں کو حکمت و دانائی کے موتی اور گراں مایہ موتی کہاں سے ملتے۔

یہ محبوب ﷺ نصاریٰ کو دعوت مباہلہ دینے والے ہیں

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو علوم کا بحر بے کراں بنایا مگر کچھ ناعاقبت اندیش اور کم عقل محبوب کے علم پر شک کرتے تھے اور کبھی کبھی اپنی نجی محافل میں ان باتوں کا اظہار بھی کرتے تھے حضور علیہ السلام کے سامنے آنے کی ہمت بہت کم کرتے تھے بس ادھر ادھر سے حضور علیہ السلام کو ان ریشہ دوانیوں کا پتہ چلتا رہتا تھا تاجدار کائینات ﷺ نے قرآن کی رو سے جب عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ اور اس کا سچا نبی قرار دیا تو نصاریٰ بڑے جز بز ہوئے اور انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ اس محمد ﷺ کے پاس کیا دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے نہیں۔ چونکہ آج بھی عیسائی اللہ کے برگزیدہ رسول جناب عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا ہی مانتے ہیں اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ بھلا بغیر باپ بھی کوئی بچہ یعنی انسان پیدا ہو سکتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ہی ان کا باپ ہوا استغفر اللہ العظیم اس بات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب ﷺ ان سب سے کہو کہ اگر تم عیسیٰ علیہ السلام کو اس لیے اللہ کا بیٹا کہتے اور مانتے ہو کہ ان کا باپ کوئی نہیں تو پھر ان سے اب آپ سوال کریں کہ اے نصاریٰ تم یہ بتاؤ کہ تم آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ عیسیٰ علیہ السلام کی تو پھر بھی ایک ماں تھی یعنی ان کی ولادت میں ایک وسیلہ موجود تھا کہ وہ اپنی والدہ کے شکم اطہر میں رہے مگر آدم علیہ السلام تو بغیر ماں باپ کے ہیں اللہ نے پیدا کیئے کیونکہ اس کی شان کبریائی کس وسیلے کی محتاج نہیں وہ تو امر کن فرماتا ہے اور شئے وجود میں آجاتی ہے وہ بے نیاز ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر یہ اس بات پر اتفاق نہ کریں اور تمہیں آخری اور سچا رسول تسلیم کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کریں تو پھر ان کو اپنی صداقت و صفائی کے لیے دعوت مباہلہ دو کہ ان کے مقتدر علماء کے جن پر ان کو اعتبار ہے وہ سب آجائیں اپنے اپنے اہل و عیال کو لے کر ایک مخصوص جگہ پر اور اے محبوب ﷺ آپ بھی اپنے گھر والوں کو لے کر آجائیں اور آپ پھر میرے حضور ﷺ عرض کریں کہ اے پروردگار علام میں اپنے عزیز و اقربا کو لے آیا ہوں یہ اپنوں کو لے آئے ہیں ہم میں سے جو سچا ہے اپنے دعوے میں اسے قائم رکھو اور جو اپنے دعوے میں باطل ہے اسے برباد کر دے چنانچہ تاجدار کائینات نے ان کو دعوت مباہلہ دے دی۔ سورۃ نمبر 3 آل عمران کی آیت نمبر 61 میں ارشاد ہوتا ہے۔

Marfat.com

فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ

ترجمہ: ''اے محبوب ﷺ آپ سے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ آپ کو میں علم عطا کر چکا یعنی یہ آپ کے ذریعے سے واقف ہو چکے کہ حقیقت عیسیٰ علیہ السلام کیا ہے تو اے محبوب ﷺ ان سے کہو تم اپنے بیٹے بیٹیاں لے آؤ اور میں اپنے بیٹے بیٹیاں لے آتا ہوں پھر مباحلہ کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت ڈالیں۔''

حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اپنے کاشانۂ نبوت سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہ سمیت مقررہ جگہ پر تشریف لے آئے مگر وہ لوگ وہاں نہ آئے کیونکہ ان کے سیانوں نے اور ان ہی میں سے چند اہل نظر لوگوں نے ان سے کہا کہ اے نجرانیوں اور اے نصاریٰ تم اس محبوب کے ساتھ مباحلہ مت کرنا کیونکہ ہمارا اس رسول کے بارے میں گمان ومشاہدہ یہ ہے کہ اگر وہ کسی پہاڑ کو اپنی جگہ چھوڑنے کا اشارہ کر دیں تو ہمارا ایمان ہے کہ وہ پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دے گا اور اگر انہوں نے تمہارے بارے میں ہاتھ اٹھا کر یہ کہہ دیا کہ جھوٹے غارت ہو جائیں تو تم سب لوگ غارت ہو جاؤ گے اس لیے اس کے سامنے کی جرأت مت کرنا۔ یہ سن کر وہ مقررہ جگہ پر پہنچے ہی نہیں۔ اس آیت مباحلہ میں بھی شان محبوب جھلکتی ہے کہ اس محبوب کی زبان سے جو نکلتا ہے وہ حق ہوتا ہے اور رب اسے نظر انداز نہیں فرماتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر محاذ پر اپنے محبوب ﷺ کا دفاع فرماتا ہے۔ نجران کے لوگوں نے جب سرکار مصطفیٰ ﷺ کے شہزادوں کو دیکھا تو ان کے چہرے دیکھ کر ہی وہ سمجھ گئے کہ عرش کے رب کے نور میں نہائے ہوئے چہرے ہیں اور ایسا حسن وشباب اور کشش وجاذبیت کسی جھوٹے کے چہرے پر نہیں ہو سکتی اس لیے ان سے مت الجھو گویا محبوب علیہ السلام کے گھر والے بھی دراصل صداقت مصطفیٰ ﷺ ہی کی دلیل تھے۔

آپ اللہ کے حصار میں ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ پہلی ملتیں اور محبوب علیہ السلام کے زمانے کے یہودی خاص طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہونے کا دعویٰ کرتے تھے کہ وہ ہمارے تھے اور ہم ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فیض یافتہ لوگ ہیں مگر قرآن نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کسی بھی از خود دعویٰ کرنے والی امت یا ملت کا خصوصی سربراہ قرار نہیں دیا بلکہ فرمایا کہ تم اپنی کفریہ سوچ اور لایعنی حرکات ونظریات کو سچ ثابت کرنے کے لیے ابراہیم علیہ السلام کا سہارا لیتے ہو جبکہ ابراہیم علیہ السلام تو کسی بھی قسم کی ایسی

Marfat.com

سوچ سے پاک اور مبرا تھے وہ تو صرف اللہ رب العزت کی حقانیت کو ماننے والے تھے اور ان کی ملت، ملت حنیف ہے اور ساری ملت اسلامیہ ہی ملت حنیف ہے اور امت مصطفیٰ ﷺ کو یہ اعزاز اس لیے عطا کیا گیا ہے کہ ہمارے محبوب نے ابراہیم علیہ السلام کے دین ہی کی تبلیغ کی ہے اور آپ ﷺ میں بھی انہی کے فرزند ارجمند ارشاد باری تعالیٰ ہے سورۃ نمبر 3 آل عمران آیت نمبر 68

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ: ''بے شک تمام (دعویٰ کرنے والے) لوگوں سے زیادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہونے کے حقدار وہ لوگ تھے جو ابرہیم علیہ السلام کے پیروکار ہوئے یعنی ان کے ماننے والے ہوئے اور یہ نبی یعنی سرکار مصطفیٰ ﷺ اور اس محبوب پر ایمان لانے والے (اس کے امتی) اور اللہ کے دوست یعنی والی ہے ایمان والوں کا''۔

اس آیت کریما کی رو سے تاجدار کائینات کے تصدق سے ابراہیم علیہ السلام پر حق سب سے زیادہ امت مصطفیٰ ﷺ کا ہی ہے باقی سب لوگوں کا دعویٰ رب کے نزدیک باطل ہے کیونکہ اگر ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیشوا مانتے تو پھر ہمارے محبوب کو کیوں نہیں مانتے اور ہاں سن لو جو اس محبوب کے ہو جاتے ہیں پھر اللہ ان کا دوست ہو جاتا ہے اس میں بھی حضور ﷺ کی عظمت ہی اجاگر ہو رہی ہے کہ ہمیں اللہ کی دوستی بھی ہمارے آقا کے طفیل ہی ملی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کو اپنا اصل جد امجد فرماتے تھے۔ بنی اسرائیل میں سے بہت کثیر انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صرف بنی ہاشم کے سربراہ کے طور پر چن لیا تھا اور آپ کو کثیر اولاد عطا نہیں فرمائی کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ اس کے محبوب کی انفرادیت قائم رہے اور یہ نسل ابراہیمی بھی سب سے منفرد اور ارفع و اعلیٰ رہے جبکہ حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بھائی حضرت ھاران علیہ السلام سے بہت کثیر تعداد میں اولاد پیدا ہوئی۔

آپ کی خاطر آسمانوں پر جشن حلف وفاداری ہوا (جلسہ ذکر میلاد مصطفیٰ ﷺ)

اللہ رب العزت نے تاجدار کائینات کی خاطر آدم علیہ السلام کے لیے انبیاء اور ملائیکہ کا ایک خصوصی اجلاس طلب فرمایا جس میں حضرت آدم علیہ السلام کو مہمان خصوصی بنایا گیا اور اس جلسہ کی غرض و غائیت یہ تھی کہ آدم علیہ السلام کی پیشانی میں اللہ رب العزت نے نور مصطفیٰ ﷺ کو منتقل کرنا تھا اور جب یہ نور حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں منتقل ہو گیا تو ساری جنتوں اور آسمانوں میں میں آپ کی عزت و توقیر مزید بڑھ گئی اور ایک دوسرا جلسہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے اپنے محبوب علیہ السلام کے بارے میں انبیاء علیہم السلام سے حلف لینے کی خاطر منعقد کیا اس جلسے کے متعلق قرآن حکیم کی سورت نمبر 3 آل عمران کی آیت نمبر 82-81 میں ارشاد فرمایا گیا

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

ترجمہ: ''اور یاد کیجئے (اس وقت کو) اسے کہ جب اللہ نے عہد لیا تھا نبیوں سے کہ یہ جو کتاب اور حکم (بطور رسول) تمہیں عطا کی ہے اس عظیم الشان احسان کا تقاضہ یہ ہے کہ جب تمہارے پاس آئے ایک عظیم رسول تصدیق کرنے والا اس کتاب کی جو تمہیں عطا ہوگی تو ضرور اور بہر حال اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے اور ہاں کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ ایسا ہی کرو گے اور یہ عہدہ نبھاؤ گے تو تمام انبیاء نے بیک زبان کہا ہاں ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ پس تم سب گواہ رہو اور اس عہد پر میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ پس اس عہد کے بعد جو بھی اس سے پھرے گا تو وہی نافرمان یعنی نکل جانے والا ہوگا۔''

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کے بارے میں انبیاء سے کتنا بڑا عہد لیا کہ وہ محبوب کریم کے آنے پر اپنے منصب رسالت کو چھوڑ کر صرف اس محبوب کا کلمہ پڑھیں گے اور اس ے معاون اور مددگار بنیں گے۔ اندازہ لگایئے کہ محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا عالم کیا ہے۔ بھلا انبیاء سے عہد لینے کی ضرورت کیا تھی حالانکہ وہ تو خود ترجمان خدا ہوتے ہیں اور ان کا قول و فعل نپا تلا اور متحقق ہوتا ہے وہ اپنے زمانے کے سارے انسانوں سے ممتاز و ارفع ہوتے ہیں ان کی ذات کے بارے عہد شکنی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ انہی سے عہد لے رہا ہے اور نہ صرف یہ کہ ان سے عہدہ لیا بلکہ اس عہد کے گواہ کے طور پر خود اپنے آپ کو رکھا۔ جس محبوب کی عظمت و رسالت کا گواہ خود خدا بنے اس رسول کی عظمت کو کوئی عام فرد و بشر کیسے بیان کرسکتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی بعثت کے بعد اپنی قوم کو یا امت کو اس محبوب حقیقی کی آمد سے آگاہ کرتے رہے اور حضور علیہ السلام کی شانیں بیان کرتے رہے کہ وہ رسول اس عظمت کا حامل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے خود ان کی کتابوں میں اسقدر تذکرہ اپنے محبوب کا فرمایا کہ وہ انبیاء ہی نہیں بلکہ ان کے امتی بھی حضور علیہ السلام کے خصائص سے آگاہ تھے۔ تاریخ بھری

Marfat.com

پڑی ہے حضور ﷺ کی ولادت کے تذکرے سے آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے نبی حضور ﷺ کے بارے میں اپنی اپنی قوموں کو خوشخبریاں سناتے رہے گویا یہ محبوب علیہ السلام وہ ہے جو خوش خبریوں کا مجموعہ ہے یا گلشن بشارات ہے۔ کیونکہ

ع ایسا کوئی محبوب نہ ہو گا نہ کہیں ہے

آپ ﷺ کو نہ ماننے والا ظالم ہے بد بخت ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 3 آل عمران کی آیت نمبر 86 میں ارشاد فرمایا:

كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَ هُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَايَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

ترجمہ: ''بھلا کیسے اللہ ہدایت عطا کرے ایسے لوگوں کو جنہوں نے کفر اختیار کیا ایمان لانے کے بعد جبکہ وہ گواہی دے چکے ہیں یہ رسول سچا ہے حق لے کر آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کھلی نشانیاں اور اللہ انہیں ہرگز ہدایت نہیں دیتا جو خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں''۔

اس آیت کریما میں ایک باریک نکتہ سرکار مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کا پوشیدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ تو انبیاء کو ماننے والے تھے وہ نبیوں کے واسطے اور وسیلے کے قائل تھے کہ حق ملتا ہی نہیں جب تک کہ رسول کا دامن کرم نہ پکڑا جائے۔ جب تاجدار کائینات ﷺ اس شان سے تشریف لائے کہ آپ کو اللہ نے ہر شان سے مزین فرما کر بھیجا تو انہوں نے حضور علیہ السلام کو ماننے سے انکار کر دیا۔ عجیب بات یہ تھی کہ وہ اپنی کتابوں کو تو مانتے تھے مگر نبیٔ آخر الزماں کو نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے میرے محبوب کو نہ مان کر دراصل اپنے انبیاء کہ جن کی یہ پیروی کرتے ہیں انہیں ہی ماننے سے انکار کر دیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ انہوں نے کتابوں کا بھی انکار کر دیا کیونکہ ان کے رسول اپنی زبان سے میرے محبوب کی عظمت وصداقت کا ذکر کرتے رہے اور کتابوں میں یہ سب کچھ لکھا ہوا تھا تو انہوں نے باقی ہر شئے کو مانا صرف رسالت مصطفیٰ ﷺ کو نہ مانا تو نہ یہ اہل کتاب رہے نہ اہل ایمان رہے یہ کتابوں سے بھی گئے اور رسولوں سے بھی گئے۔ اس لیے یہ کافر ہو گئے اور چونکہ انہوں نے جان بوجھ کر میرے محبوب کا اعتراف نہیں کیا لہٰذا یہ کافر تو ہو ہی چکے ہیں اب ظالم بھی بن چکے ہیں اور ظالم چاہے اپنی جان پر ظلم کرے یا کسی پر کرے اس کا عمل یعنی ناانصافی کا عمل اسے ظالم بنا دیتا ہے اور اب یہ کافر دوہرے جرم کا شکار ہوئے کہ کفر بھی کیا اور ظلم بھی کیا اور اس جرم عظیم کے بعد اب بھلا رب کیوں ان کو ہدایات عطا کرے گا کیونکہ ہدایت کی راہ انہوں نے خود چھوڑ دی ہے اور روشنی سے خود مونہہ موڑا ہے۔

Marfat.com

یہ رسول تم میں موجود ہے

اللہ رب العزت نے نمبر 3 سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 101 میں ارشاد فرمایا

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ

ترجمہ: ''بھلا تم کیسے کفر اختیار کر سکتے ہو کہ تمہیں اللہ کی آئتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور تمہارے درمیان موجود ہے اللہ کا رسول''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور صاحب کتاب کی عظمت کا اظہار فرمایا ہے۔ صحابہ کرام تو حضور علیہ السلام سے براہ راست قرآن سنتے اور زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پڑھا جانے والا قرآن ان کے دلوں کی دنیا کو بدلتا جاتا ڈھل پگھلتے جاتے آنکھیں ابلتی رہتیں سرشاری اور لذت ایمان بڑھتی رہتی ان کی صبحیں اور ان کی شامیں زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گذرتیں تو اللہ تعالیٰ نے ان صحابہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ جو ایک دفعہ میرے محبوب پر اس حالت میں ایمان لا چکے ہیں وہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لذتوں سے سرشار بھی ہوئے ہیں وہ کفر کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ دراصل کچھ لوگ حضور علیہ السلام کے صحابہ کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ لوگ فقر و فاقہ میں رہتے ہیں ہم دیکھیں گے کہ یہ کب تک اپنے رسول کے ساتھ رہ کر بھوک کاٹتے۔ ایک نہ ایک دن ہوسکتا ہے یہ پھر ہمارے پاس واپس لوٹ آئیں اللہ تعالیٰ نے ان سب گمانوں کو رد کر دیا کہ یہ وہ نہیں ہیں کہ جو دنیا کی خاطر محبوب کو چھوڑ دیں گے بلکہ سب کچھ لٹا کر بھی یہ میرے محبوب ہی کے رہیں گے کہ ان کے لیے اصل سرمایہ حیات۔ میرے کلام کی تلاوت اور میرے محبوب کی زیارت ہے۔ یہ آیت تو صحابہ کرام کے بارے میں تھی مگر یہ قیامت تک اسی طرح فیض لٹاتی رہے گی۔ اس وقت رسول کریم ظاہراً ان کے سامنے جلوہ افروز رہتے تھے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس کی زیارت کرتے تھے مگر اب تاجدار کائینات تو گنبد خضریٰ میں آرام فرما ہیں ظاہری طور پر نظر نہیں آتے جبکہ قرآن پاک تو ہر مسلمان کے گھر میں موجود ہے اور اس کی تلاوت بھی قیامت تک ہوتی رہے گی تو سرکار کا جلوہ تو چھپ گیا ہے مگر قرآن کہتا ہے کہ یہ رسول تم میں موجود ہیں تو اس کا معنی یہ ہے کہ رسول اب اپنے عاشقوں کے قلوب میں رہتا ہے یہ موجود ہے اور موجود رہے گا پہلے صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری جمال سے فیض یاب ہوتے تھے اب چاہنے والے امتی ہمہ وقت باطنی دیدار سے فیض یاب ہوتے رہتے ہیں۔ اور قیامت تک یہ محبوب اسی طرح دلوں میں موجود رہے گا یہ نہ پہلے کہیں گیا تھا نہ اب کہیں گیا ہے۔ پہلے یہ محبوب مدینہ کی گلیوں میں رہتا تھا اب یہ دلوں کی دھڑکنوں میں رہتا ہے۔ پہلے اس کی گذرگاہیں اس کی ظاہری خوشبو سے معطر ہوتی تھیں اب اس کی روحانی خوشبو سے دلوں کی وادیاں معطر ہوتی ہیں۔ اسی محبوب کی فیض رسانی سے جہان آباد تھا اور اس کی

Marfat.com

فیض رسانی سے قیامت برپا ہونے تک آباد رہے گا کیونکہ

ع خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے

وجود مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے تم بھائی بھائی بن گئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 3 آل عمران کی آیت نمبر 103 میں ارشاد فرمایا

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ.

ترجمہ: اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو یعنی اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا تم آپس میں دشمن تھے پھر اس نعمت کے سبب سے اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور تم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے حالانکہ تم تو آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے سو بچا لیا اللہ نے تمہیں اور اللہ اس طرح کھول کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم ہدایت حاصل کرو"۔

محبوب کی ذات مقدسہ کو اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں نعمت عظمیٰ کے علاوہ احسان عظیم بھی ارشاد فرمایا ہے کہ یہ مومنوں پر اللہ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنا محبوب مومنوں کو عطا فرما دیا۔ سابقہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے نعمت عظمیٰ قرار نہیں دیا صرف اپنے محبوب علیہ السلام کو قرار دیا حالانکہ وہ انبیاء اور رسل بھی مرتبے میں تمام انسانوں سے ارفع و اعلیٰ تھے مگر محبوب کا مقام ہی جدا ہے اللہ نے فرمایا کہ تم اس نعمت محمدی کے سبب سے ہی دنیا میں باعث عزت ہو۔ ان آیات کے نزول یعنی قرآن حکیم کے نزول سے پہلے اور حضور نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے مکے کے لوگوں کی حالت بڑی عجیب و غریب اور نرالی تھی اس معاشرے میں طاقت اور دولت ہی کی پوجا ہوتی تھی جو صاحب حیثیت اور صاحب برادری تھا وہی سب سے بڑا مکے کا یا عرب کا سردار تھا اور جن کے پاس نہ دولت تھی نہ طاقت تھی وہ راہ کے پتھروں کی طرح زندگی گزار رہے تھے کوئی کسی کو اپنے سے بڑھ کر سمجھنے کے لیے تیار ہی نہیں تھا ہر کوئی سردار تھا ہر کوئی نواب تھا حتیٰ کہ اس حد تک سرداری کا زعم تھا کہ اگر کسی نے چلتے چلتے اپنا گھوڑا کسی کے گھوڑے سے آگے بڑھا لیا ہے تو اسی وقت تلواریں نکل آتیں کہ تمہیں مجھ سے آگے بڑھنے کی جرأت کیسے ہوئی ہے۔ چشموں پر پہلے پانی بھرنے پر جھگڑا ہو جاتا۔ راہ گزرتے ہوئے اگر کوئی کسی طاقت ور کا راستہ کاٹ کر گزر جاتا تو اس پر تلواریں نکل آتیں غرض زندگی ایک عام انسان کے لیے جبر مسلسل تھی اور طاقت ور

Marfat.com

ترین ہوتا جارہا تھا اور غریب مسکین مسکین اور غریب تر ہوتا چلا جا رہا تھا کہ ان حالات میں رسالت مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں ہوئی اور اس شمع کی روشنی میں کفر وشرک اور جہالت کے اندھیرے آہستہ آہستہ چھٹنے لگے تاریکیوں کے دامن سے اجالوں کی کرنیں نمودار ہونے لگیں سانس روک دینے والے ماحول میں خوشگوار اور معطر ہواؤں کے جھونکے آنے لگے اجڑے ہوئے چمنستانوں میں موسم بہار کی خوشگواری محسوس ہونے لگی اور اس شمع رسالت کی روشنی میں دشمنی دوستی اور خیر سگالی میں تبدیل ہونے لگی آپس میں صدیوں کے دشمن اور خون کے پیاسے بارگاہ مصطفوی کے فیض سے ایک دوسرے کو خون دینے پر آمادہ ہونے لگے اور دوسروں کی جان محض اپنی انا کی خاطر لینے والے اب اپنی جان دوسروں کو دے کر ان کی جان بچانے کے خوگر ہونے لگے اور اس کیفیت کو قرآن نے یوں پیش کیا ہے کہ اے اہل عرب اور بالخصوص اہل مکہ تم تو آپس میں دشمن تھے مگر میرے محبوب کی محبت اور اس کے کرم نے تمہیں آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ تم تو اپنے اعمال اور کرتوتوں کے سبب آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے اور کسی دم گرنے ہی والے تھے مگر میرے محبوب علیہ السلام نے تمہیں اپنے دست رحمت سے پکڑ کر اس کے کنارے سے کھینچ لیا اور تمہیں جنت کی راہوں پر گامزن کر دیا۔ تو اس محبوب کا ذکر کرنا اور کرتے ہی رہنا تم پر واجب نہیں بس تم میرا ذکر بھی کرو اور میرے محبوب کا ذکر بھی کرو اور اس طرح کرو کہ تم اپنی زندگی کو اپنی عزت و وقار کو الٰہی کا وسیلہ اور صدقہ سمجھو۔

میرے محبوب کا وجود حیات بخش نعمت ہے اور اس کی محبت سے دلوں کی ویران کھیتیاں گل و گلزار میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ بعثت مصطفیٰ ﷺ و شکم سے پہلے اہل مکہ اپنی بچیوں کو اپنے ہی ہاتھوں سے زندہ در گور کر دیتے تھے یہ سنگ دلی اور وحشت کی انتہا تھی مگر تعلیمات مصطفیٰ ﷺ سے وہ سنگ دل لوگ اپنی بیٹیوں کو اب اپنے لیے رحمت خداوندی سمجھنے لگے یہ سب کچھ اس نعمت عظمیٰ ہی کے سبب سے تھا جسے خداوند قدوس اپنا محبوب کہتا ہے۔

محبوب ﷺ کی امت بہترین امت ہے

اللہ رب العزت نے نمبر 3 سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 110 میں ارشاد فرمایا

وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

ترجمہ: ''اور تم اے مسلمانو وہ بہترین امت ہو جسے سب امتوں میں ظاہر کیا گیا۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو چونکہ امام الانبیاء بنایا ہے اور سارے رسولوں سے ارفع و اعلیٰ بنایا ہے لہٰذا اپنے محبوب کی وساطت سے اللہ تعالیٰ نے اس امت مصطفیٰ ﷺ کو سب سے بہتر امت قرار دیا ہے کہ امت بھی سب امتوں سے ممتاز امت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شرف امت مصطفیٰ ﷺ صرف محبوب کے تصدق سے

Marfat.com

بڑھایا۔ کتنی بڑی خوش نصیبی اس شخص کی جو پیدا ہی محبوب کی امت میں ہوتا ہے یعنی وہ پیدائشی اعزاز لے کر پیدا ہوتا ہے اور یہ بھی صرف محبوب کا صدقہ اور اللہ کی رحمت خاص ہے اللہ تعالیٰ نے جہاں اسی امت کو بہترین امت قرار دیا ہے وہاں اس کے کچھ فرائض بھی ارشاد فرمائے ہیں اور وہ یہ کہ یہ امت فلاح پھیلانے والی امت ہے یہ فطری طور پر نیکی کا حکم دینے یعنی اسے پھیلانے والی ہے اور برائی سے بچنے اور بچانے والی ہے۔ اور قرآن حکیم کی اس ایت کریما کی رو سے جو یہ فرض سرانجام دے رہا ہے اصل حال خیر وہی امتی ہے وگرنہ وہ غافل اور محروم امتی ہے آج اس امت مسلمہ کی زبوں حالی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ نیکی کا حکم دینے یا تبلیغ کرنے کی بجائے خود ہی برایوں کا ایک حصہ بن چکی ہے۔ کون سی ایسی آلودگی اور غلط کاری نہیں ہے جواب اس امت میں موجود نہیں ہے حالانکہ یہ تو نور کی راہوں پر گامزن کرنے والی امت ہے مگر بدنصیبی کی انتہا یہ کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدائشی اور فطری طور پر یہ منصب عطا فرمایا وہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے آپ کو مٹا رہی ہے برایوں کے دامن کے حصار میں یا تو گھری جا رہی ہے یا گھر چکی ہے اور یہ کہنا مناسب ہوگا کہ آج

ع اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے والا حال ہے

جب تک یہ امت مرکز مصطفیٰ ﷺ پر پھر سے یکجائی کے ساتھ لوٹ کر نہیں آتی اس کے نصیبوں میں بے سکونی اور ذلت لکھی جاتی رہے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں بھولا ہوا سبق یاد کرانا چاہتا ہے۔

اس محبوب کی اطاعت سے رحمت حق ملتی ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 3 آل عمران کی آیت نمبر 131 میں ارشاد فرمایا

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

ترجمہ: ''اور اطاعت کرو اللہ اور رسول ﷺ کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے''۔

اس آیت کریما سے بھی نسبت مصطفیٰ ﷺ کے انعام کی بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی کو اپنے محبوب کے ذریعے سے شرف قبول بخشنے کا وعدہ فرمایا کہ اس رسول کی سچی غلامی اور اطاعت کر لو۔ اللہ تعالیٰ تم پر اپنے لطف و کرم کی بارش برسائے گا آج کے مسلمان کے مسائل بڑھتے ہی جا رہے ہیں اور ان کا ظاہری طور پر کوئی حل نظر نہیں آتا مگر اے کاش اس امت کو قرآن فہمی سے شغف پیدا ہو جائے اور یہ امت قرآن سے رجوع کرنے والی امت بن جائے قرآن تو ہر مسئلے کا حل پیش کرتا ہے ہم پھر بھی محروم تمنا کیوں ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ محبوب علیہ السلام اور قرآن حکیم سے تعلق کم کر دینا ہے۔ قرآن کھل کر فرما رہا ہے کہ آنکھیں بند کر کے میرے محبوب کی اطاعت کرتے چلے جاؤ اللہ تم پر رحمت کرے گا مگر ہم تو حضور ﷺ کی اطاعت سے محروم

Marfat.com

ہوتے جارہے ہیں۔قرآن کا پیغام یہ ہے کہ تم میرے محبوب کی باتوں کو مان لو اللہ تم پر کرم کے دروازے کھول دے گا۔اللہ نے اپنا رحم اور کرم مشروط کر دیا ہے غلامی اور اطاعت مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ اتنے واضح حکم اور ارشاد کے بعد بھی اگر کوئی حضور علیہ السلام کی صحیح پیروی نہیں کرتا بلکہ سر عام سنت و شریعت مصطفیٰ ﷺ کا مذاق اڑاتا ہے تو پھر اس کا علاج تو ذلت اور رسوائی ہی ہے۔

یہ محمد ﷺ صرف اللہ کے رسول ہیں

سورۃ نمبر 3 آل عمران کی آیت نمبر 144 میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ

ترجمہ: ''اور نہیں ہیں محمد مگر صرف رسول''

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو بلا شبہ انسانوں میں بھیجا اور انسانوں ہی کے لیے بھیجا اور اس نسبت کہ محبوب سے تمام انسان فیض لے سکیں اور اس سے مانوس ہوسکیں آپ ﷺ کو پیکر بشریت عطا کیا۔ظاہراً تو سرکار مصطفیٰ ﷺ تو مرکز وحی اور مرکز تجلیات الٰہی ہیں۔لبادہ بشریت میں اللہ کا نور چھپا ہوا ہے باطن سارے کا سارا ایک نور کا جہان ہے اندر ہر زرہ خون نور کا شمس وقمر ہے۔اس لیے اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے بارے میں صرف الا ارشاد فرما کر در پردہ یہ سمجھا دیا کہ لوگو میرے محبوب کو اپنی طرح کا بشر مت سمجھنا یہ عام انسان نہیں ہیں بلکہ ان کے وجود سعید کی مٹی کا زرہ زرہ نور رسالت سے روشن و منور ہے۔یہ عام انسان دکھائی دینے کے باوجود عام بات نہیں کریں گے نہ کرتے ہیں بلکہ ان کی زبان سے نکلنے والا ہر ہر حرف اور ہر ہر لفظ مبنی ہر مفہوم رسالت ہے ان کو صرف محمد عربی کے طور پر نہ دیکھو بلکہ حامل اور صاحب قرآن کی حیثیت سے دیکھو تو تمہیں خود پتہ چل جائے گا کہ اسی محبوب کی باطنی عظمت کیا ہے۔اس کی رسالت بھی میری طرف سے ہی ہے اور اس کا اسم گرامی بھی میری طرف سے ہی ہے۔یعنی یہ بطور محمد بھی سب سے اعلیٰ اسم گرامی والا اور شان والا ہے اور بطور رسول بھی سب سے بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ رسول ہے۔

یہ رسول ﷺ اللہ کا احسان عظیم ہے

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کی ہر پہلو اور ہر انداز سے شانیں بیان کی ہیں ہر شان ایک جداگانہ حیثیت رکھتی ہے سورۃ نمبر 3 آل عمران کی آیت نمبر 164 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ

Marfat.com

كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

ترجمہ: ''یقیناً اللہ نے بڑا ہی احسان کیا ہے مومنوں پر کہ اس نے ان میں ایک رسول مبعوث فرمایا انہی میں سے جو ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور انہیں حکمت عطا فرماتا ہے اور بلاشبہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں گھرے ہوئے تھے''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کی پانچ شانیں بیان کی ہیں۔ اول اس نے فرمایا کہ یہ محبوب تم سب پر اللہ کا احسان عظیم ہے۔ اس لیے کہ یہ اللہ کا محبوب ہے اور اس نے اپنی سب سے محبوب ترین شخصیت تمہیں عطا کر دی۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ پروردگار عالم کے محبوب ہیں اور رسولوں کے بھی رسول ہیں انہیں مبعوث ان لوگوں میں فرمایا کہ جن جیسی پست اور گمراہ قوم اس وقت دنیا میں کوئی نہیں تھی جو لوگ کسی کی جان لینا اور وہ بھی اپنے اولاد کی ان سے زیادہ فکری لحاظ سے پست اور ذلیل کون ہو سکتا ہے مگر قربان جائیں اس اللہ رب العزت کی حکمتوں پر کہ اس نے دنیا کی سب سے ارفع سب سے اعلیٰ سب سے حسین سب سے جمیل سب سے لطیف سب سے منزہ سب سے مطہرہ سب سے بلند اور سب سے بالا شخصیت کو ایسے لوگوں میں بھیج دیا اور پھر اس محبوب کے ساتھ ان لوگوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ انہوں نے اپنی ازلی خباثت اور جہالت کی انتہا کر دی محبوب کریم علیہ السلام کی مخالفت میں دنیا میں ظلم و ستم کے جتنے طریقے رائج تھے وہ سب آزما لیے مگر حضور علیہ السلام کو چونکہ خداوند قدوس نے اپنا احسان عظیم بنا کر بھیجا تھا اس لیے آپ نے اف تک نہ کی کیونکہ احسان کیا جاتا ہے اور صرف کیا ہی جاتا ہے احسان کی قیمت نہیں لی جاتی اس لیے محبوب علیہ السلام نے ہر تکلیف برداشت کر کے اپنے آپ کو اپنے عمل سے واقعتاً اللہ کا احسان عظیم انسانیت پر ثابت کر دیا۔

محبوب علیہ السلام یہ قاری القرآن بھی ہیں

اسی زیر نظر آیت کریمہ نمبر 164 میں محبوب علیہ السلام کی دوسری شان بطور قاری القرآن پیش کی گئی ہے کہ یہ تم پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی آیات کی تلاوت کرتا ہے گویا اسی محبوب نے بتایا کہ قرآن حکیم کا مخرج کیا ہے اس کو کس طرح پڑھنا چاہیے۔ قرات کا سارا فن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نے عطا فرمایا کہ کونسا حرف کس طرح ادا کرنا ہے اور کون سا لفظ کس انداز سے پڑھنا ہے قرآن حکیم پر زیر زبر شد مد تو حضور علیہ السلام کی ظاہری حیات طیبہ کے بعد تحریری طور پر لکھی گئیں ورگرنہ تو پورا قرآن زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر ہی صحابہ نے اپنے اپنے سینوں کی تختیوں پر لکھ لیا تھا۔ لکھا ہوا کتابی صورت میں قرآن تو بہت بعد میں ترتیب دیا گیا اس لیے کائینات میں تاجدار کائینات علیہ السلام سے پڑھ کر قاری القرآن بھی کوئی نہیں۔

Marfat.com

یہ نفوس کا تزکیہ فرماتے ہیں

سورۃ نمبر 3 آل عمران کی اسی زیر نظر آیت نمبر 164 میں نبیٔ کریم ﷺ کی ایک اور شان بیان کی گئی ہے کہ نہ صرف یہ کہ قرآن کی تلاوت اپنے غلاموں کے سامنے کر کے انہیں قاری اور حافظ قرآن بناتے ہیں بلکہ ان کے دلوں اور ان کے نفوس کی صفائی بھی کرتے ہیں۔ انہیں اپنی نگاہ کیمیا سے پاک وصاف کر دیتے ہیں۔ دلوں کی آلودگی اپنے نگاہ کے فیض سے دھوڈالتے ہیں۔ قلبی کثافتیں اور ان کا زنگ دور کر دیتے ہیں یہ اپنی نگاہ رسالت اور فیض وحی سے من کے اندھیرے دور کر دیتے ہیں یہ سنگ دلی کو رحم دلی میں بدل دیتے ہیں یہ جہالت کو حکمت میں بدل دیتے ہیں یہ نفی کو اثبات میں بدل دیتے ہیں یہ بھٹکے ہوؤں کو راہبر بنا دیتے ہیں اور یہ انسانی وقار کو آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ دلوں کا میل حتیٰ کہ روحوں کے اندھیرے بھی اس محبوب کی نگاہ سے دور ہو جاتے ہیں۔ جب تک نگاہ رسول کا فیض نہ ہو دل صاف ہو ہی نہیں سکتے اور جب دل دھل جائیں تو پھر ان کی ساتھ یعنی دھلے ہوئے دلوں کے ساتھ جو محبت وعقیدت سے وابستہ ہو جاتا ہے وہ بھی دلوں کی دنیا کو بدلنے کی صلاحیتوں سے مالا مال ہو جاتے ہیں انہیں روحانی لطافتیں اور سرشاریاں عطا کر دیتے ہیں۔

یہ محبوب حکمت کی خیرات (ہر حکمت) عطا کرتے ہیں

اس زیر نظر ایت کریما نمبر 164 میں ایک اور شان مصطفیٰ ﷺ یہ بیان کی گئی کہ یہ حکمت عطا کرنے والا محبوب۔ قرآن حکیم کی اس آیت کریما کی رو سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ علم قرآن اور چیز ہے اور حکمت قرآن اور چیز ہے اور اس ضابطے کی رو سے یہ معلوم ہوا کہ علم اور چیز ہے اور حکمت اور چیز ہے۔ جس کے پاس علم بھی ہو اور حکمت بھی ہو اس کے کیا کہنے۔ علم تو از خود نعمت خداوندی ہے مگر جسے حکمت نصیب ہو جائے اس کا کیا کہنا اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ علم ظاہری چمک اور روشنی کا نام ہے اور حکمت باطنی نور کا نام ہے۔ گویا اس محبوب کی شان یہ ہے کہ یہ ظاہری علوم بھی عطا کرتا ہے اور باطنی علوم بھی عطا کرتا ہے۔ سو جتنا جتنا کوئی مصطفیٰ ﷺ کے قریب ہوتا گیا اتنا ہی اتنا وہ حکمت بھی پاتا گیا اور پھر ان کی باطنی نگاہوں کا کمال یہ تھا کہ وہ بیروں بیں تو تھیں ہی مگر وہ دروں بیں میں بھی بن گئیں۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہ علم کا تعلق نور عقل سے ہے اور حکمت کا تعلق نور قلب سے ہے اسی نکتے کو حضرت علامہ اقبال نے اس طرح بیان کیا ہے

ع خرد سے راہ روشن بصر ہے
خرد کیا ہے چراغ راہ گذر ہے

Marfat.com

درونِ خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا
چراغ راہ گذر کو کیا خبر ہے

یعنی اس محبوب سے دلوں میں حکمت کے چشمے ابلنے کے خزانے ملتے ہیں اور یاد رہے کہ فیض مصطفیٰ ﷺ ہر دولحاظ سے جاری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

اس محبوب ﷺ کی صدا پر لبیک کہنا اللہ کی صدا پر لبیک کہنا ہے

سورۃ نمبر 3 آل عمران کی آیت نمبر 172 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَ اتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ

ترجمہ: ''اور وہ مومن لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہا اس کے باوجود کہ وہ زخم کھا چکے تھے ان لوگوں کے لیے (یعنی لبیک کہنے والوں کے لیے) اور بہتر کار کردگی رکھنے والوں کے لیے تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لیے (اللہ کی طرف سے) اجر عظیم ہے''۔

غزوہ بدر صغریٰ کے لیے سرکار مصطفیٰ ﷺ نے جب اپنے جانثاروں کو پکارا تو صحابہ کرام تذبذب کا شکار ہو گئے کہ ابھی چند دن پہلے ہی تو غزوہ احد ختم ہوا ہے اور ابھی تک اس کے زخم صحابہ کرام پر تازہ تھے مگر اب پھر حضور علیہ السلام اپنے پاس ایک نئے غزوے کے لیے پکار رہے ہیں تو سرکار مصطفیٰ ﷺ کا پیغام جب تمام صحابہ کو پہنچا تو وہ اپنی اپنی مصروفیات اور امور زندگی کو چھوڑ کر بارگاہ رسالت میں ذوق در ذوق آنے لگے حتیٰ کہ مدینے کے جو بازار خرید و فروخت کے لیے بھرے ہوئے تھے وہ خالی ہونے لگے زخمی صحابہ بھی حضور ﷺ کے بلانے پر سب کچھ چھوڑ حاضر ہونے لگے۔ انہوں نے قطعاً اپنے قلوب پر کوئی گرانی محسوس نہ کی کہ ابھی ابھی تو احد کی جنگ سے فارغ ہوئے ہیں اور اب پھر ایک اور لڑائی کے لیے جانا پڑے گا۔ ان صحابہ کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اور ان کی محبت رسول کو پیار سے دیکھا اور فرمایا کہ ان کے ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ یہ میرے محبوب کی پکار کو اور میری پکار کو ایک ہی سمجھتے ہیں یعنی جب میرا محبوب بولتا ہے ان کا اس پر راسخ ایمان ہے کہ در پردہ میں ہی بولتا ہوں تو ہر میرے محبوب کی صدا کو میری صدا سمجھ کر آ جاتے ہیں تو کیا میں ان کی محبت اور ان کے اخلاص اور تقوے کا اجر انہیں عطا نہیں فرماؤں گا یہ سب لوگ اجر عظیم کے مستحق ہیں کہ یہ تقوے کی اعلیٰ منزل پر فائز ہیں گویا اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی پکار کو ایک ہی کہا ہے۔

Marfat.com

آپ ﷺ اللہ چنے ہوئے غیب جاننے والے رسول ہیں

اللہ رب العزت اپنے بندوں اور بالخصوص انبیاء کو مختلف شانوں سے نوازا ہے اس نے اپنے رسولوں اور نبیوں کو معجزات عطا فرمائے اور پھر اپنے خاص بندوں کو کرامتیں عطا فرمائیں تاکہ لوگ ان کو جھٹلا نہ سکیں۔ تمام انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی معجزہ عطا فرمایا اور انہی میں سے ایک معجزہ غیب کی خبریں بتانا بھی ہے۔ نبیوں کی امتیں ان سے سوال کرتیں اور وہ نبی ان کو جوابات دیتے رہے بعض اوقات قوم کی منشا پر کسی نبی نے معجزہ دکھایا اور بعض اوقات خود ہی نبی علیہ السلام کی ذات سے معجزے کا ظہور ہو گیا مگر یہ ہوتا سب کچھ رب کریم کی رضا کے ساتھ ہے اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 3 آل عمران کی آیت نمبر 179 میں ارشاد فرمایا

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ

ترجمہ: ''اور اللہ کی یہ شان اے لوگو یعنی عامۃ الناس اس کے اہل نہیں ہیں کہ اللہ انہیں علم غیب سے مطلع کرے ہاں البتہ اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں جسے چاہے یعنی اسے علم غیب سے نوازنے کے لیے چن لیتا ہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ تو پرہیزگاری اختیار کرو تو پھر تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے۔''

اس آیت کریمہ سے تاجدار کائینات ﷺ کی شان علم اور وہ بھی علم غیب کے حوالے سے ظاہر ہو رہی ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو کیا کچھ عطا نہیں فرمایا۔ قرآن حکیم کی یہ نص قطعی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مخصوص راز بتانے کے لیے اپنے برگزیدہ رسولوں میں سے کچھ انبیاء کو چن لیا پھر انہیں غیب سے مطلع کیا تو صاحبان ایمان اپنے ایمان کی روشنی میں بتائیں کہ رسولوں میں سب سے زیادہ چنا ہوا رسول اللہ کون ہے ظاہر ہے ہمارے ہی آقا علیہ السلام ہیں۔ تو جب حضور ﷺ سب سے زیادہ محبوب اور ارفع و اعلیٰ رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اسی حساب اور مناسبت سے اپنے محبوب علیہ السلام کو علم غیب بھی عطا کیا ہوگا اور یقیناً کیا ہوا ہے پھر ہماری سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے کہ جو لوگ دین کے علوم سے وابستہ ہو کر بھی محبوب علیہ السلام کے علم پر شک کرتے ہیں اور بڑی جرأت سے یہ فتویٰ دے دیتے ہیں کہ کوئی کچھ نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور کسی کو بھی علم غیب نہیں ہے یہ کہنا یا تو سادگی ہے یا حماقت ہے کیونکہ اللہ تو فرما رہا ہے کہ میں چنے ہوئے رسولوں کو علم غیب عطا کرتا ہوں اور یہ اس کی شان ہے کہ کسی کو کتنا علم عطا کرتا ہے جتنا بھی کرے یہ اس کی اپنی شان ہے اس بحث کا حق امتی کو بنتا ہی نہیں کہ حضور علیہ السلام کو علم غیب ہے یا نہیں؟ بلکہ یہاں تو یہ سوال ہے کہ وہ کونسی بات ہو سکتی ہے جو اللہ نے اپنے محبوب کو نہیں بتائی اس نے اپنے

Marfat.com

محبوب ﷺ کو ہر شئے کا علم عطا فرمادیا کیونکہ حضور علیہ السلام صرف خطۂ ارض کے رسول تو نہیں ہیں حضور ﷺ تو رسول عالمین ہیں یعنی ساری کائیناتوں کے رسول ﷺ ہیں تو جتنی وسعت آپ ﷺ کی رسالت کی ہے اتنی ہی وسعت سے اللہ نے آپ کو علوم بھی عطا فرمائے۔

سورۃ نساء

محبوب ﷺ کی نافرمانی اور اللہ کی نافرمانی ایک ہی ہے

جس طرح اللہ رب العزت نے اپنی اطاعت کو اور اپنے محبوب کی اطاعت کو ایک ہی قرار دیا ہے اس طرح قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی نافرمانی کو بھی اپنی ہی نافرمانی یا حکم عدولی قرار دیا ہے۔ اللہ رب العزت سورۃ نمبر 4 نساء کی آیت نمبر 14 میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا
وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ

ترجمہ: اور جو اللہ اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی مقرر کردہ حدوں سے گذر جائے البتہ اسے ہمیشہ کے لیے آگ میں داخل کرے گا اور اس کے خواری کا عذاب ہے"۔

بعض لوگ صرف اللہ رب العزت کی بندگی کو حرف آخر سمجھتے ہیں اور معاذ اللہ سرکار مصطفائے کریم علیہ السلام کو بے اختیار سمجھتے ہیں حالانکہ یہی قرآن حکیم محبوب علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے کہ رسول کا حکم ماننا اللہ ہی کا حکم ماننا ہے۔ اطاعت رسول کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنی اطاعت قرار دیا ہے مگر یہ کہیں نہیں فرمایا کہ فلاں فلاں امور میں اطاعت کرو اور فلاں فلاں امور میں اطاعت نہ کرو بلکہ مطلقاً حکم فرمادیا کہ میرا محبوب ﷺ جو کچھ بھی کہے اسے امر الٰہی سمجھ کر مان لو کیونکہ یہی ایمان ہے یہی اسلام ہے یہی اتباع ہے یہی اطاعت ہے یہی معیار محبت اور معیار فرمان برداری ہے۔ مذکورہ آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ یہ بات ارشاد فرمادی ہے کہ جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور ان کی مقرر کردہ حدود سے نکل جائے گا یعنی من مانی کرے گا اور شریعت مصطفیٰ ﷺ کو اہمیت ہی نہیں دے گا وہ بلا شبہ آگ میں ڈالا جائے گا تو یہاں یہ نہیں فرمایا گیا کہ رسول کے کون کون سے احکامات ہیں جن کو نہ مانے تو جہنم میں جائے گا بلکہ بلا تخصیص فرمادیا کہ جس جو بھی رسول کے کسی بھی حکم کو نہ مانے گا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

Marfat.com

آپ قیامت کے دن سب کی گواہی دیں گے

اللہ رب العزت نے سورہ نمبر 4 نساء کی آیت نمبر 41 ارشار فرمایا

فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ وَّجِئْنَابِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَاءِ شَھِیْدًا

ترجمہ: ''تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب علیہ السلام آپ کو ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے''۔

اللہ رب العزت نے جتنے انبیاء بھی مبعوث فرمائے انہیں اپنی اپنی امت کے احوال کا نگہبان اور گواہ بنایا قیامت کے دن آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک سارے انبیاء اپنی اپنی امتوں سمیت اللہ کی بارگاہ میں حاضر و موجود ہوں گے اور اپنی اپنی امت کے بارے میں اللہ کی بارگاہ میں عرض کریں گے کہ مولا ہم نے بلاشبہ تیرا پیغام اپنی اپنی امتوں کو دیا اور انہیں خیر و شر کے ہر پہلو سے آگاہ کیا سزا اور جزا کے متعلق بھی بتایا مگر جو لوگ ہمارا پیغام سن کر بھی نہ ہم پر ایمان لائے نہ تیری ہی بندگی اختیار کی اب وہ اپنے اپنے اعمال کے خود ذمے دار ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی اس بات کو قبول فرما کر فرمائے گا کہ اے بنی نوع انسان کیا تم تک میرے انبیاء کے ذریعے میرا پیغام نہیں پہنچا تھا سب کہیں گے کہ ہاں پہنچا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نکتے کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہر امت میں ہم نے ایک ہادی یعنی راہنما بنا کر بھیجا اور کسی کو بغیر راہنمائی کے نہیں چھوڑا تو پھر لوگ ہدایت کی طرف کیوں نہ آئے۔ میزان عدل پر تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امت کے بارے گواہیاں دیں گے کہ کون فرمان بردار تھا اور کون نافرمان مگر قربان جائیں امام الانبیاء کی شان پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء پر گواہ ہوں گے اور یہ گواہی ان کے قول کی صداقت کے بارے میں ہوگی تو محبوب فرمائیں گے اے میرے مالک اے میرے اللہ یہ انبیاء سچ کہہ رہے ہیں میں ان کی تائید کرتا ہوں تو محبوب علیہ السلام کے فرمان پر انبیاء کو الگ عزت کے مقام پر کھڑا کر دیا جائے گا اور ان کی امتوں کا حساب و کتاب شروع ہوگا۔ اس آیت کریما کا دوسرا معنی یہ ہے کہ حضور علیہ السلام اپنی رسالت کی وسعت کے حساب سے پوری کائیناتوں کے احوال سے آگاہ ہیں تبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب پر نگہبان بھی ہیں اور سب پر گواہ بھی ہیں اور یاد رہے کہ گواہ زندہ بھی ہوتا ہے حاضر بھی ہوتا ہے اور ناظر بھی ہوتا ہے اور ہمارے آقا میں یہ تمام صفات موجود ہیں اور یہی اہل سنت کا عقیدہ و ایمان ہے۔

تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امت کے صدق و نفاق کی گواہی بھی دیں گے یعنی اللہ رب العزت نے اپنے نبیوں کو دلوں میں اتر جانے والی نگاہیں عطا فرمائیں ہوئیں تھیں اور جب امتی نبیوں کی نگاہ کی باریکی کا حال یہ تھا تو انبیاء کے امام جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دروں بینی کا عالم کیا ہوگا۔ اس آیت کریما سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے آقا کی نگاہ دیواروں کے پار بھی دیکھ لیتی ہے اور سینوں کے اندر دلوں کے احوال کو بھی مشاہدہ فرما لیتی ہے۔

Marfat.com

محبوب علیہ السلام کے وسیلے سے بخشش ملتی ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 4 نساء کی آیت نمبر 64 میں ارشاد فرمایا

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

ترجمہ: ''اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو پھر اللہ سے معافی مانگیں تو میرا رسول مکرم بھی ان کی شفاعت فرمائے تو وہ اللہ تو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے''۔

اس آیت کریمہ میں رب کریم نے قرب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکتوں اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کے وسیلے کا بالخصوص ذکر فرمایا ہے کہ محبوب علیہ السلام کی بارگہ میں حاضر ہونے کا اجر و انعام کیا ہے اور پھر محبوب علیہ السلام کی اپنی عادت کریمانہ کیا ہے۔ بڑی واضح بات ارشاد فرمائی گئی کہ اگر امتی کوئی ایسی زیادتی اپنے ہی ساتھ کر بیٹھیں جو کسی عظیم گناہ یا جرم کی صورت میں ہو اور خوفزدہ ہوں کہ اب ان کا کیا ہوگا اللہ تعالیٰ شائد معاف کرے یا نہ کرے تو ایسی حالت میں اگر اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں تیری بارگاہ کا خیال آجائے کہ بس ایک ہی سہارا ہے کہ جہاں سے رحمت و بخشش کی خیرات مل سکتی ہے تو آپ کو اپنا سہارا سمجھ کر آجائیں تو انہیں مایوس نہ فرمائیں کیونکہ ہم نے آپ کے در کو ہمیشہ کھلا رہنے والا در بنایا ہے اور ہر ایک کے لیے بنایا ہے۔ وہ آجائیں یعنی گنہگار اگر امیدوں کے چراغ اپنے سینوں میں روشن کر کے آپ کے دربار گہر بار میں آجائین تو آپ سے معافی کے خواستگار ہوں تو آپ انہیں اپنے کرم کی خیرات ضرور عطا فرمائیں اور یہ ضابطہ صرف مدینے مکے یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ تک ہی نہیں تھا بلکہ اس کا اطلاق قیامت تک ہے اور جس طرح قرآن حکیم کا فیض جاری و ساری ہے اس طرح مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض جاری ہے قرآن حکیم کے الفاظ پر غور فرمایئے کہ اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اس محبوب کی بارگاہ میں آجائیں اور اس بارگاہ میں آکر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور پھر میرا محبوب بھی ان کی بخشش چاہے تو ان کی بخشش پھر یقیناً ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کو یہ گوارہ ہی نہیں کہ کوئی امتی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرم کی بھیک مانگنے آجائے اور محبوب علیہ السلام دعا کے لیے ہاتھ اٹھا بھی دیں تو پھر رحمت حق تو جوش میں آہی جاتی ہے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہاتھ اٹھنے کی دیر ہوتی تھی کہ رب کریم طلبگاروں کی خطائیں معاف فرما کر انہیں توبہ کی

Marfat.com

قبولیت کی نوید عطا فرما دیتا۔ یہ تو سرکار مدینہ کی ظاہری حیات طیبہ میں مومنوں کو سہولت تھی کہ وہ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہو جاتے مگر اب تو سرکار مصطفیٰ ﷺ گنبد خضریٰ میں جلوہ افروز ہیں اب اپنی جانوں پر ظلم کر لینے والے گنہگار اور خطا کار کیا کریں تو رب کریم نے اپنے محبوب کا فیض بند نہیں کیا اب ضابطہ یہ ہے کہ دل کی دنیا میں اور اپنے من میں محبوب کو سامنے سمجھ کر اس کے وسیلے سے مغفرت طلب کرو رب کریم اب بھی دعا قبول فرمائے گا اور تمہیں بخشش کی بھیک اور خیرات عطا فرما دے گا۔

رب نے آپ ﷺ کو حاکم مطلق بنایا ہے

قرآن حکیم کی سورۃ نمبر 4 نساء کی آیت نمبر 65 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

ترجمہ: ’’اے نبی آپ کے رب کی قسم وہ مومن ہو ہی نہیں سکتے جب تک آپس کے جھگڑے میں آپ حاکم مطلق نہ بنائیں پھر آپ کے فیصلے میں گرانی محسوس نہ کریں اور اسے بخوشی تسلیم کر لیں یعنی بلا چوں و چرا اس پر سر تسلیم خم کر دیں‘‘۔

بعض اوقات صحابہ کرام آپس میں انسانی اور بشری تقاضوں کے تحت آپس میں ایک دوسرے سے کسی معاملے میں الجھ جاتے اور از خود فیصلہ نہ کر پاتے تو سرکار مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے تو بعض اوقات دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک حضور علیہ السلام کے ارشاد اور فیصلے کے لیے اپنے دل میں تھوڑی سی تنگی محسوس کرتا کہ یہ فیصلہ تو میرے حق میں ہونا چاہیے تھا مگر ظاہر ہے فیصلہ تو سرکار مصطفیٰ ﷺ نے کیا ہوتا تھا اس لیے اس خالق مطلق کو یہ بھی گوارہ نہ تھا کہ ہو کلمہ گو اور محبوب کا امتی اور صحابی اور حضور ﷺ کے فیصلے سے گرانی محسوس کرے اللہ تعالیٰ نے آیت کریمانازل فرمادی کہ جب تک تم میرے محبوب کی بات کو دنیا کی ہر بات سے زیادہ بہتر ارفع اعلیٰ اور بہتر سے بہترین نہیں مانتے اور بلا سوچے سمجھے بلا جھجک جب تک دل کی گہرائی سے میرے محبوب کے فیصلے پر آمنا و صدقنا نہیں کہتے تمہارا ایمان ناپختہ ہے اصل ایمان ہے ہی یہی کہ تم محبوب کی ہر بات پر سر تسلیم خم کر دو بس یہ ہی ایمان محقق ہے۔ دراصل محبوب کے فیصلے یا دربار گہربار سے ہچکچانہ یہ منافقوں کا طرز عمل تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام تو بڑا لیتے تھے مگر محبوب علیہ السلام کی بارگاہ میں آنے سے کتراتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس طرز عمل پر انہیں مسترد کر دیا اور اس روش سے دور رہنے کے لیے اہل ایمان کو یہ ضابطہ عطا کر دیا کہ ایمان دراصل اپنی رضا کو مصطفیٰ ﷺ کی رضا پر قربان کر دینے کا نام ہے۔

Marfat.com

آپ ﷺ کی سچی اطاعت کرنے والوں کو نبیوں کی صحبت ملے گی

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 4 نساء کی آیت نمبر 69 میں ارشاد فرمایا

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا

ترجمہ: ''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں کو جن کے ساتھ رکھا جائے گا وہ نبی ہوں گے۔ صدیقین ہوں گے۔ شہداء ہوں گے اور نیک ترین لوگ ہوں گے اور یہ کیا ہی اچھی سنگت یعنی محبت ہے اور دوستی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی سچی اطاعت اور فرمابرداری کا صلہ دیکھیے کس احسن طریقے سے عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے و دنیا میں اللہ رسول کی فرماں برداری کرتا رہا اسے زندگی میں عزت و وقار کی نعمت اور دولت عطا کی جائے گی اور بعد از وصال اسے انبیاء اور ان کے ساتھ صدیقوں شہیدوں اور نیک ترین لوگوں کا ساتھ نصیب ہوگا۔ یاد رہے کہ جنت میں بھی مومنین کے درجے ہوں گے اور ان کے اعمال کے حساب سے وہاں بھی انہیں درجے عطا فرمائے جائیں گے مگر فرمایا گیا کہ یہ سارے درجے ملتے محنت سے ہیں اور محنت تب تک ہوتی ہے جب تک انسان دنیا میں رہتا ہے کیونکہ دنیا ہی آخرت کی کھیتی ہے اور حدیث سرکار مصطفیٰ ﷺ ہے کہ یہاں جو کچھ بھی بوؤ گے یعنی کاشت کرو گے آخرت میں وہی کاٹو گے اس لیے اگر انبیاء اور صدیقین کی صحبت چاہتے ہو تو پھر دنیا میں رہ کر میرے محبوب کے سرتا بہ قدم پکے سچے غلام بن جاؤ یہ انعام پھر رب کریم تمہیں تمہارے نیک اعمال کی بنیاد پر عطا فرما ہی دے گا۔

اہل محبت اور اہل دل یہ کہتے ہیں کہ آخرت میں تو ان لوگوں کی صحبت اور رفاقت تو نصیب ہوگی مگر اللہ تعالیٰ کی فرمان بردار بندوں کو بھی ان کی صحبت کے فیض سے محروم نہیں کرتا اسے دنیا میں ان کا روحانی فیض نصیب ہوتا رہتا ہے اور وہ لوگوں میں قابل عزت ہو جاتا ہے۔ اور اس کا دل اللہ تعالیٰ مطمعین کر دیتا ہے۔

آپ ﷺ کی اطاعت ہی اطاعت حق ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 4 نساء کی آیت نمبر 80 میں ارشاد فرمایا

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا

ترجمہ: ''جس نے اس رسول کی اطاعت کی پس اس نے خدا کی اطاعت کی تو جس نے

Marfat.com

(آپ ﷺ سے) منہ پھیرا اس نے اپنا ہی نقصان کیا اور آپ اس کی حفاظت کے ذمے دار نہیں ہیں"۔

اس آیت کریما کا پس منظر یہ ہے کہ تاجدار کائینات نے مکے کے سامنے قرآن حکیم کی جب یہ آیت پڑھی کہ "اللہ نے کوئی رسول مبعوث فرمایا ہی نہیں کہ اس کی بلا جھجک اطاعت کی جائے"۔ تو عبداللہ بن ابی منافقوں کے سردار نے کہا کہ اس آیت کو سنا کر محمد عربی ﷺ اپنی حاکمیت مطلقہ چاہتے ہیں اور یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ بس میرا حکم ہی خدا کا حکم ہے حالانکہ خدا تو قادر مطلق ہے اور محمد ﷺ تو اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اس دین دشمنی پر مبنی سوچ کو رد کرنے کے لیے اس آیت کریما کا نزول فرمادیا کہ جو اس طرح کی سوچ رکھتا ہے وہ یا تو کافر ہے یا منافق ہے مومن اس طرح کی سوچ کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے زیر نظر آیت کریما میں بڑے واضح انداز میں ارشاد فرمادیا کہ مت یہ سوچو کہ میرے فرمان اور میرے مصطفیٰ ﷺ کے فرمان میں کوئی فرق ہے یہ میری ہی رضا اور منشاء سے تمہیں حکم دیتا ہے لہٰذا اس کی اطاعت دراصل میری ہی اطاعت ہے۔ اور اس جذبے سے میری بندگی کرنے والے ہی دراصل سچے اور پکے مومن ہیں۔

آپ ﷺ عالم ما کان و ما یکون ہیں (یعنی آپ ﷺ غیب وشھود کو جاننے والے ہیں)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے علم کے بارے میں بڑے ہی لطیف انداز میں ارشاد فرمایا سورۃ نساء کی آیت نمبر 113 میں ہے

وَاَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمۡ تَكُنۡ تَعۡلَمُ
وَكَانَ فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكَ عَظِيۡمًا

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی آپ ﷺ پر کتاب اور حکمت اور وہ علوم بھی عطا فرمائے جن کو آپ از خود نہیں جانتے تھے۔ اور آپ علیہ السلام پر اللہ کا فضل عظیم ہے۔"

تاجدار کائینات پر نازل ہونے والا قرآن حکیم از خود سرچشمۂ علم ہے اور اس میں ہر چیز اور شئے کا بیان موجود ہے مگر اس کے باوجود رب کریم نے اختصاص کے ساتھ یہ ارشاد فرمایا کہ ہم نے آپ کو علوم غیبیہ بھی عطا فرمائے یہ دراصل حضور ﷺ کی شان علم کو سمجھنے کے لیے ارشاد فرمایا گیا۔ کہ محبوب علیہ السلام کو جو علوم قرآن کے ذریعے عطا فرمائے ہیں ان میں سے بطور توفیق قیامت تک عشاق وافر حصہ پاتے رہیں گے اور قرآن فہمی کا دعویٰ بھی کریں مگر حقیقت یہ ہے کہ میں نے اپنے محبوب کو وہ علوم بھی عطا فرمائے ہیں کہ جن کی نشاندہی قرآن سے نہیں ہوسکتی مثلاً جب حضور علیہ السلام معراج پر گئے تو اس رات اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے براہ راست گفتگو

Marfat.com

کی یا وحی فرمائی کہ جس کی تفصیل قرآن حکیم میں موجود نہیں ہے حضور علیہ السلام نے جزوی طور پر مختلف موقعوں پر اس ملاقات کے دوران ہونے والی گفتگو کے کچھ موتی صحابہ کرام کو عطا فرمائے مگر تفصیل سے کچھ بھی ارشاد نہ فرمایا اسی سے سمجھ لینا چاہیے کہ قرآن حکیم میں وہ سربستہ راز موجود نہیں ہیں جو سینہ مصطفیٰ ﷺ میں موجود تھے حضور علیہ السلام نے مولا علی شیر خدا کو باب العلم قرار دیا تو مولا علی شیر خدا نے فرمایا کہ مجھے قرآن فہمی کی دولت اس طرح سے نصیب ہوگئی ہے کہ میں ایک ایک آیت کریما کی تفسیر میں کئی کئی کتابیں لکھ سکتا ہوں تو اس سے اندازہ لگائیے کہ جس شہر کے داخلی دروازے کی علم و وسعت کا عالم یہ ہے اس پورے شہر کے علم کی وسعت کا عالم کیا ہوگا۔

آپ علیہ السلام پر اللہ کا فضل کا عالم کیا ہوگا

قرآن حکیم کی اسی مذکورہ آیت کریما نمبر 113 کے آخری جزو کا ترجمہ یہ ہے کہ

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

''آپ ﷺ پر اللہ کا عظیم فضل ہے''۔

فضل عظیم کے الفاظ یہ باور کروا رہے ہیں کہ رحمت عالمین کی شان رسالت وراء الورا ہے۔ حضور علیہ السلام کی شان الفاظ میں بیان ہو ہی نہیں سکتی جب آپ کا وجود سعید بھی پیکر رحمت ہے تو اس پر اللہ کا فضل عظیم اس کا رنگ کیا ہوگا۔ محبوب کی ذات میں کون سی خیر اور کون سی عظمت موجود نہیں ہے کہ یہاں بطور خاص اللہ نے فضل عظیم کا کر کیا، آپ کے وجود نورانی کا تو ایک ایک بال بے مثل و بے نظیر ہے پھر فضل عظیم، اس فضل عظیم کا فیض یہ ہے کہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اللہ اپنے فضل سے مومنوں کو غنائم عطا کرتے ہیں اور اس کا رسول بھی اپنے فضل سے مسلمانوں کو عطا فرماتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کو بھی سرتا بہ قدم فضل کا شاہکار بنا دیا اور اب عالم یہ ہے کہ جس کو چاہیں حضور ﷺ عطا فرماتے چلے جائیں نہ اللہ کے خزانے میں کوئی کمی ہے اور نہ مصطفیٰ ﷺ کے خزانے میں کوئی کمی ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو جو کچھ بھی عطا فرمایا وہ حدوں سے بڑھ کر عطا فرمایا گویا ساری عظمتوں کو محبوب علیہ السلام کے دامن میں ڈال دیا۔

ع رحمت کا ہے دروازہ کھلا مانگ ارے مانگ
دیتا ہے کرم ان کا صدا اور بھی کچھ مانگ

محبوب ﷺ کی ہلکی سی نافرمانی ناقابل معافی ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 4 نساء کی آیت نمبر 115 میں اپنے محبوب کے بارے میں ارشاد فرمایا

Marfat.com

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا

ترجمہ: ''اور جوکوئی ہدایت ظاہر ہونے کے بعد رسول ﷺ کی طبعیت پر بوجھ کا باعث بنتا ہے اور اسلام کے طریقے کے خلاف چلتا ہی تو اس کو بھی اس رستہ پر چلائیں گے جس کی طرف وہ پھر گیا یعنی اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیں گے''۔

اس آیت کریما کا اصل پس منظر تو یہ ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ کے دور میں کچھ لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی مشرکین سے تعلق رکھتے تھے اور ان میں کچھ ایسے بھی بدنصیب تھے کہ جو اسلام سے منحرف ہو گئے اور ظاہر ہے ان کے اس عمل سے سرکار مصطفیٰ ﷺ کو تھوڑی بہت پریشانی تو ہوئی تھی کیونکہ حضور ﷺ کب چاہتے ہیں کہ کوئی کلمہ گو عذاب کا مستحق ہو کیونکہ آپ تو رحمت اللعلمین بھی ہیں جو ہر وقت دوسروں کی بھلائی چاہتے ہوں وہ کب کسی کی تکلیف برداشت کرتے ہیں منافقین اور پھر جانے والوں کے اس طرز عمل سے آپ کو تکلیف پہنچتی اور آپ کی طبع پر گراں گذرتا مگر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریما نازل فرمادی کہ محبوب آپ کسی کی خاطر پریشان کیوں ہوتے ہیں بلکہ جو آپ علیہ السلام کے دامن رحمت وکرم سے جان بوجھ کر دور ہوا وہ ہماری نظر عنایت کا کب مستحق رہتا ہے اس لیے اے محبوب علیہ السلام آپ اپنی طبیعت میں گرانی محسوس نہ کریں ہم ان کو خود جہنم کی سزا دیں گے کیونکہ یہ ہیں ہی اسی قابل۔

محبوب ﷺ پر سچے دل سے ایمان لاو

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 4 نساء کی آیت نمبر 136 میں ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا

ترجمہ: ''اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو اللہ پر اور اس کے رسول پر (سچے دل سے) ایمان لاو اور اس کتاب پر کہ جو میں نے اپنے محبوب علیہ السلام پر اتاری اور ان پر جو ان سے پہلے اتاریں اور جو کوئی اللہ اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان نہ لائے اور یوم آخرت پر تو بے شک اس سے زیادہ راستہ سے بھٹکا ہوا کوئی نہیں''۔

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دوسری مرتبہ ایمان لانے کا ذکر فرمایا ہے حالانکہ یہ خطاب تو ہے ہی اہل ایمان کے لیے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو خطاب کر کے کہہ رہا ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر۔ تو یہاں ایمان کے مستحق ہونے کی بات ارشاد فرمائی جا رہی ہے کہ صرف ایک دفعہ یہ کہہ دینا کہ بس ہم نے مصطفیٰ ﷺ کا کلمہ پڑھ لیا تو بس کافی ہے ہم دائرہ ایمان میں داخل ہو گئے مگر رب کریم فرما رہا ہے کہ اس ایمان کو نسبت مصطفیٰ ﷺ اور فرمابرداری مصطفیٰ ﷺ سے مضبوط کرو محض کہہ دینے سے ایمان درجہ کمالیا درجہ قبولیت تک پہنچ جاتا بلکہ عمل صالح اور پیروائی مصطفیٰ ﷺ میں بھی کمال حاصل کرو اور ملائکہ یا سابقہ انبیاء پر بھی تمہارا ایمان ویسے ہی ہونا چاہیے کہ جیسے اس میرے محبوب پر ہے کیونکہ یہودیوں اور کفار کا اللہ کے فرشتوں کے بارے میں اور سابقہ انبیاء کے بارے میں عقیدہ مضبوط نہیں تھا وہ کہتے تھے کہ اس رسول ﷺ پر ایمان لے آئے ہیں او قرآن کو اللہ کی سچی کتاب مان لیا ہے بس کافی ہے مگر رب کریم نے فرمایا کہ سابقہ کتب اور انبیاء بھی اسی اسلام کی کڑی تھے لہٰذا ان پر بھی ایمان رکھو کہ وہ سچے اور برحق تھے اور ان کی رسالتوں پر شبہ کرنا اور ملائکہ کے وجود پر شبہ کرنا کہ وہ ہیں یا نہیں یہ دراصل اسلام پر شبہ کرنا ہے اس لیے اس رسول پر ایمان دل کی گہرائی سے لاؤ اور اس کے قول کو قول خداوندی سمجھو اور اس کی قربت زیادہ سے زیادہ حاصل کرو تاکہ تمہیں ایمان کی مضبوطی نصیب ہو۔ کفار اکثر اپنے ساتھی کافروں سے یہ بھی کہا کرتے تھے کہ یہ محمد عربی ﷺ جو بعث قیامت یعنی یوم آخرت کی بات کرتے ہیں ہماری سمجھ میں یہ نکتہ نہیں آتا کہ مرنے کے بعد دوبارہ کیسے جی اُٹھیں گے اور ہزاروں لاکھوں سال بعد بھلا کس طرح خاک میں ملی ہوئی ہڈیاں پھر سے زندہ ہو کر انسانی جسم کی شکل اختیار کر لیں گی اللہ تعالیٰ نے کفار کی اس سوچ کو بھی رد کرنے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی کہ سچا مومن وہی ہے جو چڑھتے دن کی طرح بعث قیامت پر یقین رکھے اور اس دن اپنے حساب و کتاب کی تیاری بھی کرے کہ ہر ایک کو حساب دینا ہوگا۔

محبوب ﷺ کی کتاب یعنی قرآن کا گوارہ خود خدا ہے

اللہ رب والزت نے اپنے محبوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا سورۃ نمبر 4 نساء آیت نمبر 166

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا

ترجمہ: ”یہ منکرین اگرچہ گواہی نہ دیں مگر اے محبوب ﷺ اللہ خود اس کا گواہ ہے جو کچھ

Marfat.com

آپ علیہ السلام پر اُتارا اور اُس کے فرشتے بھی گواہ ہیں اور اللہ ہی کافی ہے گواہی کے لیے یعنی وہ ہی بہت بڑا گواہ ہے"۔

اس آیت کریما کا پس منظر یہ ہے کہ جب تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکے میں اعلان رسالت فرمایا تو ظاہر ہے ہلچل مچ گئی اور کافر سب کے سب اکٹھے ہو گئے کہ دیکھیں جی محمد عربی نے دعویٰ نبوت کر دیا ہے اور کہتا ہے کہ میں اللہ آخری رسول ہوں۔ اُنہوں نے اپنی ازلی خباثت سے یہ مشہور کرنا شروع کر دیا کہ اگر یہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو مکے میں آباد یہود و نصاریٰ میں سے اس کی رسالت کی صداقت کی گواہی کسی نے کیوں نہیں دی حالانکہ وہ اپنے آپ کو اہل کتاب کہتے ہیں اُنہیں تو آخری رسول کے بارے میں پتہ ہے پھر وہ کیوں خاموش ہیں اُنہیں تو اس پر ایمان سے آنا چاہیے تھا اور اس کا کلمہ پڑھ لینا چاہئے تھا مگر ادھر سے ہمیں کوئی گواہی نہیں ملی اس لیے اس کو رسول نہیں مانتے۔ اس رویئے پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریما کے ذریعے محبوب کا حوصلہ بڑھایا کہ اے میرے محبوب ان کی باتوں کا اثر نہ لو یہ سب نہ بھی مانیں اور کوئی بھی اگر تمہاری صداقت و رسالت کی گواہی نہ دے تو اللہ اور اس کے فرشتے ہی تمہاری گواہی کے لیے کافی ہیں۔ میں بے نیاز رب ہوں میرے نزدیک ان کی گواہی کی کوئی حیثیت نہیں ہے تمہارا گواہ میں خود ہوں۔ بس تم اپنے اللہ کا پیغام دیتے جاؤ ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ تمہاری ہی رسالت کی دھوم از عرش تا فرش ہو گی۔

یہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر لے کر آئے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 4 نساء کی آیت نمبر 167 میں ارشاد فرمایا

يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْجَآءَ كُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ

ترجمہ: "اے لوگو! بے شک یہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق کے ساتھ اور تمہارے لیے خیر لے کر آئے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی قرآن حکیم میں اکثر مقامات پر مختلف شانیں بیان فرمائی ہیں۔ اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ جہاں حضور علیہ السلام کا ذکر حق لے کر آنے کے حوالے سے کیا وہاں یہ بھی فرمایا کہ یہ تم سب کے لیے خیر لے کر یعنی تمہارے لیے بھلایاں لے کر آیا ہے۔ اس کے دامن میں ہم نے خیر اور رحمت کے خزانے ڈال دیئے ہیں اور اب اگر تمہیں حق کی اور خیر کی ضرورت ہے تو میرے محبوب علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ جتنا جتنا قرب اس محبوب کا حاصل کرو گے اتنے ہی اُتنے خیر کے خزانے ملتے چلے جائیں گے۔

Marfat.com

یعنی یہ سرچشمہ رحمت بھی ہے اور سرچشمہء خیر بھی ہے اور یہ رحمت اور خیر محدود یا وقتی نہیں بلکہ لامحدود اور ہمہ وقتی ہے اس کی خیر قیامت تک اس کی اُمت کو ملتی رہے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رب کی دلیل بن کر آئے

اللہ رب والعزت نے سورۃ نمبر 4 نساء کی آیت نمبر 174 میں ارشاد فرمایا:

يَآيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ كُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا

ترجمہ: ''اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی ایک کھلی دلیل آ گئی اور محبوب ہم نے بے شک آپ کی طرف روشن نازل کیا''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے بارے میں جہاں مختلف انداز سے لوگوں کو آگاہ کیا اس آیت کریمہ میں رب تعالیٰ نے تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی دلیل قرار دیا ہے کہ یہ میرا محبوب تمہارے پاس میری ربوبیت کی دلیل بن کر آیا ہے۔ یہ تو ہر کوئی جانتا ہے کہ ہر دعوے کی کوئی نہ کوئی بنیاد یا دلیل ہوتی ہے کہ جس کی بنیاد پر وہ کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے قاری ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو دلیل اس کے پاس قرآن کی تلاوت کی ہے اگر کوئی شخص اپنے مقرر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کی دلیل اس کی تقریر ہوتی ہے اسی طرح اگر کوئی بندہ اپنے کسی فن یا ہنر کی بات کرتا ہے تو وہ اس فن کا اظہار بھی کسی نہ کسی طرح کرتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجود میری ربوبیت کی دلیل ہے تو ذہن میں سوال آتا ہے کہ رب کریم کی تو شانتیں ذراء والوراء ہیں تو اس دعویٰ ربوبیت کی دلیل کیا ہے تو اللہ نے فرمایا کہ میرے دعوے کی دلیل میرا محبوب ہے۔ یعنی لوگو! اگر میں بے مثال رب ہوں تو یہ محبوب بھی بے مثال ہے۔ اگر میں ہر شئے کا رب ہوں تو یہ ہر شئے کا رسول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی ہر ہر ادا کو اپنی دلیل بنا دیا، پہلی بات تو یہ تھی کہ آپ علیہ السلام کا چہرہ ہی آپ کی نبوت کی دلیل تھا جسے دیکھ کر اکثر لوگ ایمان لے آئے پھر آپ کی گفتار رفتار کس کس چیز میں ذات الٰہی کا رنگ نہیں جھلکتا تھا۔ ممکن ہے کہ کسی نے مکے اور مدینے میں تاجدار کائنات سے یہ سوال کیا کیونکہ آپ کا رب تو بڑا رحیم اور کریم ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بھی یہی صفت موجود ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم ہی بتاؤ کہ سارے مکے میں تم نے مجھ سے زیادہ رحیم اور کسی کو دیکھا ہے اور اگر کوئی رحیم و کریم ہے تو ہی بتاؤ۔ محبوب علیہ السلام کا وجود رب کریم کی دلیل تھا اور آپ کے دست اقدس سے جو معجزات ظہور پذیر ہوتے وہ گو اس دلیل کو اور مستحکم کرنے کے لیے تھے ورنہ ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سرتاپہ قدم خود ہی رب کی دلیل تھی اور ایک عظیم الشان معجزہ بھی تھا۔

Marfat.com

سورۃ مائدہ

آپ دین کو مکمل کرنے والے ہیں

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم کی سورت نمبر 5 مائدہ کی آیت نمبر 3 میں ارشاد فرمایا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

ترجمہ: ''آج میں نے تم پر اپنا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت کا اہتمام کر دیا ہے اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا ہے''۔

یہ آیت کریمہ ہے تو دراصل فرمان الٰہی کہ اس نے بذریعہ مصطفیٰ ﷺ دین کے مکمل ہونے کا اعلان کر دیا کہ اب اس دین میں نہ کوئی کمی ہے اور نہ ہی کسی قسم کا ابہام رہ گیا ہے یہ ہر لحاظ سے مکمل ہے ایک ایک مسلمان کو قیامت تک جن جن حالات اور امور سے واسطہ پڑے گا دین اسلام نے وہ سارے ضابطے وہ سارے قوانین وہ سارے راستے کھول کھول کر بتا دیے ہیں۔ حرام و حلال جائز و ناجائز اچھائی برائی خیر و شر اونچ نیچ امن و جنگ لین دین تجارت معاملات معیشت و معاشرت رشتے داریاں قرابت داریاں عدل و انصاف عبادت ریاضت دنیا و آخرت کے سارے پہلو اور امور دین میں واضح کر دیئے گئے اب اس کے بعد آسمان سے رب کریم کی طرف سے کوئی نیا حکم نہیں اُترے گا بس میرے مصطفیٰ ﷺ نے میری نمائندگی کا حق ادا کرتے ہوئے تم پر میرا دین بھی مکمل کر دیا اور میری نعمتیں بھی تمام کر دیں اسی لیے تاجدار کائنات نے خطبہ حجۃ الوداع میں تمام صحابہ کرام کے سامنے پوچھا تھا کہ بتاؤ میں نے دین کا حق ادا کر دیا ہے یا نہیں اور اللہ تعالیٰ کا پیغام باتمام و کمال تم تک پہنچایا ہے کہ نہیں تو سب صحابہ کرام نے لبیک زبان اور بیک وقت یہ کہہ دیا تھا کے ہاں ہاں یا رسول اللہ ﷺ آپ نے واقعتاً حق رسالت ادا کر دیا تو آپ نے آسمان کی طرف چہرہ اٹھا کر باری تعالیٰ سے عرض کی کہ مولا پھر ان کے ہاتھ تو بھی گواہ ہو جا کہ میں نے تیرے دین کا ایک ایک جز و اور پہلو ان تک پہنچا دیا ہے اس لحاظ سے تکمیل دین کا فریضہ بھی آپ ہی کے وجود سعید سے مکمل ہوا اور آپ ہی رب کی نعمتوں کو مخلوق تک پہنچانے والے ہیں۔

یہ محبوب ﷺ پردہ پوشی فرمانے والے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ مائدہ نمبر 5 کی آیت نمبر 15 میں ارشاد فرمایا:

یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْرًا مِّمَّا کُنْتُمْ

Marfat.com

تُخۡفُوۡنَ مِنَ الۡكِتٰبِ وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ

ترجمہ: ''اے اہل کتاب بے شک تمہارے پاس ہمارے وہ رسول تشریف لائے جو بہت سی باتیں تم پر ظاہر فرماتے ہیں جن کو تم چھپا لیتے ہو کتاب میں سے اور بہت سی تمہاری باتوں پر درگذر بھی کرتے ہیں یعنی تمہاری پردہ پوشی کرتے ہیں پس تحقیق آ گیا تمہارے رب کی جانب سے ایک نور اور روشن کتاب''۔

تاجدار کائنات ﷺ کی آمد سے پہلے یہودی علماء کا ایک رعب اور وقار اپنے لوگوں پر قائم تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ علماء آہستہ آہستہ دنیاداری کی طرف مائل ہوتے گئے اور انہوں نے کچھ باتیں اپنے مفاد کی خاطر تورات کی چھپالیں یعنی عامۃ الناس کو ان کے بارے میں آگاہ نہیں کیا تھا اس میں ان کا اپنا مفاد تھا کچھ حلال وحرام میں بھی ان علماء نے کمی بیشی کی مگر تاجدار کائنات ﷺ ان کو اُن ہی کی کتاب کا حوالہ جب پیش کرتے تو وہ حیران بھی ہوتے اور پشیمان بھی ہوتے وہ اکثر حضور علیہ السلام کے سامنے مسئلہ لے کر جانے سے گریز کرتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس بارگاہ میں سارے بھید کھل جائیں گے اور وہ قوم کے سامنے شرمندہ ہوں گے اور کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ یہودیوں ہی نے اپنی کتاب سے اپنے علماء سے کوئی فتویٰ مانگا تو اُن علماء نے ان کو غلط فتویٰ بتادیا جس پر پھر وہ لوگ آقائے کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور عرض کرتے کہ آپ بھی اللہ کے رسول ہیں آپ فرمایئے کہ اصل مسئلہ کیا ہے تو حضور علیہ السلام انہیں بتادیتے کہ اصل یہ بات ہے اور آپ ان کے علما سے فرماتے کہ تم اپنی کتاب کو کھول کر اس کا فلاں صفحہ نکال کر اتنے نمبر آیت پڑھو اسی پر وہ شرمندہ ہوتے اور چاروناچار انہیں سچ کہنا ہی پڑتا مگر بعض اوقات سرکار مصطفیٰ ﷺ ان علماء کی پردہ پوشی اور عزت کو برقرار رکھنے کی خاطر معاملے سے درگذر فرماتے اور قوم یہود سے کہتے کہ جاؤ اپنے ہی علماء سے پوچھو کیونکہ آپ تو پردہ پوش اور کریم رسول ہیں اور خطائیں معاف کردینے والے ہیں۔ یعنی عفو کے سارے کمالات حضور علیہ السلام کی ذات مبارک میں جمع ہیں۔

آپ ﷺ پیکر نور بن کر آئے

سورۃ نمبر 5 مائدہ کی آیت نمبر 15 آخری جزو میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ

ترجمہ: ''بے شک تمہارے پاس تمہارے اللہ کی جانب سے ایک نور آ گیا۔ اور ایک روشن کتاب بھی''۔

Marfat.com

ایسی آیت کریما کے پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی شان کریمی اور شان عفو درگذر کے متعلق ارشاد فرمایا اب اس حصے میں ارشاد ربانی ہے کہ لوگو بے شک تمہارے رب کی طرف سے وجود مصطفیٰ ﷺ کی صورت میں اس کا نور آ گیا ہے۔ اسی آیت کریما کی رو سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو اپنا نور قرار دیا ہے اور بحمدہ تعالیٰ تمام اہلسنت و جماعت کا یہی عقیدہ اور ایمان اپنے آقا کے بارے میں ہے کہ حضور علیہ السلام سر تا بہ قدم اللہ کا نور ہیں۔ بعض حضرات حضور ﷺ کی نورانیت سے گریز کرتے ہیں اور حضور ﷺ کی شان بشریت پر زور دیتے ہیں مگر یہ قصور اُن کا نہیں یہ بھی رب ہی کی بے نیازی ہے کہ اس نے ہر ایک کو ایک ہی جیسا ذوق عطا نہیں فرمایا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور ﷺ تاجدار کائنات بشر بھی ہیں اور نور بھی یعنی آپ کا ظاہری پیکر بشریت کے بارے میں ہے اور اندر سارے کا سارا نور الٰہی جلوہ افروز ہے حضور ﷺ کے باطن میں اتنا نور ہے کہ جس سے ملائکہ بھی فیض پاتے ہیں جو سراسر نورانی مخلوق ہیں۔ اسی لیے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے ارشاد فرمایا تھا کہ

صد ہزاراں جبرائیل اندر بشر
بحر حق سوئے غریباں یک نظر

کہ مصطفیٰ ﷺ کی ذات مبارکہ وہ ہے کہ جس میں لاکھوں جبریل چھپ جاتے ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے تو حضور ﷺ کے نور کا ایک نا قابل فراموش قصیدہ لکھا ہے کہ

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا ایا ہے تارا نور کا
باغ طیبہ میں سہاتا پھول پھولا نور کا
مست بو میں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

تاجدار کائنات ﷺ کے جسم اطہر کا ایک ایک رواں نور کا تھا جبکہ آپ کا پسینہ مبارک بھی نور کا ہے اور یہ نور جس کو اپنی خیرات عطا فرما دے وہ بھی حامل نور ہو جاتا ہے۔

کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

ہمارا مقصد یہاں کسی بحث میں اُلجھنا نہیں وہ لوگ جو پیکر مصطفیٰ ﷺ کو نور ماننے سے گریز کرتے ہیں اور بشریت پر زور دیتے ہیں وہ کیا لوگ ہیں ہم تو یہاں اپنی عقیدت و نیاز کا اظہار کر رہے ہیں کہ ہم تو اپنے آقا کو نور مانتے ہیں اور جب تک زندہ رہیں گے حضور ﷺ کے نور کے قصیدے پڑھتے رہیں گے۔

Marfat.com

یہ محبوب ﷺ ہماری باتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 5 مائدہ کی آیت نمبر 19 میں ارشاد فرمایا:

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ م بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ

ترجمہ: اے اہل کتاب بے شک تمہارے پاس آ گئے ہماری طرف سے رسول جو تم پر کھول کر بیان کرتے ہیں بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا اور تم یہ نہ کہو کہ ہم پر احکام ظاہر کرنے والا یعنی کوئی ڈرسنانے والا خوشخبری دینے والا آیا ہی نہیں تو بے تک اب اسی کی صورت میں تم لوگوں کے پاس ڈرسنانے والا اور خوشخبریاں عطا کرنے والا آچکا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ہر شئے پر قدرت حاصل ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر اپنے محبوب ﷺ کی شانِ بشارت ارشاد فرمائی کہ یہ وہ محبوب ہیں جو اہل ایمان کے لیے خوشخبریاں لے کر آنے والا ہے کہ جو انسانیت اپنے اعمال کی بنا پر جہنم کی طرف رواں دواں تھی اسے اسلام کے شجر سایہ دار میں پناہ دے کر جنتوں کے راستوں پر چلا دیا۔ گویا محبوب کا دامن اہل ایمان کے لیے خوشخبریوں کا گلشن ہے کہ محروم نہ رہو آؤ اپنے اعمال درست کرلو اور اللہ تعالیٰ کی جنت کے مقدار بن جاؤ۔ محبوب کی انہی صفات کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب کی آیت نمبر 45 اور آیت نمبر 46 میں بھی ارشاد فرمایا۔

يٰاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا

ترجمہ: "اے نبی ﷺ بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے گواہ بنا کر بشارت دینے والا بنا کر اور ڈرسنانے والا بنا کر اور اللہ کی طرف دعوت دینے والا بنا کر اس کے حکم سے اور تمہیں چمکتا دمکتا چراغ بھی بنایا ہے۔"

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی صفات بیان کی ہیں کہ آپ کا دامن خوشخبریوں سے لبریز ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ڈر بھی سناتے ہیں کہ اللہ کا غضب اور اس کا عذاب بھی ملحوظ خاطر رہے تا کہ زندگی میں اعتدال پیدا ہو سکے۔ عام طور پر سرکار مصطفیٰ ﷺ نے خوشخبریاں ہی امت کو عطا فرمائیں اور چھوٹے چھوٹے نیک عمل پر بھی رب کی خوشی ظاہر فرمائی دیکھیے کتنی بڑی خوش خبری اور دل کو لگنے والی بات پر ہے کہ

Marfat.com

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب دو مومن آپس میں ایک دوسرے سے مسکرا کر ملتے ہیں تو ان کا مسکرانا بھی ایک دوسرے کے لیے ان کا صدقہ بن جاتا ہے اللہ دونوں کے چھوٹے چھوٹے گناہ معاف کر دیتا ہے بلکہ ان پر مسلط ہونے والی بلا کو ٹال دیتا ہے یہ خوش خبری نہیں تو اور کیا ہے اور پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان چھوٹی سے چھوٹی رکاوٹ بھی اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے عام گذرگاہ سے الگ کر دیتا ہے یا ہٹا دیتا ہے کہ کہیں اس کی ٹھوکر سے کسی کا نقصان نہ ہو جائے تو رب کریم اس کو بھی یہ انعام عطا فرماتا ہے کہ اس کے گناہوں میں کمی کر دیتا ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ نے ان گنت خوشخبریاں اپنی امت کو عطا فرمائیں کہ کہیں ان کا بھلا ہو جائے اور یہ سب کے سب جنت کے حقدار بن سکیں۔

سورۃ مائدہ کی آیت کریمہ اور سورۃ احزاب کی آیت کریمہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی چند شانوں کو مشترکہ طور پر بیان کیا ہے یہاں فرمایا کہ تمہارے پاس آ چکا ہے ڈر سنانے والا اور خوشخبری دینے والا اور سورۃ احزاب میں بھی دوبارہ یہی دو شانیں دھرائی گئیں کہ ڈر سنانے والا اور خوش خبری سنانے والا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کہ تقریباً پونے چھ سو سال بعد سرکار مصطفیٰ ﷺ کی ولادت ہوتی اور سو چھ سو سال بعد حضور ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا ور 6 سو سال سے زیادہ کا یہ عرصہ بغیر کسی پیغمبر یا ہادی کے گذرا البتہ اہل کتاب اپنی کتاب کے علم کی بنا پر نبی اخرالزماں کی آمد کی منتظر تھے اور جب حضور ﷺ جلوہ افروز ہو چکے تو ان ہی لوگوں نے حضور ﷺ کی رسالت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا یہ بڑی حیرت ناک بات تھی کہ اب مانا کیوں نہیں۔ ان کی اسی فطرت کا رب کریم نے قرآن حکیم میں کئی جگہوں پر تذکرہ بھی فرمایا ہے مگر یہاں تو حضور ﷺ کا ذکر خیر اس حوالے سے رب کریم فرما رہا ہے کہ تم لوگ جس کے منتظر تھے اور شاید یہ سمجھ لیتے کہ ہم اپنی اصلاح اب کیسے کریں کہ کوئی راہبر ہادی یا راہنما آیا ہی نہیں سو اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس گمان سے بچنے اور ان کی سوچوں کے مطابق انہیں ہدایت کا موقع عطا کرنے کے لیے اپنے محبوب علیہ السلام کو مبعوث فرما دیا کہ اب تمہارے پاس کوئی حجت باقی نہ رہے سو اس محبوب کو مان لو اسی میں تمہاری عافیت ہے۔

اے محبوب ﷺ آپ غمگین نہ ہوں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 5 مائدہ کی آیت نمبر 41 میں ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ

ترجمہ: ''اے رسول ﷺ آپ کفر کرنے والے لوگوں کی (حرکات) وجہ سے مغموم نہ

Marfat.com

ہوں ان میں کچھ لوگ تو اقرار بھی کرتے ہیں کہ وہ ایمان لے آئے منافقین وغیرہ مگر ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے علماء اور عام صاحبان علم کی بات کی ہے کہ وہ اپنی کتاب کے احکامات کو جانتے تھے اور جو احکامات تورات میں درج تھے قرآن حکیم نے بھی اُنہی کی تائید فرمائی اور انہیں بحال رکھا مثلاً تورات میں زنا کی سزا رجم تھی اور قرآن میں بھی اس کا یہ حکم ہے مگر علماء یہود سرمایہ دار لوگوں سے پیسے لے کر ان کی اس سزا میں تخفیف کا فتویٰ دے دیتے اور چند کوڑوں کی سزا تجویز کرتے مگر تاجدار کائنات ﷺ کو جب ان کی اس علمی خیانت کا پتہ چلتا تو لامحالا حضور ﷺ کا دل مغموم ہو جاتا کہ یہ لوگ دین کے عالم ہو کر دنیا کے لیے قوانین میں ردوبدل کر دیتے ہیں بعض اوقات حضور نبی کریم ﷺ ان سے برملا کہہ بھی دیتے کہ تم غلط کر رہے ہو کیونکہ تمہاری کتاب تمہارے فتویٰ کے خلاف فرماتی ہے اس پر وہ آپ علیہ السلام سے پوچھتے کہ آپ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں تو آقا علیہ السلام فرماتے اپنی کتاب کا فلاں باب اور فلاں آیت نکالو اور پڑھو۔ وہ حضور ﷺ کے اس علم سے ششدر رہ جاتے مگر حضور ﷺ سر عام ان کو شرمندہ نہ کرتے بس انہیں حق پر چلنے کی تلقین کرتے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو فرمایا کہ تمہارے دل نازک پر جو رنج کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے محبوب آپ اتنی گہری سوچ میں نہ پڑا کریں بس آپ کم سے کم ان کی حرکات پر ملال کیا کریں اللہ اکبر دیکھیے کہ رب کو اپنے محبوب کی طعبیت کی لطافت کا کتنا خیال ہے اور محبوب دراصل ہوتے بھی اسی لائق ہیں کہ ان کا دل بڑھایا جائے اور دوسرا نکتہ اس آیت کریما میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نام لے کر اپنے محبوب کو پورے قرآن میں کہیں نہیں پکارا یہاں بھی یارسول اللہ کہہ کر خطاب فرمایا یہی شان محبوبی ہے۔

یارسول اللہ آپ ﷺ تبلیغ فرماتے رہیے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 5 مائدہ کی آیت نمبر 67 میں اپنے محبوب ﷺ سے خطاب فرمایا:

یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ

ترجمہ: ''اے رسول ﷺ تبلیغ فرمائیے اس کی جو آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا''۔

اس آیت کریما میں اپنے محبوب علیہ السلام کو پھر سے یارسول اللہ کہہ کر مخاطب فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یا رسول اللہ کہنا بہت ہی اچھا لگتا ہے اور یارسول اللہ کہنا گویا یہ سنت الٰہیہ ہے اور حضور ﷺ کے اکثر غلام آپ کو یا رسول اللہ ہی کہتے ہیں اس آیت میں حضور ﷺ کو منصب رسالت کے ساتھ منصب تبلیغ بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا کہ آپ کائنات کے مبلغ اعظم بھی ہیں اس لیے آپ اللہ تعالیٰ کے قرآن کے احکامات کی تبلیغ فرماتے رہے

Marfat.com

اور تاجدار کائنات ﷺ نے اس منصب کو آخری دم تک نبھایا اور پھر میدان عرفات میں آپ نے اپنے جانثاروں سے اس کی گواہی بھی لی کہ آپ نے حق رسالت وتبلیغ ادا کر دیا ہے اللہ اکبر یعنی آقاء کریم نے ایک ایک زیر اور زبر تک امت کو پہنچا دی اور ایک ایک نکتہ تک سمجھا دیا اور پہنچا دیا۔ اب یہ امت کی اپنی اپنی سوچ ہے کہ وہ حضور ﷺ سے کس طرح اور کتنی کتنی وفا کرتی ہے۔

محبوب ﷺ آپ سے قرآن سن کر مومن بلبلا کر روتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے سوز قرات اور قرآن کی اثر انگیزی کے متعلق سورۃ نمبر 5 مائدہ کی آیت نمبر 83 میں ارشاد فرمایا کہ

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ

ترجمہ: ''اور جب (لوگ) یہ کلام سنتے ہیں کہ جو رسول اللہ ﷺ کی طرف اتارا گیا ہے تو اُن کی آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھو گے اس لیے کہ وہ (واقعتا) حق کو پہچان گئے ہیں۔ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم اس کلام پر ایمان لائے اور ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ دے''۔

اصل میں تو اس آیت کریما کا پس منظر یہ ہے کہ جب ہجرت اولیٰ کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ پہنچا جس میں حضرت جعفر طیار بھی شامل تھے یہ سارے مسلمان شاہ حبشہ نجاشی کے دربار میں پہنچے وہ نجاشی یعنی شاہ حبشہ تھا تو بادشاہ لیکن خود بھی علم دین رکھتا تھا اور نصاریٰ علماء کا قدردان تھا۔ اس کے دربار میں یہ قافلہ جب پہنچا تو اسے بتایا گیا کہ ہم لوگ مکے سے آئے ہیں اپنا دین بچانے کے لیے اور اس کا حکم ہمارے نبی ﷺ نے دیا ہے تو اس کے دربار میں مکے کے کچھ قریشی بھی پہلے ہی سے موجود تھے جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا مگر شاہ حبشہ چونکہ خود دین دار بھی تھا اور انصاف پسند تھا اس لیے اس نے اس وفد کو کھلے دل سے دربار میں جگہ دی مگر ان سے دین اسلام کی حقانیت کی دلیل پوچھی۔ اسی پر حضرت جعفر طیار نے اسے قرآن حکیم کی آیات بینات تلاوت کر کے سنائیں تو نجاشی کے دوبار میں سناٹا چھا گیا اور خود نجاشی قرآن کی اثر انگیزی میں اتنا کھو گیا کے اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے خصوصاً حضرت نے جب قرآن کے حوالے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان بیان کی تو وہ بلبلا اُٹھا جعفر بلبلا اُٹھا اور کہنے لگا حق ہے حق ہے۔ اور پھر اس نے اسلام کی اور قرآن کی حقانیت سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ یہ تو سوز قرات تھا ایک صحابی کے قرآن پڑھنے کا مگر ایسا ہی واقعہ سیدنا فاروق اعظم کے ساتھ بھی ہوا کہ جب آپ کی بہن فاطمہ نے آپ کے سامنے سورۃ طٰہٰ کی ابتدائی آیات کی تلاوت کی تو آپ کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں کا چشمہ رواں ہو گیا اور یہی سوز قرات و قرآن آپ کو دربار مصطفائے کریم ﷺ میں لے گیا

Marfat.com

اور پھر جب صحابہ کرام براہ راست زبان مصطفیٰ ﷺ سے قرآن سنتے تو ان کی کیفیت ہی بدل جاتی اور آنکھیں اُبلنے لگتیں دل دھڑکنے لگتے اور وہ سوز قرآن میں دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو جاتے خود سرکار مصطفیٰ ﷺ بھی اشکبار ہو جاتے تھے اور سچا مومن ہوتا بھی وہ ہے کہ جو قرآن کسی پر سوز قاری سے سنے اور اشکبار ہو جائے اور قرآن کو محض ظاہری کانوں سے نہ سنے بلکہ دل کے کانوں سے سنے۔

محبوب ﷺ کا کام تمہیں ہمارا پیغام پہنچانا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 5 مائدہ کی آیت نمبر 92 میں ارشاد فرمایا:

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

ترجمہ: ''اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور تم پھر جاؤ تو جان لو کہ ہمارے رسول کا کام واضح طور پر حکم پہنچا دینا ہے''۔

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں متعدد بار اپنی اطاعت کو اور اپنے محبوب علیہ السلام کی اطاعت کو ایک ہی قرار دیا ہے اور یہ باور کروانے کی کوشش کی ہی کہ میرے حکم اور میرے رسول کے حکم میں کوئی فرق نہیں۔ بعض اوقات ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ قرآن میں کسی حکم کی وضاحت نہیں تو پھر صرف قرآن ہی کو آخری بات ماننے والے کہاں سے راہنمائی حاصل کریں تو رب کریم نے قیامت تک انسانی ذہن میں آنے والے اسی ابہام کو دور کرنے کے لیے ارشاد فرما دیا کہ میرے رسول کی اور میری اطاعت ایک ہی ہے اور اس محبوب کی اور میری بات بھی ایک ہی ہے لہٰذا تم زبان مصطفیٰ ﷺ کو آخری صحت سمجھ کر مان لو اس میں تمہارا فائدہ اور بھلا ہے تم سوچوں میں مت پڑو بلکہ امر مصطفیٰ ﷺ کے سامنے سر تسلیم خم کر دو۔ پھر اس آیت میں حضور علیہ السلام کی شان تبلیغ بیان کی یہ محبوب ﷺ کوئی بات بھی اپنے پاس نہیں رکھتے بلکہ اللہ کی ہر ہر بات کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں کہ کوئی معمولی سی عقل رکھنے والا بندہ بھی محروم نہ رہے اور میرے محبوب کی بات کو وہ بھی سمجھ سکے۔ اس سے قبل سورۃ مائدہ ہی کی آیت نمبر 67 کا پہلا حصہ یہی فرما رہا ہے کہ اے محبوب ﷺ آپ تبلیغ فرما دیجئے اس کی کہ جو آپ پر حق کی طرف سے نازل ہوا اور اب مذکورہ آیت کریما میں فرمایا جا رہا ہے کہ آپ کا کام صاف صاف کھلا کھلا پہنچا دینا ہے اب ہدایت پانا اور اس نور قرآن سے روشنی حاصل کرنا یہ اپنے اپنے مقدر اور اپنی اپنی خوش نصیبی کی بات ہے اللہ کا محبوب اس بات کا مکلف نہیں کہ لوگ اسے قبول کریں یا نہ کریں۔ قبول کریں گے تو دونوں جہان میں فائدے میں رہیں گے نہ قبول کریں گے تو اس دنیا میں بھی خسارا اور آخرت میں بھی خسارا اور نقصان ہی نقصان ہے۔

Marfat.com

محبوب ﷺ سے طرح طرح کی باتیں مت پوچھو

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 5 مائدہ کی آیت نمبر 101 میں ارشاد فرمایا

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ

ترجمہ: ''(اے محبوب ﷺ آپ فرما دیجیئے کہ) اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں''۔

تاجدار کائینات ﷺ کے متعلق صحابہ کرام کا بالاتفاق یہ عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ چھپی ہوئی باتیں بھی جانتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خصوصی علوم عطا فرمائے ہوئے ہیں جن میں غیب کا علم بھی ہے۔ وہ کبھی کبھی حضور ﷺ سے ان دیکھی باتین پوچھتے مگر یہ باتیں وہ ہوتیں جو ماضی کے امور کے متعلق ہوتیں زاتی باتیں پوچھنے سے صحابہ کرام گریز کرتے تھے مگر کبھی کبھی وہ پوچھ بھی لیتے۔ حضور ﷺ ان کو صاف صاف بتا دیتے مگر اللہ تعالیٰ چونکہ ستار العیوب ہے اسے پردہ پوشی منظور ہے وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی کی نقاب کشائی ہو کیونکہ چند ایک مقامات پر حضور علیہ السلام سے مختلف سوالات مختلف لوگوں نے کیے تو آپ علیہ السلام نے ان کا اسی وقت جواب عطا فرما دیا۔ اس طرح کچھ منافقین کا حوصلہ بھی بڑھا اور انہوں نے سرکار مصطفائے کریم علیہ السلام سے ذاتی سوالات بھی پوچھنے شروع کر دیئے حضور نبی کریم ﷺ بڑے تحمل سے ان کے جوابات دیتے رہے مگر بعض لوگ نے بے تکے اور لایعنی سوالات پوچھ کر محبوب علیہ السلام کی طبعیت پر بوجھ کا باعث بنتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی اور صحابہ کرام کو خبردار کر دیا کہ اب بے مقصد سوالات نہ پوچھنا۔ انہیں سوالات میں ایک یہ بھی تھا کہ ایک شخص نے پوچھا کہ حضور ﷺ میرا باپ کون تھا تو آپ ﷺ نے اسی جگہ کھڑے کھڑے اس کے باپ کے بارے میں بتا دیا حالانکہ جس باپ کے بیٹے کے طور پر مشہور تھا لوگ اسی شخص کو اس کا اصلی باپ سمجھتے تھے مگر یہ باپ اس کی ماں کا دوسرا شوہر تھا اور عام لوگ پہلے شوہر کو نہیں جانتے تھے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن خذافہ نے بھی سرکار مصطفی ﷺ سے اپنے باپ کے بارے میں پوچھا تو آپ علیہ السلام نے بتا دیا جب عبداللہ گھر اپنی والدہ کے پاس آئے اور اسے اس بات کا پتہ چلا تو بیٹے کی خوب خبر لی کہ آئیندہ اللہ کے محبوب کی بارگاہ میں جا کر مت ایسے سوالات پوچھنا کہ جو ظاہر ہو جائیں تو رسوائی ہو۔ کچھ لوگ بطور تفریح بھی حضور علیہ السلام سے پوچھتے کہ فلاں فلاں چیز کہاں ہے یہ روبیہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں آیا اسے اپنے محبوب کا وقار عزیز تھا اس لیے اس نے آیت کریما نازل فرمادی کہ یہ امر ربی سمجھ کر سوالات سے گریز کریں ورنہ محبوب تو کسی کی دل شکنی کرتے ہی نہیں تھے۔

Marfat.com

سورۃ انعام

اہل کتاب محبوب ﷺ کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورہ نمبر 6 انعام کی آیت نمبر 20 میں ارشاد فرمایا

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ

ترجمہ: ''جن کو ہم نے کتاب دی اس نبی ﷺ کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے ہیں جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی وہ ایمان نہیں لاتے''۔

اللہ رب العزت نے محبوب علیہ السلام کے متعلق تمام سابقہ کتب میں اس طرح (محبوب کی) شانیں بیان کیں کہ جو اُن کتابوں کا علم رکھتے تھے وہ حضور ﷺ کی آمد سے پہلے ہی آپ کی ہر ہر ادا سے واقف تھے یہی بات اللہ رب العزت سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 146 میں بھی ارشاد فرما چکا ہے مگر وہاں یہ فرمایا کہ یہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی یہ ہمارے محبوب کو ماننے سے گریز کرتے ہیں کہ ان کے دلوں میں بغض وکدورت ہے اب اس آیت مذکورہ میں فرمایا جا رہا ہے کہ اس کو نہ پہچاننے والے اور نہ ماننے والے دراصل اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں کہ وہ اپنی دنیا بھی خراب کر رہے ہیں اور اس محبوب کا اعتراف نہ کر کے اپنی عاقبت بھی خراب کر رہے ہیں اُن کے لیے سراسر خسارہ ہی خسارہ ہے کیونکہ جب یہ لوگ اپنے علماء سے سن کر محبوب ﷺ کی آمد کے منتظر تھے تو آپ ﷺ کے آنے کے بعد آپ ﷺ کو نہ ماننا یہ سوائے زیادتی اور حسد کے اور کچھ نہیں اور حسد کرنے والا یا بغض رکھنے والا کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔

آپ ﷺ کے دشمن بھی آپ ﷺ کی باتیں چھپ چھپ کر سنتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 6 انعام کی آیت نمبر 25 کی ابتداء میں ارشاد فرمایا:

وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وَاِنْ یَّرَوْا كُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا

ترجمہ: ''اور ان میں کوئی وہ ہے جو تمہاری طرف کان لگاتا ہے اے محبوب ﷺ ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیئے ہیں اور ان کے کانوں میں ٹینٹ ہے کہ اگر ساری نشانیاں دیکھیں گے تو پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے''۔

Marfat.com

اس کریما کا پس منظر یہ ہے کہ کافروں کے سرکردہ لوگ سرکار مصطفیٰ ﷺ کے پاس آئے اور کہا ہمیں وہ قرآن سنایئے جو آپ پر نازل ہوا ہے۔ ان میں ابوسفیان بن حرب ولید بن مغیرہ عتبہ اور شیبہ شامل تھے آقائے کریم ﷺ نے ان کے سامنے قرآن کی تلاوت فرمائی تلاوت کلام پاک سننے کے بعد انہوں نضر بن حارث سے پوچھا کہ تم اس قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہو تو اس نے کہا کہ یہ اگلے وقتوں کے قصے کہانیاں ہیں۔ ان کے ان الفاظ پر اور سوچ پر رب کریم نے تف فرمایا اور اپنے محبوب ﷺ پر یہ آیت کریما نازل فرمائی کہ آپ حق بیان کرتے جایئے دراصل یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں پر سیاہی چڑھی ہوئی ہے اور کانوں میں میل کچیل یعنی کفر کی میل بھری پڑی ہے یہ سارے کا سارا قرآن ہی کیوں نہ سن لیں ان پر اثر نہیں ہوگا کیونکہ رب کریم نے ان کے دلوں پر قفل لگا دیئے ہیں یہ لاکھ کان لگا لگا کر سنیں مگر یہ ہدایت کے نور سے مستفیض نہیں ہو سکتے کہ ان کے دلوں میں بغض اور منافقت ہے اور ان میں طلب حق ہے ہی نہیں۔

آپ ﷺ فرمادیں کہ میرے پاس دنیا کے خزانے نہیں وَحیِٔ اِلٰھی کا نور ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 6 الانعام کی آیت نمبر 50 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓى اِلَیَّ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ آپ فرمادیجئے کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں ازخود غیب جان لیتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اسی کا تابع ہوں جس کی مجھے وحی آتی ہے''۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ السلام کی دل جوئی ہر قدم اور ہر مقام پر فرماتا رہا کہ محبوب ﷺ کسی بھی موقع پر یا کسی امر میں بار خاطر گراں نہ ہوں بلکہ بڑی لطافت کے ساتھ اپنے امور رسالت سرانجام دیتے رہیں۔ جس زمانے میں تاجدار کائنات علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا وہ جہالت کی انتہا کا دور تھا۔ اور انسانی عقل وشعور تو گویا ایک نایاب چیز تھی اس ماحول میں جب حضور ﷺ نے اعلان حق فرمایا تو ظاہر ہے نور رسالت نے ظلمت کفر کو ہلا کے رکھ دیا نور ازلی کی روشنی سے آنکھیں چندھیانے لگیں اور ذہن ہچکولے کھانے لگے کہ یہ محمد عربی ﷺ کیا کہتا ہے انہوں نے یہ تو سن رکھا تھا کہ اللہ کے نبی کے پاس بے شمار قوتیں ہوتی ہیں اور روحانی خزانے ہوتے ہیں لہٰذا انہوں نے حضور ﷺ سے بھی اپنی ازلی جہالت اور بدبختی کی بنا پر طرح طرح کی فرمائشیں شروع کر دیں کہ یہ کر کے دکھاؤ وہ کر کے دکھاؤ اے محمد ﷺ اگر تم واقعی اللہ کے نمائندے ہو تو کوئی ان ہونی بات کر کے دکھاؤ اپنا

Marfat.com

ساتھ دینے والے فرشتے دکھاواس پر حضور ﷺ کا قلب انور گرانی محسوس کرتا تو اللہ پاک نے اپنے محبوب سے ارشاد فرما دیا کہ تم ان سے یہ کہو کہ میں دنیا کے خزانوں کی بات نہیں کرتا نہ میں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں ہاں یہ سن لو کہ میرے پاس وحیٔ ربانی کے خزانے ہیں اور مجھے میرا رب وحی کے ذریعے وہ کچھ بتاتا ہے جس کا تم لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے اور دوسری بات یہ کہ وحی کے خزانے سے بڑھ کر کائنات میں کوئی خزانہ نہیں ہوتا اور میرا نبی ہونا ہی سب سے بڑا اللہ کا فضل ہے میرے سامنے دنیا کے خزانوں اور تخت و تاج کی کیا حیثیت ہے لیکن یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی کہ عام انسان اور نبی میں فرق کیا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو برابر سوجھ بوجھ عطا نہیں کی ہوتی ابوجہل جب تک میدان بدر میں واصل جہنم نہ ہو گیا وہ حضور ﷺ کی مخالفت کرتا رہا مگر حضور ﷺ کے غلام آپ سے زندگی پاتے رہے اور نور ربانی کی خیرات پاتے رہے۔ سو محبوب آپ ان کی باتوں کی طرف نہ جایئے بس آپ اطمینان رکھیں کہ آپ پر میں وحی کرتا ہوں اور آپ میرے رسول ہیں اور محبوب بھی ہیں۔

آپ ﷺ پر اترنے والی کتاب بڑی مبارک ہے

اللہ رب العزت سورۃ نمبر 6 الانعام کی آیت نمبر 92 میں ارشاد فرمایا:

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ

ترجمہ: ''اور برکت والی کتاب ہے جو آپ پر ہم نے نازل فرمائی ہے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہوئی تاکہ آپ مکہ والوں کو اس سے ڈر سنائیں اور ان کے علاوہ سارے جہان کے لوگوں کو جو ان اردگرد ہیں جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں''۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب پر جو کتاب قرآن کی صورت میں نازل فرمائی ہے۔ اس کی بھی ایک اپنی ہی شان ہے اور بحمدہ تعالیٰ ہم اس کتاب کے ساتھ ساتھ ایک کتاب ''شان قرآن بہ زبان قرآن'' بھی طبع کر چکے ہیں یہ کتاب شان قرآن کے حوالے سے ایک منفرد اور اچھوتی کتاب ہے اسی وقت زیر نظر آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسی قرآن کو بابرکت قرار دیا ہے۔ اور اس سے بڑی برکت قرآن حکیم کی کیا ہو گی کہ اس کے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں یہ کتاب سراسر خیر ہی خیر ہے اور جب قرآن کی صورت میں خیر خود چل کر ہمارے پاس آ چکی ہے تو پھر اس کی برکات کو اپنے دامن میں کیوں نہیں ڈالتے یا جمع کرتے۔

اسی کتاب میں یوم آخرت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے ڈرنے کا حکم بھی دیا ہے کہ اُس دن ہر ایک کو اپنا

Marfat.com

حساب دینا ہوگا سوائے محبوب آپ سارے جہان والوں کو مطلع کر دیجئے اور یہاں پھر اللہ تعالیٰ نے بات دھرا کر ارشاد فرمائی کہ یہ کتاب عظیم سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی بھی ہے۔اور سچی بات تو یہ ہے کہ کتاب بھی برکت والی ہے اور مصطفیٰ ﷺ کی ذات بھی برکت والی ہے فیض مصطفیٰ ﷺ کا بھی جاری ہے اور فیض قرآن کا بھی جاری ہے۔

محبوب ﷺ آپ صرف اس قرآن کی پیروی کیجئے

اللہ رب العزت سورۃ نمبر 6 انعام کی آیت نمبر 106 میں ارشاد فرمایا:

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ

ترجمہ: ''آپ ﷺ اس قرآن کی پیروی کیجئے جو آپ کی جانب آپ کے اب کی طرف طرف سے وحی کیا گیا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ مشرکوں کو چھوڑ دیجئے۔''

اسی آیت کریما کا پس منظر یہ ہے کہ ولید بن مغیرہ مخزومی اور عاص بن وائل فہمی سرکار مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ بعض اوقات قرآن حکیم کے بارے میں مزاقابات کرتے تو حضور نبی کریم ﷺ ان کی بے ہودگی پر ضبط کرتے اور خاموش رہتے اور بعض اوقات حضور ﷺ رنجیدہ خاطر ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے اس آیت کریما کے ذریعہ سے فرمایا کہ آپ دل تنگ نہ کیجئے آپ کا کام میرا پیغام پہنچا دیتا ہے اور اسلام میں جو حرام وحلال کے قوائد وضوابطہ آپ کے رب نے متعین کر دیئے ہیں ان پر اگر کوئی مذاق کرتا تو اس کا معاملہ آپ مجھ پر چھوڑ آپ اپنا کام جاری رکھیں۔آپ ان کی طرف توجہ ہی نہ دیا کریں کہ یہ تو یہ قدم پر آپ کی مخالفت کریں گے اور آپ کی راہ میں رکاوٹیں ڈالیں گے مگر آپ میرے رسول ہیں میرے محبوب میں ان کی طرف سے نگاہیں ہٹا کر دوسروں کو تبلیغ فرماتے رہیں ان کا علاج میں خود کرلوں گا۔

محبوب ﷺ پر اترنے والی بابرکت کتاب کی پیروی کرو

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 6 الانعام کی آیت نمبر 155 میں ارشاد فرمایا:

وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ فَاتَّبِعُوْہُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ

ترجمہ: ''اور یہ برکت والی کتاب ہے جو ہم نے نازل کی تو اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے''۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں قرآن کی پیروی کا حکم بھی فرمایا ہے یعنی کتاب کی پیروی بھی کرو اور ذات کی پیروی بھی کرو۔اس آیت کریما میں بھی شان مصطفیٰ ﷺ ہی جھلکتی ہے کہ جب تک حضور ﷺ کی پیروی

Marfat.com

نہ کی جائے قرآن کی پیروی ہو ہی نہیں سکتی۔ آقائے کریم ﷺ ہی تو شارح قرآن ہیں ان کے علاوہ کون ہے جو قرآن کا باطنی فیض عطا کر سکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے قرآن ہی میں فرما دیا تھا کہ ہم نے اسے حکمت بھی عطا فرمائی یعنی اپنے محبوب کو قرآن کے ظاہری علوم کے علاوہ اس کے باطنی رموز سے بھی آگاہ فرما دیا ہے لہٰذا پیروی قرآن ممکن ہی نہیں جب تک کہ پیروی رسول نہ کی جائے تو درحقیقت یہ آیت کریما بھی حضور ﷺ ہی کی پیروی کا سبق دیتی ہے۔ اور یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت دین کی پاسداری کرنے اور قرآن حکیم کے احکامات ماننے میں ہے لوگوں کی اکثریت قرآن حکیم سے رجوع نہیں کرتی جس کی وجہ سے وہ مسائل میں الجھے رہتے ہیں اور پریشانیوں میں گھرے رہتے ہیں جبکہ رب کریم کا امر واقع ہے کہ تم قرآن کی اور صاحب قرآن کی سچی اتباع واطاعت کر لو اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے گا اور بے پناہ رحمت کرے گا۔

محبوب ﷺ آپ کہہ دیجئے میری عبادت صرف اللہ کے لیے ہے

اللہ رب العزت نے سورہ نمبر 6 انعام کی آیت نمبر 161 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ. دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا. وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ آپ فرما دیجئے کہ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ پروردگار عالم کے لیے ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے اپنی ذات سے وفا کے بارے میں اعلان فرمانے کے لیے یہ آیت کریما نازل فرمائی کہ محبوب علیہ السلام آپ کی ذات تو بلاشبہ فنافی اللہ ہے اور آپ تو ہیں ہی میری لیے مگر آپ اپنی امت اور اپنے چاہنے والوں کے لیے ایک ضابطہ مقرر کر جایئے اور انہیں اپنی زبان سے سمجھا دیں کہ اللہ کی ذات کے ساتھ وفا اور محبت کا معیار کیا ہونا چاہیے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ساری عبادتیں چاہے وہ بدنی ہوں مالی ہوں وہ سب کی سب اللہ ہی کے لیے ہیں اور میری ساری قربانیاں چاہے وہ خون کی صورت میں ہوں یا مال ومتاع کی ہوں یا اپنی جان کی ہی قربانی کیوں نہ ہو وہ سب اللہ ہی کے لیے ہے حتیٰ کہ آپ اعلان فرما دیجئے کہ میرا مرنا جینا بھی رب العالمین کے لیے ہے یہ زندگی بھی اس کی ہے اور جب مرنا ہوگا تو وہ بھی اس رب کے لیے ہی ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے مالک ہے اور خالق ہے۔ اس آیت کریما سے روحانی درس یہ ملتا ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنی ہر شئے کو امانت سمجھو اور کبھی یہ نہ سوچو کہ ان اشیاء کے مالک تم ہو بلکہ ہمیشہ یہ تصور سامنے رکھو کہ ہر شئے کا مالک وہ قادر مطلق ہے جس نے سارے جہانوں کی بزم کو سجایا ہوا ہے۔

Marfat.com

محبوب ﷺ کا ذکر اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کس طرح کیا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 7 اعراف کی آیت نمبر 157-156 میں ارشاد فرمایا

فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِىَّ الْاُمِّىَّ الَّذِىْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.

ترجمہ: تو عنقریب میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو ڈرنے والے ہوں گے (اللہ سے) اور زکوٰۃ ادا کرنے والے ہوں گے اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جو کہ اپنے رب ہی سے پڑھا ہوا ہے جس کے ظہور کی خبر وہ اپنے پاس توریت اور انجیل میں لکھی ہوئی پاتے ہیں جو حکم دے گا بھلائی کا اور منع کرے گا ہر قسم کی برائی سے اور ان کے لیے پاک چیزیں حلال کرے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان کے گلے میں جہالت کے جو پھندے پڑے ہوئے تھے وہ بھی اتارے گا پس وہ لوگ جو اس نبی پر ایمان لائیں گے اور ان کی عزت اور مدد کریں گے جو روشنی (قرآن کی صورت میں) ان پر نازل ہوگی اس پر عمل کریں گے وہ لوگ کامیاب اور فلاح یافتہ لوگ ہوں گے۔

ان آیات بینات کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب دیدار الٰہی کی خاطر طور پر ایک ماہ سے زیادہ عرصہ رہے تو پیچھے سے آپ کی قوم نے سامری کے کہنے پر گائے کے بچھڑے کی پوجا شروع کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام جب طور سے کچھ دنوں بعد واپس تشریف لائے تو لوگوں کا حال بدلا ہوا دیکھا تو آپ سخت ناراض ہوئے اور حضرت ہارون علیہ السلام سے بھی آپ نے سخت لہجے میں پوچھا کہ آپ نے ان کو اس شرک عظیم اور اندھی جہالت سے روکا کیوں نہیں تو حضرت ہارون علیہ السلام نے عرض کی حضرت میں نے لاکھ منع کیا مگر یہ لوگ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے۔ بہر حال موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو رب کریم سے توبہ کرنے کے لیے کہا کہ اگر ابھی توبہ کر لو گے تو بچ جاؤ گے وگرنہ ہمیشہ کے لیے عذاب میں مبتلا کر دیے جاؤ گے۔ اس پر لوگوں نے آپ سے معذرت کی اور آپ

Marfat.com

سے درخواست کی ہم آپ کے ساتھ اپنے رب سے معافی مانگیں گے یعنی آپ کے وسیلے سے۔ موسیٰ علیہ السلام نے رب سے معافی مانگنے کے لیے قوم کے ستر بندوں کو منتخب کیا اور انہیں ساتھ لے کر جانب طور چلے مگر اثنائی راہ ہی میں ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم بھی اپنے رب کو دیکھیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں بہت سمجھایا کہ تم اللہ رب العزت کا دیدار نہیں کر سکتے مگر وہ لوگ آپ سے مسلسل مطالبہ کرنے لگی بلکہ ضد کرنے لگے۔ اللہ رب العزت کو ان کی بلا وجہ اور بے تکی ضد اور فرمائش قطعی طور پر اچھی نہ لگی اور رب کریم نے جلال میں آ کر ان کی گرفت کی تو ایک زبردست دھماکے نے ان سب کو موت سے ہمکنار کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سب کو اس طرح مردہ دیکھا تو رب کریم سے التجا کرنے لگے کہ اے پروردگار عالم انہوں نے واقعتاً حماقت کی اور جہالت سے کام لیا مگر اے رب کریم کیا تو چند بے وقوفوں کی حماقت کی سزا سب کو دے گا اور اب ان کے مرنے کے بعد میں پہلے ہی سے بگڑی ہوئی قوم کو کیا کہوں گا کہ میں نے ان کو مروا دیا ہے۔ اے اللہ تو مجھے بھی ہلاک کر دیتا مگر پھر فوراً ہی عرض کرنے لگے کہ یا الٰہی مجھے معاف کر دینا میں جانتا ہوں کہ تیرے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے اور یہ بھی تیری حکمت کے لیے آزمائش ہی ہے کہ یہ سب مر گئے مگر تو قادر مطلق ہے تو جس کو چاہے آزمائش میں بھی ہدایت عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے آزمائش میں گمراہ کر دیتا ہے لہٰذا ہمارا مالک تو بس تو ہی ہے تو ہم پر رحم فرما بے شک تو سب سے بہتر بخشش فرمانے والا ہے۔ اور ہمارے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی لکھ دے اور آخرت میں خیر عطا کرنا بے شک ہم سب تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں۔

اس پر اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ تیری باتیں سن لی ہیں مگر میں عذاب میں جس کو چاہوں مبتلا کرتا ہوں جبکہ میری رحمت تو بڑی ہی وسیع وہ تو ہر چیز کو گھیرے ہوتے ہے یعنی میرے غضب پر میری رحمت حاوی ہے تیری دعا کو قبول کروں گا اور انہیں پھر سے زندگی عطا کروں گا ہاں البتہ ان کے بعد جو لوگ آئیں گے ان کا بھی حال سن لو۔ یہ تو میرے غضب کو شکار ہوئے مگر ان کے بعد آنے والے لوگ جو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہوں گے آ تو تمہیں ان کا حال بھی بتاتا ہوں یاد رکھ لو اے موسیٰ کے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جن کو میں امی کا لقب عطا کروں گا جب وہ تشریف لائیں گے تو ان کی پیروی کرنے والوں کے لیے میں اپنی خصوصی رحمت لکھ دوں گا۔ اللہ اکبر۔ یعنی ابھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائینات میں جلوہ افروز بھی نہیں ہوئے مگر اللہ تعالیٰ انے ایک اولوالعزم نبی سے اپنے محبوب علیہ السلام اور آپ کے امتیوں کی شان بیان فرما رہا ہے۔ کہ وہ زکوٰۃ بھی دیں گے نماز بھی پڑھیں گے اور بھلائی کی تبلیغ بھی کریں گے قرآن کو اپنا راہنما سمجھ کر اس کی باتیں بھی مانیں گے اور بے شک وہی لوگ یعنی محبوب کی امت کے فرماں بردار عبادت گذار اور ڈرنے والے لوگ ہیں منزل فلاح پر گامزن ہوں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی شانیں مختلف انداز اور مختلف پیرائے میں بیان کیں تا کہ انہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا پتہ چل جائے۔

Marfat.com

سورۃ اعراف

محبوب ﷺ ساری کائناتوں کے لیے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 7، اعراف کی آیت نمبر 158 میں ارشاد فرمایا

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَاْ نِ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.

ترجمہ: ''(اے محبوب ﷺ آپ فرما دیجئے) کہہ دیجئے اے لوگو! یعنی روئے زمین کے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں وہی اللہ جو مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں''

تاجدار کائنات ﷺ کی رسالت عامہ کی عالمگیری کا حال خود قرآن بیان فرماتا ہے کہ پہلے جتنے بھی انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے وہ ایک مخصوص زمانے اور مخصوص قوم کے لیے آتے رہے مگر تاجدار کائنات کی جامعیت کبریٰ ملاحظہ فرمائیے کہ آپ نے اللہ کے حکم سے ارشاد فرمایا کہ میں ساری کائناتوں کے لیے اور اب سارے زمانوں کے لیے رسول بن کر آیا ہوں۔ اس لیے اب میری رسالت کے دائرے سے کوئی نہیں نکل سکتا ہاں یہ اپنے اپنے مقدر کی بات ہے کہ کوئی میرا پیروکار بن جائے اور دنیا و آخرت کی نعمتوں کا اور عظمتوں کا حقدار بن جائے اور کوئی نہ مان کر ابدی عذاب کا مستحق ٹھہرے بہر حال میں اللہ کا آخری نبی اور سب کا نبی بن کر آیا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی وسعت نبوت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ آپ کو بطور نبی آخر الزماں شجر و حجر بھی جانتے اور پہچانتے ہیں یعنی ہدایت ازلی کے تحت اللہ نے جمادات و نباتات کو اپنے محبوب کے نبی ہونے کا ادراک عطا فرما دیا تبھی تو حجر و شجر بھی مصطفیٰ ﷺ کو سلام کرتے تھے۔ حیوانات اور چوپائے بھی آقائے کریم علیہ السلام کی شان سے واقف تھے تبھی تو اونٹ وغیرہ بھی سرکار کی بارگاہ میں آ کر اپنے اپنے دکھ حضور ﷺ کے سامنے پیش کرتے تو سید عالم ﷺ ان کی تکلیف کا ازالہ فرما دیتے کیوں کہ جمیعاً میں کائنات کا ذرہ ذرہ شامل ہے۔

روح مصطفیٰ ﷺ نے سب سے پہلے بلیٰ کہا

اللہ رب العزت نے انسانوں اور جنوں و دیگر مخلوقات سے جب اپنی ربوبیت کا عہد لیا تو ارشاد فرمایا سورۃ نمبر 7 اعراف آیت نمبر 172

Marfat.com

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ م بَنِیْ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِ هِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَ هُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ

ترجمہ: ''اور یاد کیجئے کہ جب آپ کے رب نے آدم علیہ السلام کی ذریت سے یہ عہد لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب نے مل کر کہا ہاں کیوں نہیں تو ہی ہمارا رب ہے اور یہ عہد اس لیے لیا کہ تم قیامت کی دن یہ نہ کہہ سکو کہ ہمیں اس کی خبر نہیں تھی''۔

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی ارواح کو اکٹھا فرمایا اور پھر ان سے اپنے رب ہونے کی بات کی پھر ان سے عہد لینا چاہا تو سب نے اس کی ربوبیت کا اقرار کیا اس پر سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ رب کی ربوبیت کا اقرار واعتراف کرنے والی میری ہی روح تھی اور میرے بلیٰ کہنے کے بعد سب نے بلیٰ کہا گویا تاجدار کائینات ہی اللہ رب العزت کی شان ربوبیت کے سب سے پہلے گواہ ٹھہرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی ہی سب سے معتبر گواہی ہے۔لہٰذا یہ آیت کریمہ بھی شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مظہر ہے

محبوب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیجئے کہ آپ خود اپنے نفع کے مالک نہیں ہیں اور نہ ہی نقصان کے

اللہ رب العزت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنایا اور آپ کو لاتعداد شانیں اور معجزات عطا فرمائے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے فرمایا کہ یہ سب کچھ تمہارے رب کی ہی عطا ہے اور اے محبوب آپ زبان سے اس بات کا علان کردیں تاکہ قیامت تک رب کی ملکیت ہر ایک پر محقق ہو جائے ارشاد ہوتا ہے سورۃ نمبر 7 اعراف کی آیت نمبر 188

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ

ترجمہ: ''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ (اپنی زبان سے) فرمادیں کہ آپ اپنے طور پر اپنے نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہیں مگر اس قدر کہ جتنا میرے رب نے چاہا''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے امت کی تعلیم دی کہ تم بھلائیوں اور نفع کے حصول کے لیے کوشش ضرور کرو مگر کبھی کبھی رب کریم تمہیں آزمانے کے لیے کسی شئے سے محروم کر دیتا ہے کبھی بغیر محنت اور مشقت کے عطا فرمادیتا ہے اور کبھی بے پناہ محنت اور مشقت کے بعد بھی کچھ نصیب نہیں ہوتا کیونکہ وہ ذات بے نیاز ذات ہے بلاشبہ وہ کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا اور انسان کو اس کی محنت کا صلہ ملتا ہے مگر وہ

Marfat.com

بے نیاز ہے وہ جب چاہتا اور جیسے چاہتا ہے کسی کو عطا کر دیتا ہے اور یہی اس کی شان بے نیازی ہے۔ اس نے اپنے محبوب سے فرمایا کہ محبوب اگرچہ آپ کو ہم نے ان گنت معجزات عطا فرمائے پھر بھی آپ یہ نہ سمجھئے گا کہ آپ ازخود ہی سب کچھ کر سکتے بلکہ آپ کا رب ہے جو ہر آن آپ کی شان بڑھاتا ہے اور آپ کی شان ہر آن بڑھتی ہی رہے گی۔

سورۃ الانفال

محبوب آپ ﷺ نے جو خاک پھینکی وہ اللہ ہی نے پھینکی

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 8 انفال کی آیت نمبر 17 میں ارشاد فرمایا:

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ.

ترجمہ: ''اور اے محبوب علیہ السلام جب آپ نے خاک پھینکی جس طرح پھینکی وہ آپ کے رب نے پھینکی''۔

اس آیت کریمہ کا پس منظر جنگ بدر ہے۔ جنگ بدر کفر اور اسلام کی پہلی باقاعدہ جنگ ہے کہ جو ہجرت مدینہ کے دو سال بعد وقوع پذیر ہوئی۔ ہجرت کے بعد کفار مکہ مسلسل بے چین اور مضطرب رہتے تھے کہ مسلمان ایک آزاد ریاست بنا چکے ہیں اور اب اسلام کی سرحدیں پھیل رہی ہیں۔ وہ اس حد تک حاسد اور مخالف تھے کہ انہوں نے مدینے جا کر لشکر کشی کرنے کا فیصلہ کر لیا کہ ہم وہاں جا کر انہیں ختم کر کے آئیں گے مگر باطل کب پنپ سکتا ہے جیت تو آخر حق کی ہی ہوتی ہے۔ غزوہ بدر 2 ہجری کو پیش آیا تھا۔ آقائے کریم کو جب پتہ چلا کہ کفار مکہ ہزار کی تعداد میں پوری طرح لیس ہو کر مدینے پر چڑھائی کرنے آ رہے ہیں تو آپ نے بھی اپنے جانثاروں کو لڑائی کی تیاری یا دوسرے لفظوں میں دفاع کا حکم دیا۔ سارے صحابہ کرام بقدر حیثیت اس لڑائی میں مالی اور عملی طور پر شریک ہوئے۔ عین میدان جنگ میں کہ جب دونوں فوجیں برسرپیکار تھیں اور مسلمانوں کی عسکری تعداد بھی بہت معمولی تھی اور ہتھیار بھی برائے نام تھے اس موقع پر ظاہر ہے کہ بحیثیت انسان ذہن میں کچھ خوف و ہراس کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ اب کیا ہو گا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے فرمایا کہ اے محبوب ﷺ آپ خاک سے اپنی مٹھی بھر کر دشمنوں پر پھینکیئے یہ جس جس کے جسم پر لگے گی وہ واصل جہنم ہو گا چنانچہ آقا علیہ السلام نے بدر کے میدان سے چھوٹی چھوٹی کنکریوں والی ریت لے کر جب لشکر کفار پر پھینکی تو وہ پتھروں اور خنجروں کی طرح انہیں لگی اور وہ ڈھیر ہوتے گئے۔ اس موقع پر اللہ نے ملائیکہ کو بھی محبوب علیہ السلام اور آپ کے جانثاروں کی مدد کے لیے بھیجا اور بالآخر مسلمانوں کو

Marfat.com

فتح نصیب ہوئی اور محبوب کے خاک کے پھینکنے کے عمل کو رب نے اپنا عمل قرار دیا کہ محبوب ہاتھ تو آپ کا تھا مگر اس ہاتھ میں طاقت آپ کے رب کی تھی۔ اور وہ ظاہراً تو آپ نے پھینکی لیکن حقیقت وہ تو آپ کے اللہ ہی نے پھینکی تھی۔

محبوب ﷺ کی صدا زندگی بخشتی ہے

''اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 8 انفال کی آیت نمبر 24 میں ارشاد فرمایا''

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ.

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ۔ جبکہ وہ تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں کہ جس سے تمہیں زندگی ملتی ہے اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے اور تمہیں اس کی طرف اٹھنا ہے''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے سرکار مصطفیٰ ﷺ کے امتیوں کو ایک سبق دیا ہے اور وہ یہ کہ میرے محبوب جب بھی تمہیں بلائیں تم سارے کام چھوڑ کر اس محبوب کی بارگاہ میں حاضر ہو جایا کرو۔ کہ اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا تمہارے لیے صرف فائدے اور صرفت فائدے کا ہی باعث ہے۔ آیت کریما کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت ابی بن کعب اور ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت سعید بن معلیٰ دونوں میں سے کوئی ایک نماز پڑھ رہے تھے کہ سرکار مصطفیٰ ﷺ نے ان میں کسی کا نام لے کر بلایا کہ میرے پاس آؤ مگر انہوں نے آنے میں کچھ دیر کر دی تو آقا علیہ السلام نے پوچھا کہ تم نے میری صدا کے بعد آنے میں تاخیر کیوں کر دی تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نماز پڑھ رہا تھا اور اب نماز ختم کر کے حاضر خدمت ہو گیا ہوں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ میرے محبوب کے بلانے پر حاضر ہونا شرط ہے نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے کی شرط نہیں ہے۔ محبوب کی پکار سنو تو نماز چھوڑ کر میرے محبوب کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ کیونکہ مجھے اپنی عبادت کہ جو تم میرے لیے کرتے ہو اس سے زیادہ محبوب کی رضا منظور ہے ہاں یہ الگ بات ہے کہ نماز کی چھوڑ کر بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں آجایا کرو اور پھر حکم کی تعمیل کے بعد وہیں سے شروع کر دیا کرو جہاں سے چھوڑ کر گئے تھے نماز برقرار رہے گی یہ عطائے ربی ہے اور دوسری بات یہ کہ محبوب کی حاضری سے زندگی ملتی ہے اور نعمتیں اور سعادتیں نصیب ہوتی ہیں۔

اللہ اور رسول کا حق امانت بھی ایک ہی ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 8 انفال کی آیت نمبر 27 میں ارشاد فرمایا

Marfat.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ دغا نہ کرو اور امانتوں میں بھی ایسا نہ کرو!''

اس آیت کریما کا پس منظر یہ ہے کہ تاجدار کائینات ﷺ نے بنی قریظہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا کہ ان لوگوں کی طرف سے آپ کو حملے کا خطرہ محسوس ہوا تو آپ نے پہلے ہی سے ان کا محاصرہ کر لیا وہ قلعہ بند ہو گئے۔ تاجدار کائینات نے حضرت سعد ابن معاذ کو محصورین سے گفت وشنید کے لیے بھیجا اور ساتھ ہی یہ ارشاد بھی فرمادیا کہ اگر وہ اپنے مذموم ارادے سے باز آجائیں اور لڑائی جھگڑا نہ کرنے کا وعدہ کریں تو ہم انہیں چھوڑ دیتے ہیں اور انہیں قلعے سے ان کے مکانوں سے باہر آنے کی اجازت دے دیتے ہیں۔ حضور ﷺ ابولبابہ بھی حضرت سعد ابن معاذ کے ساتھ تھے انہوں نے کسی طرح اشارے سے کافروں یا بنی قریظہ کے لوگوں کو سمجھا دیا کہ ان کی جانوں کو خطرہ ہے اللہ تعالیٰ کو ان کا اس طرح اس قبیلے کے لوگوں کو اشارہ کرنا اچھا نہ لگا تو اس رب کریم نے ادب مصطفیٰ ﷺ اور توقیر مصطفیٰ ﷺ کی خاطر یہ ایت نازل فرمائی کہ تم میرے محبوب علیہ السلام سے بظاہر چھپ کر اشاروں کنایوں میں باتیں کرتے ہو جو میرے محبوب کی رضا اور منشا کے خلاف ہوتی ہیں اور یہ سمجھ رہے ہوتے ہو کہ میرا محبوب دیکھ نہیں رہا ہوتا چلو ٹھیک ہے تم لوگ ایسا گمان کرتے ہو مگر تم یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ اللہ تو سب کچھ دیکھ رہا ہوتا ہے اور وہ اپنے محبوب کا خود نگہبان ومحافظ ہے اس لیے تم اگر رسول اللہ ﷺ سے کوئی دغا یا فریب کرو گے یا امانت میں خیانت کرو گے تو وہ صرف رسول کے ساتھ نہ ہوگا بلکہ تمہارا یہ فعل خود خداوند قدوس کے خلاف بھی ہوگا کہ دونوں کی اطاعت بھی ایک ہے اور دونوں کی رضا اور ناراضگی بھی ایک ہے۔

آپ ﷺ کی موجودگی سے عذاب ٹل جاتا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 8 انفال کی آیت نمبر 33 میں ارشاد فرمایا

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ

ترجمہ: ''اور ایسا نہیں ہوگا کہ آپ ﷺ ان میں موجود ہوں پھر بھی اللہ ان پر عذاب بھیج دے یا اگر وہ معافی مانگ رہے ہوں تو اللہ انہیں عذاب سے ہمکنار کردے''۔

کفار میں کچھ بدبخت کافر تاجدار کائینات ﷺ سے اکثر اوقات یہ مطالبہ کرتے بطور استہزاء کہ اے محمد ﷺ آپ اپنے آپ کو اللہ کا سچا نبی کہتے ہو اور اپنے اللہ کی یہ شان بھی بیان کرتے ہو کہ وہ ہر شئے پر قادر ہے

Marfat.com

اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے تو پھر ہم جو تمہیں نہیں مانتے اور مسلسل تمہاری دل شکنی کرتے ہیں تو پھر تم اپنے رب سے کہہ کر ہمارے اوپر عذاب نازل کرواؤ۔ آسمان سے ہم پر پتھر برساؤ ہم پر اندھیاں اوار شدید بارشیں اسمان سے نازل کرواؤ اور ہمیں طرح طرح کے عذابوں سے دو چار کر و تم اپنے رب سے ایسا کیوں نہیں کہتے تو آقائے کریم ﷺ انتہائی رنجیدہ ہو جاتے۔ ان بے ہودہ لوگوں میں نضر بن حارث بھی تھا جس نے حضور علیہ السلام سے عذاب کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کے کچھ کہنے سے پہلے یہ آیت کریما نازل فرمادی کہ محبوب میں ان پر عذاب تمہاری موجودگی کی وجہ سے ٹال رہا ہوں کیونکہ تمہارے ہوتے ہوئے عذاب کے فرشتے آ ہی نہیں سکتے اور دوسری بات یہ کہ تم رحمت للعالمین ہو میں ان بدبختوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہیں دیکھتا ہوں اس لیے تمہاری موجودگی میں ان کو صفحہ ہستی سے نہیں مٹانا چاہتا اور پھر اے محبوب آپ کی بارگاہ سے سیض یافتہ آپ کے صحابہ بھی تو اسی جگہ موجود ہیں جو اپنی راتوں کو میری یاد سے سجاتے ہیں اور میری بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں استغفار کرتے ہیں آنسو بہاتے ہیں ان کی دعائیں اور ان کی التجائیں اور معافیاں بھی میرے عذاب کی راہ میں حائل ہو جاتی ہیں اس لیے انہیں اپنا کام کرنے دو تم اپنا کام کرتے جاؤ۔

غنیمتوں میں بھی اللہ کے بعد رسول کا حق مقدم ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 8 انفال میں ارشاد فرما آیت نمبر 41

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ

ترجمہ: ''اور خوب جان لو کہ تم جو کچھ بھی مال غنیمت حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔''

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے دیگر حقداروں کا ذکر بھی فرمایا ہے کہ میدان جنگ سے جو مال غنیمت حاصل ہو اس کی تقسیم مجاہدین پر کس طرح ہونی چاہیے مگر ہر ایک کا ذکر بعد میں کیا اللہ نے پہلا اپنا ذکر کیا پھر اپنے محبوب ﷺ کا ذکر کیا اللہ رسول کا حق سب پر فائق ہے۔ اس میں اللہ کے حصے کے بارے میں یہ عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ تو خود خالق و مالک و مختار ہے اسے دنیا کے مال کی کیا ضرورت ہے مگر یہاں اپنے حصے کا ذکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ حصہ دین کے فروغ اور اشاعت پر خرچ ہوگا۔ اسی آیت کریما میں یتیموں مسکینوں اور حضور ﷺ کے قرابت داروں کا الگ الگ ذکر کیا گیا تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کا حصہ صرف اور صرف دین کے کاموں پر ہی خرچ ہوگا۔ اللہ نے اپنی اطاعت اور اپنے محبوب کی اطاعت کو جس طرح ایک ہی کہا ہے اس طرح یہاں اس نے غنیمت کے مال میں بھی اپنے محبوب کے حق کو اپنے حق کے بعد سب سے مقدم رکھا ہے۔

Marfat.com

اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کی اطاعت کرو اور آپس میں مت الجھو

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 8 انفال کی آیت نمبر 46 میں ارشاد فرمایا:

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

ترجمہ: ''اور اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی اور آپس میں تنازعہ کھڑا نہ کرو ایسا کرنے سے تمہاری قوت منتشر ہو جائے گی اور صبر کرو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

بعض اوقات لڑائی کے موقع پر کسی حکمت عملی کو اختیار کرنے یا نہ کرنے پر مسلمانوں کے دو نکتہ نظر ہو جاتے جن کا الگ الگ موقف ہوتا۔ اس صورت حال میں ظاہر ہے حضور ﷺ کا قلب انور مغموم ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرما دی کہ دونوں گروہوں کا موقف جو بھی ہو مگر میرے رسول کے ہوتے ہوئے اپنا فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں بس آخری فیصلہ میرے محبوب ہی کا ہوگا اور اس فیصلہ پر عمل گویا خدا کے فیصلے پر عمل ہوگا یعنی اس جگہ بھی اللہ نے اپنی اور اپنے محبوب علیہ السلام کی اطاعت کو ایک قرار دیا کہ جان جا رہی ہو مگر میرے محبوب کے حکم سے روگردانی کی اجازت نہیں ہے۔

محبوب ﷺ آپ کا نگہبان تو خود خدا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 8 انفال کی آیت نمبر 64 میں ارشاد فرمایا

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ اللہ بہت کافی ہے آپ ﷺ کے لیے اور آپ کی اتباع کرنے والے مومنین کے لیے''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو یہ حوصلہ عطا کیا کہ آپ میدان جنگ میں دشمنوں کی تعداد اور ان کے ہتھیاروں کی کثرت سے مرطوب نہ ہوا کریں اور ان کی حربی چالوں سے بھی فکر مند نہ ہوا کریں کیونکہ ساری کائناتوں کا خالق و مالک جب آپ کے ساتھ ہے اور ہر آن آپ کی مدد کرنے والا ہے تو پھر فکر کس بات کا آپ خود بھی باحوصلہ رہیے اور اپنے چاہنے والوں سے بھی فرما دیں کہ وہ بھی عزم و ہمت سے رہیں دشمن کی عسکری تعداد سے وہ بھی خوف زدہ نہ ہوں بس آپ اپنے اللہ کا ذکر کرتے رہیں اس سے مدد و نصرت مانگتے رہیں آپ ہی اس کی مدد و تائید سے کامیاب و کامران ہوں گے۔ یہ حکم الٰہی صرف میدان جنگ ہی کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ مومنوں کے لیے قیامت تک کے لیے پیغام ربی ہے کہ سب مومن اپنا سب سے مددگار اور کارساز رب کریم کو سمجھیں اور اسی پر توکل اور بھروسہ کریں وہ یقیناً اس طرح کا یقین رکھنے والوں کی مدد فرماتا ہے اور قیامت تک فرماتا رہے گا۔

Marfat.com

سورۃ توبہ

محبوب علیہ السلام کی محبت ہر شئے پر فائق ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 9 توبہ کی آیت نمبر 24 میں ارشاد فرمایا۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ

ترجمہ: اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرما دیجیئے کہ اگر تمہارے باپ (دادا) تمہارے بیٹے۔ اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ (خاندان) اور تمہارا مال ومتاع اور تمہارے گھر جن کو تم بہت پسند کرتے ہو یہ سب کچھ اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو پھر تمہیں انتظار کرنا چاہیے اللہ کے حکم کا (یعنی اس کی پکڑ کا) کہ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت عطا نہیں کرتا۔"

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت اپنی اور اپنے محبوب کی محبت کے ساتھ جہاد کی محبت کو دنیا کی ساری محبتوں سے فائق قرار دیا ہے کہ جب تک اللہ اسکے رسول اور دین کی ترقی کے لیے جہد مسلسل کی محبت اور لگن ہر شئے سے زیادہ نہ ہو ایمان کام ہو ہی نہیں سکتا۔ اس آیت کریما میں انسانی محبتوں کو درجہ بدرجہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ یہ یہ محبتیں انسان کو اللہ رسولؐ سے دور کرتی ہیں مگر یہ سب محبتیں اللہ کی نگاہ میں بے حیثیت اور بے اہمیت ہیں۔ اللہ نے اپنی محبت کے ساتھ اپنے محبوب کی محبت کو بھی شامل فرمایا ہے گویا ایمان کا معیار ہی یہ ہے کہ دنیا کی ہر شئے سے زیادہ اللہ رسول کی محبت اونچی ہو اور زیادہ ہو۔ لہٰذا اس آیت کریما سے شان محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ پہلو سامنے آیا کہ محبت رسول ہی دراصل حاصل ایمان ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت ایک ہی محبت ہے ان میں فرق کوئی نہیں۔

عین جنگ کے میدان میں اللہ نے محبوب کے دل پر سکون نازل فرمایا

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 9 توبہ کی آیت نمبر 26 میں ارشاد فرمایا:

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ

Marfat.com

ترجمہ: ''پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ پر سکینہ نازل فرمایا اور (آپ کے طفیل) مومنوں کے دلوں پر بھی اور آپ کی مدد کے لیے نہ نظر آنے والے لشکر بھیجے جو تم نے نہ دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی ہی سزا ہے''۔

یہ آیت کریما جنگ حنین کے پس منظر میں نازل ہوئی۔ اس غزوے میں کسی بات کی وجہ سے لشکر اسلام میں سراسیمگی پھیل گئی اور میدان جنگ سے بھاگ جانے کا خیال مجاہدین کے دلوں میں پیدا ہوا حالانکہ اس غزوے کی قیادت بھی خود سرکار مصطفیٰ ﷺ فرما رہے تھے۔ اس جنگ میں ایک مقام پر اپنی فوج کی تعداد سے اہل اسلام کے دل میں تھوڑا سا احساس برتری بھی پیدا ہوا جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں آیا تو اس نے پھر سے مسلمانوں کا رجوع اپنی طرف اور اپنے محبوب کی طرف کرنے کے لیے دلوں میں خوف و ہراس کی کیفیت پیدا کر دی مگر جب حضور علیہ السلام اپنے چاہنے والوں کی پریشانی دیکھ کر پریشان ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آ گئی اور اس نے اپنے محبوب کی تالیف قلب کے لیے اور محبوب کے تصدق سے محبوب کے صحابہ کی تالیف قلب کے لیے ان کے دلوں پر سکون کی برسات کر دی یعنی جرات دلیری اور اطمینان کے جذبات سے مالا مال فرما دیا اور ساتھ ہی ساتھ ملائیکہ کے لشکر مجاہدین کی مدد کے لیے بھیج دیے جو نظر تو نہیں آتے تھے مگر ان کا کام نظر آ رہا تھا اس طرح نبوت کے تصدق سے سب کو اطمینان قلب عین جنگ کے میدان میں حاصل ہو گیا۔

اس نے محبوب کو دین حق کے ساتھ بھیجا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 9 توبہ کی آیت نمبر 33 میں ارشاد فرمایا

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

ترجمہ: ''وہی ہے (اللہ) جس نے اپنے رسول ﷺ کو بھیجا ہدایت کا سر چشمہ بنا کر اور دین حق عطا کر کے تا کہ اس دین (اسلام) کو سارے دینوں پر غالب کر دیا جائے۔ چاہے مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو دین حق یعنی دین حق دے کر بھیجا اور ہدایت عطا کرنے والا بھی بنا کر بھیجا۔ مقصد رسالت مصطفیٰ ﷺ یہ تھا کہ اسلام کے دامن میں انسانیت کو اکٹھا کیا جائے اور اور دوسرا یہ کہ اسے سب دینوں پر ایک ممتاز اور ارفع و اعلیٰ دین کی حیثیت سے غالب کر دیا جائے تا کہ اسلام کی روشنی کے علاوہ کوئی اور روشنی دکھائی ہی نہ دے۔ اہل کتاب کو دین اسلام سے تذبذب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ اب سارے

Marfat.com

دین منسوخ ہیں صرف دین اسلام ہی کا سکہ قیامت تک چلے گا۔ بلا شبہ وہ دین اور سابقہ تمام انبیاء اوران پراترنے والی کتابیں سچی تھیں اور اللہ کی طرف سے ہی تھیں مگراب ان سب دینوں کا مجموعہ دین اسلام ہے اور سارے پیغمبروں کی تبلیغ کو تبلیغ مصطفیٰ ﷺ میں سمو دیا ہے اس لیے اب اسلام ہی کا دین چلے گا ہاں کتابوں اور رسولوں کو ماننا فرض ہے مگر اب شریعت صرف دین اسلام کی ہی چلے گی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو سب دینوں پر دین اسلام کو غالب کر دینے والا بنا کر بھیجا اور ہدایت کا سرچشمہ بھی محبوب کی ذات کو بنایا۔

محبوب ﷺ کا عطا کرنا اور رب کا عطا کرنا بھی ایک ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 9 توبہ کی آیت نمبر 59 میں ارشاد فرمایا

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ

ترجمہ: ''اور کیا ہی اچھا ہوتا (ان کے لیے) اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے انہیں دیا اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اپنے فضل سے ار اللہ کا رسول ہمیں اللہ کی طرف رغبت ہے''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اہل ایمان کو ایک سبق دیا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی رضا پر اپنی ہر شئے کو قربان کر دیں حضور نبی کریم ﷺ کے کچھ عطا کر دینے کے بعد سوچنا یہ ایمان کی پختگی کی علامت نہیں ہے ہاں ایمان وہی متحقق ہے کہ جب رسول ﷺ کچھ دے دیں تو پھر اس پر سر تسلیم خم کر دینا چاہیے۔ سوچنے کی نہ اجازت ہے نہ گنجائش ہے۔ تاجدار کائینات ﷺ جب کسی غزوے کے بعد مال غنیمت تقسیم فرماتے تو کسی کو کچھ زیادہ عطا کر دیتے اور کچھ کو کم عطا کرتے یہ رسول اللہ ﷺ کا اپنا اختیار اور حضور ﷺ کا اپنا ایک انداز تھا کہ کسی کو کتنا دینا ہے تو کچھ صحابہ کرام تھوڑا مال ملنے پر دلوں میں تنگی محسوس کرتے کہ مجھے زیادہ کیوں نہیں ملا اور اسے کیوں اتنا مال عطا فرما دیا گیا ہے وہ اللہ جو دلوں میں آنے والے خیالات سے بھی آگاہ ہے اس نے ان خیالات کو بھی آنے سے روکنا چاہا اور اس آیت کریما کا نزول فرما کر سب کو راضی بر رضائے محبوب رہنے کا حکم دیا۔

محبوب ﷺ کا فضل اور رب کا فضل ایک ہی ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 9 توبہ کی آیت نمبر 59 میں ارشاد فرمایا کہ

سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ

ترجمہ: ''اب دیتا ہے اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول بھی''۔

Marfat.com

یہ آیت کریما کا دوسرا حصہ ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے پہلے رضا کا عطا کا ارشاد فرمایا کہ عطائے خدا اور عطائے مصطفیٰ ﷺ ایک ہی ہے اور اس عطا پر رضا بھی ایک ہی جیسی ہونی چاہیے اس حصے میں رب العزت ارشاد فرماتا ہے کہ ہمارا رسول بے اختیار نہیں ہے اسے ہم نے اپنے فضل کے خزانے دے رکھے ہیں اور اللہ تو فضل کرتا ہے مگر اس کا محبوب بھی کرم فرماتا ہے اور اپنی رحمت کے خزانوں وہ بھی اپنے غلاموں کو عطا فرماتا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا اور یہ سمجھنا کہ خدا کے سوا کسی اور کو پکارنا یا مانگنا یہ شرک کے زمرے میں آتا ہے قطعاً غلط ہے کیونکہ رب نے جب یہ فرما دیا کہ میری عطا اور میرے محبوب کی عطا میں کوئی فرق نہیں اور اللہ کے فضل اور مصطفیٰ ﷺ کے فضل میں بھی کوئی فرق نہیں دونوں کا فضل ایک ہی ہے تو پھر شرک کیسا اور جدائی کیسی۔ وہ مالک ہیں حضور ﷺ اس مالک کے بااختیار بندے ہیں اور جب وہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے کسی کو عطا کریں تو یہ محبوب کے اختیار کی بات ہے اس پر رب کریم ناراض نہیں ہوتا بلکہ وہ خوش ہوتا ہے اور دراصل اس نے اپنے محبوب ﷺ کو سارے جہانوں کا مالک بنایا ہی اسی لیے ہے کہ محبوب عطا کرتے رہیں اور خلق خدا اس سے مستفید ہوتی رہے اللہ اکبر اس کی عطا بھی اور اس کا اور اس کے محبوب کا فضل بھی ایک

اللہ اور محبوب ﷺ کو راضی کر لینا ایک ہی ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 9 توبہ کی آیت نمبر 62 میں ارشاد فرمایا

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوهُ اِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ

ترجمہ: ''تمہارے سامنے اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کرلیں اور اللہ اور رسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔''

اس آیت کریما کا پس منظر یہ ہے کہ منافقین اہل اسلام کے سامنے آتے تو اپنی مکاری اور عیاری کو بروئے کار لا کر ان کے سامنے اس طرح اخلاص اور محبت کا اظہار کرتے کہ وہ ان کی باتوں پر یقین کرنے کو تیار ہو جاتے اور فطرت انسان بھی یہی ہے کہ جب کوئی اخلاص کی انتہا کر دے تو دل نرم ہو جاتا ہے۔ منافقین مسلمانوں کو اپنا یقین دلانے کے لیے صرف چرب سازی اور عیاری ہی سے کام نہ لیتے بلکہ وہ ان پر اپنا آخری داؤ استعمال کرتے اور اللہ کی قسمیں ان کے سامنے اپنی سچائی ثابت کرنے کے لیے اٹھانے لگتے۔ ظاہر ہے جب اہل ایمان کے سامنے اللہ کی قسم اٹھالی جاتی تو وہ ان کی بات کا یقین کر لیتے اس طرح منافقین دوہری چال چلتے تھے وہ کفار کو بھی اپنی وفا کا یقین دلاتے تھے اور اہل اسلام کو بھی اپنی وفا اور سچائی کا یقین اللہ کی قسمیں اٹھا کر دلاتے مگر اللہ رب

Marfat.com

العزت نے ان کی اس منافقانہ چال سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے لیے اس آیت کریما کا نزول فرمایا کہ وہ منافق تمہیں تو راضی کر لیتے ہیں قسمیں اٹھا کر مگر اے اہل ایمان یہ زیادہ بہتر تھا کہ جس کی وہ قسمیں اٹھاتے ہیں وہ اسے راضی کرتے اور اسے راضی اپنے قول و فعل کے صداقت اور اخلاص سے کیا جاتا ہے۔ اللہ نے یہاں بندوں پر اپنا حق فائق رکھا ہے کہ جب تک مالک راضی نہ ہوگا تمہاری قسموں اور تمہارے جعلی خلوص کا کیا فائدہ پھر اس میں ایک اور بھی بڑا ہی گہرا اور باریک نکتہ ہے اور وہ یہ کہ بات تو یہاں دو الگ الگ ہستیوں کے راضی کرنے کی ہو رہی ہے یعنی اللہ اور رسول کی کہ بہتر تھا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرتے مگر آخری صیغہ رب العزت نے واحد کا استعمال کیا ہے کہ بہتر یہ تھا کہ وہ اسے راضی کرتے یعنی اسے کہہ کر یہ سمجھا دیا کہ گو ہستیاں دونوں الگ الگ ہیں ذاتیں دو ہیں عطا ایک ہے۔ ذاتیں دو ہیں مرضی ایک ہے۔ ذاتیں دو ہیں فضل ایک ہے ذاتیں دو ہیں بات ایک ہے اس کا کرنا اور اس کا کرنا بھی ایک ہی ہے۔

اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کی مخالفت بھی ایک ہے

اسی سورۃ نمبر 9 توبہ کی آیت نمبر 63 میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا

اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِیْهَا ذٰلِكَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ

ترجمہ: ''کیا انہیں اس بات کی خبر نہیں ہے کہ جو مخالفت کرے اللہ اور اس کے رسول کی تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے اور وہ ہمیشہ اس میں رہے گا۔''

اس سے پہلی آیت میں رب کریم نے اپنی اور اپنے محبوب کی رضا کو ایک ٹھہرایا اور اب اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے محبوب کے امر کے خلاف کچھ کرنا بھی یعنی مخالفت بھی ایک ہی ٹھہرائی اور یہ بتانا چاہا کہ جو کسی بھی امر میں یا بات میں محبوب علیہ السلام کی مخالفت کرے یا ان کی بات نہ مانے تو وہ دراصل اللہ کی بھی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اگر ایک ہے تو نافرمانی بھی ایک ہے۔ اس سے ایک اور نکتہ یہ بھی نکلتا ہے کہ ایک بندہ اللہ سے محبت کا تو دعویٰ کرے مگر سنت مصطفیٰ ﷺ کی مخالفت کرے تو وہ دراصل اللہ کی محبت میں بھی مشکوک ہے یعنی ایک بندہ عبادت میں تو کمال حاصل کرے مگر مصطفیٰ ﷺ کی سنت پر نہ عمل کرے اور اس پر عمل کرنے والوں کو بھی کم تر جانے پھر وہ خود ہی سوچ لے کہ وہ کس مقام پر کھڑا ہے۔ مخالفت کرنے والوں کو تو اللہ نے جہنم کی بات بتا دی ہے کہ ایسا کرنے والے جہنم کے دائمی عذاب کے مستحق ہوں گے وہ کسی صورت میں کسی رعایت کے مستحق نہ ہوں گے۔

Marfat.com

محبوب ﷺ کے ساتھ ہنسی مذاق اللہ کے ساتھ استہزاء ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 9 توبہ کی آیت نمبر 65 میں ارشاد فرمایا

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ

ترجمہ: ''اے محبوب ﷺ آپ فرما دیجئے کہ کیا تم اللہ ہستیوں اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کرتے ہو۔''

اس آیت کریما کا پس منظر یہ ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کے ساتھ ساتھ منافقین کے تین گروہ بن گئے۔ دو گروہ تو کھل کر اپنا نفاق ظاہر کرنے لگے مگر ایک گروہ خاموشی سے ہی نفاق کا مرتکب ہوتا رہا۔ جب یہ لوگ تبوک کی طرف جا رہے تھے تو منافقوں کی اکثریت یہ کہتی تھی کہ دیکھوان کے حوصلے کتنے بڑھ گئے ہیں کہ یہ اب روم پر غالب آنے کی باتیں کرنے لگے ہیں۔ اور بھلا یہ بے چارے کیسے غالب آسکیں گے کہاں یہ پسماندہ بے وسائل قوم اور رومی افواج جو اس وقت کے جدید اسلحے سے لیس رہتی تھیں اور ان کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔ کچھ لوگ آپس میں اس طرح کی باتیں کھلے عام کرتے اور مسلمانوں پر ہنستے تھے اور ان کی باتیں سن کر ایک گروہ شریک گفتگو تو ہوتا مگر وہ بھی ان کی باتوں سے لطف اٹھاتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریما نازل کی کہ تم اہل ایمان کی کمزوری کا ذکر کر کے اللہ کی آیتوں اس کے رسول اور خود اللہ کے ساتھ مذاق کرتے ہو جبکہ اللہ تمہارا مزاق جلد ظاہر کر دے گا اور قرآن کا مذاق اس کے رسول کا مذاق دراصل خدا کا مذاق ہی ہے۔ یعنی بے ادبیٔ خدا ہی ہے۔

رسول کی دعا قرب الٰہی کا باعث ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 9 توبہ کی آیت نمبر 99 میں ارشاد فرمایا

وَيَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ قُرُبَاتٍ عِندَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ .

ترجمہ: ''اور خرچ کرنے کو اللہ سے نزدیکی اور رسول ﷺ سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھتے ہیں اللہ انہیں لازماً اپنا قرب عطا کرے گا اور اُنہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا بے شک وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے''۔

اس آیت کریما کا پس منظر یہ ہے کہ اہل ایمان حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں صدقہ اور خیرات لے کر حاضر ہوتے کہ یا رسول اللہ اسے اہل حاجت میں تقسیم کر دیجئے اور ہمارے حق میں رب کریم سے اس کی

Marfat.com

قبولیت کی دعا فرمایئے تو آقائے کریم ان کے حق میں دعائے خیر فرما دیتے جس پر اللہ نے وعدہ فرمایا کہ وہ ان کے صدقات قبول تو کرتا ہی ہے مگر مصطفیٰ ﷺ کی دعا تو رب کی یقینی رضا کا باعث بن جاتی ہے اس لیے وہ صدقہ اور خیرات قطعی القبول ہے جس میں محبوب علیہ السلام کی دعا بھی شامل ہو۔ دوسرا نکتہ اس آیت کریما سے یہ بھی نکلا کہ اہل اسلام براہ راست اپنے اپنے گھروں میں جہاں کہیں بھی وہ تھے وہ اسی جگہ اللہ کی بارگاہ میں اس کی رضا کے لیے کچھ دے دیتے یا خرچ کر دیتے تو کوئی حرج نہ تھا نہ اس کی ممانعت تھی کہ وہ ازخود صدقہ نہ کریں مگر اہل محبت سمجھتے تھے کی مصطفیٰ ﷺ کا وسیلہ قبولیت دعا کا ذریعہ ہے اور محبوب کی دعا رب ضرور قبول کرتا ہے لہٰذا وہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں آتے۔ اور دعا کرواتے اس سے مصطفیٰ ﷺ کا وسیلہ قرآن کی رو سے جائز ثابت ہوتا ہے۔

محبوب ﷺ کی دعا دلوں کا چین ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 9 توبہ کی آیت نمبر 103 میں ارشاد فرمایا

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

ترجمہ: ''اے محبوب ان کے مال سے زکوٰۃ کا حصہ لے لو اور انہیں پاک و صاف کر دو اور انُ کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک محبوب آپ کی دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا ہے جانتا ہے۔''

اس آیت کریما کا پس منظر یہ ہے کہ تاجدار کائینات ﷺ نے جنگ تبوک میں نہ جانے والوں سے نگاہ کرم ہٹالی اور انہیں انہی کے حال پر چھوڑ دیا۔ کچھ صحابہ کرام جو اپنی کسی انسانی خواہش و کمزوری کے باعث رہ گئے تھے انہوں نے سرکار مصطفیٰ ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں کے ساتھ بطور سزا بندھوالیا۔ پھر اپنا وہ مال و متاع جو پہلے پیش نہ کر سکے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بھجوا دیا اور معافی کی درخواست کی۔ اللہ کے محبوب علیہ السلام نے ان کی اس طرح کی کسی بات یا پیشکش پر کوئی بات ارشاد نہ فرمائی بس خاموشی اختیار کی۔ آپ علیہ السلام کی خاموشی پر یہ چند صحابہ کرام جان بلب ہو گئے تو رب کریم کی رحمت جوش میں آ گئی اور محبوب ﷺ سے فرمایا کہ آپ انہیں معافی دے دیجئے اور اسلام کے فروغ کے لیے جو مال لے کر آئے ہیں اسے قبول کر لیجئے اور ان کے حق میں دعائے خیر و مغفرت فرما دیجئے میں آپ کے اٹھی ہوئے ہاتھ دیکھ کر اور ان کے بارے میں آپ کی زبان مبارک سے کلمات خیر سن کر انہیں آپ کے صدقے معاف کر دوں گا اس سے ان لوگوں کو دل کا چین نصیب ہوگا اور یہ بات دوسروں کے لیے بھی مشعل راہ بنے گی کہ محبوب تمہاری دعا اور تمہارا مال لینا در

Marfat.com

اصل رب کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے۔ سو آقائے نے ان کے مال کو قبول فرما کر ان کے حق میں دعا فرمادی جس سے وہ صحابہ کرام از سر نو زندہ ہو گئے اور ان کا ایمان پہلے سے بھی کہیں زیادہ تازہ ہو گیا اور بڑھ گیا۔

یہ محبوب ﷺ تمہاری بھلائی کے لیے ہمیشہ خواہاں رہتے ہیں

اللہ رب العزت سورۃ نمبر 9 توبہ کی آیت نمبر 125 میں ارشاد فرمایا:

وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ

ترجمہ: ''بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم ہی میں وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گذرتا ہے اور وہ تمہاری بھلائی کے انتہائی چاہنے والے ہیں مسلمانوں پر کمال کے مہربان اور شفقت کرنے والے ہیں''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کی صفت سے اہل ایمان کو بہرہ ور فرمایا کہ وہ جان سکیں کہ محبوب علیہ السلام کے اپنی امت اور اپنے غلاموں کے بارے میں کیا جذبات و احساسات ہیں۔

اس آیت کریما میں جہاں پہلے یہ ارشاد فرمایا کہ یہ وہ رسول ہیں جو ہم ہی میں سے ہیں یعنی بلا شبہ یہ تمہارے درمیان ہی موجود تھے اور ولادت باسعادت سے لے کر آج تک یعنی تادم نزول قرآن یہ تمہارے پاس ہی موجود ہیں مگر ان کے اندر تمہارے جیسی کوئی بھی عادت موجود نہیں ہے۔ کیا یہ امر تمہارے لیے باعث حیرت نہیں ہے کہ یہ تم میں سے ہو کر تمہارے جیسے نہیں ہیں۔ تم سب لوگ اپنی اپنی زندگیوں کا جائزہ لو اور پھر میرے محبوب کی زندگی کے ایک ایک پہلو کو دیکھو تمہیں اپنے اور میرے محبوب میں نمایاں فرق نظر آ جائے گا کہ یہ سرتا بہ قدم نور ہی نور ہے خیر ہی خیر ہے امن ہی امن ہے شفقت ہی شفقت ہے اور محبت ہی محبت ہے اور اس پر مزید کرم گستری اس پر یہ ہے کہ یہ محبوب اپنے چاہنے والوں کی خیر کے لیے ہر وقت حریص رہتا ہے یعنی یہ اپنی خواہش کی انتہا کر دیتا ہے اور دوسرے معنی یہ کہ اس محبوب علیہ السلام سے بڑھ کر اپنے امتیوں کے لیے خیر خواہ کوئی نہیں ہے اس کی چاہت تم سے تمہارے ماں اور باپ سے بھی زیادہ ہے۔ تم لوگ ذرا سی مشقت میں پڑو تو اس کی طبیعت پر بوجھ آ جاتا ہے یہ چاہتا ہے کہ تمہیں ہر وقت آسانیاں ہی آسانیاں میسر رہیں۔ یہ مومنوں کے لیے رؤف بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔

یہ محبوب رؤف بھی ہے رحیم بھی ہے

اللہ رب العزت نے اسی زیر نظر آیت کریما سورۃ نمبر 9 توبہ نمبر 128 میں اپنے محبوب علیہ السلام کی ایک مزید صفت اہل ایمان کو بتائی ارشاد ہوتا ہے کہ

Marfat.com

حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ: ”یہ محبوب مومنوں کے لیے روف ہے اور رحیم ہے“۔

پہلے حصے میں اپنے محبوب کے بارے میں لفظ حریص استعمال فرمایا اور اب اپنے محبوب کے بارے میں رؤف اور رحیم ارشاد فرمایا جا رہا ہے۔ رؤف کا معنی ہے پیار کرنے والا یعنی جس کا ضمیر ہی پیار کی مٹی سے گوندھا گیا ہو یعنی اس محبوب کے اندر پیار و محبت کے چشمے ابلتے ہیں اور ان کے اندر دشمنی کے جذبات ہیں ہی نہیں بلکہ اس محبوب رب کریم کی شان تو یہ ہے کہ

ع وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا

اپنے لوگوں سے اور عزیز اقرباء سے پیار تو سب کرتے ہیں مگر رب کے محبوب کی شان یہ ہے کہ اس کی بارگاہ میں کوئی بھی آ جائے اسے بھی یہاں سے پیار اور محبت ہی ملتی ہے اور پھر پیار و محبت ہی نہیں رحمت کی انتہا بھی ملتی ہے یہ مومنوں پر رحیم ہے۔ یعنی اللہ کی صفت رحیمیت کا مظہر اللہ کا محبوب ہے اگر کسی نے اللہ کے رحیم ہونے کا اندازہ کرنا ہو تو وہ محبوب کے رحم کرنے کے انداز کو دیکھ لے کہ یہ کس طرح اپنے چاہنے والوں پر رحم و کرم کی بارش برساتا ہے۔ اور ان کے دامن مرادوں سے بھرتا رہتا ہے۔

سورۃ یونس

آپ مومنوں کے لیے رحمت وشفاء ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 10 یونس کی آیت نمبر 57 میں ارشاد فرمایا:

يَآيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ: ”اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آ چکی ہے ایک کھلی ہدایت یعنی نصیحت اور شفاء اور رحمت ہیمومنوں کے سینوں کے لیے۔“

اس آیت کریما میں قرآن حکیم کا تذکرہ بھی ہے اور محبوب علیہ السلام کی صفات بھی پوشیدہ ہیں۔ قرآن ایک روشن کتاب ہے تو اللہ کا محبوب ایک روشن ذات ہے۔ کتاب اگر ذکر ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذاکر ہیں۔ قرآن اگر نصیحت ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ناصح ہیں، قرآن میں دلوں کے لیے شفاء ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں

Marfat.com

بھی دلوں اور سینوں کے لیے شفاء ہی شفاء ہے۔قرآن کی تلاوت کر کے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے تو کملی والے آقا کا ذکر کر کے دلوں کو سکون ملتا ہے اور درود کی کثرت تو دلوں کی زندگی کا باعث ہے۔ ہدایت بھی حضور ﷺ کی ذات ہی ہے اور رحمت بھی حضور ﷺ ہی کی ذات بابرکت ہے۔

محبوب ﷺ کی ذات اللہ کا سب سے بڑا فضل ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 10 یونس کی آیت نمبر 58 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْاهُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ

ترجمہ: ''آپ فرمادیجئے کہ انہیں اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے حصول پر خوشیاں کرنی چاہئیں یہ خوشی ان کی جمع کردہ دھن ودولت سے زیادہ بہتر ہے''۔

اس آیت کریما میں بھی اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام ہی کی شان بیان کی ہے کہ کائنات میں اللہ رب العزت کا سب سے اعلیٰ فضل اور سب سے بڑی نعمت حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے حصول پر اور نعمت کے حصول پر خوشی کے اظہار کا حکم فرمایا ہے کہ خوشی بھی دراصل اعتراف فضل ربی ہے اور اس کا شکر ہی ہے۔جتنی جتنی نعمتیں اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اسی قدر شکر بھی کرنا چاہیے اور خوشی بھی منانی چاہیے لیکن خوشی کا بہترین طریقہ ذکر وفکر کی محافل کا انعقاد اور سجدہ ہائے شکر ہے۔شریعت کے دائرے میں رہ کر نعمت کے حصول پر خوشی منان یہ منشائے خداوندی ہے لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کے دنوں میں محافل میلاد کا انعقاد یا عید میلاد النبی بدرجہ اولیٰ نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ یہ امر ربی کی فرماں برداری ہے اور اسی آیت کریما میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ خوشی کرنا مال جمع کرنے کی خوشی سے کہیں بہتر ہے یہ اس لیے فرمایا گیا کہ خوشی منانے کے لیے کچھ نہ کچھ خرچ تو کرنا ہی پڑتا ہے لہٰذا محبوب کے جشن ولادت پر خرچ کرنا یہ جمع کر کے رکھنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے اور احسن ہے حضور ﷺ کی ذات سے بڑا نہ کوئی اللہ کا فضل ہے نہ ہی کوئی نعمت ہے حضور ﷺ ہمیں مل گئے تو ہمیں خوشی منانی چاہیے اور سجدہ ہائے شکر بھی کرتے رہنا چاہیے۔

ع

فضل رب والعلی اور کیا چاہیئے

مل گئے مصطفیٰ ﷺ اور کیا چاہیئے

آپ ﷺ نمائند خاص ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ یونس کی آیت نمبر 108 میں ارشاد فرمایا

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا

Marfat.com

يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ

ترجمہ: ''اے روئے زمین کے انسانو! پس تمہارے پاس تحقیق شدہ حق آ گیا ہے تمہارے رب کی طرف سے پھراس کے بعد جو ہدایت پر چلا تو وہ اپنی ہی جان کے بھلے کے لیے چلا اور جو بھٹکا تو اس نے اپنا ہی نقصان کیا اور میں کسی کا نگہبان نہیں ہوں کہ اس کی نگرانی پر مامور رہوں''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو حق کا قاصد اور نمائیدہ ارشاد فرمایا ہے کہ یہ محبوب اپنی ذات میں بھی حق رکھتا ہے اور کہتا بھی حق ہے اس کے دامن میں صرف سچائی ہی سچائی ہے۔ قرآن حکیم کی صورت میں ہم نے اپنے محبوب علیہ السلام کو جو عطا فرمایا اس میں ہر چیز کی کھول کھول کر وضاحت کر دی گئی ہے کہ کیا اچھا ہے اور کیا برا کیا خیر ہے اور کیا شر کس چیز میں فائدہ ہے اور کس میں نقصان حتکہ قرآن حکیم میں کائینات کے ذرے ذرے کا ذکر موجود ہے خشک وتر کا ذکر موجود ہے ظاہر اور پوشیدہ کا ذکر موجود ہے پھر اس کے ہوتے ہوئے بھی جو اس سے فائدہ نہ اٹھا سکا وہ سراسر اپنے ہی نقصان میں ہے اور جو قرآن پر چلا وہ سراسر فائدے ہی میں ہے۔ اس سے قبل سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 119 میں بھی اللہ تعالیٰ یہ بات اپنے محبوب کے بارے میں ارشاد فرما چکا ہے کہ ''اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے'' اور مذکورہ آیت میں یہ بات دوبارہ دھرائی گئی ہے کہ محبوب کا ہر قول حق پر مبنی ہے اور اس کا ہر فعل بھی حق ہی حق ہے لہٰذا اب محبوب کسی کے ذمے دار یا نگران نہیں ہیں کہ کسی کو ہاتھ بڑھا کر برائی سے روکیں گے بلکہ آپ علیہ السلام نے فرما دیا اب تمہارا اپنا کام ہے کہ تم کونسا راستہ اختیار کرتے ہو۔ میرا محبوب تمہارے کاموں سے بری والذمہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امر الٰہی پر ہی صبر کرتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 10 یونس کی آخری آیت کریما نمبر 109 میں ارشاد فرمایا

وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ

ترجمہ: ''اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کی پیروی کیجئے کہ جس کی آپ کو وحی کی جاتی ہے اور صبر اختیار کیجئے حتکہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمادے گا کہ وہ بہتر سے بہتر حاکم ہے''۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام سے اس آیت کریما میں یہ ارشاد فرمایا کہ محبوب یہ ٹھیک ہے کہ آپ کافروں اور منافقوں کی ایذا رسانیوں سے دل برداشتہ ہو جاتے ہیں اور کبھی کبھی حد سے زیادہ مغموم ہو جاتے ہیں مگر محبوب علیہ السلام آپ یہ بھی تو دیکھئے کہ آپ ہمارے محبوب ہیں آپ کا منصب اور مرتبہ سب سے اونچا اور ارفع

Marfat.com

اور اعلیٰ ہے آپ تو ہماری دلیل ہیں اس لیے آپ بس ان کی حماقتوں اور ایذا رسانیوں پر صبر اختیار کیجئے یہ لوگ تو مٹ جائیں گے لیکن محبوب ابدالآباد تک نام تو آپ ہی کا چلے گا بس آپ اپنا دامن صبر اور وسیع کر لیں پھر انتظار کیجئے ایک وقت یقیناً ایسا آئے گا کہ سارے کے سارے آپ کے سامنے سرنگوں ہوں گے اور از فرش تا عرش آپ ہی کا جھنڈا لہرائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ حاکموں کا حاکم ہے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے اور یقیناً آپ ہی کے حق میں فیصلہ فرمائے گا۔ بس آپ صبر فرمایئے۔

سورۃ ہود

محبوب آپ انہیں بتائیں کہ آپ بشیر و نذیر ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 10 یونس میں اپنے محبوب علیہ السلام کا تذکرہ اور شانیں بیان فرما کر اب سورۃ ھود میں ارشاد فرمایا آیت نمبر 2

اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ اِنَّنِیۡ لَکُمۡ مِّنۡهُ نَذِیۡرٌ وَّ بَشِیۡرٌ

ترجمہ: ''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں خوشخبری اور ڈر سنانے آیا ہوں''۔

اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی صفت بشارت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ہم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشخبریاں عطا کرنے والا بن کر بھیجا ہے یہ محبوب مومنوں کو اعمال صالحہ کے صلے میں ملنے والی نعمتوں کا مژدہ جانفزا ان کو سناتا ہے کہ اگر نیکی پر قائم رہو گے تو جنتوں کے حقدار بن جاؤ گے اور اگر بداعمالیوں ہی میں الجھے رہے تو پھر اس بات کی امید مت رکھو کہ تمہیں جنت سے نوازا جائے گا جنت کا دارومدار تمہارے اپنے اعمال پر ہی منحصر ہے۔ یہ محبوب علیہ السلام خوشخبریاں زیادہ عطا فرماتا ہے اور ڈر کم سناتا ہے اسے ہمیشہ ہی سے اپنی امتیوں کی فکر رہتی ہے۔ اسی صفت بشارت اور صفت نذیریت کو اور جگہ بھی اللہ پاک نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خود آیات قرآن نہیں بناتے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 11 ھود کی آیت نمبر 13 میں ارشاد فرمایا:

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىهُ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِهٖ مُفۡتَرَیٰتٍ وَّادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ

ترجمہ: ''یہ لوگ یونہی (بلا جواز) کہتے ہیں کہ اس قرآن کو نبی علیہ السلام نے اپنے ہی من سے بنا

Marfat.com

لیا ہے اگر وہ لوگ یعنی ایسا کہنے والے اپنی بات میں سچے ہیں تو ان سے کہیں کہ یہ اس جیسی دس سورتیں بنا کر لے آئیں اور اس کام کے لیے اللہ کے سوا جس کو چاہوں اپنی مدد کے لیے بلا سکتے ہو اگر تم سچے ہو"۔

مکے کے کافروں نے یہ واویلا کرنا شروع کر دیا کہ محمد عربی ﷺ قرآن کی سورتیں اور آیتیں خود اپنے ہی جی میں سوچ کر لے آتے ہیں اور یہ اللہ کا کلام نہیں ہے۔ اللہ رب العزت نے ان کی اس احمقانہ سوچ کا رد کرنے کے لیے اس آیت کریما کا نزول فرمایا اور انہیں کہا کہ اگر یہ کام کسی انسان کے بس کا ہے تو پھر اے مکے کے کافرو! تمہیں کیا چیز منع کرتی ہے کہ تم ایسا کلام نہیں بنا سکتے تم کوشش کرو تو ایک سورت ہی قرآن جیسی لے آؤ۔ تمہیں عقل بھی ہے۔ شعور بھی ہے اور تم میں سے کئی صاحبان علم بھی ہیں اور یہی نہیں بڑے بڑے شاعر سرکار مصطفیٰ ﷺ کے اعلان نبوت کے وقت موجود تھے اور ان کا کلام شہرہ آفاق ہوتا تھا تو ان میں سے کوئی ایسا کلام کیوں پیش نہیں کرتا اور اگر وہ خود اس چکر میں نہیں پڑنا چاہتے تو اے اہل مکہ تم ان سے درخواست کر کے ایسا کلام لکھوالو۔ بے شمار لوگ ایسے تم میں موجود ہیں کہ جنہوں نے کسی استاد سے پڑھا ہے اور سیکھا ہے جبکہ میرا محبوب تو کسی کے سامنے سیکھنے کے لیے بیٹھا ہی نہیں اور نہ تم نے اسے کسی سے سبق حاصل کرتے ہوئے دیکھا ہے اور اگر یہ امی ہو کر یہ کلام تمہارے سامنے پیش کر رہا ہے تو تم تو بڑے پڑھے لکھے اور بڑے عقلمند ہو تم بھی ایسا کلام بنا لاؤ مگر وہ سب بے بس تھے بھلا کلام الٰہی کا مقابلہ کون کر سکتا ہے، یہ آیت کریما بھی محبوب کی شان بیان کرتے ہے کہ میرے محبوب کا کہا ہوا ایک ایک حرف دراصل میرا یعنی رب کریم کا ہی کہا ہوا ہوتا ہے اور جو کچھ میں اس محبوب کو عطا کرتا ہوں وہ وہی کچھ لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

محبوب ﷺ کا غیب کی خبریں عطا کی جاتی ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 11 ھود کی آیت نمبر 49 میں ارشاد فرمایا

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ

ترجمہ: "اے نبی ﷺ یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں اس سے پہلے آپ از خود انہیں نہیں جانتے تھے تو آپ اپنی قوم کی ایذا رسانی پر صبر فرمایئے نہ آپ جانتے تھے نہ آپ کی قوم جانتی تھی لہٰذا آپ ان کی تکلیف دہی پر صبر فرمایئے بے شک عافیت تو ہے ہی ڈرنے والوں کے لیے"۔

Marfat.com

آقائے کریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سابقہ انبیاء کے احوال و واقعات سے آگاہ فرمایا کہ ان کی قومیں ان کے ساتھ کیا کیا سلوک کرتی رہیں وہ انبیاء بھی حق کہتے ہی رہے اور رب کریم کی رضا پر شاکر رہے۔ تو محبوب علیہ السلام آپ بھی صبر کیجئے اور یہ آپ کی قوم جو سلوک آپ کے ساتھ کرتی ہے یہ ان کی نادانی اور حماقت ہے اور یہ کام صرف یہ ہی نہیں کر رہے بلکہ پہلی قومیں بھی ایسا ہی کرتی رہی ہیں ہاں انہی میں سے پھر جب کچھ لوگ اپنے اپنے دلوں میں پیغام حق اتار لیں گے تو پھر محبوب وہ تمہارے ایک اشارے پر جان دینے کے لیے بھی تیار رہا کریں گے مگر ابھی تو یہ ڈگمگا رہے ہیں اور تمہیں تکلیفیں پہنچا رہے ہیں مگر آپ ﷺ بس صبر اختیار کیجئے اور انہیں میرا پیغام دیتے رہیئے۔ آخر کار قیامت تک سکہ پھر محبوب آپ ہی کا چلے گا۔

محبوب ﷺ ہم آپ کا دل مضبوط کرتے ہیں انبیاء کے تذکرے سے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 11 ھود کی آیت نمبر 120 میں ارشاد فرمایا

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ: ''اور ہم آپ ﷺ کو انبیاء میں سے کچھ کی خبریں سناتے ہیں کہ ان کے ذریعے سے آپ کے دل کو مضبوط کر دیں اور آپ کے پاس آ گئی حق کی بات نصیحت بھی ذکر بھی مومنوں کے لیے''۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو تمام پیغمبروں کے حالات سے آگاہ فرمایا مگر کچھ پیغمبروں کے خصوصی واقعات اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو بتائے مثلاً حضرت لوط علیہ السلام کا تفصیلی قصہ بیان کیا حضرت ھود علیہ السلام کی قوم کے متعلق بتایا حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا کیا ہوا قوم عاد اور ثمود کا سارا واقعہ آپ کو رب کریم نے بتایا اور ان سب واقعات کو اپنے محبوب علیہ السلام کو بتانے کا مقصد بھی خود ہی اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ اس سے اللہ تعالیٰ آپ کا دل مضبوط کرنا چاہتا ہے کہ نفسیاتی طور پر محبوب علیہ السلام یہ سمجھیں کہ ایسا انبیاء کے ساتھ ہوتا آیا ہے اور میرے ساتھ بھی ہونے والا ہے لامحالہ جب انسان دوسروں کے دکھوں پر نظر ڈالتا ہے تو اسے اپنا دکھ کم محسوس ہوتا ہے اسی طرح اپنے محبوب کے دل سے رنج و غم دور کرنے کے لیے آپ کو سب واقعات سے آگاہ کر دیا اور ہاں امت کے لیے بھی اس آیت کریما میں ایک سبق ہے اور نسخہ کیمیا یہ ہے کہ اگر دل ہر وقت پریشان رہتا ہو سکون نہ میسر ہو تو پھر قرآن میں انبیاء کا تذکرہ پڑھ لیا جائے تو اللہ تعالیٰ ایک تو قرآن کی اور دوسرے انبیاء کے ذکر کی برکت سے دل کو اطمینان کی دولت عطا فرما دیتا ہے اور رنج و غم سے نجات مل جاتی ہے۔

Marfat.com

سورۃ یوسف

آپ ﷺ کو احسن القصص کے بارے میں بتایا گیا

اللہ تعالیٰ نے تاجدار کائینات ﷺ کو حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بطور خاص عطا فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے سورۃ نمبر 12 یوسف آیت نمبر 3

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ. وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ ہم آپ کو اس قرآن کے ذریعے سے سب سے اچھا قصہ بتاتے ہیں جو آپ کو وحی کیا گیا آپ ﷺ کو اس سے پہلے اس قصے سے آگاہی نہ تھی ہم آپ ﷺ کی توجہ ادھر مبذول کروا رہے ہیں''۔

آقائے کریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ مُخبر صادق کا درجہ عطا فرمایا ہے اور آپ کو تمام انبیاء علیہم السلام کے مجموعی علوم بھی عطا فرما دیے تبھی تو آپ سب پیغمبروں کی تصدیق فرمانے والے ہیں۔ آپ کی صفت رسالت ایک یہ بھی ہے کہ مُصَدِّق لِمَا ہیں۔ اس لیے آپ کو تمام احوال و واقعات سے بھی آگاہی تھی۔ علمائے یہود اکثر اپنے طور پر اپنے جاننے والوں سے اور بعض اوقات اہل اسلام سے پوچھ لیا کرتے تھے کہ فلاں پیغمبر کے فلاں واقعہ کے متعلق تمہارے نبی یا تمہارا قرآن کیا کہتا ہے جب کہ تورات وانجیل میں تو بڑے بڑے عجیب واقعات موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ چونکہ سمیع العلیم ہے اور وہ دلوں کے حالات کو جانتا ہے اس لیے اس نے یہودیوں کے زہنوں اور ان کی سوچوں سے یہ ابہام دور کرنے کے لیے جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو قصہ حضرت یوسف علیہ السلام سے آگاہ کیا کہ کہیں یہودی اس خیال باطل میں مبتلا ہی نہ رہیں کہ یہ واقعہ مسلمانوں کے پیغمبر نہیں جانتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کو یہ قصہ بتایا اور اسے احسن والقصص کا نام عطا فرمایا کہ قصوں میں سے یہ حسین ترین قصہ ہے۔ پہلی کتابوں میں تو ممکن ہے قصہ یوسف علیہ السلام جزویات کے ساتھ موجود ہو لیکن قرآن حکیم میں اللہ رب العزت نے انتہائی تفصیل کے ساتھ یہ قصہ بیان فرمایا ہے اور یہ بھی مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کو مذید بڑھانے کے لیے کہ جب محبوب اپنی زبان مبارک سے یہ قصہ بیان فرمائیں گے تو سب کی گردنیں محبوب کے سامنے جھک جائیں گی کہ اللہ تعالیٰ نے کثرت علوم سے اپنے محبوب کو بہرہ ور فرمایا ہوا ہے۔

اس قصہ میں انسانی فطرت کے ہر گوشے کو رب کریم نے انتہائی خوبصورت انداز میں پیش فرمایا ہے۔

Marfat.com

ہے تو یہ قصہ مگر اس میں سبق کائینات کے ہر ذی عقل اور ذی شعور انسان کے لیے قیامت تک موجود ہے کہ کس مقام پر انسان کے جذبات کیا ہوتے ہیں اور اسے پھر کس طرح کام کرنا چاہیے حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی اور آپ کے والدین کا تذکرہ تو بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے کنویں میں ڈالے جانے سے لے کر تخت مصر پر متمکن ہونے تک اور پھر آپ کے بھائیوں کے آپ کے سامنے سجدہ کرنے تک فطرت انسانی کے ہر گوشے کی راہنمائی کا نور اس قصہ سے نصیب ہوتا ہے۔ اس میں عورتوں کی خصوصی فطرت سے بھی آگاہ کیا گیا ہے اور بھائیوں کے حسد پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور ایک باپ کے پدری جذبات اور فطری محبت کی بات بھی کی گئی ہے یہ قصہ ہر لحاظ سے احسن ہے اور فکر انگیز ہے بلکہ ایمان افروز ہے اور یہ قصۂ قلب و روح کی سرشاری کا باعث بنتا ہے جو ہمیں قرآن نے بذریعہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطا کیا ہے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ ہی اللہ کی راہ ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 12 یوسف کی آیت نمبر 108 میں ارشاد فرمایا''

قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ ؔ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ

ترجمہ: ''آپ فرما دیجئے کہ یہ میری راہ ہے اور میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جو میرے قدموں پر چلیں وہ وہی ہیں جو دل کی آنکھیں رکھتے ہیں اور اللہ کو پاکی واجب ہے اور میں شرک کرنے والا نہیں ہوں''۔

تاجدار کائینات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ارشاد فرمایا کہ میرا راستہ یقیناً سیدھا ہے اور یہ سیدھا راستہ وہ ہے جو بندے کو اللہ کی بارگاہ میں کامیابی کے ساتھ لے جاتا ہے۔ گویا کوئی شخص بغیر اطاعت رسول کے سیدھا راستہ پا ہی نہیں سکتا کیوں کہ محبوب کے پاس ساری کی ساری ہدایت موجود ہے اور اس راستے پر چل کر ہی فلاح و کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خصوصی قرب حاصل تھا وہ علم و عرفان کے شاہکار بنتے چلے گئے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ وہ کیمیا گر بنتے چلے گئے جنہوں نے اپنی نگاہ کیمیا سے سنگریزوں کو سونے میں بدل دیا یعنی ناقصوں کو کامل بنا دیا اور یہ سارا فیض تو دراصل حضور علیہ السلام ہی کا فیض تھا کہ جسے وہ لٹاتے تھے۔ ایک ہی جگہ پر مختلف قسم کے انسان موجود تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ ہر ایک نے پڑھا اور جن کے پاس دل کی آنکھیں تھیں انہوں پہچان لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں نور الٰہی جلوہ فگن ہے اور وہ نور کی خیرات سے ہر لحہ بہرہ ور ہوتے گئے۔ اور جن کے پاس دل کی یا باطن کی آنکھیں تھی ہی نہیں وہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی سے محروم ہی رہے اس نکتے کو علامہ اقبال نے یوں بیان کیا ہے کہ

ع ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

Marfat.com

قرآن حضور علیہ السلام کی خودساختہ باتیں نہیں ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ یوسف کی آخری آیت نمبر 111 میں ارشاد فرمایا

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ

ترجمہ: ''بے شک ان قصوں سے عقلمندوں کے لیے عبرت اور نصیحت ہے اور یہ کوئی خودساختہ قصہ نہیں ہے (کہ بیان کیا ہے) بلکہ یہ کتاب یعنی قرآن تو پہلی کتابوں کی بھی تصدیق کرتا ہے اور اس میں ساری باتوں کا مفصل بیان ہے اور یہ مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔''

کفار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر الزام لگاتے تھے کہ یہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خودساختہ کلام ہے اس پر اللہ رب العزت اس آیت کریما سے قبل سورۃ ھود کی آیت نمبر 13 میں بھی یہی بات ارشاد فرمائی کہ یہ کلام یعنی قرآن کلام الٰہی ہے اور اگر کافروں کو اس کے اللہ کے کلام ہونے میں شک ہے تو وہ اس جیسی دس سورتیں بنا کر لے آئیں اور اگر وہ سارے مل کر بھی ایسا نہ کرسکیں تو پھر تسلیم کرلیں کہ یہ اللہ ہی کا کلام ہے اب اس مذکورہ آیت کریما میں ایک اور انداز سے یہ بات پھر سے کی گئی ہے کہ قرآن حکیم محبوب علیہ السلام کے اپنے دل کی بنائی ہوئی کتاب یا بات نہیں ہے بلکہ یہ کلام کلام ربی ہے اور اس کی شان یہ ہے کہ سابقہ کتب کی تصدیق کرنے والے کتاب ہے اور اس میں ازازل تا ابد ہر شئے کا بیان موجود ہے مگر یہ قرآن دعوت فکر ان لوگوں کو دیتا ہے کہ جو صاحبان عقل و شعور ہیں بے وقوف اور سطحی سوچ والے لوگ قرآن سے بھلا کیا فیض حاصل کرسکتے ہیں۔ اس آیت کریمانے دوبارہ اپنے محبوب علیہ السلام کی ذات بابرکات کا دفاع کیا ہے کہ میرا محبوب تو میرے حکم کے بغیر ایک جملہ بھی نہیں کہتا چہ جائیکہ کہ تم پوری کتاب کے بارے میں شک کرتے ہو کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خودساختہ کتاب ہے کتاب اللہ کی ہے مگر اسے نازل قلب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا گیا۔

سورۃ الرعد

محبوب ان سے پوچھیں کہ آسمان وزمین کا بنانے والا کون ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 13 رعد کی آیت نمبر 16 کے پہلے حصے میں ارشاد فرمایا:

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي

Marfat.com

الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ.

ترجمہ: ''محبوب آپ ان سے پوچھیئے کہ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے تو فرمایئے (ان سے) کہ کیا یہ بنا سکتے ہیں سب کچھ جو اپنی بھی نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں (یعنی پتھر کے بت) یہ تو اپنی جان کے مالک بھی نہیں یعنی اپنے آپ کو بھی نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتے تو فرمایئے کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہو جائیں گے''۔

اس آیت کریما میں اللہ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی زبان سے اپنی توحید کے اثبات کی بات ارشاد فرمائی ہے کہ کافر جو بت پرست تھے اور خود اپنے ہی ہاتھوں سے پتھر کے بت بنا کر یہ انہیں اللہ بنا لیتے ہیں اور یہ احمق یہ سوچتے کہ جن کے بتوں کے خالق یعنی تراشنے والے یہ خود ہیں وہ پتھر کے ٹکڑے بھلا ان کو کیا دیں گے اس لیے محبوب ان کی عقلوں کو راہ راست پر لانے کے لیے آپ ان سے سوال کیجئے کہ ساری کائینات یعنی جو زمین و آسمان تم دیکھتے ہو کیا تمہارے بتوں نے بنائے ہیں یا اس خالق نے بنائے ہیں جو سب سے بہتر خالق و مالک ہے اور وہ سب سے بلند و بالا اور اعلیٰ ہے۔ اس آیت کریما میں بھی محبوب کی عظمت جھلکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی توحید کا اثبات بھی اپنے محبوب کی زبان سے کرواتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حق ہی اترا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 13 رعد کی آیت نمبر 19 میں ارشاد فرمایا

اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ کَمَنْ هُوَ اَعْمٰی ط اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ.

ترجمہ: ''اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ آپ پر اترا ہے وہ حق ہے تو وہ کیا اس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے نصیحت تو وہی قبول کرتے ہیں جو صاحبان عقل ہیں''

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کی شان علم کے متعلق مذید ارشاد فرمایا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن حکیم کو جتنے بھی ماننے والے ہیں یعنی آپ کا حکم پڑھنے والے اور آپ پر ایمان لانے والے ہی لوگ تو دراصل صاحبان بصارت ہیں۔ کفار آنکھیں ضرور رکھتے ہیں مگر اللہ کی بارگاہ میں وہ ازلی اندھے ہیں۔ قرآن حکیم اہل ایمان ہی کو اپنے محبوب کے صدقے سے صاحب بصارت مانتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ ہی سچے بینا ہیں جبکہ سارے کے سارے کفار نابینا ہیں۔ تو آنکھوں کی اصل روشنی بھی دراصل محبوب کریم علیہ السلام

Marfat.com

کے تصدق ہی سی نصیب ہوتی ہے۔جنہوں نے مان لیا وہ یہاں بھی بینا ہیں اور قیامت میں بھی بینا ہوں گے اور جنہوں نے حضور علیہ السلام کو دنیا میں مانا ہی نہیں قیامت کے دن وہ مطلقاً اندھے ہوں گے۔

آپ ﷺ فرما دیجئے کہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 13 رعد کی آیت نمبر 37 میں ارشاد فرمایا

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا وَاقٍ

ترجمہ:''اوراسی طرح ہم نے اسے عربی میں فیصلہ کن بنا کر اُتارا اور اے سننے والے اگر تو ان کے پاس علم آنے کے بعد ان کی خواہش پر چلا تو تیرا بچانے والا حمایتی کوئی نہیں ہوگا۔''

کفار مکہ بھی عربی زبان ہی بولتے تھے رب کریم نے قرآن بھی اُنہی کی زبان میں نازل فرمایا اور اسے فیصلہ کن قرار دیا تو یہ لوگ آسانی سے سمجھ سکتے تھے کہ قرآن کیا کہتا ہے اس کے باوجود وہ حضور علیہ السلام سے کہتے کہ اگر آپ اس حکم میں رعایت کر دیں تو ہم ایمان لے آئیں گے مگر حضور علیہ السلام کو رب نے فرمایا آپ ہرگز ان کی خواہشات کو خاطر میں نہ لائیں بس اپنے رب ہی کا پیغام ان کو دیتے جایئے۔

اللہ ہی نے آپ کو اس امت میں بھیجا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 13 رعد کی آیت نمبر 30 میں ارشاد فرمایا

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاْ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ

ترجمہ:''اس طرح ہم نے آپ کو اس امت کی طرف بھیجا جس سے پہلے کئی امتیں گذر چکی ہیں تاکہ آپ کی طرف جو وحی کی جاتی ہے انہیں پڑھ کر سنا دیں۔اور وہ رحمٰن کا انکار کرتے ہیں آپ فرما دیں کہ میرا رحمٰن وہی ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور مجھے اس کی طرف لوٹنا ہے''

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ لوگ کہ جن کے درمیان آپ کو مبعوث کیا ہے کوئی نئی مخلوق نہیں ہیں بلکہ یہ سب انسان ہیں اور ان سے پہلے دور کے انسانوں میں بھی ہم اپنے نبی بھیج چکے ہیں۔ان کے

Marfat.com

لیے آپ کا آنا کوئی حیرت کی بات نہیں ہونی چاہیے کیونکہ بہت سے انبیاء سے تو یہ واقف بھی ہیں جو آپ سے پہلے ہم بھیج چکے ہیں۔ یہ پتھروں کی پوجا کرنے والے رب رحیم کی شان سے واقف ہی نہیں ہیں ان کے لیے تو لفظ رحمٰن بھی بڑا عجیب سا ہے مگر آپ ان کی باتوں پر توجہ نہ دیں ان کو مسلسل قرآن حکیم کی تلاوت سناتے رہیں کیونکہ ان میں سارے ایک جیسے نہیں ہیں ہر طرح کے ذہن اور دل والے لوگ موجود ہیں انہی میں سے رحمٰن کے ماننے والے پیدا ہوں گے فی الوقت آپ صبر وقناعت کے ساتھ انہیں پیغام حق دیتے رہیئے۔

آپ ﷺ پر فیصلہ کن کلام اتارا ہے

اللہ رب العزت سورۃ نمبر 13 رعد کی آیت نمبر 37 میں ارشاد فرمایا

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ.

ترجمہ: ''اسی طرح ہم نے آپ ﷺ پر فیصلہ کرنے والا کلام یعنی قرآن نازل کیا ہے اور اے محبوب ﷺ اگر اس کے بعد ان کی بات مانیں گے تو اللہ تعالیٰ کے سوا آپ کا کوئی حمایتی نہیں ہوگا''۔

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا قول فیصلہ بھی ہے اس میں اکثر تو آیات محکم ہیں کہ جن میں ایک حکم صادر کر دیا گیا ہے اور اس کا اطلاق قیامت تک ہے کچھ آیات قرآن حکیم میں متشابہات بھی ہیں مگر وہ عامۃ الناس کے لیے نہیں ہیں کہ وہ ان کے مطالب تلاش کرتے پھریں عامۃ الناس کے لیے واضح احکامات موجود ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے ذریعے سے دراصل عامۃ المسلمین کو یہ پیغام دیا ہے کہ ان سے فرما دیجئے کہ اگر قرآن کے ہوتے ہوئے بھی تم کفار یا نہ ماننے والوں کی خواہشات کی پیروی کرو گے تو پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کوئی بچا نہیں سکتا یہ خطاب دراصل امت کے لیے ہے کہ میرے محبوب آپ اعلان فرما دیں کہ اس قرآن کی بات مانو اور دیگر اطراف کی جانب دھیان مت دو اللہ کا کلام ہی سب سے سچا اور سیدھا راستہ ہے اس کے علاوہ اب اور کوئی راستہ نہیں ہے اسلام آخری دین ہے اور رسول آخری رسول ہے اور قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے لہٰذا اس کے احکامات قیامت تک ہیں۔ تو جو ان کی پیروی کرے گا وہ کامیاب ہوگا جو اوروں کی باتیں مانے گا وہ سزا اور عذاب کا مستحق ہوگا دراصل یہ پیغام امت کے لیے ہے یہ زبان مصطفیٰ ﷺ۔

آپ ﷺ کا ذمہ صرف تبلیغ کرنا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 13 رعد کی آیت نمبر 40 میں ارشاد فرمایا

Marfat.com

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ

ترجمہ: ''اور اس کے علاوہ اور کوئی بات آپ پر نہیں کہ آپ کا ذمہ صرف اور صرف ان پر تبلیغ کرنا ہے ہاں حساب لینا ہمارا کام ہے۔''

اللہ رب العزت نے اس آیت کریما میں محبوب علیہ السلام کی کفایت فرمائی کہ محبوب آپ اکثر اوقات ان لوگوں کی غلط کرتوتوں کی وجہ سے پریشان و مضموم ہو جاتے ہیں کہ ان کو سمجھ ہی نہیں آتی کہ یہ لوگ کس تیزی سے بد اعمالیوں کی بنا پر جہنم کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس فکر سے محبوب علیہ السلام کو نکالنے کے لیے اس آیت کریما کا نزول فرمایا کہ آپ پیغام حق ان کو دیتے رہیئے آپ ان کے انجام کی فکر نہ کریں اللہ تعالیٰ خود ہی حساب لینے والا ہے آپ کے ذمہ کرم میں صرف تبلیغ کا حق ادا کرنا ہے۔ سو آپ کرتے جایئے، رہا ان کی عاقبت و نفرت اس کا معاملہ ہم پر چھوڑ دیجئے۔ یہ تو جان بوجھ کر حق کا راستہ اختیار نہیں کر رہے اس لیے آپ ان کے بارے مت مغموم ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا گواہ اللہ ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 13 رعد کی آخری آیت نمبر 43 میں ارشاد فرمایا

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا م بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ

ترجمہ: ''اور کافر کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول نہیں، آپ فرمایئے کہ تمہارے اور میرے درمیان اللہ کی گواہی ہی کافی ہے اور جن کے پاس کتاب موجود ہے وہ البتہ حق پر ہیں''

کفار مکہ یا کچھ بہکے ہوئے یہود و نصاریٰ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتے تھے کہ ہم آپ کو رسول نہیں مانتے اگر آپ واقعی اللہ کے سچے رسول ہیں تو پھر اس بات کی گواہی پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ ان عقل کے اندھوں کے ساتھ آپ محبت مت کریں اور نہ ہی ان کے بے معنی باتوں کو محسوس کرین بھلا یہ گواہی کو کیا کریں گے۔ قرآن سے بڑا گواہ اور کون ہے جو ان کو چاہیے اور پھر کیا یہ لازم ہے کہ جو محبوب علیہ السلام کی گواہی دیں یہ گواہی مان لیں۔ یہ سب باتیں ان کے نفس کی من گھڑت ہیں اور یہ مکاریاں اور عیاریاں ہیں محبوب آپ فرما دیں کہ لوگو مجھے اپنی رسالت کے لیے تم میں سے کوئی گواہ نہیں چاہیے بلکہ میرا گواہ خود وہ کریم رب ہے جس نے مجھے اپنی طرف سے مبعوث فرمایا ہے اور جب وہ میرے ساتھ میرا گواہ ہے تو میرے لیے بس وہی ایک کافی ہے تم سب میرے لیے بیکار ہو جب میرا رب میری گواہی دیتا ہے تو تم کیا حیثیت رکھتے ہو۔ رب کریم ہی ہر کار میں میرا کارساز ہے اور سب سے بڑا گواہ بھی ہے۔

Marfat.com

سورۃ ابراہیم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی گئی کتاب لوگوں کو ظلمتوں سے نکالتی ہے

اللہ رب العزت سورۃ نمبر 14 ابرہیم کی پہلی آیت کریما میں سورہ ابراہیم میں ارشاد فرمایا نمبر 1

الٓرٰ. کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَیۡکَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ

بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ اِلٰی صِرَاطِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ

ترجمہ: ''یہ کتاب ہے جو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی ہے کہ لوگوں کو وہ پروردگار تاریکیوں سے نور کی طرف لائے کہ اسی اللہ کی راہ غالب اور سیدھی ہے۔''

حضور نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے بارے میں اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں نور بھی فرمایا کہ آپ کی ذات بھی نور ہے اور جو کتاب یعنی قرآن حکیم آپ پر نازل کیا ہے یہ بھی نور ہی گویا اللہ نے بیک وقت دو نور انسانوں کو عطا فرمادیے ایک نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرا نور قرآن اور مقصد بھی بتا دیا کہ انسانیت جن تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی وہ ان جہالتوں اور زلالتوں سے نکل کر انسانیت کے عرفان تک پہنچ سکے۔ عرب کا معاشرہ تو خصوصاً جہالت و وحشت میں ڈوبا ہوا تھا روشنی کی کوئی کرن یہاں تھی ہی نہیں تو اللہ پاک نے اپنے محبوب علیہ السلام کو اجالے بھکیرنے اور تقسیم کرنے والا بنا کر بھیجا کہ کوئی محروم نہ رہے سو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کا پیغام جب لوگوں تک پہنچانا شروع کیا تو جن کے پاس معمولی سی بھی عقل وخرد تھی وہ اس پیغام حق سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور عقل سلیم کے مالک لوگ آہستہ آہستہ دربار نبوی کی طرف رجوع کرنے لگے پھر اس چراغ ربی سے جو جو بھی منسلک ہوتا چلا گیا وہ بھی ہدایت کا ستارہ بنتا چلا گیا اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی ضیا پاشیوں نے ساری دنیا کو اپنی آغوش میں لے لیا جہالت کے سائے سمٹ رہے تھے اور چراغ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی ہر سمت پھیل رہی تھی ظاہر ہے کہ یہ دوہری طاقت کی روشنی تھی ایک تو ان کی روشنی ایک صاحب قرآن کے نور یعنی ذات کی روشنی وہ جاہل قوم کہ جس کو تقدس اور احترام کے لفظ سے بھی واقفیت نہیں تھی رسالت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضیا پاشیوں سے خود راہبر و راہنما بن گئے۔ یہ سارا اعجاز قرآن اور اعجاز مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا کہ عرب کے بدو اب انسانیت کے راہنما بن چکے تھے اور یہ سب فیضان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب سے ہوا۔

Marfat.com

سورۃ الحجر

محبوب ﷺ کو دہرائی جانے والی آیات عطا فرمائیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 15 حجر کی آیت نمبر 87 میں ارشاد فرمایا

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ

ترجمہ: ''اور بلا شبہ ہم نے آپ ﷺ کو بات دہرائی جانے والی آیات عطا فرمائیں ہیں۔اور قرآن عظیم بھی عطا فرمایا''۔

تاجدار کائنات ﷺ کو ویسے تو رب کریم نے سارا ہی قرآن حکیم عطا فرمایا اور قرآن کا ایک ایک حرف ایک لفظ ارفع و اعلیٰ ہے حکمت سے بھرپور ہے برکت والا ہے، عظمت والا ہے مگر اسی قرآن میں رب کریم نے خصوصیت کے ساتھ کچھ سورتوں کچھ قصوں اور کچھ آیتوں یا سورتوں کے ساتھ دھرائی جانے والی آیات بینات عطا فرمائیں اور ان آیات سے مراد سورۃ فاتحہ کی سات آیتیں ہیں یعنی پوری کی پوری سورت فاتحہ ہے۔ یہ سورۃ فاتحہ تحفہ عرش ہے اور رب کریم کے خصوصی خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ احادیث میں ہے کہ ابلیس کئی موقعوں پر رویا ہے ان میں ایک تو ولادت مصطفیٰ ﷺ کے دن بہت رویا چلایا اور پیٹا اور دوسری مرتبہ وہ پھر اُس وقت رویا چیخا چلایا پیٹا جب سرکار مصطفیٰ ﷺ پر سورت فاتحہ کا نزول ہوا۔ یہ سورت سورت نجات اور سورت فاتحہ بھی ہے اسی لیے شیطان رویا کہ گنہگار سے گنہگار امتی بھی سورۃ فاتحہ کی تلاوت اور پھر قیامت میں اس کی برکت و شفاعت سے بخشا جائے گا۔ یہ آیات ہر نماز میں میں پڑھی جاتی ہیں اس لیے اس سورت کو آیات سبع مثالی کہا جاتا ہے۔ یہ سورۃ بھی محبوب علیہ السلام کی طفیل ہی امت کو نصیب ہوئی۔

آپ ﷺ فرمادیں کہ میں کھلا کھلا ڈرسنانے والا ہوں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 15 حجر کی آیت نمبر 89 میں ارشاد فرمایا

وَقُلْ اِنِّیْٓ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ

ترجمہ: ''آپ ﷺ فرمادیجئے کہ میں کھلم کھلا تمہیں ڈرسنانے والا ہوں''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی شان تذکیر بیت کا ذکر فرمایا ہے کہ میرا محبوب میری ہر بات کو کھول کھول کر کسی خوف وتردد کے بغیر لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اور رسولوں کی شان ہوتی بھی یہی ہے کہ کلمہ حق کہتے ہیں اور دنیا کی کسی بھی طاقت سے مرعوب نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی قرآن میں ارشاد

Marfat.com

فرمایا ہے کہ محبوب ﷺ آپ سے پہلے ہونے والے پیغمبروں کوتو شہید تک کر دیا گیا مگرانہوں نے اف تک نہ کی لہٰذا آپ تو امام والانبیاء ہیں آپ کو بھلا سوائے اپنے رب کے کس کا ڈر ہوسکتا ہے اور اللہ نے اس بات کا اعلان بھی خود ہی کر دیا کہ میرا محبوب ڈنکے کی چوٹ پر میرا پیغام تمہیں سناتا ہے تاکہ تم اپنی روش سے باز آ کر حق پرست بن جاؤ ورنہ عذاب الٰہی تم پر آ کر رہے گا۔ کفار مکہ نے حضور ﷺ پر کیا کیا کچھ نہیں کیا مگر محبوب علیہ السلام اپنے مقصد میں آگے بڑھتے رہے اور ہر ستم سہہ کر بھی حکم حق استقامت مصطفیٰ ﷺ ظاہر ہو رہی ہے۔

ہم آپ کا مذاق اڑانے والوں سے خود نپٹیں گے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 15 حجر کی آیت نمبر 94-95 میں ارشاد فرمایا

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ. اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ

ترجمہ: ''پس اے محبوب جس کا آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے اسے لوگوں پر پیش کرو اور مشرکوں کی ہرگز پرواہ نہ کرو۔ ان مذاق کرنے والوں سے یقیناً ہم نپٹ لیں گے''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے دل کے مضبوط رکھنے کے لیے جہاں آپ کو سابقہ انبیاء علیہم السلام کے قصص سے آگاہ فرمایا وہاں اپنی طرف سے خصوصی معاونت کا بھی اپنے محبوب کو یقین دلایا کہ یہ مشرک آپ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے یہ الگ بات ہی کہ آپ کو پریشان کریں گے اور طرح طرح کی ازیتیں دیں گے مگر پ کو آپ کے مقصد حیات سے روک نہیں سکیں گے، یہ کتنے نادان لوگ ہیں کہ جن کو یہ پتہ نہیں کہ آپ میرے یعنی قادر مطلق کے رسول ہیں اور میں جو چاہتا ہوں ہو جاتا ہے میں چاہوں تو سب کو اپنے امر کن سے غرق اور نیست و نابود کر دوں مگر یہ میرا طریقہ نہیں ہے میں ہر ایک کو سوچنے سمجھنے اور جائزہ لینے کا موقع فراہم کرتا ہوں اور انہیں بھی میں معاف اس لیے کر رہا ہوں کہ یہ اپنی سابقہ زندگی کی غلاظت میں پھنسے ہوئے ہیں ان کو سمجھنے اور سنبھلنے میں کچھ وقت لگے گا اور جب تک اے محبوب تمہارے چراغ کی روشنی ان کے دلوں تک نہیں پہنچتی یہ تمہارے ساتھ اس طرح کا سلوک کرتے رہیں گے بس آپ صبر اختیار کیجئے اور ان کو میرے لیے چھوڑ دیں میں احسن طریقے سے ان کا بندوبست کروں گا۔

آپ ﷺ منزل یقین تک عبادت کے ذریعے پہنچیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 15 حجر کی آخری آیت کریما میں ارشاد فرمایا

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ

ترجمہ: ''آپ اپنے رب کی عبادت میں محو رہا کریں حتکہ آپ کا آخری وقت آ جائے یعنی

Marfat.com

آپ دیدار الٰہی کی منزل تک پہنچ جائیں۔“

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو دیگر امور رسالت کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ عبادت کرتے رہنے کا بھی ارشاد فرمایا کہ محبوب آپ کسی بھی حالت میں اپنے رب کی عبادت نہ چھوڑیں۔ منزل یقین سے مراد یہاں کامیابی ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ اپنی بندگی کی توفیق عطا فرماتا ہے اور وہ جب بندگی کی معراج تک پہنچتے ہیں تو انہیں تجلیات الٰہی نصیب ہونا شروع ہو جاتی ہیں یہی ان کے لیے منزل یقین ہے کہ وہ اپنے رب کی رحمتوں کا مشاہدہ اپنی ظاہری آنکھوں سے بھی کر لیتے ہیں اپنے محبوب کو اللہ نے منزل یقین تک پہنچانے کے لیے تو تحفۂ سیر معراج عطا فرمایا کہ محبوب اپنی ظاہری اور جسمانی آنکھوں سے رب کریم کی کائیناتوں کا مشاہدہ فرما لے مگر آپ کے توسط سے آپ کے امتیوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی تجلیات سے سرفراز فرمایا اور کچھ بندے اللہ تعالیٰ کے تو ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ کے ملائیکہ یعنی فرشتوں کو بھی دیکھ لیتے ہیں حالانکہ عام انسان آنکھ فرشتوں کو نہیں دیکھ سکتی مگر جن کو اللہ اپنی رحمتوں سے نواز دیتا ہے ان کی آنکھوں میں یہ قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی ظاہری آنکھوں سے اللہ کے ملائیکہ دیکھ لیتے ہیں اور صرف ملائیکہ ہی نہیں بلکہ وہ رب کریم کی اور نشانیاں بھی دیکھ سکتے ہیں اور یہی ان کے لیے منزل یقین ہے۔

سورۃ نحل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافروں سے کہیں کہ وہ عذاب کی جلد طلب نہ کریں

اللہ رب العزت نے سورت نمبر 16 نحل کی پہلی آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا

اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ ؕ سُبۡحٰنَہٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ○ یُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِہٖ عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖۤ اَنۡ اَنۡذِرُوۡۤا اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوۡنِ

ترجمہ: ”آ گیا ہے قریب اے کافرو! اللہ کی طرف سے تمہارے عذاب کا وقت اب جلدی نہ کرو اور اے نبی یہ لوگ جو شرک کر رہے ہیں اللہ اس سے پاک اور برتر ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے نبوت کے لیے چن لیتا ہے پھر اس پر اپنی فرشتوں کے ذریعے وحی بھیجتا ہے کہ اللہ کی طرف سے لوگوں کو ڈرایا جائے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا مجھ سے ڈرو“۔

اس آیت کریما سے پہلے بھی کئی جگہوں پر یہ ذکر ہو چکا ہے کہ کافر جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طرح طرح کی مطالبے کرتے تھے کہ اگر آپ اللہ کے سچے نبی ہیں اور اپنے اللہ کی جو شانیں آپ بیان کرتے ہیں کہ وہ

Marfat.com

جو چاہے کرسکتا ہی تو پھر آپ اسے کہیں گے وہ ہمارے ساتھ یہ کردے ہمیں عذاب دے ہم پر پتھر برسائے ہم پر اندھیاں چلائے ہم پر اپنے عذاب کے فرشتے اتارے وغیرہ وغیرہ مگر اس وقت ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ السلام سے فرماتا کہ آپ ان کے بے ہودہ گفتگو اور مطالبوں پر مت توجہ دیں آپ کا اللہ جب چاہیے گا ان کی گرفت فرمائے گا اور گرفت یقیناً فرمائے گا اس آیت کریما میں بھی رب کریم نے اپنے محبوب سے فرمایا کہ یہ شور مچا مچا کر آپ سے کہتے ہیں کہ اپنے رب کی طرف سے جلد جلد عذاب ہم پر نازل کرواؤ مگر آپ یہ سب کچھ ضبط کیجئے اور احسن طریقے سے اپنا منصب رسالت نبھائے جائیں یہ کہتے ہیں کہ رسول کے ساتھ یہ لوازمات ہوتے ہیں کہ وہ قوموں پر اپنے رب کی طرف سے عذاب نازل کرواسکتا ہے اور آپ نے چونکہ ابھی تک مجھ سے عذاب نازل کرنے کا مطالبہ نہیں کیا اس لیے یہ لوگ آپ سے مذاق کرتے ہیں آپ ان کو چھوڑیئے ان کے کہنے نہ کہنے یا ماننے نہ ماننے آپ کی شان رسالت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا بلکہ آپ کا رب بہتر جانتا ہے کہ اس نے اپنا رسول کس کو بنانا ہے اور کسے فرشتوں کے ذریعے وحی عطا کرنی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی ہدایت کے انتہائی خواہشمند ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 16 نحل کی آیت نمبر 37 میں ارشاد فرمایا

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰی هُدٰهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ یُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ

ترجمہ: ''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو ان لوگوں کے ہدایت یافتہ ہونے کی شدید آرزو ہے مگر اللہ انہیں ہدایت نہیں دیتا جنہیں وہ اس قابل نہ سمجھے پھر اللہ کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی شدید خواہش اور آرزو کا ذکر اس آیت کریما میں کیا ہے کہ محبوب علیہ السلام کی شان یہ ہے کہ یہ ہر وقت عامۃ الناس کی بھلائی اور بہتری کے خواہاں رہتے ہیں اور منصب رسالت بھی یہی ہے کہ لوگوں کو اللہ کے راستے کی دعوت دی جائے اور اس پر چلایا جائے۔ حضور علیہ السلام کبھی کبھی ایسے لوگوں کی حالت دیکھ کر افسردہ ہو جائے یہ کہ کیا لوگ ہیں جو ہدایت قبول کرنا چاہتے ہی نہیں اور بے ہدایتے رہ کر جہنم کا ایندھن بنیں گے لہٰذا آپ ان سے بار بار یہ کہتے کہ آؤ بچو اور اپنے اہل وعیال کو بھی جہنم کے ایندھن سے بچاؤ مگر وہ خلوص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اڑاتے اس پر اللہ تعالیٰ نے محبوب سے فرمایا کہ محبوب بہت سے لوگوں کو میں خود ہی ہدایت نہیں دینا چاہتا لہٰذا آپ مغموم نہ ہو کریں بس اپنا منصب نبھاتے رہیں اور انہیں پیغام حق دیتے رہا کریں اور ان کے انجام کی فکر نہ فرمایا کریں۔

Marfat.com

آپ ﷺ سے قبل بھی ہم نے رسول بھیجے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 16 نحل کی آیت نمبر 43 میں ارشاد فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: ''اور اے نبی ﷺ ہم نے (آپ کے بھیجنے سے) آپ سے پہلے بھی رسول بھیجے جو مرد حضرات میں سے تھے جن پر ہم وحی کرتے تھے پس اے لوگو! اگر تمہیں کبھی بھی پوچھنا ہے تو اہل ذکر سے پوچھو یعنی قرآن کا علم رکھنے والوں سے پوچھو''۔

اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کو اپنے انبیاء کی شانوں سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے آنے سے پہلے انبیاء کو بھیجنے کا سلسلہ جاری تھا جو اب آپ کے آنے کے بعد بند ہو چکا ہے مگر وہ سابق انبیاء بھی حق پر تھے اور آپ ہی کی طرح وہ میرا پیغام لوگوں تک پہنچاتے تھے اور وہاں ایک اور بات رب کریم نے ارشاد فرمائی کہ وہ سارے کے سارے نبی مردوں میں سے تھے اللہ نے کسی خاتون یا عورت کو نبی مبعوث نہیں فرمایا ہاں یہ الگ بات ہے کہ تاریخ اسلام میں بنت سجاح ایک عورت نے بھی جھوٹی نبیہ ہونے کا دعویٰ کیا مگر رب کریم نے کسی عورت کو یہ منصب عطا نہیں فرمایا اور یہاں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ نبی کا خاصہ وحی الٰہی ہے کہ اس کو وحی الٰہی سے سرفراز کیا جاتا ہے اس آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اہل علم کی شان بھی بیان کی ہے

آپ ﷺ پر ذکر یعنی قرآن نازل کیا

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 16 نحل کی آیت نمبر 44 میں ارشاد فرمایا کہ

بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ

ترجمہ: ''سابقہ پیغمبروں کو ہم نے واضح نشانیاں اور کتابیں دے کر بھیجا اور اے نبی ہم نے آپ پر بھی یہ ذکر یعنی قرآن حکیم نازل کیا تا کہ آپ اس چیز کو لوگوں پر واضح کر دیں جو ان کی طرف اتاری گئی ہے کہ وہ اس میں غور کریں''

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کی شان بیان کی اور اپنے محبوب علیہ السلام کی شان بھی بیان کی۔ وہ رب کریم فرماتا ہے کہ اس نے سابقہ انبیاء کو کھلی نشانیاں اور کتابیں دے کر بھیجا تا کہ وہ لوگوں کے سامنے دلیل کے ساتھ بات کریں۔ بعض پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے صحائف بھی عطا فرمائے اور حضور علیہ السلام سے قبل تین پیغمبروں کو

Marfat.com

کتابیں عطا فرمائیں جن میں حضرت موسیٰ حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام شامل ہیں اسی طرح اب اس نے اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ذکر عطا فرمایا یعنی قرآن حکیم عطا فرمایا قرآن کو یہاں ذکر فرمایا گیا اور اس کو علوم کا سرچشمہ بنایا تبھی تو پچھلی آیت میں ارشاد فرمایا کہ اگر کچھ پوچھنا ہے تو صاحبان ذکر سے پوچھو یعنی ان سے پوچھو کہ جن کے سینے میں قرآن کر علم موجود ہے قرآن کو حفظ کر لینا بہت بڑی سعادت ہے مگر قرآن کا فہم رکھنا یہ بہت بڑی عظمت اور رب کی رحمت ہے کہ جس نے کسی کو قرآن فہمی کا نور عطا فرمایا کہ قرآن فہمی یہ عطائے خداوندی اور عطائے مصطفیٰ ﷺ بھی ہے۔ اور قرآن کے مطالب کو سمجھنا یہی قرآن کی حکمت ہے اور یہی اس قرآن پر اصل فیض ہے۔

ہم اپنی ہی قسم اٹھا کر کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو ہم نے بھیجا

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے بھیجے جانے انبیاء کا ذکر مختلف انداز میں کیا ہے یہاں سورۃ نمبر 16 نحل کی آیت نمبر 63 میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے کہ

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

ترجمہ: ''خدا کی قسم اے نبی ﷺ آپ سے پہلے بھی بہت سی قوموں میں ہم رسول بھیج چکے ہیں مگر اس کے باوجود شیطان نے ان کے برے کام انہیں اچھے کر کے دکھائے''۔

اللہ تعالیٰ نے شیطان کے حیلوں سے اپنے محبوب علیہ السلام کو آگاہ فرماتے ہوئے پہلے نبیوں کی مقصد زندگی کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ آپ کی طرح وہ تمام رسول کلمۂ حق کہتے رہے قوم کو تنبیہہ کرتے رہے اسے اللہ کی گرفت سے ڈراتے رہے مگر ان کی قوموں کے اکثر و بیشتر افراد ذہنی طور پر شیطان کے نرغے میں تھے جیسا کہ آپ کی قوم کے کافروں کے دماغ بھی اسی شیطان کے نرغے میں ہیں۔ شیطان ان کے برے کرتوتوں کو ان کے سامنے اچھا کر کے پیش کرتا رہا یعنی ان کے دماغوں پر قابض ہے کہ وہ سب اچھائی کی بات انہیں [illegible]تا رہا اور وہ برے کاموں کو اپنی تہذیب سمجھ کر یا اپنا قومی شعار سمجھ کر بڑے فخریہ انداز میں برایاں کرتے رہے یہی حال مکے کے کافروں کا تھا کہ وہ سر عام برایاں کماتے مگر وہ یہ سمجھتے کہ وہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں ٹھیک کر رہے ہیں سر عام شراب پیتے بدکاریاں کرتے مگر وہ ان پر شرمساری محسوس کرنے کی بجائے ان پر فخر کرتے اور یہ فخر کرنا ہی شیطان کی دی ہوئی مکروہ اور غلیظ سوچ ہے سو محبوب آپ کلمۂ حق کہتے جایئے۔

آپ ﷺ پر اتاری گئی کتاب رحمت و بشارت ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 16 نحل کی آیت نمبر 89 میں ارشاد فرمایا

Marfat.com

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَابِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ انہیں خبر دار کر دیجیے کہ جب ہم ہر امت میں سے اس دن ان پر گواہ کھڑا کر دیں گے جو اُن کے مقابلے میں گواہی دے گا اور آپ کو پھر سب پر گواہ بنا کر لائیں گے اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے۔ جس میں ہر چیز کھول کر بیان کر دی گئی ہے اور یہ رحمت ہے اور خوشخبری دیتی ہے۔ ان لوگوں کو جو اس کو مان لینے والے ہیں۔ یعنی اہل اسلام ہیں۔

یہاں اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو تمام امتوں کے احوال سے آگاہ فرمایا اور اپنے محبوب سے کہہ دیا کہ قیامت کے دن ہر نبی اپنی امت پر گواہ ہوگا کہ اس نے میرا پیغام اپنی امت یا قوم کے لوگوں کو حرف بہ حرف پہنچا دیا تھا مگر پیغام حق سننے کے باوجود لوگ سرکشی کرتے رہے اور پیغمبروں کے فرمودات کا مذاق اڑاتے رہے آخر کار قیامت کو یہ لوگ اللہ کی گرفت میں آئیں گے اور ان سب کے سامنے ان کے پیغمبر یہ کہیں گے کہ ہم نے ایک ایک چیز کھول کھول کر ان کے سامنے بیان کر دی تھی پھر محبوب ﷺ آپ کو ان سب قوموں اور پیغمبروں پر سب سے بڑا گواہ بنا کر پیش کیا جائے گا اور آپ ان انبیاء کی تصدیق فرمائیں گے اور ہاں آپ کو جو کتاب ہم نے عطا کی ہے اس میں وضاحت کے ساتھ ہر چیز بیان کر دی گئی ہے اس میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہے اور ہاں جو اس کتاب کو مان لیں گے اور آپ کے سامنے سر تسلیم خم کر لیں گے یقیناً پھر وہ ہماری طرف سے خوشخبری اور ہماری رحمت کے حقدار ٹھہریں گے سوائے محبوب آپ اپنا کام کرتے جائیے۔

محبوب ﷺ آپ فرما دیں کہ قرآن روح القدس نے نازل کیا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 16 نحل کی آیت نمبر 101 میں ارشاد فرمایا

- وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ο قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ

ترجمہ: ''جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری نازل کرتے ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا نازل کرے تو لوگ کہتے ہیں کہ آپ خود ہی قرآن گھڑتے ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ

Marfat.com

علم نہیں رکھتے ان سے کہہ دیجئے کہ یہ قرآن میرے رب کا کلام ہے جو روح القدس کے ذریعے مجھ پر نازل کیا گیا ہے۔''

اللہ رب العزت نے یہاں اپنے محبوب کی عظمت کا دفاع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب ہم کسی آیت کو منسوخ کر کے اس جگہ کوئی دوسری آیت یا حکم نازل فرماتے ہیں تو یہ کج فہم لوگ یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ محمد عربی از خود اب قرآن کے سابقہ حکم میں ترمیم و تخفیف کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے گمان اور سوچ کی نفی فرمائی کہ یہ کلام ہمارا ہے اور ہم بہتر جانتے ہیں کہ کس حکم کو جاری رکھنا ہے اور کس حکم کو منسوخ کرنا ہے اس میں ہمارے محبوب کا کوئی دخل عمل نہیں ہے اور اس کا ایک ایک حرف ہمارا ہی نازل کردہ ہے اور ہم اسے روح القدس یعنی جبریل امین کے ذریعے سے اس محبوب ﷺ پر نازل کرتے ہیں لہٰذا تم لوگ اس بحث میں مت پڑو کہ ناسخ و منسوخ کیا ہے بلکہ اس رسول اعظم کی زبان کو آخری سند اور اتھارٹی سمجھ کر اس کے سامنے سر تسلیم خم کر لو اس میں تم سب کی بہتری اور بھلائی ہے۔

آپ ﷺ دعوت دیتے رہیئے

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کے منصب رسالت کا انتہائی خوبصورتی کے ساتھ یہاں اس آیت کریما میں اعادہ فرمایا ارشاد ہوتا ہے سورۃ نمبر 16 نحل آیت نمبر 125

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ.

ترجمہ: ''آپ ﷺ اپنے رب کے راستے کی لوگوں کو دعوت دیتے رہیئے حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ بھی انتہائی عمدہ طریقے سے کیجئے جو بہترین ہو تمہارا رب ہی بہتر جانتا ہے کہ کون راہ سے بھٹکا ہے اور راہ راست پر ہے''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی صفت داعی پر گفتگو فرمائی ہے کہ آپ اللہ کی راہ کی تعلیم اور دعوت دینے والے سب سے بڑے داعی پر گفتگو فرماتی ہے کہ آپ اللہ کی راہ کی تعلیم اور دعوت دینے والی سب سے بڑے داعی ہیں۔ اور اسلوب دعوت بھی رب کریم نے اپنے محبوب علیہ السلام کو بتا دیا کہ آپ حکمت عملی یعنی بہتر سے بہتر طریقہ سے لوگوں کو دعوت دیں جس میں ضبط و تحمل اور حوصلہ اور برداشت بھی ہو اور اگر یہ لوگ کسی بات میں آپ سے مباحثہ کرنا چاہیں تو اس گفتگو میں بھی توازن اخلاق اور شائستگی کی انتہا ہو۔ دراصل اپنے محبوب ﷺ

Marfat.com

کے ذریعے سے رب کریم نے اس آیت کریمہ میں قیامت تک کے داعیان حق کے لیے ایک معیار مقرر فرمادیا ہے کہ داعی کا اسلوب کیا ہونا چاہیے۔سب سے پہلی اور بڑی بات یہ کہ داعی کو صابر شاکر اور حلیم ہونا چاہیے اس میں ضبط وحوصلہ بھی ہو اور علم وعرفان کی کثرت بھی ہو یعنی اگر تقریر کرے تو دل نشین ہو کہ دلوں کی دھڑکنوں میں ہلچل پیدا کرتی چلی جائے اور دلوں میں گھر کرتی چلی جائے اور اگر بحث ومباحثہ ہو تو گفتگو کا انداز اثر انگیز ہو کہ دوسرا فریق لب ولجہ سن کر مبہوت ہو جائے اور پھر مومن کی فراست یہ ہے کہ وہ بحث ومباحثہ اگر کرے تو اسے کم ازکم فریق مخالف کے علمی معیار کا تو علم ہونا چاہیے اور پھر وہ اسی کے مطابق گفتگو کرے لیکن کسی بھی مرحلے پر شائستگی اور حوصلے کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے یہی پیغام ہے داعیان دین کے لیے۔

سورۃ بنی اسرائیل

آپ ﷺ کو معراج سے سرفراز فرمایا گیا

اللہ رب العزت نے سورہ نمبر 17 بنی اسرائیل کے آغاز میں حضور نبی کریم ﷺ کی سیر معرارج یا معجزہ معراج کا ذکر فرمایا ہے آیت نمبر 1

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ.

ترجمہ:''پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندۂ خاص کو رات کے انتہائی مختصر سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تا کہ اسے دکھا سکے اپنی نشانیاں بے شک وہ سننے اور جاننے والا ہے''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوب کے سفر معراج کا ذکر فرمایا ہے اور ذکر سے پہلے اپنی صفت سبحان کا ذکر کیا ہے مفسرین کرام کہتے ہیں کہ یہاں لفظ سبحان سے اس واقعہ کا آغاز کرنا اس لیے ہے کہ یہ سفر یا معجزہ عقلوں کو حیرت میں ڈال دینے والا ہے کہ انسانی عقل میں اس قدر بلندی پر جانا اور پھر ایک ہی رات میں واپس بھی آجانا یہ انسانی بس سے باہر کی بات ہے ایسا ہونا ہی ناممکن ہے۔اس سوچ کے تحت کہ جو اس واقعہ کے جاننے کے بعد ذہنوں میں پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اپنی صفت سبحان کا ذکر فرمادیا اور سبحان کا معنی ہے پاک یعنی وہ رب پاک ہے تمام کمزوریوں اور ناممکنات سے اس کے لیے اپنے نبی کو ایسا معجزہ عطا کرنا کوئی مشکل امر نہیں کیونکہ وہ

Marfat.com

خالق جو امر کن سے چیزوں کو پیدا فرماتا ہے اس کے لیے حضور علیہ السلام کو بیت اللہ شریف سے مسجد اقصیٰ سے آگے آسمانوں تک بلکہ عرش اعظم تک لے جانا کوئی ناممکن بات نہیں۔ معجزہ معراج حضور علیہ السلام کا ایک خصوصی معجزہ ہے جو صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی عطا فرمایا گیا اور آپ کو بطور مہمان عرش پر بلایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میزبانی کرنے والا خود خداوند کریم تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمانوں پر جنتوں اور وہاں کی مخلوقات کا مشاہدہ کیا نیز قیامت بعد ہونے والی سزاؤں کا منظر بھی آپ کو دکھایا گیا یہ سفر بذریعہ جبریل آپ کو کروایا گیا جن کی قیام گاہ عرش سے پہلے سدرۃ المنتہیٰ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب لوگوں کو نعمتوں سے نوازتا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 17 بنی اسرائیل کی آیت نمبر 20 میں ارشاد فرمایا

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا

ترجمہ: ''اور یہ تیرے رب کی نعمتیں ہیں جو وہ عطا کرتا ہے اپنے بندوں کو اور آپ کے رب کی نعمت کسی پر بند نہیں ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے دو مرتبہ اپنے محبوب علیہ السلام کا رب کہا ہے کہ آپ کا رب پھر آپ کا رب یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب علیہ السلام سے اتنی محبت ہے کہ وہ قادر مطلق اور بے نیاز ہو کر اپنے آپ کو آپ کا رب کہہ کر خوش ہوتا ہے۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کا ایک یہ نکتہ بھی نکلتا ہے کہ کوئی اگر اسے رب نہ بھی مانے تب بھی اسے کوئی فرق نہیں پڑتا بس جب اس کے محبوب نے اس کو رب مان لیا تو سمجھئے کہ سب نے اس رب کو مان لیا گویا محبوب علیہ السلام کا رب ماننا اور کہنا ہی ساری مخلوق کے رب کہنے سے برتر و اعلیٰ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کا فیصلہ ہے کہ آپ صرف اسی کی عبادت کریں

اللہ رب العزت نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 23 میں ارشاد فرمایا

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

ترجمہ: ''اور آپ کے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ آپ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ کے رب نے فیصلہ فرما لیا کہ آپ کسی اور کی عبادت نہ کریں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے ذریعے آپ کی امت اور اہل ایمان کو یہ حکم دیا کہ وہ صرف اور

Marfat.com

صرف آپ محمد ﷺ کے رب ہی کی عبادت کریں۔کون نہیں جانتا کہ عبادت کے لائق صرف وہ ذات حق ہی ہے جو الہٰ ہے اور کائینات کا مالک و خالق ہے مگر یہاں اس بات کو فیصلے کے انداز میں فرمایا جارہا ہے اور وہ بھی محبوب علیہ السلام کے ذریعے کہ محبوب آپ کی عبادت کے تصدق سے آپ کے امتی اور آپ کے غلام بھی صرف میری ہی عبادت کریں گے یعنی ان کی عبادت کا وسیلہ بھی آپ ہی بنیں گے اسی لیے فرمایا گیا آپ کا رب آپ کا رب۔

آپ ﷺ پر دانائی کی باتیں نازل کی جاتی ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 17 بنی اسرائیل کی آیت نمبر 39 میں ارشاد فرمایا

ذٰلِکَ مِمَّآ اَوْحٰی اِلَیْکَ رَبُّکَ مِنَ الْحِکْمَۃِ

ترجمہ: ''اے نبی یہ جو باتیں ہیں اس دانائی اور حکمت کا حصہ ہیں جو آپ پر نازل کی جاتی ہیں (یعنی قرآن کی شکل میں)''

اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم کو حکمت و دانائی کا شاہکار قرار دیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ یہ سارے علوم کا مخزن ہے اور سرچشمہ ہے۔اس میں قیامت تک ہونے والی باتوں کا ذکر ہے اور دیگر ہر چیز کا بیان موجود ہے یہاں حکمت و دانائی کی بات کو دھرا کر اس لیے فرمایا گیا کہ قاریٔ قرآن ہمہ وقت یہ سمجھے کہ وہ جس کلام کو پڑھ رہا ہے یہ حکمت کا سرچشمہ ہے اور اگر اس کا قاری کوشش کر کے اس سے حکمت کے موتی نکالنا چاہے تو قرآن ایسی کوشش کرنے والے کو ضرور فیض عطا کرے گا۔اللہ نے اپنے محبوب کو سارے کے سارے قرآن کی حکمت سے آگاہ فرمادیا اور حضور ﷺ حکمت کا فیض اس طرح عطا فرماتے کہ اپنی نگاہ کیمیا سے صحابہ کو حکمت کے اور علم کے پہاڑ بنا دیتے۔

جب ﷺ آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم دشمنوں کی نگاہوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 17 بنی اسرائیل کی آیت نمبر 45 میں ارشاد فرمایا

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ جب آپ قرآن کی تلاوت فرماتے ہیں تو ہم آپ ﷺ اور ان لوگوں کے درمیان ایک مخفی پردہ حائل کردیتے ہیں''۔

اس پردے سے مراد رب کریم اپنی عطا کردہ توفیق سے لیتا ہے کہ محبوب علیہ السلام یہ قرآن عظیم سن کر تو پتھر بھی جھوم اٹھتے ہیں مگر وہ بدبخت کہ جن کے دلوں سے میں نے طلب حق اور تمہاری ذات سے طلب فیض کی توفیق ہی ختم کردی ہے وہ بدبخت بھلا قرآن کیوں سنیں گے وہ سن کر بھی نہیں سن سکتے کیونکہ جب ان کے دل ہی آپ کے بارے

Marfat.com

میں صاف نہیں ہیں تو میں بھلا ان کو پھر قرآن کا فیض کیوں عطا کروں گا۔ میرا قرآن تو اتنا عظیم کلام ہے کہ اس کو سن کر تو ملائیکہ بھی اپنا سر تسلیم خم کر لیتے ہیں مگر یہ کفار اپنی بدبختی کے تحت آپ کی محبت میں آنا ہی نہیں چاہتے تو پھر میں رب ہو کر بھی ان کو فیض نہیں دینا چاہتا کیوں کہ محبوب جو آپ کا نہیں وہ ہمارا بھی نہیں ہے اور جو آپ کا ہے وہ ہمارا بھی ہے۔

آپ ﷺ انہیں اچھی بات کرنے کا حکم فرمائیں

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم کو قیامت تک کے لیے امت مصطفیٰ ﷺ کے لیے رشد و ہدایت کا سر چشمہ بنایا ہے۔ انسان مسلمان ہو کر بھی اگر رفعتیں حاصل نہ کرے تو اس کا اپنا قصور ہے ارشاد ہوتا ہے سورۃ نمبر 17 بنی اسرائیل آیت نمبر 53

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ آپ میرے بندوں سے فرما دیجئے کہ بات اگر کریں تو وہی کریں جو اچھی ہو۔ ورنہ شیطان تو باتوں کے ذریعے بھی لوگوں کے درمیان فساد ڈلواتا ہے کہ وہ بے شک انسان کا کھلا دشمن ہے''۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ تو وہ ذات ہے کہ جو سراسر رحمت ہی رحمت ہے اور حضور ﷺ اپنی ظاہری حیات طیبہ میں اس قدر مہربان و مشفق تھے کہ آپ کسی کی تلخ نوائی سن کر بھی مسکراتے رہتے اور سختی سے بھی بات کا جواب نہ دیتے کیونکہ نبی کا سینہ اللہ کی رازوں کا خزینہ ہوتا ہے اور سمندروں سے زیادہ وسعت والا ہوتا ہے جس طرح سمندر میں اگر کوئی کنکر پھینکا جائے تو اس کی آواز ہی نہیں آتی اور پانی میں ارتعاش بھی پیدا نہیں ہوتا اسی طرح سینہ مصطفیٰ علیہ السلام اپنے ظرف اور ذوق کے حوالے سے اتنا وسیع ہے کہ اس سے سخت اور تلخ بات نکل ہی نہیں سکتی۔ حضور ﷺ کی زبان مبارکہ سب سے شفیق زبان تھی لب ولجہ انتہائی میٹھا اور موثر کہ دشمن بھی گفتگو سن کر محو ہو جاتے کبھی کبھی جب کفار آپ سے تلخ نوائی کرتے تو آپ ان کے لب و لہجے میں قطعاً بات نہ کرتے بلکہ غصے کے عالم میں بھی زبان قابو میں رہتی اور اس سے گلفشانی ہی ہوتی اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ السلام کے توسط سے آپ کی امت کے لوگوں سے بھی یہی چاہتا ہے کہ وہ بھی زبانوں پر مٹھاس کا عنصر ہی زیادہ رکھیں اور جو بات بھی کریں وہ اتنی عمدہ اور اچھی ہو کہ جو دلوں میں اتر جائے۔ حضور علیہ السلام نے بے تکی اور فضول گفتگو سے اسی لیے منع فرمایا ہے کہ اس سے انسان کا وقار مجروح ہوتا ہے لہٰذا مصطفیٰ کے ذریعے سے اللہ نے امت کو یہ پیغام دیا کہ اپنی اپنی زبانوں کو شیریں بنالو۔ یہی ایک مومن کامل کی صفت اور وصف ہے۔

Marfat.com

آپ ﷺ کوان کے اعمال کا ذمے دار نہیں بنایا

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کے بارے میں سورۃ نمبر 17 بنی اسرائیل کی آیت نمبر 54 میں ارشاد فرمایا:

رَبُّکُمۡ اَعۡلَمُ بِکُمۡ اِنۡ یَّشَاۡ یَرۡحَمۡکُمۡ اَوۡ اِنۡ یَّشَاۡ یُعَذِّبۡکُمۡ

ترجمہ: ''اور اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو ان لوگوں کے ایمان لانے کا ذمہ دار نہیں بنایا''

یہ آیت کریما عظمت مصطفیٰ علیہ السلام کی ایک اور دلیل ہے اور یہ حضور ﷺ کی شان رسالت کا دفاع کرنے والی آیت کریما بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو مطلقاً لوگوں کے قول و فعل کے ذمے سے آزاد فرما دیا کہ آپ یہ نہ سمجھیں کہ شاید کسی کے احوال کے بارے میں آپ کو پوچھا جائے گا یا یہ کہ کوئی آپ کے بارے میں کہے گا کہ آپ نے مجھے پیغام دیا ہی نہیں۔ فرمایا آپ نے قرآن کی شکل میں جو جو حرف ان لوگوں تک پہنچایا ہے ان کے لیے یہ کافی ہے اور قرآن کے ہوتے ہوئے اس کے نور سے راہنمائی حاصل نہ کرنا یہ ان کی اپنی ہی بدنصیبی ہے کیونکہ قرآن بلا واسطہ یا بالواسطہ ہر ایک تک پہنچا ہے اور قیامت تک پہنچتا رہے گا لہٰذا ہر بندہ اپنے اعمال کا خود ذمے دار ہے آپ بالکل معصوم اور بری الذمہ ہیں۔ آپ بالکل غم نہ کریں کہ ان کا کیا ہوگا بس آپ ان پر نظر کرم مذید فرمائیے جو آپ کی غلامی میں آچکے ہیں انہیں زیادہ سے زیادہ صالحیت کے مقام پر پہنچنے کے طریقہ بتائیں اور ان کو اپنی قربت کے فیض سے نوازتے رہیں۔

آپ ﷺ کے رب نے لوگوں کی آزمائش کو خواب میں دکھادی

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 17 بنی اسرائیل کی آیت نمبر 60 میں ارشاد فرمایا

وَاِذۡ قُلۡنَا لَکَ اِنَّ رَبَّکَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ وَمَا جَعَلۡنَا الرُّءۡیَا الَّتِیۡۤ اَرَیۡنٰکَ اِلَّا فِتۡنَۃً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَۃَ الۡمَلۡعُوۡنَۃَ فِی الۡقُرۡاٰنِ

ترجمہ: ''اور جب ہم نے آپ سے فرمایا کہ بے شک سب لوگ تمہارے رب کے قابو میں ہیں اور جو کچھ دکھایا تھا آپ ﷺ کو خواب میں لوگوں کی آزمائش کے بارے میں اور وہ تھوہر کا درخت بھی جا کا قرآن میں ذکر موجود ہے''۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو اول تو معراج کی رات آسمانوں پر جہاں مختلف عجائبات دکھائے وہاں لوگوں کے ساتھ پیش آنے والے عذابوں کے متعلق بھی آپ کو دیکھا دیا گیا کہ بعث قیامت کے بعد اس اس طرح سے جہنمیوں کو عذاب سے دوچار کیا جائے گا یعنی بطور نمونہ اللہ نے اپنے محبوب کو عالم مثال میں سب

Marfat.com

کچھ دکھا دیا اسی لیے تو شب معراج سے واپسی پر حضور علیہ السلام کو بے نمازیوں کی سزا۔ سود خوری کی سزا۔ حرام کھانے والوں کی سزا۔ زانیوں اور شرابیوں اور بدکاروں کے ساتھ جو جو سلوک کیا جائے یہ سب کچھ دکھا دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تمام مناظر اپنے صحابہ کو بتا دیے اور فرمایا کہ جن جن اعمال کی باداش میں یہ سزائیں جو دی جائیں گی انہیں نہ کیا جائے تو یقیناً بچاؤ ہو سکتا ہے وگرنہ یہ سب کچھ قیامت کے بعد ہو کر رہے گا اور چونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی امت بھی محبوب ہے اس لیے عذاب سے بچنے کے متعلق اپنے محبوب کے ذریعے پہلے ہی سب کو مطلع فرما دیا۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمارے طریقے میں تبدیلی نہیں پائیں گے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 17 بنی اسرائیل کی آیت نمبر 77 میں ارشاد فرمایا

سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا

ترجمہ: ''ہماری سنت پہلوں کے بارے میں بھی ویسی ہی تھی جو اب آپ کے بارے میں ہے اور آپ اس میں تبدیلی نہیں پائیں گے''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو سابقہ انبیاء کے ساتھ آنے والے واقعات سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ وہ سب بھی آپ ہی کی طرح اپنی اپنی قوم کو ہمارا پیغام دیتے رہے اور انہیں حق قبول کرنے کی دعوت بھی دیتے رہے مگر اکثر انبیاء کی قوموں نے انہیں جھٹلایا اور اب آپ کو بھی یہ لوگ جھٹلا رہے ہیں۔ مگر ان کی ریشہ دوانیوں کے بارے میں آپ مطلقاً غم نہ کریں اللہ تعالیٰ ان کا خود انتظام فرمالے گا۔ یہ لوگ تو آپ کو یہاں سے نکالنے کی تدبیریں اور سازشیں بھی کر رہے ہیں مگر انہیں شاید یہ علم نہیں کہ اگر آپ کو نکلنا پڑا تو پھر یہ لوگ بھی چین سے اپنے گھروں اور وطن میں نہیں رہیں گے۔ آپ سابقہ پیغمبروں کی طرح تبلیغ فرماتے جایئے اللہ تعالیٰ خود ان سے نپٹ لے گا اور رب کا طریقہ بدلتا نہیں ہے یعنی اُس نے پہلے لوگوں کے ساتھ جیسے کیا وہی طریقہ ان لوگوں پر بھی استعمال کرے گا۔ سورۂ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا کئی مرتبہ ذکر کیا ہے اور سابقہ انبیاء کی مثالیں بھی سب کو دی ہیں اسی سورت میں اللہ تعالیٰ نے اولاً معراج کا ذکر بھی فرمایا ہے اور مسجد اقصیٰ کا نام بھی اس سورت میں ارشاد فرمایا ہے اس سورت میں اللہ پاک نے بار بار اپنے محبوب سے خطاب کیا اور ہر بار یہ فرمایا کہ آپ کا رب یعنی اس جملے سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا اظہار ہوتا ہے جو اس کو اپنے محبوب علیہ السلام سے ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تہجد کی نماز کو مخصوص کر دیا گیا

اللہ تعالیٰ نے غیر مشروط طور نماز کو مسلمانوں کے لیے فرض قرار دیا ہے مگر اپنے محبوب علیہ السلام کے بارے میں اس کا فرمان کچھ اور ہے سورۃ نمبر 17 بنی اسرائیل کی آیت نمبر 79-78 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ط اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا o وَمِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ. عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا.

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ نماز قائم کریں سورج ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے تک اور فجر کے وقت بھی فجر کے وقت قرآن سے وابستہ ہو جائیں بے شک فجر کے وقت قرآن کے ساتھ فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اے نبی آپ رات کو تہجد پڑھیں یہ آپ کے لیے زیادہ ہے دوسری نمازوں کے علاوہ امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو عنقریب مقام محمود پر کھڑا کر دے گا۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دیگر فرض نمازوں کے علاوہ حضور نبی کریم ﷺ کو نماز تہجد بطور خاص پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ عام لوگوں کے لیے یعنی حضور ﷺ کی امت کے لیے تو پانچ نمازیں فرض ہیں مگر اللہ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو تہجد کی ایک زائد نماز پڑھنے کا ارشاد فرمایا کیونکہ رب کریم اپنے محبوب کو ذات کی تنہائی میں ہی سب سے الگ تھلگ کر کے اپنی بارگاہ میں کھڑا دیکھنا چاہتا ہے۔ باقی لوگوں کے لیے یہ نماز نفل نماز کا درجہ رکھتی ہے مگر اپنے محبوب کو یہ تحفہ بطور خاص عطا فرمایا۔ ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ فجر کے وقت کے شروع ہوتے ہی تلاوت کلام پاک کا ایک الگ درجہ ہے اور اس وقت عظمت قرآن کے پیش نظر مقام تلاوت پر اللہ کے ملائکہ بھی حاضر ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ عمل خاص عمل ہے اور زیادہ تر مخلوق چونکہ سوئی ہوئی ہوتی ہے اس لیے یہ مکمل خاموشی اور سکوت کا وقت ہوتا ہے لہٰذا اس وقت جو قرآن پاک پڑھا جاتا ہے اسے سننے کے لیے ملائکہ بھی حاضر ہو جاتے ہیں اور ملائکہ کی حاضری بھی محبوب کے تصدق ہی سے ممکن ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی وجہ سے ان کی امت کو عزتیں عطا کرتا ہے۔

آپ ﷺ کو عنقریب مقام محمود عطا کیا جائے گا

اللہ رب العزت نے سورہ نمبر 17 بنی اسرئیل کی آیت نمبر 79 میں ارشاد فرمایا

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ترجمہ: ''عنقریب اے محبوب علیہ السلام آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کرے گا''۔

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات عرش و فرش میں حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے بعد آپ کو اسم محمد ﷺ عطا فرمایا۔ آپ کے دنیائے رنگ و بو میں تشریف لانے سے پہلے آسمانوں پر آپ کا اسم گرامی احمد تھا مگر اب قیامت تک اور بعد از قیامت بھی آپ ﷺ کا اسم گرامی محمد ہے اور محمد ہی رہے گا۔ اس محمد ﷺ کا مطلب ہے تعریف کیا گیا یعنی جس کی ہر وقت تعریف کی جائے۔ تو آپ کا اسم گرامی واقعتاً ایسا ہی ہے کہ اللہ رب العزت کے

Marfat.com

اسم اللہ کے بعد آپ ہی کا اسم مبارک ہے اور آپ کی ذات بھی سب سے زیادہ قابل ذکر ہے۔ قرآن حکیم میں آپ ﷺ کے بہت سے دیگر اسماء بھی آئے ہیں مگر قیامت کے دن کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو مقام اور مرتبہ عطا فرمانا ہے اس کا نام مقام محمود ہے۔ محمود۔ احمد۔ محمد۔ ان الفاظ کا مادہ مشتق ایک ہی ہے اور وہ ہے حمد یعنی تعریف حضور علیہ السلام کا نام گرامی۔ آسمانوں پر احمد ہے زمینوں، زمانوں میں محمد ہیں اور قیامت کے دن آپ محمود ہوں گے۔ اور محمود کا معنی ہے کہ جس کی سب کے سب تعریف کریں۔ دراصل رب کائنات قیامت کے دن تمام مخلوقات محشر سے اپنے محبوب کے اسم محمد کی تشہیر کروائے گا اور محمود دراصل تفسیر اسم محمد ہے اور یہ شان یوم محشر کو صرف حضور ﷺ ہی کو حاصل ہوگی۔

آپ ﷺ پر رب کا فضل کبیر ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 17 بنی اسرائیل کی آیت نمبر 87 میں ارشاد فرمایا

اِلَّا رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّکَ اِنَّ فَضۡلَهٗ کَانَ عَلَيۡکَ کَبِيۡرًا

ترجمہ: ”اور ہاں آپ پر آپ کے رب کی خاص رحمت ہے اور بلاشبہ آپ پر اس کا فضل کبیر ہے یعنی بہت بڑا فضل ہے“۔

یوں تو سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ ﷺ از خود رحمۃ اللعالمین ہیں مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ السلام کی رحمت کا ذکر مختلف انداز میں اور قرآن میں مختلف جگہوں پر فرماتا ہے تا کہ حضور علیہ السلام کی شان رحمت اور متحقق ہو جائے۔ ایک جگہ پر اس پروردگار نے تو اپنے اور اپنے محبوب علیہ السلام کے فضل کو بھی ایک کہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا فضل بھی ایک ہے اور ان کی طرف سے دیے جانے والا انعام بھی ایک ہے مگر یہاں فرمایا کہ آپ پر اللہ کا فضل کبیر ہے۔ فضل کبیر اور کثیر ایک ہی جیسے ہیں یعنی اس سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بڑا فضل بلکہ بہت ہی بڑا فضل اور جس کو رب اپنا بڑا یا عظیم فضل عطا کر دے اس کی عظمتوں اور خوش نصیبیوں کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو جو کچھ بھی عطا فرمایا خوب سے خوب تر عطا فرمایا اور جو نعمت بھی عطا کی وہ نعمتوں کی بھی نعمت تھی جو عطا کی کہ واقعتاً اللہ کے محبوب اس کے مستحق بھی ہیں اللہ کے محبوب ہیں جو ساری کائیناتوں کا خالق و مالک ہے۔ اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے۔

آپ ﷺ بشیر بھی ہیں اور مبشر بھی ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 17 بنی اسرائیل کی آیت نمبر 105 میں ارشاد فرمایا:

وَبِالۡحَقِّ اَنۡزَلۡنٰهُ وَبِالۡحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيۡرًا

ترجمہ: ”اور اے نبی ﷺ ہم نے اس قرآن کو حق کے ساتھ اتارا ہے اور یہ حق ہی کے

Marfat.com

ساتھ اترا ہے اور ہم نے آپ کو صرف اور صرف مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اپنے محبوب کی صفات کو مختلف انداز میں پیش کیا تاکہ محبوب کی شخصیت کے سارے پہلو سب کے سامنے عیاں ہو جائیں اور کسی کو تشنگی باقی نہ رہے۔ اپنے محبوب کی شانیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی آمد سے لاکھوں سال پہلے انبیاء کے ذریعے سے لوگوں کو بتانا شروع کر دی تھیں کہ اہل کتاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ایک صفت اور شان سے واقف تھے مگر قرآن نے مزید بہتر انداز میں آپ کی شانیں بیان فرمائی ہیں۔ اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی شان مبشریت اور شان نذیریت کا تذکرہ کیا ہے کہ آپ اللہ کی رحمتوں کی نوید سناتے ہیں اس کے احسانات کا تذکرہ کرتے ہیں اس کی نعمتوں کا تذکرہ کرتے ہیں اس کی بنائی ہوئی جنتوں کا تذکرہ کرتے ہیں اس لحاظ سے آپ مبشر اعظم ہیں اور اس کے ساتھ اس کے غضب اور جلال سے لوگوں کو ڈراتے بھی ہیں اور اللہ کی گرفت سے ڈرانا اور عاقبت کی فکر کرنے کے متعلق پیغام دینا یہ بھی خاصہ رسالت ہے۔ جہاں رحمتیں ہوتی ہیں وہاں ان کے حصول کہ کچھ شرائط بھی ہوتی ہیں اور انعام تو ظاہر ہے محنت کرنے کے بعد ہی ملتا ہے سو یہاں حضور علیہ السلام کا لوگوں کو ڈرانا ضروری اس لیے ہے کہ لوگ ایک دائرے میں رہ کر زندگی گذاریں اور رب کریم کی رحمتوں کے حقدار بن جائیں ڈر سنانا بھی امر ربی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وقفے وقفے سے قرآن اتارا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 17 بنی اسرائیل کی آیت نمبر 106 میں ارشاد فرمایا:

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا

ترجمہ: ''اور ہم نے اس قرآن کو وقفے وقفے سے نازل کیا تاکہ آپ اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے لوگوں کو سنائیں اور اس کو بتدریج اتارا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی طبعیت کی لطافت ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنا کلام یکبارگی کے ساتھ حضور علیہ السلام پر نازل نہیں فرمایا تھا بلکہ وقفے کے ساتھ اور درجہ بدرجہ نازل کیا تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی قسم کی گرانی یا بوجھ محسوس نہ ہو اور طبعیت کی لطافت اور شگفتگی قائم رہے اور پھر یہ بھی رب کریم نے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب آپ اسے تھوڑا تھوڑا کر کے لوگوں کو سنائیں تاکہ وہ اس کی گہرائی کو جان سکیں زیادہ طوالت کے ساتھ قرات ممکن ہے کہ ان کو سمجھ ہی نہ آئے اس لیے آیات کی صورت میں ان کو تلاوت کر کے سنائیں کہ مختصر بات یاد رہتی ہے اور طویل باتیں ذہن میں محفوظ نہیں رہتیں۔ اللہ تعالیٰ تلاوت کا اسلوب بھی محبوب علیہ السلام کو عطا فرما دیا اور حضور علیہ السلام کے ذریعے سے پیغام قرآن یہ دیا کہ مبلغین دین بھی اختصار کو ملحوظ خاطر رکھیں اور قرآن کی چند آیات پڑھ کر ان کی

Marfat.com

تشریح اور تشہیر کریں تا کہ لوگ زیادہ سے زیادہ قرآن فہمی کے قابل ہوسکیں۔قرآن کی چھوٹی چھوٹی سورتیں اکثر لوگوں کو یاد ہیں مگر طویل سورتیں سوائے قرآن کے حافظ کے اور لوگوں کو یاد نہیں ہوتیں لہٰذا امت کی آسانی کی خاطر اللہ نے اپنے محبوب سے تھوڑا قرآن پڑھ کر سنانے کا آپ کو حکم ارشاد فرمایا۔

آپ ﷺ رب کی کبیریائی خوب بیان کریں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 17 بنی اسرائیل کی آخری آیت مبارکہ نمبر 111 میں ارشاد فرمایا

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا

ترجمہ: ''اور آپ ﷺ اس کی کبیریائی کو خوب سے خوب طریقے سے بیان کریں''۔

اللہ تعالیٰ نے یوں تو ہر ایک کو اپنی تسبیح اور ذکر کا اذن دیا ہے اور انسان کے علاوہ ہر شئے رب کا ذکر کرتی ہے اور اس کی تسبیح بھی کرتی۔

مگر اس نے اپنے محبوب علیہ السلام سے بطور خاص یہ بات ارشاد فرمائی کہ محبوب آپ اپنے رب کی عظمت اس کی شان کے حوالے سے خوب بیان کیا کریں کہ ساری کائینات کا ذکر ایک طرف ہے اور محبوب آپ کا ذکر کرنا ایک طرف ہے۔آپ کی زبان سے اپنا ذکر سن کر میری رحمت جوش میں آجاتی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میرا ذکر کرتے ہی رہئے۔حضور علیہ السلام اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں اور رب کریم اپنے محبوب علیہ السلام پر درود و سلام بھجتا ہے یعنی ذکر آپ بھی کرتے ہیں ذکر وہ بھی کرتا ہے۔

سورۃ الکھف

آپ ﷺ بندہ خاص ہیں اور صاحب کتاب ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 18 کہف میں ارشاد فرمایا آیت نمبر 1

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا

ترجمہ: ''سب تعریفیں واجب ہیں اس اللہ کے لیے کہ جس نے اپنے بندۂ خاص پر کتاب نازل فرمائی جس میں قطعاً کوئی کجی نہ رکھی''۔

بڑی دلچسپ بات ہے کہ اللہ رب العزت نے سورۃ نبی اسرائیل کا اختتام بھی اپنے اور اپنے محبوب کے ذکر سے کیا اور اس کے آگے سورۃ کہف کا آغاز بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے ذکر ہی سے کیا ہے اور قرآن حکیم میں اکثر مقامات پر اپنے ذکر کے ساتھ اپنے محبوب علیہ السلام کا ذکر ضرور کیا ہے کہ محبوب کا ذکر کرنا خود اللہ کو پسند

Marfat.com

ہے۔جس کا ذکر خود اللہ کو پسند ہو تو بھلا مخلوق پھر اس کے ذکر کا حق کس طرح ادا کر سکتی ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ جو جو بھی ذکر رسول میں کمال حاصل کرتا چلا جاتا ہے وہ اہل ایمان میں اتنا ہی معتبر اور باوقار ہوتا چلا جاتا ہے۔

آپ ﷺ ایمان نہ لانے والوں کا غم نہ کریں

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 18 کہف کی آیت نمبر 6 میں ارشاد فرمایا

فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ عَلٰۤی اٰثَارِہِمۡ اِنۡ لَّمۡ یُؤۡمِنُوۡا بِہٰذَا الۡحَدِیۡثِ اَسَفًا

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ شائید آپ ان لوگوں کی وجہ سے اپنے آپ کو غم سے ہلاک کر ڈالیں گے کہ وہ لوگ کیوں اس قرآن پر ایمان نہیں لاتے''۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی لطیف طبعیت مہربانی کے عظیم احساس کے پیش نظر آپ سے فرمارہا ہے کہ اے میرے محبوب آپ ان بے ایمانوں کے بارے میں اس قدر پریشان کیوں ہوتے ہیں کہ آپ ہر وقت ہی ان کے لیے گھلتے رہتے ہیں آپ کی حساس طبعیت اور صفت رحمت اللعالمین بلاشبہ ہر وقت آپ کو لوگوں کی بہتری کے لیے تگ و دو کرنے پر مائل کرتی رہتی ہے مگر اے نبی آپ ان لوگوں کی ہٹ دھرمی کو اپنی جان کا روگ مت بنائیں آپ نے انہیں میرا پیغام دے دیا ہے بس یہی کافی ہے انہیں آپ میرے لیے چھوڑ دیں اور اپنے آپ کو ان کے غم سے آزاد کر لیں۔

آپ ﷺ کو اصحٰب کہف کا قصہ بطور خاص رب نے سنایا

اللہ رب العزت نے جہاں سارا قرآن اپنے محبوب کو عطا فرمایا وہاں مخصوص قصے بھی عطا فرمائے جن میں قصہ یوسف علیہ السلام اور قصہ اصحٰب کہف بھی ہے ارشاد ہوتا ہے سورۃ نمبر 18 کہف آیت نمبر 13

نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ نَبَاَہُمۡ بِالۡحَقِّ اِنَّہُمۡ فِتۡیَۃٌ اٰمَنُوۡا بِرَبِّہِمۡ وَ زِدۡنٰہُمۡ ہُدًی.

ترجمہ: ''اب ہم آپ ﷺ کو اصل قصے سے یعنی حقیقی قصے سے آگاہ کرتے ہیں۔وہ کچھ جوان لوگ تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے سو ہم نے ان کی ہدایت بڑھا دی''۔

اصحٰب کہف کا قصہ بڑا ہی حیرت انگیز اور دلچسپ ہے اسے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کا نام لیے بغیر بھی نازل کر سکتا تھا مگر جس طرح یوسف علیہ السلام کے قصے سے پہلے بھی اللہ نے فرمایا کہ محبوب ہم آپ کو احسن القصص سنا رہے ہیں اسی طرح یہاں بھی فرمایا کہ آپ کو اصحٰب کہف کے اصل قصے سے آگاہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کا یہاں لفظ آپ استعمال کرنا ہی شان محبوبی کو بڑھانے کے لیے ہے کہ رب کریم نے سارا قرآن بے شک اپنی مخلوق کے لیے نازل فرمایا مگر پہلے تو وہ یہ قرآن اپنے محبوب کو سناتا ہے پھر محبوب کے ذریعے سے مخلوق تک پہنچاتا ہے یہاں بھی عزت مصطفیٰ ﷺ ہی اللہ نے پیش پیش رکھیں۔

Marfat.com

آپ ﷺ ہر کام اللہ کی منشا کے مطابق کیا کریں

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب سے فرمایا سورۃ نمبر 18 کہف آیت نمبر 24

اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ

ترجمہ: ''آپ بطور خاص کام کرنے سے پہلے کہہ دیا کریں کہ انشاء اللہ میں یہ کر دوں گا۔''

تاجدار کائینات کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کی امت کو یہ سبق سکھایا کہ ہر مثبت اور نیک کام کرنے سے پہلے یعنی جب ہم کوئی کام کرنے کا ارادہ ظاہر کرو تو اسے اللہ کی منشا اور رضا کے ماتحت کر دیا کرو اللہ تعالیٰ تمہارا ایسا کہنے پر تمہیں ہر کام میں کامیابی اور برکت عطا فرمائے گا۔ فرمایا گیا کہ محبوب آپ یہ نہ کہا کریں کہ میں کل یہ کام کر دوں گا بلکہ آپ فرمایا کریں کہ میں اللہ کی رضا اور منشا کے مطابق یہ کام کر دوں گا۔ یہ اس لیے بھی ضروری ارشاد فرمایا گیا کہ کوئی بندہ ظاہر ہے برا کام کرنے سے پہلے انشاء اللہ نہیں کہتا تو گویا یہ کہنا درحقیقت لوگوں کو بالخصوص امت مصطفیٰ ﷺ کو برے کاموں سے روکنے کا ایک ذریعہ ہے بالکل اسی طرح کہ ہر اچھا کام اگر بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے تو اس میں برکت پڑ جاتی ہے اور انسان برے کاموں سے رک جاتا ہے اور ان شاء اللہ کہنا بھی دراصل یہ بذریعہ مصطفیٰ ﷺ ہمیں تحفہ نصیب ہوا ہے۔

آپ ﷺ ان کو دو آدمیوں کی مثال سنائیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 18 کہف کی آیت نمبر 32 میں ارشاد فرمایا

وَاضْرِبْ لَھُمْ مَّثَلًا رَّجُلَیْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِھِمَا جَنَّتَیْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰھُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَیْنَھُمَا زَرْعًا

ترجمہ: ''اے نبی آپ ان لوگوں کو دو آدمیوں کی مثال سنائیں ان میں سے ہم نے ایک کو انگوروں کے دو باغ دیئے تھے اور ان کو کھجوروں سے ڈھانپ لیا اور درمیان میں کھیتی رکھی''۔

یہ مثال دراصل دو آدمیوں کی ذہنی کیفیت کی بات ہے اور سوچ کے انداز کی بات ہے کہ ایک شخص کے باغات تھے اور وہ بڑے بار آور تھے خوب پھل اس باغ میں پیدا ہوتے اور وہ باغ میں آ کر کہتا کہ دیکھو میرے پاس مادی وسائل اور قوت ہے کہ جس سے کام لے کر میں نے ان باغوں کو بہت زیادہ پھل دینے والا بنا دیا ہے میں انہیں اور ترقی دوں گا اور ایک دوسرا بندہ جس کے پاس باغ کم تھے اور پھل بھی وہ زیادہ نہیں دیتے تھے وہ کہتا کہ یہ میرے رب کی مرضی ہے کہ کس کو کم دے کس کو زیادہ اگر یہاں نہیں اس نے دیا تو قیامت کو دے دے گا اچھے باغ والا کہتا کہ کون سی قیامت اور کون سی رب کی رضا بھائی میں یہاں بھی اچھا ہوں اور تم سے وہاں بھی اچھا ہی رہوں گا

Marfat.com

اس پر اللہ رب العزت نے اس کے باغوں کو ویران کر دیا تو نیم پاگل ہو گیا اور جو اس سے کمزور کم حیثیت والا تھا اس نے کہا کہ بھائی تمہیں اب سمجھ آ گئی ہے کہ وہ اللہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

آپ ﷺ فرمائیں کہ میرے رب کی شانیں کوئی بیان کر ہی نہیں سکتا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 18 کہف کی آیت نمبر 109 میں ارشاد فرمایا کہ

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ آپ فرمائیں کہ اگر میرے رب کی خوبیاں اور کمالات لکھنے کے لیے تمام سمندر روشنائی بن جائیں تو سمندروں کا پانی ختم ہو جائے گا مگر میرے رب کی خوبیاں اور کمالات احاطہ تحریر میں نہیں آ سکیں گے اگر چہ ایسے ہی اور سمندر ان کے ساتھ ملا دیے جائیں''۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کے ذریعے سے ایسی شان بیان فرمائی کہ وہ اتنا عظیم رب ہے کہ جس کی شانیں اور عظمتیں بیان ہو ہی نہیں سکتیں چاہے کہ ساری زمین پر موجود باقی سیاہی کیوں نہ بن جائے اس آیت کریما میں دراصل حضور ﷺ ہی کی شان بھی چھپی ہوئی ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے محبوب ہیں اور ظاہر ہے محبوب ہر چاہنے والے کے لیے قیمتی ہوتا ہے اور وہ اللہ جس کی اپنی شانیں کوئی بیان کر ہی نہیں سکتا تو اس کے محبوب کی شان بھلا کس طرح بیان ہو سکتی ہے کہ وہ خود اپنے محبوب کی شانیں بیان کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ رب بھی شانوں کے لحاظ سے سب سے ارفع اور اعلیٰ ہے اور اس کا محبوب بھی اپنی صفات کے لحاظ سے سب سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

آپ ﷺ فرما دیجیے کہ میں بے مثال بشر بھی ہوں

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 18 کہف کی آخری آیت کریما نمبر 110 میں ارشاد فرمایا

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ آپ فرما دیجیے کہ میں بھی آپ لوگوں کی طرح ہی ایک بشر ہوں لیکن مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہی ہے لہٰذا جس شخص کو اپنے رب سے ملنے کی امید ہے تو اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے''۔

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کی شان بشریت کو بڑے ہی حسین انداز میں پیش فرمایا ہے کہ کوئی میرے محبوب کو اپنے جیسا نہ سمجھ لے۔ فرمایا کہ ظاہری شکل وصورت میں تو میں بشر ہی نظر آتا ہوں کیونکہ مجھے بشروں کے اندر ہی نہیں مبعوث فرمایا گیا ہے لیکن اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ میں کوئی عام بشر ہوں بلکہ بشریت کے پیکر میں خداوند قدوس کی تجلیات کا حامل ہوں اور نور الٰہی اور وحی الٰہی سے معمور رہتا ہوں عام بشر ہوتا تو کیا میں سرتاج الانبیاء ہوتا یا امام الانبیاء ہوتا۔ عام بشر ہوتا تو قرآن مجھ پر اترتا یا جبریل علیہ السلام میرے در کا دربان ہوتا۔ بس ظاہری طور پر تمہارے جیسا ہوں مگر میرا باطن اللہ کے نور سے جگمگا رہا ہے ۔میرے ظاہر جیسا بھی کوئی نہیں ہے اور باطن جیسا بھی کوئی نہیں ہے۔

سورة مریم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دادا ابراہیم کا ذکر کیجئے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 19 مریم کی آیت نمبر 41 میں ارشاد فرمایا:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا

ترجمہ: "اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کتاب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کا لوگوں سے بیان کریں"۔

اللہ تعالیٰ نے تمام سابقہ کتب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا ہوا ہے اور انہیں جد الانبیاء بھی قرار دیا ہوا ہے۔ تمام انبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے رہے اور اپنی اپنی امتوں کے سامنے ان کے فضائل و مراتب بیان کرتے رہے اسی لیے سارے کے سارے پہلے وہ انبیاء کہ جو اہل کتاب تھے ان کی امتیں ابراہیم علیہ السلام کو اپنا سمجھتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے بطور خاص ابراہیم علیہ السلام کا تعلق اپنے محبوب کے ساتھ منسلک کر دیا کہ ٹھیک ہے وہ سب کے لیے واجب تقلید تھے مگر امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں اپنے محبوب کے صدقے ملت ابراہیمی قرار دوں گا اسی لیے اپنے محبوب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ بطور خاص کروایا تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مونہہ سے نکلی ہوئی بات ہر ایک کے لیے تحقیق کا درجہ رکھنے والی بن جائے اسے لیے آپ سے ان کا ذکر کرنے کو کہا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جبریل اپنی آمد کا مقصد بیان کرتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 19 مریم کی آیت نمبر 64 میں ارشاد فرمایا

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا

Marfat.com

ترجمہ: ''اور نبی علیہ السلام جبریل آپ سے کہتے ہیں کہ ہم صرف رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ اس کے درمیان ہے سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب کسی چیز سے غافل نہیں ہے''۔

حضرت جبریل علیہ السلام وہ معزز فرشتہ ہیں جو ہر نبی کے پاس اللہ کا پیغام اور اس کی وحی لے کر آتے رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں جبریل اکثر و بیشتر آتے رہتے ایک روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام سب سے زیادہ مرتبہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس معزز فرشتے کی مزید عزت بڑھانے کے لیے محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ محبوب یہ فرشتہ ہمارے ہی امر سے تمہاری بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے لہٰذا اس کا بے وقت آنا ممکن ہے آپ کو گراں گذرتا ہو مگر یہ صرف اور صرف ہمارے حکم پر آتا ہے آپ اسے کھلے دل سے قبول فرمایا کیجیے یہ بات خود بھی رب کریم اپنے محبوب سے کہہ سکتا تھا مگر اس نے جبریل علیہ السلام سے کہلوایا کہ اس کی عزت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اور بڑھ جائے اور اس کی تالیف قلب ہو جائے۔

سورۃ طٰہٰ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں

اللہ رب العزت نے سورہ نمبر 20 طٰہٰ کے آغاز یعنی آیت نمبر 2-3 میں ارشاد فرمایا

طٰہٰ o مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤی o

ترجمہ: ''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ پر یہ قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ آپ مصیبت میں پڑ جائیں۔ یہ تو ایک نصیحت ہے اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے''

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے اس سورت کے ذریعے یہ ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ آپ بشیر ہونے کے ساتھ انسانوں کے لیے نذیر بھی ہیں اور انہیں میرے غضب سے آگاہ کرنے والے اور خوف آخرت دلانے والے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ انہیں ڈرسنانے میں اس حد تک منہمک ہو جائیں کہ آپ کو اپنی خبر ہی نہ رہے اور آپ اپنے آپ کو کوئی روگ لگا لیں۔ اے محبوب آپ کا رب آپ کا اس طرح مشقت میں پڑنا گوارہ نہیں کرتا آپ اپنا خیال بھی رکھا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کو بلاشبہ بڑا رقیق القلب بنایا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر وقت غم و کرب میں مبتلا رہنا یہ رب کو اچھا نہیں لگتا تھا رب کریم چاہتا تھا کہ اس کے محبوب کے چہرے پہ مسکراہٹیں بھی کھیلا کریں اور محبوب خوش و خرم بھی رہا کرے اس لیے سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں فرما

Marfat.com

دیا کہ محبوب تبلیغ میں توازن برقرار رکھا کریں۔ ہاں اللہ جن کے دلوں کو ہم نے پہلے ہی سے لطیف وحساس بنایا ہوا ہے ان کے لیے تو آپ کی زبان سے نصیحت یعنی قرآن کا ایک بول بھی کافی ہے آپ کسی پتھر دل کو سارا قرآن پاک سنا دیں ابوجہل کی طرح اس پر قطعاً کوئی اثر نہیں ہوا گا جبکہ ہم مکے کے کنکروں پہاڑوں اور اشجار کو حق شناسی کا شعور عطا کر رکھا ہے اور وہ آپ کو پہچانتے بھی ہیں اور اپ سے محبت بھی کرتے ہیں۔

اور ہم نے آپ ﷺ کو موسیٰ کی حکائیت سے آگاہ فرمایا

اللہ رب العزت نے سورہ نمبر 20 طٰہٰ کے آغاز یعنی آیت نمبر 9 میں ارشاد فرمایا

وَهَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ مُوْسٰی

ترجمہ: ''اور اے محبوب کیا آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حکایت نہیں سنی''۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ طٰہٰ میں ہی اپنے محبوب سے فرمایا کہ آپ اپنے دل کو مضبوط رکھا کریں اور ان گمراہوں اور بے دینوں کے غم میں اپنی جان کو نقصان مت پہنچائیں کہ یہ سب کچھ آپ ہی کے ساتھ نہیں ہو رہا بلکہ پہلے پیغمبروں پر بھی اسی طرح کی سختیاں آتی رہی اور انہیں بھی ہم نے تمام حالات سے مقابلہ کرنے کے لیے روحانی مضبوطی عطا فرمادی تھی جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے ارادے کی مضبوطی کے ساتھ سرفراز فرمایا۔ اے نبی قدمِ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہی آپ یاد کر لیجئے کہ کس طرح ان کو ہم نے دیائے نیل کی لہروں سے نکال کر فرعون کے محل میں پہنچایا پھر اس کے محل میں آپ پروان چڑھے پھر اسی سے آپ برسر پیکار ہوئے۔ یہ سب کچھ تو آپ کے سامنے ہے پھر بھی آپ کیوں مغموم ہو جاتے ہیں۔ آپ مسکراتے رہا کریں آپ کا مسکرانا اور خوش رہنا ہمیں اچھا لگتا ہے۔ یہ بھی حضور علیہ السلام کی تالیف قلب کی خاطر فرمایا اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کو اپنے محبوب علیہ السلام سے کس قدر محبت ہے۔

آپ ﷺ کا رب اپنے قول پر قائم ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 20 طٰہٰ کی آیت نمبر 129 میں ارشاد فرمایا

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى

ترجمہ: ''اور اے نبی ﷺ اگر ایسا نہ ہوتا کہ آپ کے رب نے (اس بارے میں) ایک بات ٹھہرا دی ہے تو اس گھڑی ان پر جرم لگ جاتا اور انہیں سزا ملتی''۔

اللہ تعالیٰ نے قوم موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے اپنے محبوب کو ساری باتیں کھول کھول کر بیان کر دیں اور دوران قصہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ السلام سے بھی خطاب کر کے اس واقع کے مخصوص پہلوؤں کی طرف اشارہ فرماتا

Marfat.com

ہے کہ محبوب علیہ السلام قصے کی تمام اہم جزویات کو سمجھ لیں اور اس میں پوشیدہ پیغام کو بھی جان لیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت کریما کے ذریعے محبوب سے ارشاد فرما رہا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا قانون متعین نہ ہوتو یہ لوگ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے صفحہ ہستی سے مٹا دیے گئے ہوتے مگر آپ کے رب کا قانون یہ ہے کہ وہ کسی بھی بدعملی پر اس کی فوری گرفت نہیں کرتا بلکہ اسے سنبھلنے کا اور توبہ کرنے کا موقع دیتا ہے مگر جب وہ مسلسل ہٹ دھرمی سے کام لے اور اپنے عمل پر غور ہی نہ کرے تو پھر آپ کا رب اسے اسی کے مکافات عمل کے تحت پکڑتا ہے اور پھر اسے عبرتناک سزا سے ہمکنار کر دیا جاتا ہے۔ اے محبوب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو ہم نے بڑی ڈھیل دی مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے اور پکڑے گئے اور آپ بھی اپنی امت کو یہ اصول بتا دیں کہ بدعملی سے اجتناب کریں اور جتنی جلدی ہو سکے اپنے برے کاموں سے رجوع کر کے اللہ کی طرف لوٹیں یہ ان کے لیے اچھا ہے۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صبر کا دامن مت چھوڑیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 20 طٰہٰ کی آیت نمبر 130 میں ارشاد فرمایا

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا. وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّکَ تَرْضٰی

ترجمہ: ''تو اے محبوب علیہ السلام آپ ان کی باتوں پر صبر اختیار کیجئے اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکیزگی بیان کرو سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اس کے غروب ہونے سے پہلے اور پھر رات کی گھڑیوں میں اور دن کے آخری حصے میں اس امید پر کہ اللہ تمہیں راضی کر دے یعنی اس تسبیح کا تمہیں عظیم انعام عطا فرمائے''۔

سورۃ طٰہٰ کا آغاز بھی رب کریم نے اپنے محبوب علیہ السلام کے بارے میں کلمات تالیفِ قلب سے کیا اور اس آیت کریما میں بھی محبوب علیہ السلام کو رب کریم اپنی تسبیح اور اپنے ذکر کے مخصوص اوقات بتا رہا ہے حالانکہ حضور علیہ السلام تو ہمہ وقت اپنے رب کے ذکر میں رہتے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان اوقات کا ذکر کیا کہ ان اوقات میں ذکر الٰہی کی فضیلت اس لیے بڑھ جاتی ہے کہ ان میں قربانی کرنی پڑتی ہے وقت کی کاروبار کی اور دیگر زندگی کی اہم مصروفیات کی کہ جن میں دنیا کا فائدہ ہوتا ہے مگر رب کریم کی بارگاہ سے اجر تو اس وقت ملتا ہے جب نفس کی قربانی کی جائے اور اپنی خواہشات کو رب کی رضا پر قربان کر دیا جائے گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے

Marfat.com

توسط سے امت مصطفیٰ ﷺ کو یہ سبق دیا ہے کہ تم بھی معمول اپنا لو اور اپنے رب کو راضی کر لو تم رب کو راضی کر لو آخرت میں رب تمہیں راضی کر دے گا۔

اے محبوب ﷺ کافروں کی آسائشوں کی طرف مت نگاہ کریں

اللہ رب العزت نے سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر 131 میں ارشاد فرمایا

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَامَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا. لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ. وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى

ترجمہ: ''اور اے سننے والے یعنی اے محبوب علیہ السلام آپ کافروں اور ان کے لواحقین کو جو چیزیں برائے استعمال دے رکھی ہیں ان کی طرف نگاہ بھی مت اٹھائیے یہ زندگی کی بہاریں ان کے لیے اس لیے ہیں کہ ان کو آزمایا جائے آپ کے رب کا رزق سب سے بہتر اور باقی رہنے والا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریما کے تحت بھی اپنی محبوب ہی کے ذریعے امت مسلمہ کو ایک سبق عطا فرمایا ہے اور وہ یہ کہ عمومی طور پر وہ دیکھتے ہیں کہ کفار کے پاس یا دیگر مذاہب کے لوگوں کے پاس دنیاوی مال و دولت کی کثرت ہوتی ہے جب کہ خلصتاً اہل ایمان مال و دولت کی کمی کا شکار رہتے ہیں اور خود کائینات کے مختار جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی دنیاوی آسائیشوں کا حال تو یہ تھا کہ آپ کے گھر کا چولہا کئی کئی دن یا ہفتے نہ جلتا پھر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو کثرت کے ساتھ سامان دنیا عطا نہیں فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ مال و دولت کی کثرت کو اہل ایمان کے لیے پسند ہی نہیں کرتا اس نے کافروں کو بے شمار دولت اور آسائیشیں اس لیے عطا کی ہوئی ہیں کہ ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں مگر اہل ایمان کے ہاں دنیاوی مال و دولت کی قلت اس لیے ہے کہ آخرت ہے ہی ان کے لیے اور جنتیں بھی انہی کے لیے ہیں اس لیے اپنے محبوب سے فرمایا کہ آپ ان کی آسائیشوں اور فراوانیوں کو گہری نگاہ سے دیکھا بھی نہ کریں کہ ان کی حیثیت ہی کوئی نہیں ہے پس آپ ان کو ان کی آسائشوں میں مگن رہنے دیں اور خود تنگدستی اور غربت کے باوجود بس میرا ذکر کرتے رہیئے کیونکہ میرا ذکر ہی سب سے بڑی دولت بہت بڑی نعمت اور سب سے بڑی کامیابی ہے اور یہ دنیا میں سکون قلب مہیا کرتا ہے اور آخرت میں ہمیشہ ساتھ دینے والا ہے جو خزانے کی صورت میں ساتھ رہے گا۔

محبوب ﷺ اپنے گھر والوں کو بھی نماز کا حکم دیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 20 طٰہٰ کی آیت نمبر 132 میں ارشاد فرمایا

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا. لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا. نَحْنُ نَرْزُقُكَ. وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى

Marfat.com

ترجمہ: ''اے محبوب علیہ السلام آپ اپنے گھر والوں کو بھی نماز کا حکم دیں اور خود بھی اس پر قائم رہیے۔ اس پر ہم آپ سے کچھ عوض نہیں مانگتے بلکہ ہم ہی آپ کو رزق عطا کریں گے اور بہتر انجام تو صاحب تقویٰ کے لیے ہے''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے بڑی لطیف بات اپنے محبوب علیہ السلام سے ارشاد فرمائی ہے کہ آپ تو میری بارگاہ سے نماز لے کر آئے اور خود شارح اور شارع ہیں مگر اپنی ذات کے علاوہ آپ اپنے اہل خانہ کو بھی نماز کی پابندی کا حکم دیں کہ وہ بھی اس کی حرمت اور عظمت کا خیال کریں اور باقاعدہ نماز ادا کریں اور اللہ کی بندگی کرنے کا مطلب اے محبوب علیہ السلام یہ بھی ہے کہ وہ اپنی ذات کے لیے مخلوق سے عبادت کے ذریعے یا اس کی صورت میں کوئی اجر طلب کرتا ہے یا اس کو ان کی طرف سے کسی قسم کی حاجت ہے بلکہ وہ تو ساری مخلوقات کا خود روزی رساں ہے لہٰذا جو بھی اس کی بندگی کرے گا اور تقوے کو اپنائے اس کے رزق میں اور ایمان میں برکت ہی برکت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اجر لینے سے بے نیاز ہے جبکہ وہ تو اجر دے کر خوش ہوتا ہے اس لیے آپ خود بھی استقامت صلوٰۃ اختیار کیجئے اور اپنے گھر والوں کو بھی اس کا پابند بنایئے تاکہ اس عمل سے وہ تقوے کی منزل پر پہنچ سکیں اور جو اس منزل پر پہنچا وہی آخرت میں کامیاب وکامران ہوا۔ دنیا میں اہل تقویٰ مطمعن رہیں اور وہ آخرت میں ہمہ وقت فرحان وشاداں رہیں گے۔

آپ کافروں سے کہہ دیں کہ بس تم انتظار کرو

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 20 طٰہٰ کی آخری آیت نمبر 135 میں ارشاد فرمایا

قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا. فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى

ترجمہ: ''اے محبوب علیہ السلام آپ فرمادیجئے کہ سب راہ دیکھ رہے ہیں تم بھی راہ دیکھو تو اب تم جان جاؤ گے کہ کون ہیں سیدھی راہ والے اور کس نے ہدایت پائی''

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے کافروں کی بیہودہ سوچ کا اور ان کی بے معنی باتوں کا جواب اپنے محبوب علیہ السلام کے ذریعے سے دیا ہے۔ واقعہ یوں تھا کہ جب تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار سے کہتے کہ تم ایمان قبول کرلو اور نیک اعمال کرو تو عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے ورنہ سابقہ انبیاء کی قوموں کی غلط کاریوں کی وجہ سے جو عذاب ان پر آیا تم اس سے واقف ہو مگر کفار آگے سے یہ کہتے کہ تم ہمارے اوپر عذاب آنے کی بات کر رہے ہو ہم تمہارے بارے میں یہ سوچ رہے ہیں کہ اس نئے دین کے ساتھ تم کب تک چلو گے اور ایک دن ایسا آئے گا کہ ہم سب مل کر تمہیں ختم کر دیں گے تو اس وقت تو عذاب تم پر آئے گا مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا کہ میرے اللہ کا وعدہ حق ہے عذاب تو تم پر ہی آئے گا تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں تم تو قیامت کو نہیں مانتے مگر اہل ایمان تو قیامت کو مانتے ہیں لہٰذا جب قیامت آئے گی تو تمہیں سب معلوم ہو جائے گا کہ تم کیا سمجھتے تھے اور کیا کرتے تھے۔ ابھی تو اسلام کی دعوت جاری ہے اور میرا رب نہیں چاہتا کہ دور دعوت و تبلیغ میں ہی تم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے البتہ قیامتکو تم ضرور مٹ جاؤ گے اور ابھی تو اللہ نے اپنے دین کو پھیلانا ہے اور قبل قیامت انشاء اللہ اللہ اسلام کا پرچم زمین سے لے کر آسمان تک بلند ہوگا۔

سورۃ الانبیا

آپ ﷺ صرف میری ہی عبادت کیجئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 21 انبیاء کی آیت نمبر 25 میں ارشاد فرمایا

وَمَآ اَرۡسَلۡنَامِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ

ترجمہ: ''اور نبی ﷺ نے آپ سے پہلے کوئی پیغمبر ایسا نہیں بھیجا جس کے پاس یہ وحی نہ بھیجی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا آپ ﷺ میری ہی عبادت کیجئے۔''

انبیاء علیہم السلام تو پیکر عبادت الٰہی ہوتے ہیں مگر یہاں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ السلام کو بطور خاص دوسرے انبیاء کا ذکر کر کے اپنی ہی عبادت کی تلقین کر رہا ہے حالانکہ حضور علیہ السلام کی عبادت تو انبیاء کے لیے بھی قابل رشک تھی لیکن یہاں رب کریم کا یہ فرمانا دراصل محبوب کا اعزاز بڑھانے کی بات کہ آپ نے جس ماحول میں اللہ کی وحدنیت کا پیغام دیا وہ تو پتھر کے بتوں کو پوجنے کا ماحول تھا وہاں تو خدا کا تصور ہی نہیں تھا اللہ کے گھر کے اندر تین سو ساٹھ بت انہوں نے نصب کر رکھے تھے کوئی رزق کا بت تھا۔ کوئی اولاد کا بت تھا۔ کوئی بارش کا بت تھا کوئی شادی کا بت تھا کوئی بیٹوں کا بت تھا کوئی سفر کا بت تھا گویا کہ ہر ایک کام کے لیے ایک ایک بت انہوں نے بت کعبہ شریف کے اندر گاڑ رکھا تھا ان کے سامنے ایک ہی اللہ کی بات کرنی اور اس کے معبود برحق ہونے اور قادر مطلق ہونے کی بات کرنی کوئی آسان کام نہ تھا اور بعض اوقات حضور ﷺ بتقاضائے بشریت پریشان بھی ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ نے سابقہ انبیاء کی مثال دے کر حضور ﷺ کے دل کو مضبوط کیا کہ آپ اپنا کام کرتے رہیں اور ہر لحظہ میری بندگی میں رہیں ایک وقت ایسا آئے گا کہ آپ ہی کے ہاتھوں یہ بت ملیامیٹ ہو جائیں گے اور آپ کے اللہ ہی کا نام اور آپ کا نام باقی رہے گا کیونکہ آپ کا رب ہی معبود برحق ہے۔

Marfat.com

آپ ﷺ سے پہلے بھی انبیاء کا مذاق اڑایا گیا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 21 انبیاء کی آیت نمبر 41 میں ارشاد فرمایا

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ

ترجمہ: ”اے نبی ﷺ آپ سے پہلے بھی انبیاء کا مذاق اڑایا گیا تھا پھر مذاق اڑانے والوں کو وہی عذاب غارت کر گیا جس کا وہ مطالبہ کیا کرتے تھے“۔

سابقہ انبیاء کی طرح حضور علیہ السلام سے بھی مکے کے کافر برملا کہتے بلکہ طنزاً کہتے کہ اے محمد اگر تم واقعی اللہ کے سچے اور آخری نبی ہو تو ہم پر اپنے اللہ سے کہہ کر پتھروں کی بارش کیوں نہیں اتارتے یا فرشتوں کو کیوں نہیں بلواتے کہ جو ہمیں مار ڈالیں حضور نبی کریم ﷺ بڑے تحمل اور وقار سے ان سے فرماتے کہ تم جو کچھ بھی کہہ رہے ہو میرا رب بلاشبہ اس بات پر قادر ہے کہ وہ تمہارے ساتھ ایسا ہی سلوک کرے مگر وہ ڈھیل دیتا ہے اور عذاب نازل کرنے میں جلدی نہیں کرتا میرے رب کی رضا یہ ہے کہ تم لوگ سنور جاؤ اور اس کے عذاب سے بچ جاؤ ہاں جب رب کریم چاہیے گا وہ تمہیں اس طرح صفحہ ہستی سے مٹائے گا کہ تمہارا نام ونشان بھی باقی نہیں رہے گا تم عذاب کی جلدی نہ مچاؤ بلکہ عقل وضرد سے کام لے کر اس رب کریم کی اطاعت قبول کر لو تو تم بچ جاؤ گے ورنہ جس طرح پہلے انبیاء کی قوموں کے ساتھ ہوا ویسا ہی تمہارے ساتھ بھی ہوگا۔

آپ ﷺ ان سے کہیں کہ تمہیں رب کی پکڑ سے کوئی نہیں بچائے گا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 21 انبیاء کی آیت نمبر 42 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ

ترجمہ: ”اے نبی ﷺ آپ ان سے فرمائیے کہ کون ہے جو تمہیں خدائے رحمان کی پکڑ سے رات یا دن کے وقت بچا سکتا ہے“۔

اہل کفر اپنے ازلی جہالت اور حماقت کی وجہ سے جہاں طرح طرح کے عذاب اتارنے کا اپنے پیغمبروں سے مطالبہ کرتے وہاں وہ اپنے رسولوں سے یہ بھی کہتے کہ تم اپنے رب سے کہو کہ ہماری گرفت کرے ہمیں پکڑے

Marfat.com

ہمیں زمین میں دھنسا دے ہمیں معذور کر دے وغیرہ وغیرہ اس پر اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں سے فرماتا کہ آپ صبر وتحمل سے اپنا کام کرتے جائیے اور ان کی باتوں اور بیہودگیوں سے رنجیدہ نہ ہوا کریں اور اب پس بات اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ السلام سے بھی فرما رہا ہے کہ اے میری حبیب ان سے فرما دیں کہ جب اس کی پکڑ آئے گی چاہے دن کے وقت چاہے رات کے وقت تو پھر کون ہے اس قادر مطلق کے سامنے جو دم مار سکے اور اس کی گرفت سے تمہیں بچا سکے جب وہ چاہے گا تم لوگوں میں اپنی گرفت اس طرح فرمائے گا کہ پھر تمہیں سنبھلنے کے لیے ایک لمحے کا موقع بھی نہیں ملے گا اور کیا تم لوگ اپنے اردگرد کے حالات کو نہیں دیکھتے کہ ان میں اس کی کون کون سی نشانیاں پوشیدہ ہیں صاحبان عقل وضر تو اشاروں میں سے بات کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں مگر کافر و تم کتنے بدعقل ہو کہ تمہیں کچھ سجھائی ہی نہیں دیتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 21 انبیاء کے آخری حصے کی آیت نمبر 107 میں ارشاد فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ: ''اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوب علیہ السلام کو ان گنت صفات سے مزین فرمایا ہے آپ کی ہر شان کی ایک الگ حیثیت ہے اور آپ کی تمام صفات سب سے اعلیٰ اور ارفع ہیں مگر ایک بہت بڑی خصوصیت حضور علیہ السلام کی رحمۃ لِلّعالمین ہونا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وجود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنایا ہی پیکر اور سرچشمۂ رحمت ہے جس طرح سورج کا کام ہی روشنی اور توانائی بخشنا ہے اسی طرح محبوب کریم علیہ السلام کا کام ہی رحمت عطا کرنا ہے اور آپ کی رحمت صرف چند انسانوں یا آپ کی امت کے لیے مخصوص نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی جہاں پیدا کیے ہیں اس نے اپنے محبوب کو سب کے لیے رحمت بنایا ہے۔ رحمت کا دوسرا معنی برکت اور شفقت ہے کہ حضور علیہ السلام ہر ایک کے لیے سرچشمۂ رحمت ہیں گویا کائینات کا زرہ زرہ رحمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض حاصل کر رہا ہے رحمت کا جذبہ ماں کی مامتا میں ہے تو یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کا فیض ہے اور اگر انسانوں میں محبت آخوت ہمدردی ایثار قربانی پیار مروت مہربانی کے جذبات ہیں تو یہ سب صدقہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت للعلمین کا کہ اگر آپ کو اللہ پیکر رحمت بنا کر نہ بھیجتا تو دنیا محض ایک ویرانے کا منظر پیش کرتی اور جہاں جہاں بھی زندگی اور محبت ہے یہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود رحمت کا صدقہ ہے۔

Marfat.com

سورۃ الحج

آپ ﷺ ابراہیم علیہ السلام کو یاد فرمائیے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 22 حج کی آیت نمبر 26 میں ارشاد فرمایا

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِیَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ

ترجمہ: ”اور یاد فرمائیے جب ہم نے یعنی آپ کے رب نے ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی جگہ بتادی اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک مت کرنا میرے گھر کو پاک رکھنا طواف کرنے والوں کے لیے قیام کرنے والوں کے لیے اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے“۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ آپ ان کو ان کی خصوصیات کے ساتھ یاد فرمائیے اور یاد فرمانے سے مراد ان کا تذکرہ بھی ہے کہ ان کا ذکر بھی اہل اسلام سے فرمائیے کہ ہم نے انہیں کن کن شانوں سے مزین کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے ذریعے سے یہ بتایا کہ بیت اللہ شریف کی جگہ جو زمانہ گذرنے کے ساتھ ساتھ کسی حد تک معدوم ہو چکی تھی ہم نے خود اس کی نشاندہی فرمائی ابراہیم علیہ السلام سے کہ وہ اس کی دوبارہ اسی جگہ تعمیر نو کریں جہاں اسے حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا تھا۔ بیت اللہ شریف کی تعمیر نو کا کام حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کیا تھا۔ دونوں باپ بیٹا بھی تھے اور دونوں اللہ رب العزت کے برگزیدہ نبی بھی تھے انہوں نے انہی بنیادوں پر اس کو دوبارہ کھڑا کیا۔ اور ان کے اس عظیم کام کو یاد رکھنے کا حکم اللہ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو دیا کہ آپ یاد بھی کیجئے اور اس بات کا ذکر بھی اپنی امت سے فرمائیے کہ کس طرح دونوں نے اس کی تعمیر کو مکمل کیا۔

آپ ﷺ عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری دیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 22 حج کی آیت نمبر 34-35 میں ارشاد فرمایا

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِی الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ.

ترجمہ: ”آپ خوشخبری عطا فرمائیے اُن کو کہ جو اللہ کا ذکر سنتے ہیں تو اُن کے دل کانپ جاتے ہیں اور مصیبت کے وقت صبر اختیار کرنے والے اور نماز قائم رکھنے والے اور ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے کر خرچ کرنے والے“۔

Marfat.com

اے محبوب ﷺ کافروں کا کام ہی جھٹلانا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 22 حج کی آیت نمبر 41-43 میں ارشاد فرمایا

وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّ ثَمُوْدُ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْط

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ کافر آپ کو جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے (بھی) قوم نوح قوم عاد اور قوم ثمود نے بھی جھٹلایا تھا اور قوم ابراہیم اور قوم لوط نے بھی''۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام سے قرآن پاک میں کئی بار فرمایا کہ اے میرے محبوب آپ کافروں کی باتوں پر توجہ مت دیجئے ان کا کام صرف اور صرف انبیاء کی تکذیب کرنا اور ان کو ہر محاذ پر ستانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے فرمایا کہ وہ نمرود کے دور میں اکیلے حق پرست تھے جبکہ ساری قوم بمع نمرود بتوں کی پجاری تھی مگر ابراہیم علیہ السلام نے ان سب کے مقابلے میں صرف میرے یعنی آپ کے اللہ ہی کے معبود ہونے کی بات کی تو انہیں کس طرح سے جھٹلایا گیا حتیٰ کہ آپ کے لیے تو آگ کا الاؤ بھی آپ کو جلانے کے لیے تیار کیا گیا مگر وہ ثابت قدم رہے اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کو بھی ان کی قوم نے جھٹلایا اور مسلسل غلط کاریوں میں مصروف رہی اور اب آپ ﷺ کی قوم آپ کو جھٹلا رہی ہے تو کوئی بات نہیں آپ گھبرایئے نہیں بس ثابت قدمی سے اپنے رب کا پیغام ان کو دیتے رہیئے۔

آپ ﷺ کے رب کا ایک دن ایک ہزار سال کے برابر ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 22 حج کی آیت نمبر 47 میں ارشاد فرمایا

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ یہ کافر اگر آپ سے عذاب کے لیے جلدی کا مطالبہ کر رہے ہیں مگر وہ تو اپنا وعدہ پورا کر کے رہے گا آپ علیہ السلام کے پروردگار کے ہاں ایک دن آپ کے ایک ہزار سال کے برابر ہے''۔

کفار بار بار نبی کریم ﷺ سے کہتے ہیں کہ تم نے ہمارے خلاف جو کرنا ہے جلدی کر لو۔ تم اپنے رب کے عذاب سے ہمیں ہمہ وقت ڈراتے ہو حالانکہ ہم ابھی تک ویسے کے ویسے ہی ہیں اور ہم تمہیں تکلیف بھی

Marfat.com

پہنچاتے رہتے ہیں اس کے باوجود تمہارے رب کی طرف سے ہم پر کوئی عذاب یا اس کی طرف سے کوئی سزا اہم پر نازل نہیں ہو رہی۔ حضور علیہ السلام ان کی اس بیہودہ گفتگو سے پریشان تو ہوتے تھے مگر آپ جواب نہ دیتے اس موقع پر رب کریم اپ سے فرماتا کہ آپ خاطر جمع رکھیئے اور ان سے بس اتنا کہہ دیں کہ تمہاری کرتوتوں کے سبب سے تم پر عذاب ضرور آئے گا مگر ابھی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وقت کا پیمانہ اور ہے اور تمہارے ہاں دن رات اور دیگر اوقات کی اکایاں اور ہیں اس کے ہاں تمہارے دن اور رات محض ایک لمحے کی حثیت رکھتے ہیں اس لیے کہ وہ خود وقت پیدا کرنے والا ہے اسے کس کی چیز کی جلدی ہو سکتی ہے۔ اس کے ہاں تمہارا ایک ہزار سال صرف آسمان کے ایک دن کے برابر ہے۔ لہٰذا محبوب آپ بس استقامت اور حوصلے کے ساتھ ان کی باتیں سنتے جایئے آپ کا رب ہمیشہ آپ کے ساتھ ہی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نذیر مبین ہیں بھی

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کی ایک اور شان کے بارے میں سورۃ نمبر 22 حج میں ارشاد فرمایا آیت نمبر 49 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ

ترجمہ: "اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان سے فرمادیں کہ میں تو صاف صاف ڈرسنانے والا ہوں یعنی خبردار کرنے والا ہوں)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو بہت سی شانوں سے نوازا ہوا ہے آپ کریم بھی ہیں آپ رحیم بھی ہیں آپ صادق بھی ہیں آپ امین بھی ہیں آپ ھادی بھی ہیں آپ شارع بھی ہیں آپ شارح بھی ہیں آپ عظیم بھی ہیں اور آپ اللہ کے محبوب بھی ہیں اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو نذیر مبین کے لقب سے سرفراز فرمایا ہے۔ آپ کو ایک اور مقام پر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ رسول مبین بھی ارشاد فرمایا ہے یہاں نذیر مبین ارشاد فرما کر یہ بتانا چاہا کہ یہ محبوب اپنی طرف نہ کوئی بات کرتے ہیں اور نہ ہی رب کی کہی ہوئی کسی بات کو چھپاتے ہیں یہ صاف صاف اللہ تعالیٰ کی ہر بات کو لوگوں کے سامنے کھول کھول کر بیان کردیتے ہیں۔ اور یہ بھی شان رسالت ہی کا ایک نمایاں پہلو ہے۔

سورۃ المومنون

آپ کے لیے رب کی عطا سب سے بہتر ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 23 المومنون کی آیت نمبر 72 میں ارشاد فرمایا

Marfat.com

اَمۡ تَسۡـَٔلُهُمۡ خَرۡجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيۡرٌ وَّهُوَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ

ترجمہ: ''اور اے نبی ﷺ کیا آپ ان سے مال کی توقع رکھتے ہیں آپ کے لیے تو آپ کے رب کا مال بہتر ہے اور وہی روزی دینے والا ہے''۔

اس آیت کریما میں ایک سوالیہ انداز میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے فرما رہا ہے کہ آپ کا پیغام سن کر یہ یوں بدکتے ہیں یا مونہہ دوسری طرف کر لیتے ہیں جیسے کہ آپ ان سے دنیا کی کوئی چیز یا مال ومتاع مانگ رہے ہوں۔ حالانکہ آپ تو خود میرے قاسم رزق ہیں یہ بھلا آپ کو کیا دے سکتے ہیں مجھے علم ہے کہ آپ کو ہرگز ہرگز ان سے کسی دنیاوی منفعت کی توقع نہیں ہے مگر یہ اپنی حماقت کے سوچ میں آپ کی تبلیغ سے بھی گریزاں ہیں حالانکہ آپ تو ان کو بھلائی کی خیرات عطا کرنے والے ہیں۔ ان بے چاروں کو کیا پتہ کہ آپ کا رب ہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے اس کے خزانوں میں قطعاً کوئی کمی نہیں۔ وہی سب سے ارفع اور اعلیٰ رزاق ہے بس یہ احمق ہیں جو آپ سے مونہہ موڑتے ہیں۔

آپ ﷺ ان کا بتاتے ہیں کہ سب کچھ اللہ ہی کا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 23 المؤمنوں کی آیت نمبر 86-85 میں ارشاد فرمایا

سَيَقُوۡلُوۡنَ لِلّٰهِ قُلۡ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ قُلۡ مَنۡ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبۡعِ وَرَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ آپ ان سے پوچھیں کہ اگر تمہیں کچھ علم ہے تو بتاؤ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے یہ کس کا ہے''۔

کفار کے سامنے سامنے چونکہ مجموعی طور پر کوئی عذاب نہیں آیا تھا اور وہ اللہ کے محبوب علیہ السلام کے ساتھ زیادتیاں بھی کرتے اور طرح طرح کے بے سروپا سوالات بھی کرتے اور کہتے کہ ہمیں علم ہے کہ زندگی کس طرح گذارنی ہے تو اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کے ذریعے سے ان سے پوچھا کہ بتاؤ کہ یہ سب کچھ جو بھی تمہیں زمینوں آسمانوں میں نظر آتا ہے یہ کس کا ہے تو یہ فوراً کہہ دیں گی کہ اللہ کا کہ ان کے ذہن میں بحرحال ایک خالق کا تصور تو تھا مگر وہ اس اللہ کی خالقیت کا اقرار نہیں کرتے تھے بس مانتے ضرور تھے کہ کوئی ان دیکھی طاقت موجود ہے تو حضور علیہ السلام نے اللہ کے فرمانے پر ہی ان سے سوال کیا کہ اگر مانتے ہو کہ اللہ ہی ان سب چیزوں کا مالک ہے تو پھر سرعام اس کی توحید کا اعلان کیوں نہیں کرتے اور اسے وحدہ لاشریک کیوں نہیں مانتے اس کی طاقتوں اور اس کی عظمتوں کا اعتراف بھی کرتے ہو مگر میرے سامنے اس کے اوپر ایمان لانے سے گریز کرتے ہو آخر تمہاری اس احمقانہ سوچ کا کیا علاج ہے۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی تالیف قلب ہی کی خاطر ان کی ذہنیت سے آپ علیہ السلام کو آگاہ فرمایا۔

Marfat.com

آپ ﷺ فرمائیے کہ میرے سامنے عذاب نہ آئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 23 المومنون کی آیت نمبر 93-94 میں ارشاد فرمایا

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّیْ مَا يُوْعَدُوْنَ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

ترجمہ: ”اے نبی ﷺ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اے میرے رب اگر ان پر وہ عذاب آئے جس کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے تو مجھے ان ظالموں سے الگ رکھنا“۔

کفار کا اکثر و بیشتر مطالبہ حضور نبی کریم ﷺ سے یہی ہوتا کہ آپ اپنے رب سے کہیں کہ وہ ہم پر عذاب نازل کرے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے فرمایا کہ محبوب آپ مجھ سے دعا کیا کریں کہ آپ کی موجودگی میں میرا عذاب ان پر نازل نہ ہو۔ گویا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ السلام کے توسط سے حضور ﷺ کی امت کو یہ سبق دے رہا ہے کہ انہیں ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت کی طلب اور مغفرت کی دعا کرتے رہنا چاہیئے کوئی کچھ بھی کہتا پھرے پس اللہ کی گرفت اور اس کے عذاب سے بچنے کے ہمہ وقت دعا کرتے رہنا ہی سنت مصطفیٰ ﷺ ہے اور تعلیم قرآن بھی ہے۔

آپ ﷺ شیطانوں کے وسوسے سے بچنے کی دعا مانگیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 23 مؤمنون کی آیت نمبر 97 میں ارشاد فرمایا

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ

ترجمہ: ”آپ دعا کیجئے کہ اے میرے رب میں شیطانوں کے وسوسے سے تیری پناہ مانگتا ہوں“۔

اللہ رب العزت نے محبوب علیہ السلام کو جو دعائیں عطا فرمائیں ان کا اصل مقصد کو سرکار مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے حضور ﷺ کی امت کو دعاؤں کے یہ تحفے عطا کرنا تھا مگر قرآن تو تب قرآن بنتا ہے جب یہ محبوب کے مبارک لبوں سے نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی کسی کو عطا فرمایا وہ حضور نبی کریم ﷺ کی وساطت سے عطا فرمایا حتیٰ کہ جو کافر ہیں انہیں بھی اپنے محبوب کی رحمت ہی کا صدقہ عطا فرمایا کہ انہیں ان کی کرتوتوں کی بنا پر رب کریم فوری گرفت میں نہیں لیتا نہ ان پر اچانک عذاب نازل کرتا ہے تو اس نے اپنے محبوب کے ذریعے سے حضور ﷺ کی امت کو دعا عطا فرمائی کہ وہ شیطانوں کے وسوسوں سے پناہ مانگیں کہ اللہ انہیں ان سے محفوظ رکھے کیونکہ وسوسہ انسان کو ذہنی اور قلبی طور پر کمزور کر دیتا ہے اور ایمان کی پختگی میں خلل ڈالتا ہے اس لیے شیطانی وسوسوں سے پناہ مانگنا یہ امر ربی بھی ہے اور دعائے مصطفیٰ ﷺ بھی ہے۔

Marfat.com

آپ ﷺ اپنے رب سے بخشش طلب فرمائیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 23 مومنون کی آخری آیت نمبر 118 میں ارشاد فرمایا

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

ترجمہ: "اے نبی ﷺ آپ کہیئے کہ اے میری رب مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما تو ہی سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔"

اس آیت کریما میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے ذریعے ہمیں بخشش طلب کرنے کی دعا کھائی ہے محبوب علیہ السلام آپ مونہہ سے یہ دعا کریں تا کہ آپ کی امت کے لیے یہ حجت بن جائے وگرنہ حضور ﷺ تو خود مالک جنت ہیں اور صاحب شفاعت ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے نورانی لبوں سے نکلنے والے کلمات کو امت کی بخشش کا بہانا بنانا تھا اس لیے یہ دعا بھی اپنے محبوب علیہ السلام کو عطا فرمائی کہ آپ امت کو اس دعا کا تحفہ دے دیں تا کہ وہ جنت کے حقدار ہو سکیں اور قیامت کے دن سرخرو بھی ہو سکیں گویا اللہ کی عنایات کا ذریعہ بھی حضور علیہ السلام ہی ہیں۔

سورۃ النور

آپ ﷺ فرمادیں کہ ایمان والو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 24 نور میں ارشاد فرمایا آیت نمبر 30

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ.

ترجمہ: "اے نبی ﷺ آپ مومن مردوں سے کہیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنے ستر کی حفاظت کریں"۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم علیہ السلام کے ذریعے سے اہل ایمان مرد حضرات کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں اور خواہ مخواہ ادھر ادھر بے مقصد نہ گھمایا کریں اور بالخصوص جب ان کے سامنے غیر محرم عورتیں آ جائیں تو شرم وحیاء اور انسانی عظمت و وقار کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نگاہیں جھکا لیا کریں تا کہ ان کی نگاہوں کے راستے سی شیطان ان کے دلوں میں داخل نہ ہونے پائے۔ خود نبی کریم ﷺ ہمیشہ اپنی نگاہیں زمین کی طرف ہی رکھ کر چلتے اور آپ کا اندازِ خرام ناز اس قدر بھلا اور دل آویز ہوتا کہ لوگ حضور ﷺ کے چلنے کے انداز کو دیکھ کر بھی سبحان اللہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے چونکہ اپنے محبوب علیہ السلام کو مجموعہ رشد و ہدایت بنایا ہے اس لیے آپ ﷺ کی ذات کو بھی پیکر کمالات انسانی بنایا تا کہ آپ کی ہر ادا واجب التقلید بن جائے۔

Marfat.com

اے محبوب ﷺ آپ لوگوں کو قسمیں کھانے سے منع فرمائیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 24 نور کی آیت نمبر 53 میں ارشاد فرمایا

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ. قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

ترجمہ: ''اور اے نبی ﷺ یہ منافق لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر آپ انہیں جہاد کا حکم دیں گے تو وہ ضرور نکلیں گے تو آپ ان سے کہہ دیں کہ قسمیں نہ کھائیں بس جو دستور ہے اس کے مطابق اطاعت کرو اور بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ہر کام سے باخبر ہے کہ تم کیا کیا کچھ کرتے ہو۔

یہ آیت کریما منافقین کی جھوٹی قسموں کے متعلق ہے کہ وہ دربار رسالت میں آ کر حضور ﷺ کو اور آپ علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے صحابہ کرام کو محض اپنے ایمان کا یقین دلانے کے لیے جھوٹی قسمیں اٹھاتے کہ یا رسول اللہ آپ حکم فرمائیں پھر دیکھیں کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت تو جانتا تھا کہ وہ جھوٹے ہیں اور محض اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لیے اس کے محبوب کے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ان کی فطرت اور ان کے جھوٹ سے آگاہ فرما دیا اور ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ کسی کی بات ماننے کے لیے قسم اٹھانے کی ضرورت نہیں ہوتی بس عمل کر کے دکھاؤ تو وہی سب کچھ ہے اور ایمان کی کامیابی قسموں پر نہیں وہ سچی اطاعت مصطفی ﷺ اور اللہ کی بندگی میں ہے۔ صحابہ کرام حضور ﷺ کے سامنے قسمیں نہیں اٹھاتے تھے کہ یا رسول اللہ ہمیں قسم ہے کہ ہم یہ کام ضرور کریں گے بلکہ ان کا طرز عمل تو یہ تھا کہ وہ اپنے محبوب آقا کی جنبش ابرو کے منتظر رہتے تھے اور ان کے ایک اشارے پر سردھڑ کی بازی لگا دیتے تھے۔

آپ ﷺ ان سے اللہ اور اپنی سچی اطاعت کی بات کریں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 24 نور ہی میں آیت نمبر 54 میں ارشاد فرمایا

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ. وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ. وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا. وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

ترجمہ: ''آپ ان سے فرمائیں کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم اس سے روگردانی کرو گے تو پھر رسول اپنے کیے کا ذمے دار ہے اور تم اپنے کیے کے ذمے دار ہو

Marfat.com

لیکن اگر تم رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور اس رسول کے ذمے تو صاف صاف پیغام پہنچا دیتا ہے"۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کے لیے بذریعہ رسول کریم ایک مطلقاً حکم ارشاد فرمادیا کہ مسلمانی صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور سچی فرماں برداری کا نام ہے۔ اگر حکم رسول سُن کر بھی کسی نے عمل نہ کیا تو پھر وہ اپنے کیے کا ذمے دار خود ہے رسول کریم ﷺ اس بات کے مکلف نہیں ہیں کہ وہ تمہاری ہر بات کی نگرانی کریں یا تمہیں چھوٹی چھوٹی باتیں سمجھانا شروع کر دیں بلکہ ایک واضح اعلان فرمانا محبوب علیہ السلام کا کام ہے اس پر عمل کرنا ہر ایک کا اپنا ذمہ ہے۔ اگر رسول کریم اللہ تعالیٰ کا پیغام نہ پہنچائیں تو پھر تو خداوند قدوس ان سے بھی پوچھ سکتا ہے مگر جب انہوں نے ایک ایک حرف وحی الٰہی کا بذریعہ قرآن تم لوگوں تک پہنچا دیا تو پھر اس سے روگردانی کیسی۔ اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے دہرا کر رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے کہ اللہ تو انسانوں سے براہ راست بات نہیں کرتا تو جب وہ بات اپنے رسول کے ذریعے سے کرتا ہے تو پھر رسول کا ہر حکم خدا کا حکم ہوتا ہے اور اس کی اطاعت لازمی ہو جاتی ہے۔ اطاعت مصطفیٰ ﷺ ہی کامیابی کی ضمانت ہے اور رہی یہ بات کہ محبوب کسی کے بارے مکلف ہے کہ نہیں تو فرمایا کہ اس کا کام تو صاف صاف پیغام تم لوگوں تک پہنچا دینا ہے اور اس کو ماننا اور عمل کرنا تمہارا اپنا ذمہ ہے۔

اس محبوب ﷺ کی اجازت کے بغیر مجلس سے مت جایا کرو

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 24 نور کی آیت نمبر 62 میں ارشاد فرمایا

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ.

ترجمہ: "ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب کسی اجتماعی کام کے موقع پر رسول ﷺ کے ساتھ ہوں تو کبھی اٹھ کر نہیں جاتے جب تک کے رسول سے اجازت نہ لے لیں۔"

صحابہ کرام کی تربیت کے لیے اللہ رب العزت نے بارگاہ رسالت میں حاضری اور پھر وہاں بیٹھنے کے آداب سے انہیں بذریعہ قرآن ہدایات عطا فرمائیں حالانکہ صحابہ کرام تو سنت مصطفیٰ ﷺ کے پیکر تھے اور ان کا ہر کام ہی اتباع مصطفیٰ ﷺ میں ہوتا تھا مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو مزید پختگی ایمان عطا کرنے کے لیے یہ ہدایات عطا فرمائیں۔ کبھی کبھار جب صحابہ کرام کسی اہم مسئلے کے لیے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں مل کر بیٹھے ہوتے

Marfat.com

تو کچھ صحابہ اپنے کسی ضروری کام کی خاطر بڑی خاموشی سے اٹھ کر چلے جاتے مگر حضور ﷺ ان سے کچھ نہ فرماتے کیونکہ آپ تو سراپا کرم اور سراپا رحمت وشفقت تھے آپ خاموش رہتے اور ان لوگوں سے اٹھ کر جانے کی وضاحت طلب نہ کرتے مگر اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ حرکت پسند نہ آئی اس نے بارگاہ رسالت میں آنے اور پھر وہاں بیٹھنے کا ایک ضابطہ تا قیامت ان کو عطا فرما دیا کہ کام چاہے جیسا بھی ہو اور کتنا ہی ضروری کیوں نہ ہو مصطفیٰ ﷺ کی اجازت کے بغیر تمہیں اس بارگاہ سے اٹھ کر جانے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ تمہاری زندگی کی کوئی بھی ضرورت میرے محبوب کی بارگاہ میں حاضری سے زیادہ اہم اور ضروری نہیں ہے۔ اور اجازت مانگنے پر بھی اگر محبوب اجازت نہ دے تو اس کی گرانی دل پر محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ تمہارے کام میرے محبوب کی بارگاہ کے لمحوں سے زیادہ نہ قیمتی ہیں نہ اہم ہیں لہٰذا ادب اور احترام کے ساتھ بیٹھے رہا کرو اور اس طرح کے کاموں سے گریز کیا کرو کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی گرفت میں نہ آ جاؤ۔

سورۃ الفرقان

آپ ﷺ ان سے کہہ دیں کہ قرآن اس کا ہے جو زمینوں آسمانوں کے بھید جانتا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 25 فرقان کی آیت نمبر 6 میں ارشاد فرمایا

قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

ترجمہ: ”اے نبی ﷺ آپ ان سے کہہ دیں کہ یہ قرآن اس کا نازل کردہ ہے جو آسمانوں اور زمین کے بھید جانتا ہے اور بڑا بخشنے والا مہربان ہے“۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے ایک خود ساختہ خیال کی شدت سے نفی فرمائی ہے کہ وہ یہ کہتے تھے کہ یہ قرآن اس رسول کا اپنا ہی بنایا ہوا یا ترتیب دیا ہوا ہے۔ اس کی تردید تو قرآن میں کئی اور مقامات پر بھی رب کریم فرما چکا ہے مگر یہاں پھر اسی بات کو دہرا کر ارشاد فرمایا کہ تم لوگ غلط خیال میں پھنسے ہوئے ہو یہ قرآن رب العزت کا کلام ہے جو ساری کائیناتوں کا مالک بھی ہے اور ان کے چھپے ہوئے رازوں سے بھی آگاہ ہے لیکن وہ رحیم و کریم ہے اس لیے تمہارے غلط نظریے اور تمہاری بے سروپا باتوں پر تمہاری گرفت نہیں فرماتا بلکہ وہ سنبھلنے اور سمجھنے کا موقع عطا فرماتا ہے اور کافروں کو موقع دیے جا رہا ہے کہ وہ قرآن اور صاحب قرآن پر ایمان لے آئیں اور مان لیں کہ یہ کلام محمد عربی کا خود ساختہ بنایا ہوا نہیں ہے بلکہ اس کا ایک ایک حرف رب کریم کا ہے۔

Marfat.com

آپ ﷺ کے مخالف کبھی راہ پر نہیں آسکتے

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم کی سورۃ نمبر 25 فرقان کی آیت نمبر 9 میں ارشاد فرمایا

اُنظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا

ترجمہ: ''اے نبی علیہ السلام دیکھیں کہ یہ لوگ آپ کے بارے میں کیسی عجیب باتیں کرتے یا بناتے ہیں وہ ایسے گمراہ ہیں کہ وہ سیدھی راہ پر آ ہی نہیں سکتے''۔

اللہ رب العزت نے ہر مقام پر قرآن حکیم میں اپنے محبوب کی عزت عظمت کا دفاع کیا ہے اور محبوب علیہ السلام کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ کفار اور مشرکین مکہ حضور علیہ السلام کے بارے میں بہت سے باتیں بناتے مگر رب کریم فرماتا کہ تم لوگ جاہل ہو اور تم نہیں سمجھتے کہ میرا محبوب عظمت کے کسی مقام پر فائز ہے یہ اپنی مرضی سے تو ایک لفظ بھی نہیں کہتا یہ جو بھی بات تم لوگوں سے کرتا ہے وہ تو میرا ہی حکم ہوتا ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم سے نوازا ہوا تھا وہ حضور ﷺ کی باتوں پر غور کرتے اور جب ان کے دل سرکار مصطفیٰ ﷺ کے قول کی صداقت کی گواہی دیتے تو وہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاصر ہو کر اسلام قبول کر لیتے مگر جنہیں اللہ تعالیٰ ہی ہدایات سے محروم رکھنا چاہتا تھا انہیں وہ اپنے محبوب کی بات کو سمجھنے کی توفیق ہی عطا نہیں فرماتا تھا سو اس نے فرما دیا محبوب یہ راہ پر آنے والے لوگ نہیں ہیں آپ ﷺ کی بیہودہ باتوں پر توجہ ہی نہ دیا کریں۔ یہ گمراہ لوگ ہیں اور ہم نے ان کے مقدر میں ہدایت لکھی ہی نہیں ہے۔

محبوب ﷺ آپ سے پہلے پیغمبر بھی چلتے پھرتے تھے عام انسانوں کی طرح

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 25 فرقان کی آیت نمبر 20 میں ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ.

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ آپ سے پہلے بھی جتنے پیغمبر ہم نے بھیجے تھے وہ کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے''۔

کفار مکہ حضور علیہ السلام سے اکثر یہ بات کہتے تھے کہ ہماری عقل کے مطابق اللہ کا نبی تو بشری ضروریات اور بشری تقاضوں سے بے نیاز ہوتا ہے اس کا رب اسے کھلاتا پلاتا ہے یا اسے ہی کھلانا پلانا چاہیے۔ یہ کیسا نبی ہے کہ جو ہماری طرح کھانا بھی کھاتا ہے خرید و فروخت بھی کرتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اس کے تو سارے کام ہی ہماری طرح کے ہیں پھر اس میں نبوت کی خصوصیات کیا ہوئیں ان کے نزدیک نبی وہی ہو سکتا تھا جو مافوق

Marfat.com

الفطرت کام کرنے والا ہو اور اسے کسی قسم کی انسانی احتیاج نہ ہوتی مگر رب کریم نے اپنے محبوب سے فرمایا کہ میں نے تمام نبیوں کو انسانوں ہی میں مبعوث فرمایا اور آپ کو بھی انسانوں ہی میں بھیجا ہے کیونکہ مجھے آپ کے ذریعے سے انسانوں کی اصلاح ہی مقصود ہے اور یہ اتنے بیہودہ اور نادان لوگ ہیں کہ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ کیسا نبی ہے جو بازاروں میں چلتا ہے پھرتا ہے۔ پدراصل قصور تو ان کی کم عقلی اور کم فہمی کا تھا ورنہ وہ ابوبکر صدیق کو غور سے دیکھتے تو پتہ چلتا کہ وہ ان سب سے زیادہ فہم وفراست کے مالک ہیں اور اسی لیے انہوں نے سب سے پہلے محمد مصطفیٰ ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے انہوں نے حضور ﷺ کا بازاروں میں چلنا بھی دیکھا تھا اور ان کی زبان سے دلوں کی دنیا کو بدل کر رکھ دینے والا رب کا کلام بھی سنا تھا اس لیے وہ حضور ﷺ کو صرف بازاروں میں چلتا پھرتا نہ دیکھتے بلکہ وہ آپ پر رب کی رحمتوں کا نزول دیکھتے تھے اس لیے وہ مراد پاگئے اور کامیاب وکامران ہو گئے۔

قرآن کا تبدریج اتارنے کا مقصد آپ ﷺ کے دل کو مضبوط کرنا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 25 فرقان کی آیت نمبر 32 میں ارشاد فرمایا

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً. كَذٰلِكَ. لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا

ترجمہ: ''اور کافروں نے کہا اس شخص پر پورا قرآن کیوں نہیں اتارا گیا ایسا اس لیے ہے (اے محبوب) کہ ہم آپ کے دل کو مضبوط کریں ہم نے قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر نازل کیا ہے''۔

اس آیت کریما سے پہلے تو رب کریم نے حضور علیہ السلام سے سابقہ پیغمبروں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اے محبوب ان لوگوں کو آپ کا اس طرح چلنا عجیب سا لگتا ہے اور اب یہ کہتے ہیں کہ آپ پر ہم نے قرآن ایک دفعہ نازل کیوں نہیں کر دیا اور یہ بھی ان کی حماقت سے بھرپور سوچ ہے۔ قرآن ہم نے کیسے نازل کرنا ہے یہ تو ہم بہتر جانتے ہیں بھلا ان بے چاروں اور لاچاروں کو کیا علم کہ ہماری کیا کیا مصلحتیں ہوتی ہیں بہر حال محبوب ممکن ہے کہ آپ ان کی باتوں سے پریشانی محسوس کرتے ہوں اور یقیناً آپ پریشان ہو بھی جاتے ہیں لیکن ہم آپ کو بتا رہے ہیں کہ تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن اتارنا اس لیے ہے کہ آپ پر بوجھ نہ پڑے اور دل کی مضبوطی قائم رکھیں اور مختصر سے ہمارے پیغام کو آسانی سے لوگوں تک پہنچا سکیں۔

آپ ﷺ پر ہونے والے اعتراضات کا جواب ہم دیں گے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 25 فرقان ہی کی آیت نمبر 33 میں ارشاد فرمایا:

وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا

Marfat.com

ترجمہ: ''اور (اے نبی) یہ لوگ جو اعتراض کرتے ہیں یا کریں گے ہم اس کا ٹھیک جواب اور بہترین وضاحت آپ کو بتادیں گے''۔

کفار کوئی ایسا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتے تھے کہ جس سے حضور ﷺ کو ذہنی تکلیف نہ ہو۔ وہ نئی نئی ترکیبیں سوچتے حضور علیہ السلام کو پریشان کرنے کے لیے نئی نئی چالیں چلتے طرح طرح کے منصوبے بناتے اور طرح طرح کے عجیب وغریب سوالات بھی کرتے جن کا جواب سرکار مصطفیٰ ﷺ ان کو فوری طور پر نہ دیتے بس خاموش رہتے اور حضور ﷺ کے خاموشی سے وہ بڑی خوشی محسوس کرتے اور آپس میں مل بیٹھ کر کہتے دیکھو آج ہم نے محمد عربی کو خاموش کر دیا ہے مگر ان نادانوں کو کیا معلوم تھا کہ اس خاموشی میں بھی اللہ رب العزت کی رضا اور اس کی کوئی مصلحت شامل ہے اور پھر اس کا محبوب ان کے ہر سوال کا جواب دینے کا مکلف بھی نہیں کہ یہ جو پوچھیں وہ فوراً بتادیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر اپنے محبوب کے وقار اور آبرو کو قائم رکھا اور فرمایا کہ محبوب آپ صبر کریں ان لوگوں کی باتوں کا جواب آپ کا رب خود ان کو دے گا جس سے یہ لوگ لاجواب اور بے بس ہو جائیں گے اور آپ اس سے خوشی اور قلبی مضبوطی محسوس کریں گے فی الوقت آپ صبر اختیار کیجئے اور ان کو ہر مقام پر قرآن کا پیغام دیتے جایئے۔

یہ لوگ آپ ﷺ کو دیکھ کر مذاق اڑاتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 25 فرقان کی آیت نمبر 41 میں ارشاد فرمایا:

وَاِذَا رَاَوْکَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَکَ اِلَّا هُزُوًا. اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا

ترجمہ: ''اور اے نبی ﷺ یہ لوگ جب آپ ﷺ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کیا یہی ہے جسے اللہ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے''۔

اس آیت کریما میں بھی رب کریم اپنے محبوب علیہ السلام کی عظمت اور نفس نبوت کا دفاع کر رہا ہے کہ یہ لوگ آپ کی سادگی اور آپ کا پیکر بشریت دیکھ کر کہتے ہیں کہ کیا اللہ نے اس شخص کو اپنا رسول بنایا ہے۔ ان کفار کے ذہنوں میں یہ بات گھسی ہوئی تھی کہ اللہ کا نبی عام انسانوں کی طرح نہیں ہوتا۔ پھر اگر عام انسانوں ہی میں سے ہو تو پھر بھی اسے دنیاوی لحاظ سے تو کم از کم بڑا ہی صاحب حیثیت ہونا چاہیے۔ ان کی عقل کی رسائی ہی اس قدر تھی کہ وہ دیناوی لحاظ سے خوش حال شخص کو کامیاب سمجھتے تھے اور حضور علیہ السلام نے تو الہام الٰہی ہونے والا نبی ہونے کا اعلان فرمایا تھا مگر آپ تھے تو در یتیم تو ان کے دماغوں میں یہ بات تھی کہ ایک یتیم یا مالی طور پر کمزور شخص اللہ کا نبی کیسے ہو سکتا ہے ان بے چاروں کو کیا معلوم تھا کہ ساری کائینات کے خزانوں کا مالک یہ محبوب خالی ہاتھ کیوں ہے۔ وہ ظاہر بیں تھے اور دروں بینی ان کے بس کا روگ نہیں تھی اس لیے وہ عقل اور مادیت کے ترازو پر حضور ﷺ کو تولتے تھے مگر عشقان مصطفیٰ آپ ﷺ کے خالی ہاتھوں میں بھی جنت کی کنجیاں دیکھ لیا کرتے تھے۔

Marfat.com

آپ ﷺ اپنی ہی خواہش کے پجاری کے ذمے دار نہیں ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ فرقان کی آیت نمبر 43 میں ارشاد فرمایا:

اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَهٗ ھَوٰهُ. اَفَاَنْتَ تَکُوْنُ عَلَیْهِ وَکِیْلًا

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی ہی خواہش کو اپنے معبود بنا رکھا ہے اور کیا آپ ﷺ اس کے ذمے دار ہیں''۔

سورۃ فرقان میں اللہ تعالیٰ نے کفار کی جبلت کے مختلف گوشوں کو مختلف انداز میں پیش کیا ہے انہوں نے ہر طرح سے محبوب علیہ السلام کو پریشان کیا اور اللہ ہر طرح سے محبوب علیہ السلام کی دلجوئی فرماتا رہا اسی ضمن میں اس آیت کریما سے پہلے کچھ آیات میں قیامت کے دن یہ لوگ جو کہیں گے اس سے بھی اللہ تعالیٰ آگاہ فرما رہا ہے کہ اے محبوب یہ قیامت کے دن ضرور اعتراف کریں گے بلکہ حسرت کے ساتھ کہیں گے کہ کاش ہم نے اس رسول کا ساتھ دیا ہوتا اور قرآن پر ایمان لا چکے ہوتے مگر قیامت میں ان باتوں کا ان کو مطلقاً کوئی فائدہ نہیں ہوگا ہاں اگر یہ اب اس وقت یعنی زندگی میں آپ کی بات پر غور کریں تو فائدے میں رہیں گے۔ آپ ان کو اللہ کی بندگی کی دعوت دیتے ہیں مگر ان بدنصیبوں کی بدنصیبی کی انتہا یہ ہے کہ ایک تو یہ بتوں کو پوجتے ہیں اور ان سے بڑھ کہ یہ لوگ اپنی ہی خواہش نفس کی پوجا کرتے ہیں یعنی ان کی خواہشات ہی ان کا معبود ہیں اور ان کی اس بندگی پر ہم ان محاسبہ تو ضرور کریں گے اور ان کی گمراہی پر آپ سے مطلقاً کوئی سوال نہیں کیا جائے گا کیونکہ میں نے عقل کا چراغ تو انہیں بھی عطا فرمایا ہوا ہے ان کے پاس دل ہے آنکھیں ہیں سوچ ہے سمجھ ہے یہ سب کچھ دیکھتے ہیں مگر ایمان سے محروم ہیں تو قصور ان کا اپنا ہی ہے ان کو ان کے حال میں مست رہنے دیجئے ہم تو ان کو جانوروں کے زمرے میں شمار کرتے ہیں لیکن اے محبوب ہماری نگاہ میں تو یہ جانوروں سے بھی زیادہ گئے گذرے اور نکمے ہیں وہ تو پھر بھی اپنے مالک کو پہچانتے ہیں مگر یہ تو اپنی اصلیت پر دھیان ہی نہیں کرتے۔

آپ ﷺ ان سے قرآن کے ذریعے سے جہاد کریں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 25 فرقان کی آیت نمبر 52 میں ارشاد فرمایا

فَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَجَاھِدْھُمْ بِهٖ جِھَادًا کَبِیْرًا

ترجمہ: اے نبی ﷺ آپ ان کافروں کی بات مت سنیں بلکہ قرآن کے ذریعے سے ان کے ساتھ زبردست جہاد کریں۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ آپ کفار کی مختلف باتوں کا اثر قبول نہ کیا

Marfat.com

کریں یہ تو سارے کے سارے آپ ﷺ کے خلاف ہیں جبکہ آپ کے ساتھ آپ کا خدا ہے لہٰذا ان کی باتوں کو یکسر نظرانداز کر کے آپ عامۃ الناس کو قرآن کا پیغام دیتے رہیں قرآن حکیم کی صداقت از خود دلوں میں گھر بناتی ہے اور قرآن حکیم کی تبلیغ اور اس کے احکامات طبقہ انسانی تک پہنچانا ہی سب سے بڑا جہاد ہے اور محبوب علیہ السلام آپ کا تو ہر لمحہ جہاد میں گذر رہا ہے بس آپ اپنے رب کے توکل اور بھروسے پر اپنا کام کرتے جائیے۔

محبوب ﷺ ہم نے شان مبشریت اور نذیریت کے ساتھ آپ ﷺ کو بھیجا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 25 فرقان کی آیت نمبر 56 میں ارشاد فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا

ترجمہ: ’’اور اے محبوب علیہ السلام ہم نے آپ کو بھیجا ہی بشیر و نذیر بنا کر ہے‘‘۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو بے شمار شانیں عطا فرماتی ہوئی ہیں مگر آپ کی شان مبشریت اور شان نزیریت کا ذکر قرآن حکیم میں کئی جگہ اور کئی بار کیا ہے اور یہ حضور کی وہ خاص شان ہے کہ جو انسانوں کو زندگی کی بہار اور اس کا مقصد عطا کرتی ہے کہ اگر تم اللہ کے بندے بن کر رہو گے تو خوشخبریوں سے تمہارا دامن بھرپور ہوتا رہے گا اور اگر تم راہ خدا یا راہ ہدایت سے خود ہی برگشتہ ہو گئے تو پھر تمہاری ابدی زندگی کی کامیابی کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ اللہ کے محبوب ﷺ اس لیے جنت کی خوشخبریاں اور رب کے انعامات کی بات پہلے فرماتے جہنم کی ہولناکی کی بات بعد میں کرتے اس لیے کہ لوگوں کو رب کی بارگاہ کے قریب انعامات اور احسانات الٰہی کی باتیں سنا کر لایا جاتا ہے ڈرایا بعد میں جاتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی شان مبشریت کو قرآن میں بار بار دہرایا ہے اور خود حضور ﷺ بھی اکثر صحابہ کرام سے رب کریم کے فضل و عنایات کی باتیں ہی زیادہ کرتے تھے جنہیں سن کر صحابہ کا ذوق ایمان اور بڑھ جاتا تھا۔

آپ ﷺ فرمادیں کہ آپ کا اجر رب کے پاس ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 25 فرقان کی آیت نمبر 57 میں ارشاد فرمایا

قُلْ مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا

ترجمہ: ’’اے نبی ﷺ آپ فرمادیجئے کہ میں تم لوگوں سے اپنا اجر تبلیغ نہیں مانگتا مگر تم میں سے جو چاہے رب کا راستہ اپنا لے‘‘۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ اعلان کر دیں کہ میں تم لوگوں سے کچھ بھی طلب نہیں کرتا یعنی کہ میری تبلیغ کا مقصد میرا کوئی ذاتی مفاد حاصل کرنا نہیں کیونکہ اللہ کا نبی اپنی ذات کی خواہشات سے بالاتر

Marfat.com

ہوتا ہے اور جملہ مساعی صرف رب کی رضا اور اس کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے لہٰذا اے لوگوں تم یہ مت سمجھو کہ میں تم سے تبلیغ اسلام کا صلہ طلب کروں گا ہاں میرا صلہ تو یہی ہے کہ تم رب کی قریب ہو جاؤ اور اپنے آپ کو آتش جہنم سے بچالو۔

آپ ﷺ صرف رب پر توکل کیجئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 25 فرقان کی آیت نمبر 58 میں ارشاد فرمایا

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ. وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا

ترجمہ: ''آپ ﷺ اس زندہ وجاوید اللہ پر توکل قائم رکھیں جسے کبھی موت نہیں اور اس کی پاکی اور حمد بیان فرماتے رہئے اور وہ کافی جانتا ہے اپنے بندے کے گناہوں کو''۔

اللہ رب العزت نے اس آیت کریما میں آپنے محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ اپنے حیی وقیوم رب پر بھروسہ رکھیئے اصل زندگی تو اے محبوب علیہ السلام رب کی تسبیح اور اس کی سچی بندگی ہے اور محبوب بھلا آپ سے بڑھ کر اس سچے رب کی تسبیح کرنے والا کون ہے لہٰذا آپ اسے مستقل اپنایئے اور ہاں آپ کا رب اپنے بندوں کے ہر قسم کے کاموں سے بہت زیادہ باخبر ہے بس آپ اپنے رب کے علیم اور خبیر ہونے کی اطلاع انہیں دیتے رہا کریں وہ جانتا ہے کہ کوئی کیا کر رہا ہے۔

آپ ﷺ ان سے کہہ دیں کہ ان کے رب کو ان کی کوئی پرواہ نہیں

اللہ رب العزت نے سورہ نمبر 25 فرقان کی آخری آیت کریما نمبر 77 میں ارشاد فرمایا

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ آپ ان سے فرما دیجئے کہ اگر تم میرے رب کی بندگی نہ کرو گے تو تمہارے رب کو اس کی کیا پرواہ ہے اور اس کو نہ پوچھنے کا گناہ و عذاب تو تمہیں ہی ہوگا''

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کے ذریعے سے پوری نسل انسانی کو یہ پیغام دیا اور بالخصوص مشرکین اور کافروں کو کہ اللہ کی بندگی اختیار کرنا اور صرف اسی ایک رب ہو ہی معبود برحق ماننا یہ انسانوں کے اپنے لیے ہی فائدہ مند ہے اگر وہ اس کی شان وحدہ لاشریک کو مان لیں گے اور اے نبی آپ کا کلمہ پڑھ لیں گے اور اس کی بندگی کا حق ادا کریں گے تو فائدہ ان کا اپنا ہی ہے ان کی بندگی کی رب کو کیا پرواہ ہے وہ تو اللہ الصمد ہے یعنی بے نیاز رب ہے وہ کائیناتوں کو بنانے والا رب ہے اسے کسی کی عبادت سے کیا فائدہ ہے ہاں فائدہ انہی کا ہے کہ اس نے جو ضابطہ حیات اے نبی آپ کے ذریعے سے ان کو عطا فرمایا بس اس پر عمل کرلیں تو یہ کامیاب ہو جائیں گے اور ناکامیوں اور ابدی محرمیوں سے بچ جائیں گے۔

Marfat.com

سورۃ الشعراء

آپ ﷺ ان کے غم میں جان نہ گھلائیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 26 شعراء کے آغاز میں آیت نمبر 3 میں ارشاد فرمایا

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ کہیں آپ اپنی جان ہی سے کھیل جائیں اس غم میں کہ یہ ایمان کیوں نہیں لاتے''۔

اللہ رب العزت کو اپنے محبوب علیہ السلام سے کتنی محبت ہے اور اللہ کو اپنے حبیب کے قلب اطہر کی لطافت کا کتنا خیال ہے کہ اس نے قرآن کے ذریعے محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ اپنی جان کا فکر کریں اپ کی زندگی مجھے سارے جہانوں سے زیادہ عزیز ہے اور آپ جب ملول ہوتے ہیں تو آپ کا رب بھی آپ کے بارے میں محسوس کرتا ہے اور رب کریم تو اپ کی خوشی اور تالیف قلب چاہتا ہے وہ یہ نہیں چاہتا کہ آپ ان بے ایمانوں کے غم میں ہی رو یا رہا کریں بلکہ آپ اپنی جان کو خوش رکھیں۔اور مسکراہٹ بھی چہرے پر لایا کریں اور خوش بھی ہوا کریں۔آپ ان کے بارے میں آپ کا رب ہو کر آپ کے لیے فکر مند ہو جاتا ہوں۔اس لیے آپ جہاں تک طبیعت ساتھ دے اس حد تک تو ضرور ان کے بارے میں فکر مند ہوں مگر ہر وقت ان ہی کے فکر میں رہنا آپ کے لیے مناسب نہیں ان کا انتظام اللہ خود کرے گا بس آپ اپنے چہرۂ والضحیٰ پر مسکراہٹیں بھی بھکیرتے رہا کریں اور دیگر خوشیاں بھی حاصل کیا کریں۔

آپ ﷺ انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خبر سنائیے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 26 شعراء کی آیت نمبر 68-69 میں ارشاد فرمایا

وَاِنَّ رَبَّکَ لَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ۝ وَاتۡلُ عَلَیۡھِمۡ نَبَاَ اِبۡرٰھِیۡمَ

ترجمہ: ''اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے اور اے نبی ﷺ آپ انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں خبر دیجیے''۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریما میں اپنے محبوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ آپ ان لوگوں کو اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ سنائیے کہ جب انہوں نے اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ بتاؤ تم کس کی بندگی کرتےہو تو قوم نے جواب دیا تھا کہ ان کی بندگی کرتے ہیں جنکے گرد ہم گھیرا بنا کر بیٹھے رہتے ہیں یعنی بتوں کی

Marfat.com

اس آیت کریما کے ذریعے سے رب کریم اپنے محبوب علیہ السلام کے توسط سے آپ کی قوم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت کے بارے میں آگاہ کرنا چاہتا ہے کہ اے محبوب اگر یہ لوگ تمہارے سامنے بت پرستی کرتے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ اے محبوب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بھی ایسی ہی بات ہو چکی ہے انہوں نے بھی ہمارے حکم پر اپنی قوم سے یہ سوال کیا تھا کہ تمہارا معبود کون ہے تو انہوں نے بتوں کے متعلق بتایا تو اب اے محبوب اہل مکہ بھی تو بتوں ہی کے پجاری ہیں اور سوچ ان کی بھی وہی ہے جو ان سے پہلے لوگوں کی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر جب اپنی قوم کو انتباہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ تم سب گمراہ ہو اور مشرک ہو تو پھر ان کے ساتھ کیا ہوا محبوب آپ جانتے ہی ہیں لہٰذا آپ ان کی بت پرستی سے غم نہ کھائیں بس ان کو اپنے اللہ کی وحدنیت اور اپنے رسالت عظمیٰ کا پیغام دیتے رہیے اللہ تعالیٰ ان ہی میں سے اپنے ماننے والے ضرور پیدا کرے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب ہی غالب قوت والا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 26 شعراء کی آیت نمبر 68 میں ارشاد فرمایا

وَاِنَّ رَبَّکَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ

ترجمہ: ''بے شک اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا رب زبردست غالب قوت والا ہے۔''

اس آیت کریما کا پس منظر حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوموں کے متعلق ہے کہ وہ قومیں سرعام اپنی انبیاء کا مذاق اڑاتیں تھیں اور ان کی ہر قدم پر مخالفت کرتی تھیں سو اللہ تعالیٰ نے ان کی مسلسل بدکاریوں اور نافرمانیوں پر جب ان کی گرفت کی تو انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا اور ان کی داستانیں یا قصے کہانیاں ہیں ہم ان سے مرعوب ہونے والے نہیں ہیں۔ ان کی ان فضول باتوں کو سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رنجیدہ ہو جاتے اور فرماتے کہ کس قدر نادان لوگ ہیں کہ یہ کسی بھی بات کا اثر ہی قبول نہیں کرتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ محبوب ان انبیاء کی قوموں کے ذہنوں میں بھی یہ بات تھی کہ وہ خود زبردست ہنر و فن کے ماہر لوگ ہیں کوئی اکا کیا بگاڑ سکتا ہے مگر اے محبوب جب ان پر تمہارے رب کی گرفت ہوئی اور اس کا غضب ان پہ نازل ہوا تو وہ قصہ پارینہ بن کر رہ گئے اسی طرح اپ ان کو چھوڑیں اور یاد رکھ لیں کہ آپ کا رب ہی سب سے غالب قوت والا ہے وہ جب چاہے گا ان کی گرفت فرمالے گا کہ ان کو پھر سنبھلنے کا موقع بھی نہیں ملے گا۔

قرآن محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے قلب اطہر پر اتارا گیا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 26 شعراء کی آیت نمبر 192-193 میں ارشاد فرمایا

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ

Marfat.com

ترجمہ: ''اس قرآن کو روح الامین لے کر اترے۔ آپ کے قلب اطہر پر تا کہ آپ ﷺ اس سے ڈر سنائیں''۔

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم کو اپنے محبوب علیہ السلام کے قلب انور پر بذریعہ جبریل علیہ السلام نازل فرمایا یعنی قلب مصطفیٰ ﷺ دراصل مہبط وحی الٰہی تھا جس پر ہمہ وقت قرآن حکیم بھی اتر تا رہتا تھا اور اللہ کی انوار و تجلیات کا نزول بھی ہوتا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر اس لیے اس آیت کریما میں کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا دل اور مضبوط ہو سکے اور حضور علیہ السلام خوشی محسوس کریں کہ رب کریم بار بار قلب مصطفیٰ ﷺ کا ذکر قرآن کے حوالہ سے فرماتا ہے۔ قرآن پاک کا ایک ایک حرف اور ایک ایک لفظ رحمت و شفاء کا حامل ہے اور اس کا اثر یعنی اللہ کے کلام کا اثر یقینی ہوتا ہے تو پھر آپ اندازہ فرمائیے کہ جس دل پر سارے کے سارے قرآن کا نزول ہوا اس دل کی فیض رسانی اور اس کے مخزن شفا ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے گویا قلب انور مصطفیٰ ﷺ دراصل خزانہ انوار تجلیات الٰہی ہے اور یہ قلب آگے سے اپنا فیض منتقل کرتا ہے۔

محبوب ﷺ کی خاطر قرآن عربی زبان میں نازل کیا گیا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 26 شعراء کی آیت نمبر 195 میں ارشاد فرمایا

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ

ترجمہ: ''قرآن کو عربی زبان میں یعنی آپ ﷺ کی ہی زبان میں نازل کیا گیا۔

حضور علیہ السلام کی قوم چونکہ عربی زبان بولنے والی قوم تھی اس لیے اللہ رب العزت نے قرآن بھی اپنے محبوب کی قوم ہی کی زبان میں اپنے محبوب پر نازل کیا تا کہ آپ کے توسط سے آپ کی قوم کو قرآن سمجھنے میں آسانی ہو۔ قرآن کا گویا عربی زبان میں اترنا یہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کا ہی صدقہ ہے ورنہ رب کریم جس زبان میں چاہتا قرآن نازل فرماتا مگر چونکہ محبوب کی زبان عربی تھی اس لیے اسے عربی ہی میں اتارا حالانکہ یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو ہر مخلوق کی بولی کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے حوالے سے قرآن خود اس بات کا شاہد کہ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو درندوں چرندوں پرندوں وغیرہ کی بولیاں سمجھنے اور ان کو ان ہی کی زبان میں جواب دینے کی صلاحیت یا معجزہ عطا فرمایا ہوا تھا مگر یہاں معاملہ چونکہ محبوب کی زبان کا تھا سو اللہ نے اپنے محبوب کی زبان کو ہی قرآن کی زبان بنا دیا گویا یہ بھی اعزاز مصطفیٰ ﷺ ہی ہے کہ اللہ نے عربی زبان کو محض اپنے محبوب کی خاطر دائمی عزت اور دائمی وقار عطا فرما دیا اور قیامت میں بھی عربی زبان ہی بولی جائے گی۔

Marfat.com

آپ ﷺ مومنوں پر اپنی رحمت کا بازو پھیلائے رکھیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 26 شعراء کی آیت نمبر 214 میں ارشاد فرمایا

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ

ترجمہ: ''اے محبوب ﷺ آپ اپنے پیروکار مومنین پر اپنی رحمت کا بازو پھیلائے رہیں''۔

حضور نبی کریم ﷺ کفار کی طرح طرح کی مخالفانہ اور بے سروپاء باتیں سن کر پریشان ہو جاتے اور کفار کی باتیں سن کر کچھ نو مسلم صحابہ بھی اقائے کریم علیہ السلام سے کبھی کبھی کوئی بات پوچھ لیتے تو بعض اوقات حضور علیہ السلام ان کی بات کو جواب نہ دیتے مگر رب کریم نے اپنی محبوب سے فرمایا کہ آپ تو ہیں ہی رحمت اللعالمین آپ کا دروازہ تو ہر وقت ہر ایک کے لیے کھلا ہے اسی طرح آپ کا بازوئے شفقت اور عنائیت بھی سادہ دل مسلمانوں کے لیے ہر وقت کھلا رہنا چاہیے تا کہ کوئی بندہ آپ کی رحمت سے محروم نہ رہے اور اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ محبوب آپ اپنی امت پر اپنی رحمت کا فیض ہمیشہ لٹاتے رہیں کیونکہ ہم نے ساری کائیناتوں کے سارے خزانے آپ کو عطا کر رکھے ہیں بس آپ ﷺ ان پر رحمت ہی فرمایا کریں۔

اللہ اے محبوب رضی اللہ عنہ آپ کو ہر وقت دیکھتا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 26 شعراہ کی آیت نمبر 218 میں ارشاد فرمایا

الَّذِىْ يَرٰكَ حِيْنَ تَقُوْمُ

ترجمہ: ''اور وہ آپ کا رب آپ ﷺ کو دیکھتا ہے جب آپ عبادت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام سے اپنی محبت کا اظہار ایک اور زاویے سے فرما رہا ہے کہ محبوب علیہ السلام آپ اپنے روزمرہ کے کاموں یا تبلیغ دین سے فارغ ہو کر اپنے رب کی بندگی کے لیے جب بھی کھڑے ہوتے ہیں تو آپ اس وقت اپنے رب کی نگاہ کرم میں ہوتے ہیں یوں تو رب کی نگاہ ہمہ وقت ساری کائیناتوں پر ہوتی ہی مگر اس کا نکتہ اور زاویہ نگاہ اس وقت صرف آپ ﷺ ہی ہوتے ہیں کہ وہ تو آپ کی اداؤں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے آپ کا قیام کرنا رکوع کرنا سجدہ کرنا تلاوت کرنا ان سب باتوں سے آپ کا رب آپ کو دیکھ کر از حد خوش ہوتا ہے کہ آپ اپنے رب کے محبوب جو ہیں اور محبت کرنے والے کو محبوب کی ہر ادا اچھی لگتی ہے اور خصوصاً جب محبوب محبت سے باتیں کر رہا ہو عبادت میں محبوب چونکہ آپ میری رضا چاہ رہے ہوتے ہیں اس لیے میری نگاہ رحمت اور عنائیت آپ ہی پر بطور خاص مذکور ہوتی ہے۔

Marfat.com

سورۃ النمل

آپ ﷺ کافروں سے ان کی سچائی کی کوئی دلیل مانگیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 27 نمل کی آیت نمبر 64 میں ارشاد فرمایا

ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ. قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ کہ (اے کافرو!) اگر تم سچے ہو تو اپنے سچ کی کوئی دلیل لاؤ''۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو معجزات کثرت کے ساتھ عطا فرمائے اور حضور علیہ السلام نے ان کا مناسب موقعوں پر اظہار بھی فرمایا بے شمار لوگ تو حضور ﷺ کے معجزات کو دیکھ کر ایمان لے آئے مگر ازلی اور ابدی خباثت اور اندھیرے جن کے من میں موجود تھے وہ ایمان کی دولت وسعادت سے محروم رہے اور نبی کریم ﷺ کی ذات پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے رہے اور آپ کو ہر وقت مختلف طریقوں سے پریشان بھی کرتے رہے بالآخر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے فرمایا کہ یہ تو آپ کے رب کے کلام یعنی قرآن پر بھی اعتراض کرتے ہیں آپ ان سے کہیں کہ اس جیسی ایک سورت ہی بنا کر لے آئیں اور یقیناً یہ لوگ سب مل ملا کر بھی ایسا ہرگز نہیں کر سکتے اب یہاں ارشاد فرمایا کہ انہیں کہو کہ یہ کوئی اپنی ہٹ دھرمی کی صداقت کی کوئی دلیل پیش کریں یعنی ان کے پاس پتھر کے بے بس بتوں کے سوا اور ہے ہی کیا۔ نبی کریم ﷺ نے گویا ان سب کو ایک کھلا چیلنج دے دیا کہ اپنی طرف سے کوئی دلیل لاؤ کہ تم اپنی بات میں سچے ہو اور وہاں میرے رب نے تو بطور دلیل نبوت مجھے بہت سے معجزات سے نوازا ہوا ہے جبکہ تمہارے پاس تو محض بے عقلی اور بیہودگی کے کچھ بھی نہیں ہے۔

آپ ﷺ ان کو زمین پر چل پھر کر غور وفکر کی دعوت دیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 27 نمل کی آیت نمبر 69 میں ارشاد فرمایا

قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ

ترجمہ: ''اے محبوب علیہ السلام آپ ان (کافروں) سے کہیں کہ یہ زمین پر چل پھر کر دیکھیں یعنی غور کریں کہ اخر کار کافروں کا کیا انجام ہوا''

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں پہلی قوموں کے حالات بیان فرمائے جو حضور نبی کریم ﷺ کفار کے سامنے بیان فرما دیتے کہ اللہ تعالیٰ نے سابقہ پیغمبروں کی نافرمان قوموں کے ساتھ ایک معاملہ کیا وہ یہ سن کر کہتے کہ ہم کیسے تمہاری بات کو مان لیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے ذریعے محبوب سے فرمایا کہ

Marfat.com

آپ ﷺ انہیں یہ فرمائیں کہ ذرا ملک ملک یا نگر نگر چل پھر کر اجڑی ہوئی بستیوں کو دیکھو ان کے کھنڈرات اور نشانات کو دیکھو اور پھر انہیں دیکھنے کے بعد عقل وخرد سے کام لے کر جائزہ لو کہ آخر کون ہے کہ جس نے آن واحد میں ہنستے بستے شہروں کو نیست و نابود کر دیا اور اگر یہ اب تک دوبارہ بحال نہیں ہو سکے تو اس میں کیا راز ہے اگر تم میری باتوں کو یونہی سمجھتے ہو تو پھر ان چیزوں کو دیکھ کر بتاؤ کہ مجھے کس نے ان کی تباہی اور بربادی سے آگاہ کیا۔ یقیناً وہ میرا رب ہی ہے کہ جو مجھے ان حالات واقعات سے باخبر کرتا ہے اور تم لوگوں سے میری حفاظت بھی فرماتا ہے۔

محبوب ﷺ آپ کا رب بڑے ہی فضل والا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 27 نمل کی آیت نمبر 73 میں ارشاد فرمایا

وَاِنَّ رَبَّکَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَشْکُرُوْنَ

ترجمہ: ''اے محبوب ﷺ عامۃ الناس پر بڑے فضل والا ہے لیکن اکثر لوگ ناشکرے ہیں یعنی وہ اس کے فضل کا اعتراف ہی نہیں کرتے''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو اپنی ایک شان سے آگاہ فرمایا کہ محبوب آپ کا رب فضل کے خزانوں کا مالک ہے اور وہ عمومی طور پر اپنی مخلوق پر فضل ہی کرتا ہے مگر لوگ تو اس کے فضل کی حقیقت کو سمجھتے ہی نہیں اور اس کا شکر ادا نہیں کرتے حالانکہ آپ کا رب تو شکر کرنے والوں کو اور زیادہ عطا فرماتا ہے مگر عام ذہن کا آدمی ناشکری کا مرتکب ہوتا رہتا ہے وہ یہ نہیں جانتے کہ اگر اللہ کا فضل شامل حال نہ ہو تو وہ تو سانس بھی نہیں لے سکتے لیکن محبوب ﷺ میں خود فضل کرتا ہوں اور ان ہی کے لیے آپ کو رحمت کا پیکر بنایا ہے اس لیے آپ انہیں میری اس شان سے بھی آگاہ کر دیں کہ جو ماننے والے ہیں وہ میرا اور شکر کریں اور مجھ سے میرا فضل طلب کرتے رہیں۔

آپ ﷺ بے شک آپ ﷺ واضح حق پر ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 27 نمل کی آیت نمبر 79 میں ارشاد فرمایا

فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ. اِنَّکَ عَلَی الْحَقِّ الْمُبِیْنِ

ترجمہ: ''تو محبوب ﷺ آپ اپنے اللہ پر ہی توکل رکھیئے اور آپ تو بلا شبہ کھلے یعنی روشن حق پر ہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے ہر مقام پر قرآن مجید میں اپنے محبوب کی تالیف قلب فرماتی ہے۔ جہاں ذرہ برابر بھی قلب مصطفیٰ ﷺ پر بوجھ آیا اللہ تعالیٰ نے اسی وقت نہ کوئی آیت کریما نازل فرما دی اس آیت کریما میں بھی رب کریم نے فرمایا کہ محبوب آپ کا ہر اٹھنے والا قدم حق پر مبنی ہے اور آپ سب کچھ اپنے رب کی رضا سے کر رہے ہیں اس

Marfat.com

لیے آپ ان کفار کی باتوں کی طرف زیادہ توجہ نہ دیا کریں بس حق کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہیں آپ کا رب خود حق ہے اور آپ کو حق پر گامزن رکھے ہوئے ہے۔ آپ حق کی دعوت دیتے رہیئے۔

آپ ﷺ کی بات نہ سننے والے زندہ ہو کر بھی مردہ ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 27 نمل کی آیت نمبر 80 میں ارشاد فرمایا

اِنَّکَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰی وَلَا تُسۡمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوۡا مُدۡبِرِیۡنَ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ آپ زندہ لاشوں کو سنائیں بھی تو یہ نہیں سنیں گے اور کانوں والے بہیرے بھی آپ کی آواز نہیں سنیں ے وہ تو اپ کی پا کار سن کر پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلتے ہیں''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا حوصلہ بلند کرنے کے لیے فرمایا کہ میرے محبوب آپ کی بار بار دعوت حق پر یہ لوگ یعنی کافر توجہ نہیں کرتے آپ ان کے بارے میں فکرمند نہ ہوں کیونکہ یہ لوگ زندہ ہو کر بھی مُردہ ہیں اور جس طرح کوئی مردہ کسی کی آواز سن کر بھی جواب نہیں دے سکتا اسی طرح یہ آپ کی دعوت پر لبیک نہیں کہتے یہ زندہ مردے ہیں اور یہ کان رکھتے ہوئے بھی بہرے ہیں یعنی یہ حق کی صدا آپ کے مونہہ سے سننا ہی نہیں چاہتے اور جو آپ کے قریب آنا ہی نہ چاہے آپ بھی اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیں پس پیغام دے دیا کریں اور ان کے انجام کی فکرمت کیا کریں۔

آپ ﷺ فرما دیجئے کہ میں تو صرف اس امن والے شہر کے رب کی بندگی کرتا ہوں

حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر ایک آیت نمبر 91 سورۃ نمبر 27 نمل میں فرمایا

اِنَّمَآ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الۡبَلۡدَةِ الَّذِیۡ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَیۡءٍ وَّاُمِرۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ

ترجمہ: ''اے لوگو مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں صرف اور صرف اس ایک رب کی بندگی کروں جو اس امن والے شہر مکہ کا رب ہے اور ہر چیز اسی کی ہے اور مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں فرماں برداروں میں رہوں۔''

حضور علیہ السلام نے جب اعلان نبوت فرمایا تو اس وقت اللہ کے گھر کعبۃ اللہ میں کم و بیش تین سو ساٹھ بت موجود تھے اور وہ کوئی نئے سجائے گئے بت بھی نہ تھے بلکہ صدیوں سے وہ لوگ ان کی پوجا کر رہے تھے اور سرکار مصطفیٰ ﷺ نے صرف ایک ہی معبود برحق کی خدائی کا اعلان کیا اور انہیں اسی ایک خدا کی پوجا کا حکم دیا تو وہ سب حیران ہو گئے کہ ایک ہی خدا بھلا نظام کائینات کیسے چلا سکتا ہے مگر چونکہ رہتے مکے میں تھے اور ان کے دلوں

Marfat.com

کی کسی نہ کسی گوشے میں بتوں کی پوجا کرنے کے باوجود ایک قادر مطلق ہستی کا تصور بحر حال موجود تھا اس لیے اللہ نے اپنے محبوب سے فرمایا کہ یہ اس شہر مکہ تو حرمت والا مانتے ہیں مگر تمہارے رب تک ان کی رسائی نہیں ہے بس آپ انہیں اس کے ایک ہونے کا پیغام دیتے رہا کریں اور کہا کریں کہ میں تو صرف ایک ہی اللہ کو مانتا ہوں اور اسی کے ہر حکم کی تابعداری کرتا ہوں۔ گویا حضور ﷺ سب سے پہلے موحد بھی ہیں اور سب سے پہلے مسلمان بھی ہیں۔

آپ ﷺ فرما دیجیے کہ جو ہدایت چاہے گا اس کا اپنا ہی بھلا ہوگا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 27 نمل کی آیت نمبر 92 میں ارشاد فرمایا

وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ. فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِه. وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ

ترجمہ: ''اور مجھ کو حکم ملا ہے کہ میں قرآن پڑھ کر سناؤں سو (میرے پیغام یا تبلیغ کے بعد) جو شخص ہدایت پر گامزن ہوگا وہ اپنے ہی فائدے کے لیے ہوگا اور جو شخص گمراہی اختیار کرے گا تو وہ بھی اپنے ہی نقصان کے لیے کرے گا پس اے محبوب آپ یہ بھی فرمار یں کہ میرا کام تو صرف تم لوگوں کو متنبہ کرتا ہے۔''

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کو لوگوں کے اعمال سے مطلقاً بری الذمہ قرار دے دیا کہ اے محبوب آپ انہیں قرآن سنائیے یعنی اس کا پیغام ان کو دیتے جائیے اور آپ کی زبان سے قرآن سن کر جو بھی اس کی صداقت پر ایمان لائے گا اور اس کے فرمودات پر عمل کرے گا وہ یقیناً ہدایت پا جائے گا اور جو ہدایت پر چلے گا اس کا اپنا ہی فائدہ ہے یعنی اس کا اجر صرف اسے ہی دیا جائے گا کیونکہ کوئی شخص کسی دوسرے کے اعمال کا ذمے دار نہیں ہے جو اچھا کرے گا اس کا اجر بھی اچھا پائے گا اور جو برائی کرے گا اس کا اجر بھی برا ہی پائے گا اچھا ہوگا تو بھی اپنے لیے اور برا ہوگا تو بھی اپنے لیے دنیا میں انسانی برائی کرتا ہے اپنے فائدے کے لیے مگر یہی اس کی سب سے بڑی نادانی ہے کہ وہ دوسروں کے ساتھ جو کچھ کر رہا ہے دنیا میں تو وہ ان کو ہوسکتا ہے نقصان پہنچا رہا ہو مگر دراصل وہ خود اپنے آپ کو نقصان پہنچا رہا ہے اور جو دوسروں کا فائدہ کر رہا ہے دراصل وہ اپنا فائدہ کر رہا ہے اے محبوب آپ کا کام پیغام دینا ہے اور انہیں ڈرسنانا ہے جو دیگر پہلے انبیاء بھی کرتے رہے بس تبلیغ کرنے کے بعد ان سے بے نیاز ہو جائیں۔

آپ ﷺ فرما دیجیے کہ ساری خوبیاں اللہ ہی کو واجب ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 27 نمل کی آخری آیت کریما نمبر 93 میں ارشاد فرمایا

Marfat.com

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا. وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ

ترجمہ: ''آپ فرما دیجئے کہ سب خوبیاں صرف اللہ ہی کے لیے مخصوص ہیں اوہ یقیناً تم سب کو قیامت کے دن اپنی واضح نشانیاں دکھا دے گا'' اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریما میں اپنے محبوب سے فرمایا کہ بس آپ میری ہر وقت تسبیح و تحلیل کرتے ہیں اور میری تقدیس بیان کرتے ہیں اس لیے آپ اپنی زبان مصطفائی سے انہیں بھی یہ بتا دیں کہ سارے جہانوں کی ساری تعریفیں صرف آپ کے رب کے لیے مخصوص ہیں اور کوئی اس کی خوبیاں بیان کر ہی نہیں سکتا ہاں محبوب اپ انہیں یہ بھی فرما دیں کہ جو بھی اللہ کی خوبیاں ہمہ وقت بیان کرتا رہے گا وہ خود بھی خوبیوں کا حامل ہو جائے گا یعنی رب اسے اپنے ذکر کا انعام یہ عطا فرماتا ہے کہ وہ لوگوں میں صاحب عزت ہو جاتا ہے۔ ہاں یہ بھی ان کو بتا دیں کہ اس کی خوبیاں قیامت کے دن یہ اپنی انکھوں سے دیکھ لیں گے کہ ان کے رب نے جو کہا تھا وہ سچ تھا۔ اور اللہ ان سب کے کاموں سے بھی باخبر ہے اسے ان کے ایک ایک لمحے کی خبر ہے کہ کوئی کیا کرتا ہے۔

سورۃ القصص

محبوب ﷺ ہم خود آپ کو قرآن کی تلاوت سناتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 28 قصص کے آغاز میں ارشاد فرمایا آیت نمبر 3

نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ

ترجمہ: ''اے محبوب علیہ السلام ہم آپ کو موسیٰ اور فرعون کا قصہ ٹھیک پڑھ کر سناتے ہیں یعنی بذریعہ وحی آپ کو مطلع کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں''۔

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم کو حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے قلب مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمایا مگر اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ محبوب اس کا نازل کرنا دراصل ہمارا تلاوت کرنا ہے۔ یعنی رب کریم اپنا کلام خود بھی پڑھتا ہے۔ اللہ اکبر، اور جب وہ خود پڑھ کر جبریل کو آیات مقدسہ سے آگاہ کرتا ہے تو وہ پڑھتا تو اپنے محبوب کے لیے ہی ہے اور اسی لیے اس نے فرمایا کہ محبوب کلام میر ہے لیکن میرا پڑھنا اور تمہارا پڑھنا ایک ہی ہے۔ تم جب اسے اپنی زبان سے پڑھتے ہو تو لوگ اسے قبول کرتے ہیں یعنی ہم تمہیں اپنا کلام سناتے ہیں تم لوگوں کو آگے اسے پڑھ کر سناتے ہو۔

Marfat.com

محبوب ہم ہی آپ ﷺ کو رسول بنانے والے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 28 قصص کی آیت نمبر 45 میں ارشاد فرمایا:

وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ. وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ

ترجمہ: ''ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد بہت سی نسلیں پیدا کیں پھر ایک طویل زمانہ ان پر گذر گیا اے محبوب (آپ جسمانی طور پر) اس وقت مدین میں موجود نہ تھے کہ وہاں کے حالات لوگوں کو ہماری آیات کی صورت میں پڑھ کر سناتے کیونکہ ہم ہی نے آپ کو رسول بنایا ہے''۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کے ذریعے سے یہ ارشاد فرمایا کہ گو آپ کو مبعوث ہم نے سارے انبیاء کے بعد فرمایا مگر آپ ﷺ کو ان لوگوں کی ایک ایک بات سے آگاہ فرما دیا ہے کہ آپ ان سب رسولوں کے امام ہیں اور آپ کو ان حالات و واقعات کی پوری طرح خبر ہونی چاہیے۔ سرکار مدینہ کی بارگاہ میں یہودی علماء اکثر طرح طرح کے سوالات کرتے جس کا جناب نبی کریم ﷺ ان کو تسلی بخش جواب عطا فرماتے اور وہ حضور ﷺ کے علم اور حالات کے جاننے سے مرعوب ہو جاتے اور ان کا دل حضور کی رسالت کی صداقت کی گواہی دینے لگتا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ تو اس وقت وہاں تھے ہی نہیں پھر ان کو تمام حالات و واقعات کا پتہ کس طرح چل گیا ہے جب وہ اس بات پر غور کرتے تو ان کے دل پکار اٹھتے کہ یہ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے واقعی سچے نبی ہیں جو ہم سے زیادہ ہمارے نبیوں کے حالات سے واقف ہیں گویا ان یہودیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو جو وسعت علم عطا کی تھی وہ بھی آپ کی نبوت کی صداقت کی ایک دلیل تھی۔

آپ ﷺ کا رب آپ کو آپ کے اصلی وطن ضرور لوٹائے گا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 28 قصص میں ارشاد فرمایا آیت نمبر 85

اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

ترجمہ: ''جس رب نے آپ پر احکامات نازل کیے وہی آپ کا رب آپ کو آپ کے اصلی وطن یعنی مکہ بھی لوٹائے گا آپ ﷺ یہ فرما دیجئے کہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ کون سچا دین لے کر آیا ہے اور کون کھلی گمراہی میں ہے''۔

Marfat.com

کفار مکہ حضور علیہ السلام سے جب تک کہ حضور ﷺ وہاں رہے طرح طرح کی مخالفت سازیاں کرتے تھے اور وہ کوئی بھی ایسا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے جس میں رسول اللہ علیہ السلام کو تکلیف پہچانے کا اہتمام ان کی جانب سے نہ ہو حتیٰ کہ ان ہی لوگوں کے شر سے آپ کو اپنا اصل ابائی وطن مکہ بھی چھوڑنا پڑا۔ مکہ میں کھلے دشمنان اسلام تھے مگر مدینہ میں منافقین بھی موجود تھے جو اندر ہی اندر سے اسلام کو نقصان پہنچانے کی سوچتے اور حضور علیہ السلام کو طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلا کرتے اس پر اللہ رب العزت نے فرمایا محبوب تم ان لوگوں سے کہہ دو کہ میرا خدا کہ جس نے مجھے نبی برحق بنایا ہے وہ بہتر جانتا ہے کہ کون سچے دین پر ہے اور کون خود ساختہ دین پر ہے۔ ہاں یہ لوگ کبھی کبھی یہ بھی کہتے ہیں کہ اس نبی ﷺ کو ان کی اپنی باتوں یعنی پیغام خدا اور پیغام قرآن دینے پر مکہ والوں نے انہیں مدینہ آنے پر مجبور کر دیا ان کا ساتھ تو ان کے ہم وطنوں نے نہیں دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے فرمایا کہ اللہ کے دین اور رضائے الٰہی کے سامنے وطن اور گھر بار کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی دین سب سے ارفع اور اعلیٰ ہے اور سب سے مقدم ہے ہاں یہ آپ سے کہتے ہیں کہ آپ کو اصل وطن چھوڑنا پڑا تو آپ اعلان فرمادیں کہ میرا رب آخر کار مجھے عزت کے ساتھ میرے اصل وطن بھی مجھے واپس لوٹائے گا اس کے ہاں ہر کام کا ایک وقت متعین ہے۔ پھر ایسا ہی ہوا مکہ آخر کار فتح ہو گیا اور حضور ﷺ وہاں عزت وقار سے دوبارہ مکہ میں داخل ہوئے۔ یہ بھی عظمت مصطفیٰ ﷺ ہی کا ایک پہلو ہے۔

آپ ﷺ پر قرآن کا نزول درحقیقت رحمت الٰہی کا نزول ہے

اللہ رب العزت نے سورہ نمبر 28 قصص میں ارشاد فرمایا آیت نمبر 86

وَمَا كُنتَ تَرْجُوٓا۟ أَن يُلْقَىٰٓ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبُ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَٰفِرِينَ

ترجمہ: ”اور محبوب علیہ السلام آپ کو توقع نہ تھی اپنے نبی ہونے قبل کہ آپ پر کتاب نازل کی جائے گی مگر محض آپ کے رب کی انتہائی مہربانی سے اس کا نزول آپ پر ہوا اور کسی بھی حالت میں کافروں کی تائید نہ کیجئے۔“

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کی غار حرا کی خلوتوں اور وہاں کی عبادت کو اپنے محبوب علیہ السلام کے لیے درجوں کی بلندی کا باعث بنا دیا اور فرمایا سجدوں کی اس کثرت اور عبادت کی انتہا کے باوجود بھی آپ نے کبھی یہ خیال نہیں کیا تھا کہ آپ کو نبی بنا دیا جائے یعنی ظاہرا آپ نے اپنی عبادت کا صلہ سوائے میرے فضل کے اور کچھ مانگا ہی نہیں حالانکہ آپ کو تو ہم نے آسمانوں پر ہی نبی بنا دیا تھا بلکہ سب کو بتا دیا تھا کہ یہ نور مصطفیٰ ﷺ میرے آخری نبی

Marfat.com

محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے مگر دنیا میں آ کر آپ نے نبوت طلب نہیں کی ہاں آپ کا رب تو رحمتوں کے خزانے آپ کو عطا کرتا رہا اور اپنی اسی رحمت کے خزانوں کو اپنے وجود سعید میں جمع کر کے اللہ نے پھر خود آپ کی نبوت کا اعلان فرما دیا کہ آپ اس کے آخری نبی ہیں اور کمال رحمت خداوندی ہیں کہ وہ خود رحیم ہے اور اس نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا دیا۔

سورۃ العنکبوت

آپ ﷺ تلاوت کرتے رہا کریں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 29 عنکبوت میں ارشاد فرمایا آیت نمبر 45

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ جو کتاب آپ پر نازل کی گئی ہے آپ اس کی تلاوت کرتے رہا کریں اور نماز کی پابندی رکھیئے بیشک نماز اپنی اصل کے حساب سے بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر بڑی ہی سعادت کی بات ہے اور اللہ تمہارے سب کاموں سے باخبر ہے۔''

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ محبوب آپ قرآن حکیم کی تلاوت کرتے رہا کریں یعنی صاحب وحی ہو کر بھی آپ اس کی تلاوت کثرت کے ساتھ فرمایا کریں کہ یہ تو برکت ہی برکت ہے گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی توسط سے محبوب کے امتیوں کو یہ پیغام دیا کہ تم قرآن حکیم کی تلاوت کو اپنا جزو جان بنا لو اور صرف تلاوت کلام پاک ہی نہیں بلکہ نماز کی پابندی بھی لازمی ہے اور نماز کی پابندی کا اجر اور انعام یہ ملتا ہے کہ بندہ بے حیائی بے شرمی اور غیر اخلاقی کاموں سے از خود رک جاتا ہے۔ نماز کی پابندی کرنے والے کے پاس فحاشی اور عریانی نہیں آ سکتی اسے فوراً یہ احساس ہو جاتا ہے کہ ایسے ناشائستہ کاموں کی طرف دیکھنا بھی روح نماز کے خلاف ہے سو وہ از خود نماز کی برکت سے ایسے بیہودہ کاموں سے رک جاتا ہے اور پھر پابندئ نماز کے ساتھ ذکر خدا تو سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو عظیم قرار دیا ہے یعنی یہ انسان کو بھی رفعت عطا فرما دیتا ہے۔

آپ ﷺ اہل کتاب کے ساتھ نرمی سے مباحثہ فرمائیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 29 عنکبوت کی آیت نمبر 46 میں ارشاد فرمایا

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَھْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ

Marfat.com

ترجمہ: ''اور آپ اہل کتاب کے ساتھ احسن طریقہ سے مباحثہ فرمائیں''۔

اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو پہلی کتابوں کو ماننے والے ہیں جب کبھی آپ کے پاس کسی مسئلے کے اختلاف کے سلسلے میں بحث کرنے آئیں تو محبوب آپ نے ان کے ساتھ انتہائی شفقت اور مہربانی سے گفتگو فرمانی ہے تاکہ انہیں پتہ چل سکے کہ اخلاق کریمانہ کیا ہوتے ہیں۔ آپ جب ان سے اپنے رحمت کے پانی سے تر زبان سے گفتگو کریں گے تو ان کا آدھا مسئلہ تو آپ کی گفتگو سن کر ہی حل ہو جائے گا کہ جس کی زبان کی لطافت اور شرینی اتنی متاثر کن ہے اس کے دل کی لطافت کا عالم کیا ہوگا۔

آپ نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن حکیم سے قبل کوئی کتاب نہیں پڑھی تھی

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 29 عنکبوت کی آیت نمبر 48 میں ارشاد فرمایا

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ

ترجمہ: ''اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے وحی قرآن سے پہلے تو کوئی کتاب بھی پڑھی ہی نہیں تھی اور نہ آپ اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے تو ایسی حالت میں یہ ناحق شناس لوگ کس طرح آپ پر بلا دلیل شبہ کرتے تھے''۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کی شان امی کو ایک مرتبہ پھر اس آیت کریما میں دہرایا کہ تمام اہل مکہ جانتے ہیں کہ آپ نے کبھی کوئی کتاب نہ پڑھی تھی اور نہ کسی نے آپ کو پڑھتے ہوئے دیکھا تھا اور نہ ہی کسی شخص نے آپ کو اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے ہوئے دیکھا تھا پھر بھی یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے قرآن خود بنالیا ہے یا لکھوایا ہے یہ ان کی اپنی عقلوں کی کمی کی دلیل ہے کہ ان بے وقوفوں کو یہ بھی سمجھ نہیں کہ جب تک کسی کو پڑھنا لکھنا سکھایا نہ جائے کوئی کس طرح پڑھ سکتا ہے یا لکھ سکتا ہے اور آپ کے پڑھنے لکھنے کا جب کوئی گواہ ہی نہیں ہے تو پھر ان کو مان لینا چاہیے کہ آپ کو یہ سب کچھ سکھانے والے ہم خود ہیں یعنی آپ کا اللہ ہی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں کہ میں تو واضح ڈر سنانے والا ہوں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 29 عنکبوت کی آیت نمبر 50 میں ارشاد فرمایا

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ

Marfat.com

ترجمہ: ''اپ فرما دیجئے کہ وہ نشانیاں تو اللہ کے قبضے میں ہیں اور میں تو صرف اور صرف ڈر سنانے والا ہوں''۔

مشرکین مکہ اور کفار حضور نبی کریم ﷺ سے اکثر وپیشتر یہ مطالبہ کرتے کہ اگر آپ واقعی اللہ کے سچے نبی ہیں تو ہم پر اس کی طرف سے کوئی واضح نشانیاں اتاریں یعنی کوئی عجیب وغریب اور ناقابل یقین باتیں آپ ہمیں کر کے دکھایئے تاکہ ہم مان لیں کہ آپ واقعی سچے رسول ہیں وہ کبھی کچھ کہتے کبھی کچھ کہتے اس پر سرکار مصطفیٰ ﷺ کو آپ کا رب فرماتا کہ محبوب آپ ان سے کہہ دیں کہ ساری شانیں میرے رب کے پاس ہیں وہ جو چاہے کر سکتا ہے مگر آپ لوگوں کی چھوٹی اور بچگانہ سوچ کے تحت بھلا وہ اپنی نشانیاں کیوں تم لوگوں پر اتارے گا اس نے مجھ پر جو قرآن نازل کیا ہے یہی تو اس کی بہت بڑی دلیل ہے کہ وہ خود بھی پاک ہے اور قرآن بھی لاریب ہے اور میں تمہیں اس کی نشانیاں اتار اتار کر دکھانے نہیں آیا بلکہ اس کا پیغام اور اس کا ڈر سنانے تمہیں آیا ہوں کہ تم اپنی عاقبت کی فکر کرلو اور اس کی وحدنیت اور اس کی شان کبریائی کا پتہ چل جائے گا کہ قرآن اس کی بہت بڑی اور عظیم نشانی ہے۔

آپ ﷺ فرمادیں کہ تمہارے اور میرے درمیان میرا اللہ ہی کافی گواہ ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 29 عنکبوت کی آیت نمبر 52 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ترجمہ: ''آپ فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان بس اللہ ہی گواہ کافی ہے اس کو ہر اس چیز کی خبر ہے کہ جو زمینوں اور آسمانوں میں ہے۔''

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کی رسالت کی صداقت کا گواہ خود اپنے آپ کو بنایا ہے۔ دراصل کفار یہ بھی کہتے تھے کہ تم اپنی رسالت کی صداقت کی گواہی دو کہ تمہارے رشتے دار وغیرہ تمہارے بارے میں کہیں گے ہاں یہ واقعی اللہ کے سچے رسول ہیں جبکہ ان میں سے بھی اکثر لوگ آپ کی مخالفت کر رہے ہیں اور وہ ہمارے ساتھ ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا محبوب آپ ان سے واضح الفاظ میں فرما دیں کہ مجھے کسی اور کی گواہی کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں اے کافرو! میرا رب ہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے وہ جب یہ کہتا ہے کہ میں اس کا آخری اور سچا رسول ہوں تو پھر کسی اور کی گواہی تلاش کرنے کی مجھے کیا ضرورت ہے وہ آج بھی میرا گواہ ہے اور کل بھی میرا گواہ ہے قیامت کے دن تمہیں پتہ چل جائے گا کہ میری رسالت کی کیا شان ہے۔

Marfat.com

سورۃ الروم

آپ ﷺ سے پہلے بھی ہم نے بہت سے پیغمبر بھیجے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 30 روم کی آیت نمبر 47 میں ارشاد فرمایا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ ہم نے آپ سے پہلے بھی پیغمبران کی قوموں میں ہی سے ان کے پاس بھیجے اور وہ ان کے پاس دلائل لے کر آئے تھے سو ہم نے ان (منکروں) سے انتقام لیا جو جرائم کے مرتکب ہوئے تھے اور اہل ایمان کا غالب کرنا ہمارے ذمہ تھا''۔

اللہ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا محبوب آپ سے قبل بھی ہم اپنی طرف سے اپنے نمائندوں یعنی پیغمبروں کو مبعوث کرتے رہے ہیں مگر جن جن قوموں میں ہم نے ان نبیوں کو مبعوث فرمایا ان قوموں کے اکثر لوگوں نے ان پیغمبروں کی بھی تکذیب اور وہ ان کو ستاتے رہے اور سر عام ان کی دعوت حق کے باوجود وہ مختلف برائیوں میں ملوث رہے اور وہ برایاں دراصل ان لیے جرائم بن گئیں اور جرم کی سزا تو بحر حال ملتی ہے اس طرح ہم نے ان قوموں کی مسلسل نافرمانی کے پیش نظر آخر کار انہیں اپنی گرفت میں لیا اور پیغمبروں کو ستانے اور انہیں اذیتیں پہنچانے کا بھی ہم نے ان سے انتقام لیا کہ انہیں عذاب میں بتلا کر دیا۔ اور کفر کرنے والے اور پیغمبروں سے مذاق کرنے والے انہیں ستانے والے آخر کار نیست و نابود ہو گئے اور آپ کے رب نے اس وقت کے اہل ایمان لوگوں کو غالب کرایا اور انہیں عزت بخشی اور یہی اصول قدرت ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلسل نافرمانی کرنے والوں کی گرفت فرماتا ہے جبکہ توبہ کرنے والوں کو معاف کر دیتا ہے۔

سورۃ السجدہ

آپ ﷺ کا اب قیامت کے دن فیصلہ فرمادے گا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 32 السجدہ کی آیت نمبر 25 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ

ترجمہ: ''بے شک آپ ﷺ کا رب ان سب کے امور میں ان کا فیصلہ فرمادے گا کہ جن

Marfat.com

باتوں میں یہ لوگ اختلاف کیا کرتے تھے"۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے اس آیت کریما کے ذریعے سے آپ کو یہ بتلایا کہ یہ آپ کے رب کی بنائی ہوئی کائینات اور اس کے پیغمبروں پر بھی طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں کہ اگر یوں نہ ہوتا تو کیا ہوتا اس طرح یہ انسانی مسائل پر بھی اختلاف رکھتے تھے اور ہماری ہدایت کے برعکس اپنی عقل کو بروئے کار لا کر انبیاء کی باتوں کو جھٹلاتے تھے اور اکثر اوقات یہ بھی کہتے تھے کہ ہمارے اٰباواجداد تو ایسا نہیں کرتے تھے اور آپ ہمیں نئی راہیں دکھلا رہے ہیں اس پر رب کریم نے محبوبؐ علیہ السلام سے فرمایا کہ ان سب کو قیامت کے دن پتہ چل جائے گا کہ یہ کس قدر سچے تھے اور کس قدر جھوٹے سو آپ اطمینان رکھیئے اور اسی رب کا حکم انہیں سناتے رہیئے۔ اس سے اگلی آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کیا یہی تباہ شدہ قومیں اور بستیاں بھی ان کے لیے عبرت کی نشانیاں نہ بنیں سو اب بھی یہ محض اپنے ہی خیالات کے قیدی ہیں ان کو جلد ہی سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے کہہ دیں کہ قیامت کے دن ان کا ایمان لانا بے کار ہوگا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 32 سجدہ کی آیت نمبر 29-30 میں ارشاد فرمایا

قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اِیْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ

ترجمہ: "اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان لوگوں سے فرما دیں کہ فیصلے کے دن یعنی قیامت کے دن ان کا ایمان لانا کچھ کام نہیں آئے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی آیت نمبر 30 اور اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان سے دُور رہیئے اور منتظر رہیئے اور انہیں بھی انتظار کرنے دیں"۔

ان دو آیات بینات میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ محبوب کہ اب جن باتوں کو تم نہیں مانتے اور ان کو بے اصل سمجھتے ہو اور تم یوم آخرت پر بھی یقین نہیں رکھتے یہ سب کچھ تمہیں یوم قیامت کو معلوم ہو جائے گا کہ تم کیا کہتے رہے اور اب کیا دیکھ رہے ہو۔ اس دن حسرت و تاسف کے ساتھ یہ لوگ کہیں گے کہ ہم اب ایمان لاتے ہیں کہ نبی برحق نے جو کچھ ہمیں بتایا وہ حق تھا مگر اے محبوب ہم اس دن ان کا ایمان لانا ہرگز قبول نہیں کریں گے کیونکہ اس دن تو ان کے انکار کی سزا انہیں دی جائے گی اور یہ جان جائیں گے کہ آپ کا فرمایا ہوا ایک ایک لفظ صحیح تھا ہاں یہ بات بھی محبوب آپ یاد رکھ لیجئے کہ ان لوگوں سے گریز فرمایا کریں اور ان کی کوتاہ اندیشی سے دامن بچا کر رکھا کریں آپ ان سے کہا کریں کہ ٹھیک ہے تم اگر میری باتوں پر یقین نہیں کرتے تو یوم فیصل کو تم دیکھ لو گے کہ حق کیا ہے لہٰذا اس دن کا تم بھی انتظار کرو اور میں بھی انتظار کروں گا۔

Marfat.com

سورۃ الاحزاب

آپ ﷺ اپنے رب کی وحی کی ہی پیروی کیجئے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 33 احزاب میں ارشاد فرمایا آیت نمبر 2

وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ. اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا

ترجمہ: ''آپ ﷺ اُسی کی پیروی کیجئے جو آپ علیہ السلام کے رب کی طرف سے آپ پر وحی کی جاتی ہے۔اے لوگو! بے شک تمہارا رب تمہارے اعمال سے باخبر ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کے ذریعے یہ فرمایا کہ یہ کافر لوگ اب آپ کو طرح طرح کی ترغیبات بھی دیتے ہیں کبھی معاہدہ کرنے کی پیش کرتے ہیں کبھی طرح طرح کے مباحثوں کی پیش کرتے ہیں مگر آپ ان کی تمام باتوں سے بے نیاز ہو کر صرف اسی بات پر عمل کیجئے جس کی وحی آپ کے رب کی طرف سے آپ پر کی جاتی ہے یہ لوگ اپنے خیال باطل میں یہ گمان کرتے ہیں کہ شائد آپ ان کی کوئی بات مان لیں گے مگر آپ تو ہمارے نمائندے ہیں ان کی پیش کش کی طرف نظر بھی مت اٹھائیے اور بس اپنے رب کے کہنے پر اپنا کام کرتے جائیں اور یہ بھی سب کو بتا دیں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کے ہر کام سے باخبر ہے جو کچھ کوئی کرتا ہے اللہ اسے جانتا ہے اس اللہ سے کوئی چیز چھپی ہوئیں نہیں ہے کام چاہیے کوئی سامنے کرے یا چھپ کر رب کریم اس کو دیکھتا ہے۔

آپ ﷺ عہد انبیاء کو یاد کیجئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 32 احزاب کی آیت نمبر 7 میں ارشاد فرمایا علیہ السلام

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ آپ یاد فرمائیے کہ جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد لیا تھا خصوصاً آپ ﷺ سے نوح علیہ السلام سے ابراہیم علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہم السلام سے اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا''۔

اللہ رب العزت نے اس آیت کریمہ کے ذریعے اپنے محبوب علیہ السلام کو اُس عہد کے یاد کرنے کے متعلق بات فرمائی ہے کہ محبوب ہم نے تمام انبیاء سے عالم ارواح میں آسمانوں پر ان کی نبوتوں اور ان کے فرائض کے بارے میں ایک عظیم عہد لیا تھا اور ان انبیاء میں بطور خاص آپ بھی شامل تھے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت

Marfat.com

نوح علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام شامل تھے۔اس عہد انبیاء کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ایک اور جگہ بھی اس کا ذکر کیا ہے اب یہاں پھر سے اس عہد کی یاد دھانی محبوب علیہ السلام کو کروائی جا رہی ہے تو اس آیت کریما کا معنی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر تمام انبیاء پیدائشی نبی پیدا ہوتے ہیں آسمانوں پر ان کی نبوتوں کا فیصلہ ہو چکا تھا اور جوں جوں وہ دنیا میں تشریف لاتے گئے اپنی اپنی نبوتوں کا اعلان فرماتے گئے اللہ کے تمام نبی پہلے ہی سے چنے ہوئے ہوتے ہیں اس لیے اللہ نے اپنے محبوب کو اس آسمانی واقعے کی یاد دھانی کروائی۔اس آیت کریما میں چند انبیاء کا نام لیا گیا ہے لیکن ایک اور جگہ قرآن حکیم میں اس عہد کا ذکر تو ہے وہاں انبیاء کے ناموں کا ذکر نہیں ہے۔گویا یہ سارے عہد دراصل اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے بارے میں ہی آسمانوں پر انبیاء سے لے رہا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اہل ایمان کے لئے بہترین نمونہ ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 33 احزاب کی آیت نمبر 21 میں ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا

ترجمہ: پس تحقیق کہ تمہارے لیے اللہ کے رسول کی زندگی بہترین سے بہترین نمونہ حیات ہے اور تھا ہر اس شخص کے لیے جو اللہ سے ملنے اور آخرت کے دن کے بارے میں فکر مند ہو اور کثرت سے اپنے اللہ کو یاد کرنے والا ہو"۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریما میں بھی اپنے محبوب کی شان ایک نئے اور اچھوتے انداز سے بیان فرمائی ہے اور ساری کائنات کے تمام انسانوں کے لیے اللہ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی زندگی کو انسانیت کے لیے سب سے بہتر اور اعلیٰ نمونہ قرار دیا ہے۔فطری طور پر انسان دوسروں سے سیکھتا ہے اسی لیے مدرسہ و مکتب بنے کہ یہاں انسان سیکھے اور پھر بہتر سے بہتر زندگی گذارنے کے قابل ہو سکے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی حیات طیبہ کو سب کے لیے قیامت کے دن تک ایک نمونہ یا مشعل راہ قرار دیا ہے کہ بچپن سے لے کر تا دم آخر میرے محبوب کی زندگی ارفع و اعلیٰ ہے لہٰذا جو نقش پائے رسول پر چلے گا وہ ہی کامیاب و کامران ہو گا۔بچپن ہو جوانی ہو بڑھاپا ہو جنگ ہو یا امن ہو غرضکہ زندگی کے ہر پہلو میں اللہ کے محبوب نے اپنے عمل سے انسانیت کو راہ دکھائی دی کہ تمہیں زندگی کے ہر مرحلے پر کس طرح سے اپنا طرز عمل رکھنا چاہیے۔کاروبار زندگی ہو یا گھریلو مسائل ہوں حقوق والدین ہوں یا حقوق اولاد دوستوں کے حقوق ہوں یا ہمسایوں کے گویا کہ زندگی کے ہر لمحے کا سبق سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عمل اور اپنی سنت سے انسانیت کو مہیا کیا اسی لیے اللہ نے فرما دیا کہ تم میرے محبوب کی زندگی کو اپنے لیے اپنا آئیڈیل بنا لو زندگی تمہارے لیے جنت کا نمونہ بن جائے گی۔

Marfat.com

اللہ اور محبوب ﷺ کی بات ایک ہی ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 33 احزاب ہی کی آیت نمبر 22 میں ارشاد فرمایا

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا

ترجمہ: ''اور جب اہل ایمان نے ان لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو وہی ہے جس کی ہم کو اللہ اور رسول نے خبر دی تھی اور اللہ اور رسول نے سچ فرمایا تھا۔ اور اس سے ان کے ایمان اور اطاعت میں اور برکت ہوگئی''۔

غزوہ احزاب میں تاجدار مدینہ نے تمام صحابہ کرام کو قریش کی مشترکہ مہم کی اطلاع دے دی تھی کہ اس دفعہ وہ لوگ کہ جنہیں ہمارے ہاتھوں سے کئی بار شکست ہو چکی ہے وہ سب کے سب مل کر گروہ در گروہ اور لشکر در لشکر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے آئیں گے لہٰذا ہمیں بھی اپنا دفاع بھر پور طریقے سے کرنا چاہیے۔ اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بات اور اپنے محبوب کی بات کو ایک ہی قرار دیا ہے اور صحابہ کرام کی گفتگو بھی قرآن نے یہاں واضح کردی کہ وہ جب بھی بات کرتے اللہ اور رسول کی بات کرتے یعنی ان کے ایمان کی پختگی کی وجہ بھی یہی تھی کہ اُن کے نزدیک خدا اور رسول کا کہنا اور ان کی اطاعت ایک ہی تھی اور ان کے اس عقیدے کی بنیاد پر رب کریم نے ان کے ایمانوں میں انہیں مزید برکتیں عطا کردیں کہ وہ اطاعت خدا اور اطاعت رسول کو الگ الگ نہیں سمجھتے تھے۔

محبوب علیہ السلام کی بیویاں بھی عام بیویاں نہیں ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 33 احزاب کی آیت نمبر 32 میں ارشاد فرمایا:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ کی بی بیو تم عام یا معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو نامحرموں سے گفتگو کرنے میں بجز لازمی یا مجبوری کے اور نرمی سے بات بھی غیر محرم سے مت کرو کہ مخاطب نہ جانے کیا سوچے''۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کی تمام ازواج کے بارے میں مطلقاً یہ ارشاد فرما دیا کہ تم جب سے میرے محبوب کے ساتھ وابستہ ہوئی ہو اس وقت سے تم دوسری تمام عورتوں سے الگ اور ممتاز ہو تم اللہ کے

Marfat.com

رسول کی بیویاں ہو لہٰذا تمہارے اوصاف بھی میرے محبوب کے رنگ میں رنگے ہوئے ہوں حتیٰ کہ تم عام آدمیوں سے یعنی غیر محرموں سے گفتگو کے دوران بھی انتہائی محتاط اور باوقار رویہ قائم رکھا کرو کہ جس سے تمہارا رعب اور وقار قائم رہے۔ اور ویسے بھی غیر محرموں سے پرہیز کرنا یہ تقویٰ کی علامت ہے۔ اللہ نے اپنے محبوب کے نسبت کی وجہ سے آپ علیہ السلام کی ازواج کو بھی سب عورتوں سے اونچا مقام عطا کر دیا۔

محمد مصطفیٰ ﷺ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 33 احزاب کی آیت نمبر 40 میں ارشاد فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

ترجمہ: ''ہاں محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔''

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی نبوت کے بارے میں واضح حکم ارشاد فرما دیا اور وہ یہ کہ حضور علیہ السلام ہی اللہ کے آخری نبی ہیں آپ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے نبوت کا دروازہ بند کر دیا یعنی دوسرے الفاظ میں آپ ﷺ کی نبوت کا سکہ اور حکم چلے گا اور ہاں اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ مردوں میں کسی کے باپ بھی نہیں ہیں کیونکہ بعض اوقات بیٹے بھی وراثت کا دعویٰ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ دروازہ بھی بند کر دیا کہ میرے محبوب بے مثال ہیں اور قیامت تک یہی نبی رہیں گے ﷺ۔

محبوب علیہ السلام آپ شاہد ہیں بشیر اور نذیر ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 33 احزاب کی آیت نمبر 45 میں ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا

اے نبی ﷺ بے شک ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہوں گے اور آپ مومنین کو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی ایک اور شان سے اہل ایمان کو آگاہ فرمایا کہ محبوب علیہ السلام آپ اپنی امت کے احوال کے گواہ ہوں گے اور نہ صرف یہ کہ گواہ ہوں گے بلکہ ہم نے ان کو بشارتوں کے خزانے دے کر بھیجا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ڈر سنانے والا بھی بنا کر بھیجا ہے۔ آپ علیہ السلام کی گواہی آخری گواہی ہوگی اور آپ ہی کے سامنے قیامت کے دن اُمت کا حساب و کتاب ہوگا میزان عدل پر۔ حضور ﷺ ویسے اُس دن مقام محمود پر

Marfat.com

فائز کیئے جائیں گے لیکن اُمت کا حساب آپ کے سامنے ہوگا اور آخری فیصلہ پھر آپ کی گواہی پر ہی ہوگا کہ آپ کے اس اُمتی کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے وہاں فرشتے بھی آپ کی جنبش ابرو کے منتظر ہوں گے۔

محبوب داعی اور علیہ السلام چمکتا دمکتا آفتاب رسالت ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 33 احزاب کی آیت نمبر 46 میں ارشاد فرمایا:

وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا

ترجمہ: ''اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوت دینے والے ہیں اللہ کے دین کی اللہ کی طرف سے یعنی آپ داعی اعظم ہیں اور بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روشن چراغ ہیں اور چمکا دینے والے ہیں۔''

اللہ رب العزت نے اس آیت کریما میں اپنے محبوب علیہ السلام کو چمکتا دمکتا چراغ یا افتاب ارشاد فرمایا ہے اور نہ صرف یہ کہ آپ خود روشن ومنور ہیں بلکہ آپ دوسروں کو بھی اپنے نور سے روشن کر دیتے ہیں اور آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا داعی اعظم بھی قرار دیا ہے کہ آپ ہی سب دعوت دینے والوں کے قائد وسردار وامام ہیں آپ نے جس طرح دین پھیلایا یہ آپ ہی کا خاصہ ہے اور اللہ نے آپ کو صرف داعی ہی نہیں کہا بلکہ اپنا داعی کہنے کے ساتھ آپ کو ایک روشن کر دینے والا چراغ کہا ہے کہ آپ کی ذات سے صرف ایمان اور معرفت کے نور کی کرنیں ہی نکلتی ہیں اور کچھ بھی نہیں نکلتا بس نور ہی نور نکلتا ہے اور اس نور کی ضیا پاشیوں سے جو سیراب ہو جاتا ہے وہ بھی حامل نور ہو جاتا ہے۔ آپ خود چمکتے ہیں اور دوسروں کو بھی چمکا دیتے ہیں۔ عرب کے ان پڑھ لوگ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے فیض یافتہ ہو کر عرب وعجم کے اندھیروں کو دور کرنے والے ستارے بن گے اور دنیا کے کونے کونے کو نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نور قرآن سے روشن ومنور کر دیا۔ یعنی چمک تجھ ہی سے پاتے ہیں سب پانے والے۔

آپ پر اللہ کا فضل کبیر بھی ہے اور آپ ہی کے تصدق سے اللہ تعالیٰ آپ کے ماننے والوں کو اپنا بہت ہی فضل عطا فرماتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی طرف سے داعی اعظم ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 33 احزاب کی آیت نمبر 46 میں ارشاد فرمایا:

وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا

ترجمہ: ''اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اللہ کی طرف سے داعی ہیں اور چمکنے والے چمکا دینے والے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو فریضہ رسالت کے ساتھ سب سے اہم فریضہ دعوت الی اللہ کا عطا فرمایا اور تمام انبیاء اللہ کے دین کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے رہے پیغام سب انبیاء کا ایک ہی تھا مگر انداز دعوت جداگانہ تھا۔ حضور

Marfat.com

نبی کریم ﷺ چونکہ اللہ کے آخری نبی ہیں اور سارے جہانوں کے نبی ہیں اس لیے آپ کا منصب دعوت بھی سب سے وسیع ہے۔آپ نے اس فریضے سے پورا پورا انصاف کیا اور پتھر کھا کھا کر بھی بھٹکے ہوئے لوگوں کو اللہ کے دین کی دعوت دی زخم اٹھائے مگر شکوہ نہ کیا۔ کفار مکہ نے آپ کو ہر قسم کا لالچ بھی دیا مگر قربان جائیں اس عظیم داعی پر کہ جو کسی چیز کی طرف نگاہ اٹھا کہ بھی دیکھنا گوارہ نہ کرتے اور فاقے کاٹ کاٹ کر بھی صرف دین اسلام کی دعوت وتبلیغ کا کام سرانجام دیتے رہے۔ کفار مکہ نے تو آپ ﷺ کو تین سال سے زائد عرصے تک ایک گھاٹی میں قید کر دیا مگر حضور علیہ السلام نے اپنا کام نہ چھوڑا اور نہ ہی حق کے معاملے میں کوئی مصلحت اختیار کی بلکہ ایک ہی بات ارشاد فرماتے رہے کہ جان چلی جائے گی تو پرواہ نہیں مگر محمد عربی کی زبان سے صرف حق نکلے گا۔ تلاوت کلام پاک پڑھی جائے گی اور اللہ کے دین کی طرف دعوت ہی دی جائے گی۔ اس لحاظ سے آپ ﷺ کائنات کے داعی اعظم بھی ہیں۔

اے محبوب ﷺ آپ کا رب آپ پر درود بھیجتا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 33 احزاب کی آیت نمبر 56 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ. يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں اس نبی پر اے ایمان تم بھی اس محبوب علیہ السلام پر درود وسلام بھیجا کرو''۔

اللہ رب العزت نے اس محبوب علیہ السلام کی شان کے بارے میں ایک پہلو سے اہل ایمان کو آگاہ کیا کہ یہ محبوب عظمت کے اس مقام پر فائز ہیں کہ ان کا رب بھی ان پر درود بھیجتا ہے اور اس میں کبھی تعطل واقع نہیں ہوا۔ وہ کب سے اپنے محبوب پر درود بھیج رہا ہے یہ کوئی نہیں جانتا اور صرف رب خود ہی نہیں بلکہ اس کے امر سے اس کے تمام ملائیکہ بھی حضور علیہ السلام پر درود پڑھتے ہیں اور اس سعادت میں اہل ایمان کو شامل فرمانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام مومنین کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی محبوب علیہ السلام پر درود بھیجیں اور سلام پڑھیں اور صرف سلام ہی نہ پڑھیں بلکہ سلام اس طرح پڑھیں کہ جہاں ادب مصطفیٰ ﷺ کے تمام تقاضے بھی پورے ہوں رسماً سلام پڑھنے کا کوئی جواز نہیں ہے بلکہ سلام اس طرح پڑھنا چاہیے کہ گویا حضور علیہ السلام خود اپنے امتی کا صلوٰۃ وسلام سماعت فرما رہے ہیں۔ کیونکہ آپ اللہ کے محبوب اور شہنشاہوں کے شہنشاہ ہیں لہٰذا درود وسلام میں بھی ادب ملحوظ خاطر رہے اور جھکے ہوئے سر اور حضوری والے دل کے ساتھ ذات مصطفیٰ ﷺ پر درود وسلام پڑھنا چاہیے۔

Marfat.com

محبوب ﷺ کو تکلیف پہنچانے والے اللہ کو بھی تکلیف پہنچاتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 33 احزاب کی آیت نمبر 57 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَهُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا

ترجمہ: ''بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کرتا ہے اور ان کے لیے انتہائی ذلیل کر دینے والا عذاب تیار کر دکھا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی لطافت طبع کا خیال کرتے ہوئے قرآن پاک میں یہ حکم فرمادیا کہ محبوب علیہ السلام کو ذرّہ برابر بھی تکلیف رب کریم کو گراں گذرتی ہے چہ جائیکہ وہ تکلیف کسی کے قول کی وجہ سے حضور علیہ السلام کو پہنچے یا کسی کے عمل کی وجہ سے حضور ﷺ کو پہنچے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہنچنے والی ایذا کو اپنی ایذا قرار دیا ہے اللہ اکبر اور حضور ﷺ کو اذیت پہنچانے والوں پر رب کریم نے لعنت بھی فرمائی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا انداز تکلم ملاحظہ فرمائیے کہ اُسے محبوب کی نازک طبع کا کس قدر خیال ہے کہ وہ اپنے محبوب کو ذرہ برابر بھی رنج یا تکلیف پہنچانے والوں پر لعنت ڈالتا ہے۔ اور آخرت میں ایسا کرنے والوں کو ذلیل قسم کے عذاب سے دوچار کیا جائے گا جو دائمی ہوگا اور جس میں کمی یا تخفیف بھی نہیں ہوگی۔

سورۃ سبا

آپ ﷺ فرمادیجئے کہ غیر خدا کو پوجنے والے محض بے عقل ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 34 سبا کی آیت نمبر 22 میں ارشاد فرمایا:

قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ

ترجمہ: ''آپ ان سے فرمادیجئے کہ جنہیں تم ایک خدا کے علاوہ پوجھ رہے رہو ان کو پکارو وہ ذرہ برابر اختیار نہیں رکھتے نہ آسمانوں میں نے زمین میں نہ ان کو بنانے میں وہ شامل تھے اور نہ اس کے مددگار''۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ ہماری وحدنیت کا پرچار کریں اور عقل کے اندھے ان کافروں سے یہ فرمائیں کہ جنہیں تم اپنا حاجت روا سمجھتے ہو وہ تو بے اختیار ہیں محض پتھروں کے بے جان ٹکرے ہیں اور تم سمجھتے ہو کہ ان کا زمین و آسمان کی تخلیق میں کوئی دخل ہے ہرگز ایسا نہیں۔ سب آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا صرف ایک رب ہے جو وحدہ لاشریک ہے اور اس کے کاموں میں کوئی اس کا مددگار نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری انسانیت کے لیے بشیر ونذیر ہیں

اللہ رب العزت نے نے سورۃ نمبر 34 سباء کی آیت نمبر 28 میں ارشاد فرمایا:

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: ''اور اے محبوب ہم نے آپ کو ساری انسانیت کے لیے مکمل رسول یعنی خوشخبری عطا کرنے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ آپ کی شانوں سے واقف نہیں ہیں''۔

رب کریم نے اس آیت کریما میں اپنے محبوب علیہ السلام کی شان مبشریت کو اور شان نذیر بہت کو پھر سے دہرا کر بیان کیا ہے کہ آپ ساری انسانیت کے لیے اکیلے ہی رسول کافی ہیں آپ کا دامن رسالت بہت ہی وسیع ہے اور آپ ہر اچھے کام کرنے والے کے لیے بشیر ہیں اور جو توحید سے گریزاں ہیں آپ انہیں ڈر سنانے والے ہیں اور جو اسلام لا کر بھی برے اعمال کماتے ہیں آپ ان کو آخرت کے حساب و کتاب اور محاسبے سے ڈرانے والے ہیں۔ ماننے والے تو آپ کی ان شانوں سے واقف ہیں لیکن محبوب علیہ السلام سے شمار لوگ آپ کی شانوں سے واقف نہیں ہیں کہ آپ اللہ کے آخری اور سچے سب سے عظیم نبی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں کہ میرا رب روزی دینے میں بے نیاز ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 34 سبا کی آیت نمبر 36 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: ''اے محبوب آپ فرمادیجیے کہ میرا پروردگار جس کو چاہتا ہے زیادہ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کم دیتا ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس سے یعنی اس کی (شان بے نیازی) سے واقف نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریما کے ذریعے سے رزق کے معاملے میں اپنے محبوب علیہ السلام کی زبان سے اعلان کروادیا کہ تھوڑا یا زیادہ رزق یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے وہ بے نیاز ہے کسی کو زیادہ عطا کرتا ہے کسی کو کم دیتا ہے اور اس کی اس نظام میں کوئی دخل اندازی نہیں کرسکتا۔ زیادہ نعمتیں بھی اسی کی جانب سے ہیں

Marfat.com

اور کم سے کم نعمتیں بھی اسی کی جانب سے ہیں یہ وہ راز ہے جو وہ خود ہی بہتر سمجھتا ہے۔ یہاں بھی بات اللہ تعالیٰ اپنی شان بے نیازی کے متعلق ہے مگر کہ محبوب کی زبان میں رہا ہی کہ مصطفیٰ ﷺ کا کہنا ہے حق ہے اہل علم اور اہل نظر حضرات نعمتوں کی کمی بیشی کو اللہ تعالیٰ کی مصلحت سمجھ کر قبول کرتے ہیں وہ ہر حال میں اس کا شکر ادا کرتے رہتے ہیں۔ انسانی فطرت چونکہ اچھی چیزوں کو دیکھ کر مرعوب ہوتی ہے اس لیے جو لوگ صاحب ثروت ہوتے ہیں دل چاہتا ہے کہ ایک عام آدمی کو بھی ویسی ہی فراوانیاں نصیب ہو جائیں مگر یہ اللہ کا اپنا نظام ہے کہ وہ کس کو کس قدر دینا چاہتا ہے دونوں صورتوں میں اس کی کوئی حکمت کارفرما ہوتی ہے۔ بڑے بڑے ذی حیثیت لوگوں کے اپنے مسائل ہوتے ہیں اور غریب آدمی کی اپنے مسائل ہوتے ہیں زندہ بحر حال دونوں ہی رہتے ہیں اور یہی اس کا نظام ربوبیت ہے جس کا حضور علیہ السلام نے اعلان فرمایا ہے یہی بات اللہ تعالیٰ نے اسی سورت کی آیت نمبر 39 میں بھی فرمائی ہے۔ کہ محبوب آپ انہیں کہہ دیں کہ تنگی اور فراخی یہ سب اللہ کی جانب سے ہیں اور بحر حال وہ ہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

آپ ﷺ فرمادیں کہ میری تبلیغ کا اجر اللہ کے ہاں ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 34 سبا کی آیت نمبر 47 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ. وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ

ترجمہ: ''آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں نے تو اس تبلیغ کا تم سے کوئی اجر طلب نہیں کیا اور رہا رہا میرا معاوضہ یا اجر تو وہ میرے اللہ ہی کے ذمہ ہے اور وہ ہر شئے پر نگاہ رکھنے والا ہے۔''

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ سر عام اعلان فرمادیں کہ اے مکے یا کہیں کی بھی رہنے والے لوگو! تم میری تبلیغ رسالت کو کیا سمجھتے ہو اور ممکن ہے تمہارے ذہنوں میں یہ سوچ موجود ہو کہ میں تمہیں اپنے قریب کر کے کسی دنیاوی فائدے کے حصول کی کوشش کروں گا تم لوگ ایسا گمان بھی مت کرنا کیونکہ میں جس رب کریم کا نمائندہ اور رسول بن کر تمہیں اس کی ہدایت پر تبلیغ کر رہا ہوں میرا نگہبان اور ہر معاملے کا ذمے دار و کفیل وہ خود ہے اور وہ ہی مجھے ہر چیز عطا کرتا ہے۔ اسے تمہاری سوچوں کا بھی علم ہے اور میرے کام سے بھی بخوبی واقف ہے۔ دنیاداروں کے معاملات جدا ہوتے ہیں لیکن اللہ کے نبیوں کا معاملہ جدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے رزق اور ضروریات کا خود کفیل ہوتا ہے اور کیسی سے لینے والے نہیں ہوتے بلکہ انسانوں کو عطا کرنے والے ہوتے ہیں۔ رب کریم انبیاء کو عرش کے خزانوں سے عطا کرتا ہے۔

Marfat.com

آپ ﷺ فرما دیجیے کہ میری راہ صرف قرآن کی راہ ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 34 سبا کی آیت نمبر 50 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰی نَفْسِیْ. وَاِنِ اهْتَدَیْتُ فَبِمَا یُوْحِیْٓ اِلَیَّ رَبِّیْ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ

ترجمہ: ''اے محبوب آپ فرما دیجیے کہ اگر خدانخواستہ میں راہ ہدایت سے ہٹ جاؤں تو اس کا وبال بھی مجھ پر ہوگا اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو یقیناً یہ قرآن عظیم کی بدولت ہے کہ میں اسی کی راہ پر ہوں کہ جس قرآن کی مجھ پر میرے رب کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اور وہ رب سب کچھ بہت قریب سے سنتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے بارے میں اس آیت کریما میں ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ جو آپ کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ نے ان کی راہ چھوڑ کر کوئی اور راہ اپنالی ہے اور وہ آپ کو بھولا ہوا سمجھتے ہیں مگر ان بت پرست نادانوں کو یہ علم نہیں کہ آپ تو ہدایت کے سرچشمہ ہیں اور آپ خود ہدایت عطا کرنے والے ہیں مگر ان لوگوں کو آپ کہہ دیں کہ ٹھیک ہے میری ہر بات کا ذمہ اور بوجھ یا وبال تو مجھ ہی پر ہوگا لیکن ایک بات یاد رکھو کہ میں قرآن کے راستے پر ہوں اور حدیث مصطفیٰ ﷺ کے مطابق تو حضور ﷺ خود چلتا پھرتا قرآن ہیں اس لیے ان کی نادان سوچ کا جواب بھی قرآن ہی نے دیا کہ اے محبوب آپ تو قرآن کی روشنی عطا کرنے والے ہیں اور قرآن آپ کا محافظ ہے ان کی باتوں کا اثر کیا ہوتا ہے۔ آپ مطمئن ہو کر اپنا کام کرتے جائیے اللہ تعالیٰ آپ کا محافظ و نگہبان ہے اور وہ ہر ایک کے خیالات تک سے بھی آگاہ و خبردار ہے۔

سورۃ فاطر

آپ ﷺ ان لوگوں کے جھٹلانے کا غم نہ کریں

اللہ رب العزت نے شان مصطفیٰ ﷺ کے تسلسل میں اب سورۃ نمبر 35 فاطر کی آیت نمبر 4 میں ارشاد فرمایا:

وَاِنْ یُّکَذِّبُوْکَ فَقَدْ کُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ

ترجمہ: ''اور یہ لوگ جب آپ ﷺ کو جھٹلائیں تو آپ غم نہ کریں کیونکہ آپ علیہ السلام سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر اسی طرح جھٹلائے جا چکے ہیں اور تمام کے تمام امور اسی اللہ ہی کے ہاں پیش کیے جائیں گے۔''

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے ایک دفعہ پھر اپنے محبوب علیہ السلام کی تسلی اور تشفی کے لیے ارشاد فرمایا کہ محبوب یہ کفار آپ ہی کو نہیں جھٹلاتے ہیں اور یہ فطرت کفر میں شامل ہے کہ سچی بات سے وہ گریزاں ہوتا ہے اور اسے قبول کرنے میں پس وپیش سے کام لیتا ہے جبکہ صاف دل اور اعلیٰ ظرف رکھنے والے لوگ یا انسان حق کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں۔ ان کو خبر ہی نہیں کے ان کے سارے کے سارے کام آپ کے اللہ کے ہاں پیش کیئے جائیں گے پھر ان کو پتہ چل جائے گا کہ آپ حق پر تھے اور اپنے اللہ کے سچے اور آخری رسول تھے اور ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈر سنانے والے ہیں اور حق پر ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 35 فاطر کی آیت نمبر 23 اور 24 میں ارشاد فرمایا:

اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ

ترجمہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف ڈر سنانے والے ہیں۔ بے شک ہم ہی نے آپ کو بھیجا حق کے ساتھ بشیر اور نذیر بنا کر اور کوئی طبقہ انسانی ایسا نہیں جس میں ہم نے کوئی ڈر سنانے والا نہ بھیجا ہو۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے پھر دوہرا کر اپنے محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ تو ڈر سنانے والے ہیں مگر صرف ڈر ہی سنانے والے نہیں بلکہ آپ خوشخبریاں بھی عطا کرتے ہیں یعنی دونوں شانیں آپ میں بدرجہ کمال ہم نے رکھیں ہیں ہاں محبوب آپ اپنی زبان سے یہ بھی فرما دیں کہ ہر قوم میں ہم نے اپنا ایک نمائندہ آپ سے پہلے ضرور بھیجا یعنی پیغمبروں کو ہم بھیجتے رہے جو انسانوں کو خیر وشر سے اگاہ کرتے رہے اور کوئی بھی انسان بغیر حق کے نمائندے کے از خود زندگی نہیں گذار رہا تھا ہاں یہ الگ بات ہے کہ اس کی اپنی رسائی کسی پیغمبر تک نہ ہو سکی ہم نے تو ہمیشہ راہنمائی کا چراغ تمام انسانوں کے اندر جلائے رکھا اور سابقہ انبیاء مخصوص قوموں اور مخصوص زمانوں کے لیے آئے تھے مگر محبوب آپ تو ہماری طرف سے ساری کائناتوں کے لیے نبی ہیں اور سراج منیر ہیں اب بھی جو بندہ ہدایت سے محروم رہے وہ اپنا نقصان خود کر رہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی گئی کتاب بالکل حق ہے جو تصدیق کرتی ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 35 فاطر کی آیت نمبر 31 میں ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ

ترجمہ: ''اور یہ کتاب جو ہم نے بذریعہ وحی آپ کی طرف بھیجی یہ بالکل حق ہے جو پہلی

Marfat.com

کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جو کچھ ان میں تھا بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی لحظہ لحظہ خبر رکھتا ہے اور وہ دیکھنے والا بھی ہے۔"

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی شان بیان کرنے کے ساتھ ساتھ شان قرآن بھی بیان کی ہے۔ کہ قرآن خود تو حق ہے ہر لحاظ سے مگر یہ ان کتابوں کی تصدیق کرتا ہے کہ جو ہم نے اپنے پہلے انبیاء کو عطا فرمائیں تھیں ان میں جو کچھ بھی مروج تھا قرآن ان کی بھی تصدیق کرتا ہے اور اے محبوب یہ قرآن بھی تصدیق کرنے والا ہے اور آپ بھی تصدیق کرنے والے ہیں۔ وہ کتابیں بھی آپ کے رب کی طرف سے تھیں اور یہ قرآن بھی آپ کے رب کی طرف سے ہے اور ہاں اللہ تعالیٰ تمام بندوں کے تمام احوال سے آگاہ ہے اسے ہر چیز کی خبر ہے اور وہ دیکھتا بھی ہے۔ یہاں آیت کریم نے اپنی شان کبریائی بھی بیان کی ہے کہ وہ ہر چیز پر قادر بھی ہے اور وہ ہر شئے دیکھتا سنتا ہے۔

سورہ یٰسین

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا لقب یاسین بھی ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 36 یٰسین کی آیت نمبر 7 میں ارشاد فرمایا:

یٰسٓ ترجمہ: "یاسین"

اہل محبت اہل ایمان اور اہل دل اسے سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک شان قرار دیتے ہیں کہ اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صفت ہے۔ ایک لقب ہے ایک شان ہے جسے اللہ نے حروف مقطعات میں بیان فرمایا ہے۔ اس کا ایک معنی مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ اے وحی کے سننے والے۔ کچھ اہل علم اس لفظ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم صفاتی بھی قرار دیتے ہیں۔ اللہ نے قرآن حکیم میں اپنے محبوب علیہ السلام کو مختلف القابات اور صفات سے پکارا ہے سو یٰسین بھی ایک لقب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو اللہ ارشاد نے فرمایا ہے اور رب کریم کی محبت کا اس سے اندازہ ہوتا کہ وہ اپنے محوب سے کسقدر محبت کرتا ہے کہ مختلف القابات سے محبوب کو قرآن حکیم میں یاد فرماتا ہے۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاشبہ آپ مرسلین میں سے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 36 یٰسین کی آیۃ نمبر 3 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ

ترجمہ: "بلاشبہ اے نبی آپ ہمارے رسولوں میں سے ہیں"۔

Marfat.com

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو بلاشبہ اپنے پیغمبروں میں سے کہا ہے کہ محبوب کی رسالت کوئی اچانک نہیں بلکہ ایک طے شدہ امر کے تحت آپ کو ہی امام والانبیاء بنانے کا فیصلہ آپ کے رب نے فرمالیا تھا۔ حضور علیہ السلام سے یہ بات تو کفار کہتے تھے کہ نہ جانے جس اللہ کے نبی ہونے کا دعویٰ آپ کرتے ہیں اس اللہ نے آپ کو نبی بنایا بھی ہے کہ نہیں تو رب کریم نے کفار کی باتوں کا جواب خود دیا اور کمال کی بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ فرمانے سے پہلے کہ آپ ہمارے نبیوں میں سے ہیں اللہ نے قرآن حکیم کی قسم اُٹھائی حالانکہ اسے قسمیں اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ مگر وہ رب جس نے انسانی فطرت کو تخلیق کیا ہے وہ بہتر جانتا ہے کہ عامۃ الناس قسم پر زیادہ اعتبار کرتے ہیں اس لیے اپنے محبوب کی عظمت بیان کرنے سے پہلے رب نے قرآن کی قسم اُٹھائی یہ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال کی علامت اور نشانی ہے کہ رب ہر انداز سے ہر پہلو سے اور ز اویئے سے آپ علیہ السلام کی تعریف اور عظمت بیان فرماتا ہے۔ کیا ہی شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اعتراض حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کافر کرتے تھے مگر جواب اُن کو خود رب کریم دیتا تھا۔ اللہ اکبر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاشبہ سیدھے راستے پر ہیں

اللہ تعالیٰ نے اسی سورۃ نمبر 36 یٰسین کی آیت نمبر 4 میں ارشاد فرمایا کہ

اِنَّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

ترجمہ: ''بلاشبہ آپ سیدھے راستے پر گامزن ہیں''۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کا دفاع کیا ہے کہ آپ کو آپ کی قوم نہ جانے کیا کیا القاب دیتی ہے کوئی آپ کو جادوگر کہتا ہے کوئی کہتا ہے کہ آپ نے قرآن خود بنالیا ہے کوئی کہتا ہے کہ آپ راستے سے ہٹ گئے ہیں مگر یہ کافر تو محض بے عقلی سے آپ کے متعلق اس طرح کی باتیں کرتے ہیں آپ تو سیدھے راستے پر ہیں اور سیدھے راستے کی ہدایت دینے والے ہیں لہٰذا آپ کے اِدھر اُدھر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا آپ سیدھی راہ یعنی قرآن کی راہ پر ہیں اور اس راہ پر چلانے والا آپ کا رب ہے جس نے آپ کو اپنا رسول بنایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف اسے ہدایت کر سکتے ہیں جو اسے قبول کرے

اللہ رب العزت سورۃ نمبر 36 یٰسین کی آیت نمبر 11 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ فَبَشِّرْہُ بِمَغْفِرَۃٍ وَّاَجْرٍ کَرِیْمٍ

Marfat.com

ترجمہ: محبوب آپ اُس شخص کو ہی ڈرا سکتے ہیں جس کو آپ کے رب سے حق قبول کرنے کی استطاعت دی ہو۔یعنی وہ بن دیکھے خدا سے ڈرنے والا ہو۔اسی کے لیے مغفرت اوراجر کریم ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریما میں نفسیات انسانی کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ علیہ السلام صبح وشام ان لوگوں کو دعوت حق دیتے ہیں مگر یہ لوگ آپ کی بات کو سننے کے لیے اپنے آپ کو تیار ہی نہیں کر پاتے اور ممکن ہے اے محبوب آپ ان کے طرز عمل سے رنجیدہ ہو جاتے ہوں مگر آپ یہ بات ذہن نشین کر لیجیئے کہ جسے رب ہی پسند نہ کرتا ہو آپ اسے ہدایت بھلا کس طرح دیں گے اور جسے رب پسند کرتا ہے اس کے لیے تو نصیحت یا حق کا ایک ہی جملہ کافی ہوتا ہے لہٰذا آپ ان کی زیادہ فکر نہ کیا کریں کیونکہ رحمت و مغفرت کے خزانے آپ کے رب ہی کی پاس ہیں وہ جسے چاہتے نواز دیتا ہے۔

محبوب علیہ السلام کو ہم نے شاعری نہیں سکھائی

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 36 یٰسین کی آیت نمبر 69 میں ارشاد فرمایا

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ. اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ

ترجمہ:"اور ہم نے اس نبی کو شاعری نہیں سکھائی اور نہ یہ چیز ان کی شان کے لائق ہے یہ تو سراپا نصیحت اور واضح قرآن ہے"۔

اہل عرب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت کے وقت شاعری کا بڑا رواج تھا اور بڑے بڑے شاعر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں موجود تھے۔ جب اللہ تعالیٰ کا کلام سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں پر پیش کیا تو وہ بڑے ہی متعجب ہوئے اور اُنہوں نے قرآن حکیم کو حضور علیہ السلام کی ذاتی شاعری سمجھا۔ مگر اس سمجھ کے باوجود وہ حیران و پریشان تھے کہ جس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم نے کسی کے پاس کوئی بھی علم حاصل کرتے کے۔لیے جاتے تک نہیں دیکھا وہ اس طرح کا عمدہ کلام کس طرح بنا سکتا ہے۔ وہ اکثر ایات قرآن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے سن کر ان پر غور کرتے مگر ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا البتہ اس کی اثر انگیزی کا اعتراف ضرور کرتے تھے اس سوچ پر رب کریم نے اپنے محبوب سے کہلوا دیا کہ محبوب آپ اعلان کر دیں کہ ہم نے آپ کو شاعری نہیں سکھائی نہ شاعری ہم آپ کے لیے پسند کرتے ہیں ہاں یہ ہمارا کلام ہے جو قرآن ہے پس یہی ہم نے آپ کو عطا فرمایا ہے جس میں ہر شئے کا واضح بیان موجود ہے یہ روشن بھی ہے اور لازوال بھی ہے اور اس میں شاعروں کی طرح خیالی باتیں نہیں ہیں بلکہ مبنی برحقیقت ہیں اور یہ قرآن اپنے ماننے اور پڑھنے والوں کو ہدایت کا نور عطا کر کے اُنہیں بالکل سیدھے اور سچے راستے پر چلاتا ہے اور یہ تمام کافروں پر اپنے حق ہونے کی حجت بھی قائم کرتا ہے۔

Marfat.com

سورہ الصافات

آپ ﷺ کافروں سے تخلیق کائنات کی حجت طلب کریں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 37 صفت کی آیت نمبر 11 میں ارشاد فرمایا:

فَاسۡتَفۡتِہِمۡ اَہُمۡ اَشَدُّ خَلۡقًا اَمۡ مَّنۡ خَلَقۡنَا اِنَّا خَلَقۡنٰہُمۡ مِّنۡ طِیۡنٍ لَّا زِبٍ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ آپ ان کافروں سے پوچھیں کہ کیا ان کو پیدا کرنا مشکل ہے یا ان چیزوں کو جو ہم نے ان سے پہلے پیدا کیں ہم نے انہیں چکنی مٹی سے پیدا کیا ہے۔''

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت خالقیت کے متعلق محبوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ یہ آپ کو توحید کے متعلق الٹے سیدھے سوالات کر کے پریشان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کے رب کے خالق ہونے کا کیا ثبوت ہے اور پھر یہ اپنے متعلق بھی سوال کرتے ہیں کہ ہمیں کس نے بنایا ہے تو آپ فرما دیجئے کہ تم اپنی خلقت کے متعلق سوچ میں مبتلا ہو ذرا دیکھو تو سہی کہ وہ خالق کس قدر عظمت کا مالک ہے کہ جس نے ساری کائناتوں کو تخلیق کیا ہے اور ایک ضابطے کے تحت یہ نظام چل رہا ہے اور اگر اتنی وسیع و عریض کائنات کو وہ محض اپنے امر کن سے پیدا کر سکتا ہے تو ان سے کہیں کہ اے کافرو تم تو محض چکنی مٹی کے پتلے ہو تمہاری حیثیت ہی کیا ہے لہٰذا تم اس کو مان لو اور پھر یہ آیت محبوب علیہ السلام کی عظمت کی نشانی بھی ہے کہ جس خالق نے ساری کائناتیں پیدا فرمائیں آپ اس رب عظیم اور خالق عظیم کے محبوب ہیں۔

اے ﷺ محبوب آپ کو کافروں کے انکار قیامت پر تعجب ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 37 صفت کی آیت نمبر 14 میں ارشاد فرمایا:

وَاِذَا رَاَوۡا اٰیَۃً یَّسۡتَسۡخِرُوۡنَ

ترجمہ: ''اے محبوب آپ کافروں کے انکار قیامت پر حیران ہوتے ہیں حالانکہ وہ اس بات سے اُلٹا آپ کا مذاق اُڑاتے ہیں۔''

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کی سوچ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اے میرے محبوب آپ کی عطا کردہ روشن دلیلوں کے باوجود جب یہ کافر کہتے ہیں کہ کوئی قیامت بپا نہیں ہوگی بس دنیا ہی دنیا ہے تو آپ کو ان کی ہرزہ سرائی اور احمقانہ خیال پر تعجب بھی ہوتا ہے اور افسوس بھی کہ کتنے کم عقل اور کم فہم لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بعث قیامت کا انکار تو ان کی محدود سوچ کی وجہ سے ہے مگر انہوں نے جہنم کو اپنے اوپر لازم اس لئے کر لیا ہے

Marfat.com

کہ یہ آپ کا ان باتوں کی وجہ سے مذاق اڑاتے ہیں۔ اور یہ ان کی ہٹ دھرمی اور سوچ وفکر کی انتہائی پستی ہے۔ اور محبوب جو آپ کا مذاق اڑائے یا گستاخی کرے اس پر کسی صورت نہ رحم کیا جائے گا نہ اسے معافی ملے گی اس لیے آپ ان کی بے ہودگیوں کے متعلق سوچا ہی نہ کریں ہم قیامت کے دن ان سے خودنمٹ لیں گے۔

اے محبوب ﷺ آپ کافروں سے کہہ دیں کہ تم قیامت کو ذلیل ہو گے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 37 صفت کی آیت نمبر 18 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ آپ ان سے فرما دیں کہ یہ (اپنے باپ دادوں سے بھی) بہت زیادہ ذلیل ہوں گے۔''

کفار حضور علیہ السلام سے اپنے باپ دادا کے متعلق سوالات کرتے کہ جب اُنہوں نے کسی پیغمبر کو نہیں مانا تھا تو ان کا کیا بگڑ گیا تھا کہ اب ہم اگر آپ کو نہ مانیں تو ہمارا بگڑے گا اور اے محبوب علیہ السلام یہ آپ سے یہ بھی کہتے ہیں کہ کیا وہ اب مرنے کے بعد ذلیل ہو رہے ہیں اور ہوں گے اور کیا ہمارا حشر بھی اُن جیسا ہی ہوگا تو محبوب ﷺ یہ باتیں چونکہ وہ بطور مذاق آپ سے کہتے ہیں اور پوچھتے ہیں اس لیے آپ انہیں برملا کہہ دیں کے وہ تو اپنی اپنی قبروں میں زیر عذاب ہیں وہ قیامت کے دن تو وہ ذلیل ورسوا ہوں گے مگر اے کافر تم اپنے متعلق یہ جان لو کہ تم ان سے بھی زیادہ ذلیل ہو گے اور عذاب میں مبتلا ہو گے کیونکہ تم اللہ کے محبوب کو پریشان کرتے ہو اور جھٹلاتے ہو۔

محبوب ﷺ پہلے نبی بھی حق لے کر آئے اور سچ رسول تھے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 37 صفت کی آیت نمبر 37 میں ارشاد فرمایا:

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ

ترجمہ: ''(آپ سے پہلے بھی) وہ نبی حق لے کر آئے تھے اور وہ بلاشبہ سب کے سب سچے رسول تھے''۔

اللہ رب العزت نے محبوب علیہ السلام سے قبل جتنے انبیاء بھی مبعوث فرمائے ان کی صداقت کی گواہی بھی رب کریم خود دے رہا ہے اور یہ اس لیے کہ محبوب علیہ السلام کا دل مضبوط ہو جائے اور آپ یہ سمجھ لیں کہ کافروں کا وطیرہ ہی یہی ہے کہ وہ رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور اُن کا مذاق اُڑاتے ہیں اور چونکہ ان کی خو ایک ہے اس لیے محبوب یہ آپ کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کر رہے ہیں مگر آپ مطمعن رہیے آپ کا رب آپ کا محافظ بھی ہے اور آپ کا نام اور ذکر بلند کرنے اور بھی ہے۔

Marfat.com

محبوب ﷺ آپ ابراہیم علیہ السلام کو یاد کیجئے

اللہ رب العزت سورۃ نمبر 37 صفت کی آیت نمبر 84,83 میں ارشاد فرمایا:

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ

ترجمہ: ''اے محبوب ﷺ (آپ سے پہلے) نوح علیہ السلام کے طریقے پر چلنے والے ایک ابراہیم بھی تھے۔ یاد کرو جب وہ اپنے قلب سلیم سمیت اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے۔''

ان دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ اپنے محبوب سے کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے طریقے پر تھے۔ چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام کا راستہ اور پیغام ایک ہی ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت نوح علیہ السلام کے طریقے پر چلنے اوالا فرمایا ہے کہ جس طرح نوح علیہ السلام اپنی گمراہ قوم کو رب کریم کی وحدنیت کا پیغام اور دعوت حق دیتے رہے۔ اس طرح ابراہیم علیہ السلام بھی اپنی گمراہ قوم کو دعوت حق دیتے ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کی ایک اور خصوصیت اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ ارشاد فرمائی کہ وہ اپنے اللہ کے حضور ﷺ جب بھی حاضر ہوتے وہ قلب سلیم کے ساتھ حاضر ہوتے قلب سلیم سے مراد قلب شوق ہے ماننے والا دل ہے۔ جھک جانے والا دل ہے اور حق قبول کرنے والا دل ہے۔ تو آپ علیہ السلام چونکہ حضور ﷺ کے دادا جان ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے بطور خاص آپ علیہ السلام سے ان کا ذکر کیا ہے کہ آپ انہیں یاد فرمائیے۔

محبوب علیہ السلام سلام ہے موسیٰ اور ہارون پر

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 37 صفت کی آیت نمبر 120 میں ارشاد فرمایا:

سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ

ترجمہ: ''(سلام ہے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر)''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے توسط سے نبیوں پر سلام باقی رکھا اور قیامت تک ان نبیوں پر سلام ہی ہوتا رہے گا کیونکہ رب کریم نے انبیاء کو برزخ میں زندگی عطا فرمائی ہوئی ہے اور رب کریم ان کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد بھی لوگوں سے ان کو سلام بھیجوا تا ہے یعنی نبیوں پر سلام بھیجنا یہ حکم قرآن ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی شان تو یہ ہے کہ رب کریم کی ساری مخلوقات اور خود رب کریم بھی اپنے محبوب علیہ السلام پر درود بھی بھیجتا ہے اور سلام بھی بھیجتا ہے لہٰذا امتی ہونے کے ناطے سے ہر امتی پر یہ واجب ہی نہیں فرض ہے کہ وہ اپنے آقا پر درود بھی بھیجے اور آپ پر سلام بھیجے اور اس کے لیے طریقہ چاہے کوئی بھی اختیار کرے بس مقصد یہ ہے کہ درود و سلام امتی اپنے نبی پر بھیجتا رہے۔

Marfat.com

اے محبوب ﷺ آپ مشرکوں سے پوچھیں کہ کیا رب کے لیے بیٹیاں ہیں اور تمہارے لیے بیٹے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 37 صفت کی آیت نمبر 149 میں ارشاد فرمایا:

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ

ترجمہ: ''اے محبوب علیہ السلام آپ ان سے پوچھیں یعنی مشرکین سے کہ کیا اللہ کے لیے بیٹیاں ہیں اور ان کے اپنے بیٹے''۔

کفار حضور نبی کریم ﷺ سے کہتے تھے کہ آپ کے رب نے جو فرشتے بنا رکھے ہیں وہ سب اس کی بیٹیاں ہیں یعنی وہ فرشتوں کو مونث کا درجہ دیتے تھے۔ ان کی اس احمقانہ سوچ کا رب کریم نے رد فرمایا کہ محبوب یہ کافر ہو کر اور مشرک ہو کر اپنے لیے بیٹوں کو پسند کرتے ہیں کہ ان کے ہاں صرف بیٹے ہی پیدا ہوں اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تھا کہ وہ اپنے ہی پیدا ہونے والی بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں زندہ درگور کر دیتے تھے کہ بیٹیاں انہیں ناپسند تھیں تو جب ان کافروں کو محض ایک انسان ہو کر بیٹیاں پسند نہیں تو اے محبوب ﷺ ان سے پوچھیں کہ وہ اللہ گرچہ وحدہ لاشریک ہے مگر کیا وہ اپنے لیے بیٹے پسند نہ کرتا مگر وہ تو لم یلد ولم یولد ہے اس لیے اس نے امر کن سے ملائکہ کو تخلیق کیا ہے اور ملائکہ مونث نہیں مذکر ہیں اور وہ سب کے سب مردانہ وجاہت رکھتے ہیں البتہ جنت کی حوروں کا معاملہ اور ہے وہ ضرور مونث ہیں مگر اللہ کے سب کے سب ملائکہ مذکر ہی ہیں اُنہیں عورتوں کی طرح کہنا یا سمجھنا یہ غلط ہے اور جہالت ہے۔

محبوب ﷺ آپ کا رب مشرکین کی باتوں سے پاک ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 37 صفت کی آیت نمبر 180 میں ارشاد فرمایا:

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

ترجمہ: ''اے محبوب علیہ السلام آپ ﷺ کا رب عزت والا ہے اور ان تمام باتوں سے پاک ہے جو مشرک لوگ اس کے بارے میں بیان کرتے ہیں''۔

کافر اور مشرک اللہ رب الغرت کی ذات وصفات کے بارے میں مختلف باتیں کرتے اور اپنی محدود اور ناقص عقل کی بنیاد پر اسے بھی انسانی صفات والا سمجھتے اور کبھی کبھی یہ بھی کہہ دیتے کہ کیا رب آرام نہیں کرتا اسے اُونگھ وغیرہ بھی نہیں آتی وہ اپنی بچگانہ سوچ سے طرح طرح کی باتیں بناتے اور اس کے بارے میں ایک دوسرے سے گفتگو کر کے خوشی محسوس کرتے تھے اللہ رب العزت نے اُن کی جاہلانہ اور مشرکانہ باتوں کی تردید اپنے محبوب کی زبان سے کروائی کہ اے میرے محبوب ﷺ آپ اعلان فرما دیں کہ آپ کا رب ان کے وھم وگمان سے بھی

Marfat.com

بہت بلند و بالا ہے اور اس میں کوئی کمی نہیں ہے بلکہ وہ سبحان ہے عظیم ہے لاریب ہے اور اُس کی شان میں کوئی کمی نہیں ہے آپ ان سے کہیں کہ میرے بارے میں اس طرح کی باتیں نہ کیا کریں کیونکہ یہ میری شانوں سے واقف ہی نہیں ہیں وہ واجب العزت ہے اور ساری عزتوں کے خزانے اس کے پاس ہیں۔ اس طرح اس آیت سے پہلے فرمایا کہ آپ ان سے اعراض کریں ان کو خود پتہ چل جائے گا کہ یہ کیا کہتے تھے۔ ان پر عذاب آخر رہے گا۔

سورۃ ص

اے محبوب ﷺ کیا آپ کے رب کے خزانے ان کے پاس آ گئے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ ص کی آیت نمبر 9 میں ارشاد فرمایا:

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ

ترجمہ: ''اے محبوب علیہ السلام کیا آپ کے رب کی رحمت کے خزانے ان کے پاس آ گئے ہیں۔''

مشرکین اور کافرین حضور علیہ السلام کے دعوت حق پر بڑے برھم ہوئے اور وہ اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ اس نبی پر ہی آخر ان کا رب کیوں مہربان ہو گیا ہے۔ بار بار وہ کہتے کہ اگر تم واقعی رب کے بھیجے ہوئے ہو تو ہم پر عذاب نازل کرو اور ہم پر پتھر برساؤ ہمارے اوپر آندھیاں چلواؤ اور اب وہ یہ کہتے تھے کہ کیا اتنی زبردست قوت و عظمت والے محمد مصطفیٰ ﷺ کے رب کو صرف یہ ہی شخص ملا ہے کے اسے اس نے رسالت کے لئے منتخب کر لیا ہے لہٰذا ہم تو نہیں مانیں گے تو رب کریم نے فرمایا محبوب اگر میں نے ان کو دکھانے کے لیے تم پر خزانے نازل نہیں فرمائے تو کیا وہ ان پر نازل ہو چکے ہیں کہ جن کی وجہ سے یہ تمہیں رالت اور نبوت کے قابل نہیں سمجھتے لہٰذا ان کی باتوں کو چھوڑو محبوب پس تم اپنا کام کرتے جاؤ اور اپنے رحیم و کریم رب کی شانیں بیان کرتے رہو۔

اے محبوب ﷺ آپ کے مخالف ہی مغلوب ہوں گے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 38 ص میں ارشاد فرمایا آیت نمبر 11

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ آپ کا یہ مخالف گروہ بھی پہلے گروہوں کی طرح مغلوب ہوگا۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے سابقہ پیغمبروں کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ محبوب آپ سے پہلے جتنے بھی سابقہ انبیاء علیہم السلام کے مخالف تھے وہ آخر کار مغلوب ہوئے جبکہ انبیاء ہمیشہ سر بلند رہے اور ان کے مخالفین کی شدید مخالفت کے باوجود بالآخر حق ہی کا پیغام باقی رہا اور سابقہ دین چلتے رہے اس

Marfat.com

طرح اب جو لوگ آپ کی مخالفت کر رہے ہیں یہ بھی سابقہ لوگوں کی طرح اپنے منطقی انجام کو پہنچیں گے اور بالآخر کامیابی آپ ہی کو ہوگی اور آپ کے دین کو ہوگی اور وہ وقت جلد آ کر رہے گا۔

اے محبوب ﷺ آپ صبر اختیار کیجئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 38 ص کی آیت نمبر 17 میں ارشاد فرمایا:

اِصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ وَ اذۡکُرۡ عَبۡدَنَا دَاوٗدَ ذَا الۡاَیۡدِ ۚ اِنَّہٗۤ اَوَّابٌ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ کا یہ کافر لوگ جو کچھ کہتے ہیں آپ اس پر صبر اختیار کریں اور ہمارے نیک بندے داؤد کو یاد کریں جو بہت ہی توبہ کرنے والے تھے۔''

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت اپنے محبوب علیہ السلام کو صبر و استقلال اختیار کرنے کی بات فرما رہا ہے کہ محبوب علیہ السلام آپ تن تنہا دنیا کے تمام کافروں کے سامنے سر اٹھا کر کھڑے ہیں اور ہر قسم کی سختیاں برداشت کر رہے ہیں لیکن محبوب آپ ان سب چیزوں کے باوجود صبر ہی اختیار فرمائیے کہ یہ ہی سب سے بہتر ذریعہ ہے سختیاں برداشت کرنے کا اسی آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر بھی قلب مصطفیٰ ﷺ کی تسکین کے لیے فرمایا کہ آپ کو یاد فرمائیں خصوصاً توبہ کے حوالے سے کہ وہ بہت ہی توبہ کرنے والے تھے ان کے ذکر سے آپ کا دل مضبوط ہوگا کیونکہ ہمیں صبر بھی پسند ہے اور توبہ بھی بہت پسند ہے۔

اے محبوب ﷺ کیا آپ کو مقدمے والوں کی خبر پہنچی ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 38 ص میں ارشاد فرمایا آیت نمبر 22

اِذۡ دَخَلُوۡا عَلٰی دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنۡہُمۡ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ ۚ خَصۡمٰنِ بَغٰی بَعۡضُنَا عَلٰی بَعۡضٍ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَنَا بِالۡحَقِّ وَ لَا تُشۡطِطۡ وَ اہۡدِنَاۤ اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ.

ترجمہ: ''اے محبوب ﷺ کیا آپ کو مقدمے والوں کی خبر پہنچی ہے جبکہ وہ دیوار پھلانگ کر عبادت خانے میں داخل ہوئے۔ تو وہ انہیں دیکھ کر گھبرا گیا انہوں نے کہ آپ ہم سے نہ ڈریں ہم نے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کوئی اختلاف کیا ہے سو آپ ہمارا فیصلہ فرما دیں اور ہمیں سیدھی راہ بتائیے''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو حضرت داؤد علیہ السلام کے حوالے سے ایک بات آگاہ فرمانی چاہی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بات سمجھانے کے لیے ان کے پاس دو فرشتے انسانوں کے

Marfat.com

روپ میں بھیجے جو آپ علیہ السلام سے ایک مسئلے کا حل پوچھنے آئے اور دراصل وہ حل بھی حضرت داؤد علیہ السلام ہی کے متعلق تھا مگر اللہ تعالیٰ نے براہ راست انہیں امر کرنے کی بجائے ایک اور ذریعے سے ان کو بات سمجھا دی۔ حضرت داؤد علیہ السلام ان کو اپنے عبادت خانے میں دیکھ کر گھبرا گئے مگر ان لوگوں نے فوراً آپ سے کہا کہ اے اللہ کے نبی آپ ڈریئے نہیں ہم دو فریق ہیں اور ہمارے درمیان ایک مسئلہ یا جھگڑا ہے آپ چونکہ صاحب بصیرت ہیں اور صاحب علم و حکمت ہیں آپ ہمارا فیصلہ فرما دیجیے۔ گویا اللہ تعالیٰ اپنے سابقہ انبیاء سے بھی اپنی محبت کے متعلق محبوب علیہ السلام کی آگاہ فرما رہا ہے کہ اے محبوب میرے نبی عام لوگ نہیں ہوتے میں ان کی محبوبی کو سامنے رکھ کر اُنہیں باتیں بتاتا ہوں اور سمجھاتا ہوں اور جب دوسرے سابقہ نبیوں کی محبت کا اور عزت و وقار کا میرے ہاں عالم یہ تھا تو آپ تو میرے خاص نبی محبوب اور امام والانبیاء ہیں آپ سے میری محبت کا عالم پھر کیا ہوگا۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے برکت بھرا قرآن آپ پر نازل فرمایا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 38 ص کی آیت نمبر 29 میں ارشاد فرمایا:

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ

ترجمہ: ''اور اے نبی یہ قرآن ایک بابرکت کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور کریں اور عقل والے اس سے نصیحت حاصل کریں''۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے متعلق قرآن ہی میں مختلف جگہوں پر قرآن کی عظمت کا ذکر کیا ہے اور اس کی خصوصیات کا ذکر کیا ہے اس آیت کریما میں رب العزت نے پھر سے دھرا کر بات ارشاد فرمائی ہے کہ محبوب آپ پر ہم نے قرآن کی صورت میں انتہائی بابرکت کتاب نازل فرمائی ہے آپ نبیوں کے سردار ہیں اور یہ قرآن کتابوں کی سردار ہے اور ساری کی ساری برکتوں سے بھرپور ہے اور آپ اس کی برکتوں کو لوگوں تک پہنچائیں اور ہاں محبوب یہ کتاب محض وظیفے کرنے یا ثواب حاصل کرنے ہی کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ سمجھدار لوگ تو اس کی آیات پر غور و فکر کرتے ہیں اور اس سے عقلمندی حاصل کرتے ہیں اور یہ بڑی عظمت کی بات ہے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمارے بندے ایوب علیہ السلام کو یاد کیجیے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 38 ص کی آیت نمبر 41 میں ارشاد فرمایا:

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ

ترجمہ: ''اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمارے بندے ایوب علیہ السلام کا ذکر کیجیے کہ جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے ایذا اور تکلیف دینے کے لیے شیطان نے چھو لیا ہے''۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے حضرت ایوب علیہ السلام کو یاد کرنے کا ارشاد فرمایا کیونکہ اُن کا صبر مشہور و ضرب المثل ہے۔ وہ انتہائی بیماری کے عالم میں بھی اپنے رب کا ذکر و شکر کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی شان اور زیادہ بڑھانے کے لیے ان کا ذکر اپنے محبوب علیہ السلام سے کیا کہ محبوب ان کے واقعے سے یہ سمجھیں کہ آپ علیہ السلام پر آپ کے رب کا کتنا کرم ہے کہ وہ کفار سے پہنچنے والی تکلیفوں آپ کی تکلیفوں کا خود ازالہ کرتا ہے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسماعیل علیہ السلام یسع اور ذالکفل کو بھی یاد فرمائیے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 38 ص کی آیت نمبر 48 میں ارشاد فرمایا:

وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ

ترجمہ: ”اے محبوب علیہ السلام آپ یاد فرمائیے ہمارے بندوں میں سے اسماعیل علیہ السلام کو یسع اور ذالکفل علیہم السلام کو کہ وہ سب ہمارے نیک بندوں میں سے تھے۔“

اللہ رب العزت نے اس آیت کریما میں محبوب علیہ السلام کو ان تینوں پیغمبروں کو یاد کرنے یعنی ان کا ذکر کرنے کا ارشاد فرمایا ہے کہ وہ ہمارے سابقہ انبیاء میں سے تھے اور بندگی میں انہیں درجہ کمال حاصل تھا وہ ہمارے انبیائی برگذیرہ اور نیک بندوں میں سے تھے۔ دراصل اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے محبوب علیہ السلام کی زبان مبارک سے کروا کر ان کی عظمتیں اور بڑھانا چاہتا ہے محبوب علیہ السلام کے ذکر کرنے سے ان کی شانیں اور بڑھ جائیں گی اور محبوب کے دل کو ان کے احوال جان کر تقویت ملے گی۔ اس آیت کریما سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کا ذکر کرنے کا بھی اپنے محبوب سے ارشاد فرمایا تا کہ اُن کا ذکر بھی مستحق ہو سکتے اور محبوب کی زبان سے جب اُن کا ذکر ہوگا تو ان کی شانیں اور بڑھیں گی۔

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیں کہ آپ مصنوعی باتیں نہیں کرتے

اللہ رب العزت سورۃ ص کی آیت نمبر 86 میں ارشاد فرمایا:

☆قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ

ترجمہ: ”آپ فرمادیجئے کہ میں تم سے اس تبلیغ پر کچھ اجر یا صلہ طلب نہیں کرتا اور نہ ہی میں کوئی بناوٹی باتیں بنانے والوں میں سے ہوں۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو رحمۃ للعلمین بنا کر مبعوث فرمایا اور ساتھ ہی شرق و غرب کے خزانے اپنے محبوب علیہ السلام کے قدموں میں ڈال دیئے یعنی محبوب علیہ السلام کو دنیا داری کی طرف سے شان بے نیازی عطا فرمادی کہ آپ لینے والوں میں سے نہیں تھے بلکہ ساری کائنات کو عطا کرنے والے تھے لہٰذا آپ اس وقت کے

Marfat.com

کافروں سے کیا مانگتے کیونکہ اُن کے ذہنوں میں یہ سوال کبھی کبھی اٹھتا تھا کہ ہوسکتا ہے یہ ساری تبلیغ کرنے کے بعد حضور ﷺ اپنے لیے کسی دنیا کی شئے کا مطالبہ کریں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس سوچ کا رداس آیت کریمہ کے ذریعے کردیا کہ میرا محبوب تم سے کیا مانگے گا بلکہ یہ تو تمہیں دینے والا ہوگا اور دوسری بات یہ کہ شائد تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ ازخود باتیں بنا کرتمہارے سامنے پیش کرتے ہیں نہیں نہیں ایسی بات بھی نہیں ہے میرا محبوب صرف وہی بات کہتا ہے جو آپ کو میں کہتا ہوں اس لیے ان کے بارے قطعاً ایسا گمان نہ رکھو۔

سورہ الزمر

اے محبوب ﷺ یہ قرآن ہم نے آپ پرحق نازل فرمایا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 39 زمر کی آیت نمبر 2 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَآ اِلَيۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰهَ مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّيۡنَ

ترجمہ: ''بے شک اے نبی علیہ السلام یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمائی تو آپ اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کریں خالصاً اسی کے ہوکر اور اس دین میں رہ کر یعنی صرف اسی کے لیے۔''

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کو قرآن عطا کرنے کا جہاں جہاں ذکر فرمایا وہاں ایک نیا انداز اختیار فرمایا اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کو حق کی کتاب ارشاد فرمایا اور بلاشبہ قرآن حق ہی ہے اور اس کے ساتھ ہی اپنے محبوب علیہ السلام کو اپنی خالص بندگی کا بھی ارشاد فرمایا کہ محبوب علیہ السلام کی بندگی خود رب کریم کو پسند ہے۔ اور رب چاہتا ہے کہ اس کا محبوب ہمہ وقت اسی کی یاد میں رہے اور بلاشبہ حضور ﷺ نے ایسا ہی کیا آپ کی زندگی کا ایک لمحہ بھی اللہ کے ذکر سے خالی نہیں تھا اور یہی شان بندگی اور شان محبوبی ہے۔

آپ ﷺ فرمادیں کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ زمر کی آیت نمبر 9 میں ارشاد فرمایا:

اَمَّنۡ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيۡلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحۡذَرُ الۡاٰخِرَةَ وَيَرۡجُوۡا رَحۡمَةَ رَبِّهٖ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ.

ترجمہ: ''اے محبوب علیہ السلام آپ فرمادیجئے کہ کیا صاحبان علم اور جاہل لوگ برابر ہوجائیں گے۔ کیونکہ نصیحت تو صاحبان عقل ہی پکڑتے ہیں۔ تو کیا وہ جس کی رات گھڑیاں فرماں

Marfat.com

برداری میں گذریں سجود اور قیام میں آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی اُمید لگائے وہ اور نافرمان برابر ہو جائیں گے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی زبان سے کہلوایا کہ آپ فرما دیں کہ دین سے بے بہرہ لوگ اور دین کے عالم ایک جیسے نہیں ہو سکتے اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا داروں اور دین داروں کا مقام و مرتبہ جدا جدا ہے اور حضور علیہ السلام نے تو علم دین رکھنے والے کو اپنا وارث بھی قرار دیا ہے اور اس کی تائید قرآن بھی فرماتا ہے۔

محبوب علیہ السلام آپ ایمان والوں کو رب سے ڈرنے کا درس دیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 39 زمر کی آیت نمبر 10 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجئے کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور نیکی کرنے والوں کے لیے نیک صلہ ہے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ آپ مومنوں سے فرما دیں کہ وہ اپنے رب سے ڈریں اور اس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ وہ نیک کام کریں یعنی نیک کام کرنا یا نیکی کمانا ہی دراصل تقوے کی دلیل ہے۔ اپنے محبوب علیہ السلام کے ذریعے سے رب کریم نے یہ پیغام اہل ایمان کو دیا اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ نیکی کا اجر نیکی یعنی اچھائی کا اجر اچھائی ہی ہے اچھا کرو گے تو تمہیں اس کا اچھا صلہ ملے گا۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرما دیں کہ مجھے صرف اسی کی عبادت کا حکم ہوا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 39 زمر کی آیت نمبر 11 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنِّيْ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ

ترجمہ: "اے محبوب علیہ السلام آپ فرما دیجئے کہ مجھے میرے رب نے اپنی عبادت مخلصانہ طریقے سے کرنے کا حکم دیا ہے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے یہ ارشاد فرمایا کہ آپ اپنی عبادت کا ذکر ان لوگوں کے سامنے کریں تاکہ آپ علیہ السلام کا طریقہ عبادت اور اخلاص ان لوگوں کے لیے آپ کی دائمی سنت بن جائے کہ عبادت جو بھی کرے وہ صرف اور صرف خالص ہو کر کرے یعنی اس میں دکھاوے کی کوئی ایک رتی بھی شامل نہ ہو اور اے محبوب اس کے ساتھ ہی آپ یہ بھی اعلان فرما دیں کہ میں ہی سب سے پہلا مسلمان بھی ہوں۔

Marfat.com

محبوب ﷺ آپ فرما دیں کہ میں سب سے پہلا مسلمان ہوں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 39 زمر کی آیت نمبر 12 میں ارشاد فرمایا:

وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ

ترجمہ: ''اور مجھے میرے اللہ کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ میں مسلمانوں میں سب سے اول ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کا مقام و مرتبہ ہر مقام پر مقدم رکھا اور اس آیت کریما میں یہ فرما کر کہ آپ سب سے پہلے مسلمان ہیں اُمت مصطفیٰ ﷺ کو دراصل یہ پیغام دیا کہ تمہاری مسلمانی میرے محبوب کی ہی مرہون منت ہے اگر محبوب ہی نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا لہٰذا قیامت تک جو کوئی بھی دین اسلام میں آئے گا وہ فیض ہے اور صدقہ ہے محبوب علیہ السلام کے مسلمان ہونے کا کہ آپ سب سے اول مسلمان ہیں۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کی شانوں کو قرآن حکیم میں مختلف انداز سے بیان فرمایا ہے اور بعض اوقات اپنے محبوب کی ایک شان کو کئی مرتبہ قرآن حکیم میں دھرایا بھی ہے اس سے بھی عظمت مصطفیٰ ﷺ کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بار بار اپنے محبوب کی بات محض محبت کی خاطر کرتا ہے۔

محبوب ﷺ آپ فرما دیں کہ تم اپنا عمل جاری رکھو اور میں اپنا جاری رکھتا ہوں البتہ میرا سارے کا سارا توکل میرے اللہ پر ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 39 زمر کی آیت نمبر 39 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: ''محبوب آپ فرما دیجئے کہ میرا توکل تو صرف اللہ ہی پر ہے وہ ہی قابل بھروسہ ہے،
آپ ﷺ آپ فرما دیجئے کہ تم اپنی حالت پر عمل کئے جاؤ اور میں بھی عمل کر رہا ہوں
سو اب جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا۔''

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے ذریعے سے کفار کو اور بالخصوص نہ ماننے والوں کو یہ کہلوایا کہ تم اپنے کام کئے جاؤ اور میں اپنا کام کیئے جاتا ہوں یعنی تم اپنی ہٹ دھرمی اور کفر سے باز نہیں آؤ گے اور میں کلمہ حق کہنے سے گریز نہیں کروں گا۔ تم اپنے اعمال کے ذمے دار ہو اور میں اپنے رب کی طرف سے اس کی ہدایت و حکم کا پابند ہوں اور تمہیں بہت جلد یعنی قیامت کے دن اپنے اعمال کے بارے میں پتہ چل جائے گا کہ تم کیا کرتے رہے اور میرا پیغام کیا تھا مگر اس وقت سوائے پچھتاوے اور عذاب کے تمہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا یہ دنیا

Marfat.com

ہی نیکی کمانے کی جگہ ہے سو یہاں جو کچھ بھی بویا جائے گا قیامت میں کاٹا بھی وہی جائے گا۔ اس سے قبل آیت نمبر 38 میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ ان سے کہہ دیں کہ میرا سارے کا سارا بھروسہ اور توکل صرف میرے اللہ پر ہے اور اس پر بھروسہ کرنے والے وہی ہوتے ہیں جن کو توکل کی وہ خود توفیق عطا فرماتا ہے اور اس پر بھروسہ کرنے والے کامیاب و کامران ہی ہوتے ہیں۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر یہ کتاب لوگوں کے فائدے کے لیے اتاری ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 39 زمر کی آیت نمبر 41 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ

ترجمہ: ''ہم نے آپ پر یہ کتاب لوگوں کے نفع کے لیے نازل کی ہے تو (اس کتاب کے ہوتے ہوئے) جو ہدایت پر چلا وہ اپنے ہی بھلے کو چلا اور جو گمراہ ہوا تو وہ خود ہی اس کا ذمے دار ہوگا آپ علیہ السلام پر گمراہ ہونے والے کا قطعاً کوئی بوجھ نہیں پڑے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریما میں اپنے محبوب علیہ السلام کو ہر ایک کے فعل سے بری الذمہ قرار دے دیا۔ رب العزت چاہتا ہی نہیں کہ اس کے محبوب پر کوئی ہلکا سا بھی بوجھ پڑے۔ آپ علیہ السلام تو رحمت للعلمین ہیں آپ تو فطری طور پر ایک کا بھلا چاہتے ہیں مگر جو آپ علیہ السلام کو جان بوجھ کر بھی کوئی فائدہ آپ سے یا قرآن حکیم سے نہ اٹھا سکے تو پھر وہ خود ہی ظالم ہے اور اپنے ہی اوپر ظلم کرنے والا ہے اس لیے محبوب سے فرمایا کہ آپ ہرگز کسی کا غم نہ کریں ہر کوئی اپنے اعمال کا خود ذمے دار ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں کہ شفاعت صرف اللہ ہی کے قبضہ میں ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 39 زمر کی آیت نمبر 44 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ

ترجمہ: ''آپ فرمادیجئے کہ تمام تر سفارش یعنی شفاعت اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ تمام آسمانوں اور زمین کی سلطنت اُسی کی ہے پھر تم اُسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔''

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اختیار شفاعت کی بات کی ہے کہ تمام شفاعتیں صرف اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں وہ جس کو چاہے جو عطا فرمادے اس کو کوئی منع کرنے والا یا روکنے والا نہیں ہے کیونکہ وہ شہنشاہ مطلق ہے اور زمینوں آسمانوں کی ساری سلطنت کا مالک وہ تن تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ یہ بات اس لیے

Marfat.com

فرمائی گئی کہ کفار کہتے تھے کہ ہمارے پتھر کے بت ہماری سفارش کروالیں گے اور انہی کو وسیلہ بنا کر ہم بخشے جائیں گے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی اس باطل سوچ کی تردید شدید کی کہ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے اس کے ہاں کسی کی سفارش کام نہیں آئیگی مگر جس کو وہ خود شفاعت کرنے کا اختیار دے اور یہ اختیار خصوصی اس نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا کر رکھا ہے جو قیامت کے دن اپنے گنہگار امتیوں کی شفاعت فرمائیں گے ﷺ

آپ ﷺ فرمادیں کہ زمین وآسمان کا خالق اللہ ہی ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 39 زمر کی آیت نمبر 46 میں ارشاد فرمایا:

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ

ترجمہ: ''آپ ﷺ فرمادیجئے کہ اے اللہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے ظاہر و باطن کے جاننے والے اے اللہ آپ خود ہی قیامت کے دن اپنے بندوں کے امور میں فیصلہ فرمادیں گے جن میں باہم وہ اختلاف کرتے تھے۔''

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام سے اعلان کروایا کہ محبوب آپ ان سب سے کہہ دیں آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا صرف ایک اللہ ہی ہے اور وہ اپنے بندوں کے تمام کاموں کا فیصلہ بھی قیامت کے روز خود ہی فرمائے گا کہ کس کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے البتہ اسی اللہ نے زندگی گذارنے کا منشور بھی عطا کیا ہوا ہے سو اس کے تحت جو زندگی گذارے گا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو کر نیک اعمال کمائے گا وہ تو یقیناً اس دن کامیاب ہوگا اور جو احکامات الٰہی اور احکامات قرآن سے دور رہا وہ خود ہی خسارے والوں میں ہوگا۔

آپ ﷺ فرمادیں کہ میرے بندوں سے کہ وہ مایوس نہ ہوں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 39 زمر کی آیت نمبر 53 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۔ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

ترجمہ: ''آپ ﷺ فرمادیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی اپنی جانوں پر ظلم وزیادتیاں کی ہیں تم خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو بالیقین وہ ان کے گناہ معاف فرمادے گا وہ واقعی بڑا بخشنے والا اور رحمت والا ہے۔''

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے ذریعے سے گنہگاروں کو یہ خوش خبری عطا فرمائی ہے کہ اللہ کے بندے اگر گناہ کر لیں تو ان کو رب کی رحمت سے نا امید نہیں ہونا چاہیے کہ اسی رب نے ان لوگوں کو اے محبوب توبہ کا خزانہ بھی عطا فرمایا ہوا ہے کہ اگر وہ کوئی ظلم و زیادتی اپنے اوپر گناہوں کی صورت میں کر لیں تو توبہ کریں اور اس اللہ سے معافی کا حق بھی خود اسی نے ان کو دیا ہے اور توبہ اور معافی ہے ہی بخشش کے لیے۔ تو محبوب ﷺ آپ میرے بندوں کو رحمت کی خوشخبری عطا فرما دیں کہ وہ ان کی توبہ قبول فرما کر انہیں بخشش عطا فرمائے گا۔

محبوب ﷺ آپ سے پہلے پیغمبروں کو بھی یہی وحی کی کہ وہ شرک سے منع کریں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 39 زمر کی آیت نمبر 65 میں ارشد فرمایا:

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ

ترجمہ: ''اے محبوب ﷺ آپ کی طرف اور جو پیغمبر آپ سے پہلے ہو گذرے اُن پر بھی ہم نے یہی وحی کی کہ جو شرک کرے گا تو اس کا کیا کرایا کام غارت ہو جائے گا اور وہ خسارے میں ہوگا''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے اس آیت کریمہ میں یہ فرمایا کہ آپ علیہ السلام سے پہلے جتنے انبیاء آپ کے رب نے مبعوث فرمائے ان سب کو یہی وحی کی جاتی رہی کہ وہ لوگوں کو شرک سے باز رکھیں اور انہیں اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کی دعوت دیں کیونکہ شرک جرم عظیم بھی ہے اور ظلم عظیم بھی ہے لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ صرف اس کی عبادت کرے کہ جو اس کا خالق اور مالک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور حضور علیہ السلام کے اعلان نبوت کے زمانے میں تو بیت اللہ شریف کے اندر کافروں نے بت سجائے ہوئے تھے اس سے بڑا شرک اور کیا تھا مگر حضور ﷺ پیغام حق دیتے ہی رہے۔

محبوب ﷺ آپ قیامت کے دن فرشتوں کو تسبیح کرتے دیکھیں گے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 39 زمر کے آخری حصے کی آیت نمبر 75 میں ارشاد فرمایا:

وَتَرَی الْمَلٰٓئِکَۃَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ. وَقُضِیَ بَیْنَھُمْ بِالْحَقِّ وَقِیْلَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ: ''اور آپ ﷺ قیامت کے دن کہ عرش کو حلقہ باندھ کر اٹھانے والے ملائکہ اپنے

Marfat.com

رب کی تسبیح کرتے ہیں، اور تمام بندوں میں صحیح صحیح فیصلہ فرما دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ساری خوبیاں اسی اللہ کو واجب ہیں''۔

اللہ رب العزت نے اس آیت کریما کے ذریعے سے اپنے محبوب کو قیامت کا ایک منظر دکھایا ہے کہ فرشتے عرش کے گرد حلقہ باندھ کر مل کر اللہ کی تسبیح کر رہے ہوں گے یعنی مخلوقات بھی دیکھیں گی کہ کس طرح اللہ کے ملائکہ ادب کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں مگر عرش کے ملائکہ کو صرف محبوب علیہ السلام دیکھیں گے کہ وہ ان گنت فرشتے کس طرح رب کا ذکر اور اس کی تسبیح کر رہے ہیں۔ یہاں اس منظر سے امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رب کریم اپنے محبوب کے ذریعے سے یہ پیغام دینا چاہتا ہے کہ اگر سرخرو ہونا چاہتے تو رب کی تسبیح اور ذکر کر اپنا وظیفہ جاں بنا لو کہ اللہ کے فرشتے اس کا ذکر کرتے ہیں اور اس کے محبوب پر درود پڑھتے ہیں۔ اور تسبیح دراصل اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے اور اس کی تعریف لامحدود ہے۔

سورہ المؤمن

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے پہلے کتاب ہدایت موسیٰ علیہ السلام کو بھی عطا فرمائی تھی

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 40 مؤمن کی آیت نمبر 54 میں ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ

ترجمہ: ''اور اے محبوب علیہ السلام آپ سے قبل ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بھی کتاب ہدایت عطا فرمائی پھر اُس کتاب کا وارث ہم نے بنی اسرائیل کو بنایا۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ محبوب آپ سے پہلے ہدایت کی کتاب ہم موسیٰ علیہ السلام کو بھی عطا ہوں چکے ہیں۔ وہ بھی ہماری ہی طرف سے اس قوم کے لیے ایک راہ نما اور ہادی کتاب تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کے دنیا سے پردہ پوش ہونے کے بعد اس کو کتاب کو بنی اسرائیل والوں نے اپنا لیا اس میں بھی قرآن حکیم کی طرح ہم نے لوگوں کو ہدایت پر گامزن ہونے اور صبر اختیار کرنے کی تلقین کی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب تورات تھی اور اس وقت کے تمام لوگوں کے لیے وہ چراغ ہدایت تھی مگر بعد میں بنی اسرائیل والوں نے اس کتاب میں کچھ تبدیلیاں کر لیں جن کی وجہ سے وہ اللہ کی گرفت میں آ گئے تھے مگر الحمد للہ قرآن پاک اس قسم کی تبدیلیوں سے پاک ہے کیونکہ اس کا محافظ خود رب العلمین ہے۔ اس میں تحریف ناممکن ہے۔

Marfat.com

آپ ﷺ فرما دیں کہ مجھے غیر اللہ کو پکارنے سے منع کر دیا گیا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 40 مومن کی آیت نمبر 66 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ: ''اے محبوب ﷺ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ مجھے منع کر دیا ہے کہ کسی قسم کی عبادت اور پکار سے کہ جن کو تم پوجتے ہو اور جنہیں تم پکارتے ہو کیونکہ میرے پاس تو اس ایک ہی رب کی نشانیاں آ چکی ہیں اور مجھے اسی کے سامنے گردن جھکانے کا حکم دیا گیا ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ رب العزت کے فرمانے پر بار ہا کافروں سے کہا کہ میں تمہیں صرف اسی ایک رب کی بندگی کی دعوت دیتا ہوں جس کی عبادت اسی کے حکم سے میں خود بھی کرتا ہوں اور اپنی بندگی کا حکم بھی مجھے اسی خدائے واحد لاشریک نے دیا ہے اور میں تمام کائنات سے بے نیاز ہو کر صرف اسی ایک رب کے سامنے اپنا سر جھکاتا ہوں کیونکہ وہ ہی اس قابل ہے۔ باقی سارے معبودان باطل ہیں سو کافرو عقل کرو اور تم بھی اسی کے سامنے جھکو اور اسی کو اپنا خدا مان لو۔

محبوب ﷺ آپ سے پہلے پیغمبر بھی ہم نے بھیجے تھے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 40 مومن کی آیت نمبر 78 میں ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْكَ. وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِیَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ.

ترجمہ: ''اے محبوب ﷺ ہم نے آپ سے پہلے بھی پیغمبر مبعوث فرمائے جن میں کچھ کا قصہ ہم نے آپ سے بیان کیا۔ اور بعضے وہ ہیں جن کا قصہ ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا۔ اور کسی رسول کو نہیں پہنچتا کہ کوئی نشانی لے آئے بے حکم خدا کے جب اللہ کا حکم آئے گا سچائی فیصلہ فرما دیا جائے گا اور باطل والوں کا وہاں خسارہ۔ (الاخرۃ)

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ کی بعثت سے پہلے بھی پیغمبروں کو ہم نے بھیجنا جاری رکھا اور پیغام ان کا بھی وہی تھا جو اب آپ ان لوگوں کو دے رہے ہیں۔ ان

Marfat.com

پیغمبروں میں سے کچھ کا قصہ تو ہم نے آپ کو سنایا ہے۔ مگر کئی پیغمبروں کا قصہ آپ کو نہیں سنایا جن کا قصہ ہم نے آپ کو سنایا ہے ان میں حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق وحضرت یوسف علیہم السلام کے علاوہ اور بھی ہیں مگر بے شمار انبیاء کے حالات وواقعات کی تفصیل قرآن میں ہم نے بیان نہیں کی اور ان قصوں کا مقصد آپ کے عزم کو اور دل کو مضبوط کرنا ہے۔

سورۃ حم السجدہ

قرآن بھی محبوب علیہ السلام کی ہی زبان میں نازل ہوا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 41 حم سجدہ کی آیت نمبر 3 میں ارشاد فرمایا:

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ

ترجمہ: ''یہ ایک کتاب ہے (یعنی قرآن حکیم) جس کی آیات صاف صاف بیان کی گئیں ہیں یعنی ایسا قرآن جو عربی زبان میں ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو عربی زبان میں نازل فرمایا اور یہ اس لیے کہ اللہ کے محبوب علیہ السلام کی زبان بھی عربی تھی اور آپ کی قوم کی زبان بھی عربی تھی۔ قرآن حکیم کو عربی زبان میں نازل فرمانا دراصل یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت افزائی تھی کہ اللہ کو اپنے محبوب کی زبان اسقدر پسند ہے کہ اس نے قرآن بھی اپنے محبوب کی زبان ہی میں نازل فرمایا تاکہ ایک تو تمام کائناتوں کے انسانوں کو محبوب علیہ السلام کی عظمت کا پتہ چل جائے اور دوسرا یہ کہ آپ کی قوم یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں تو اس کتاب کی سمجھ نہیں آتی چونکہ اس کی زبان غیر عربی ہے اللہ تعالیٰ نے انہی کی زبان میں نازل فرما کر ان کے پیدا ہونے والے اعتراضات کا رد فرما دیا کہ یہ تم ہی لوگوں کی زبان میں ہے اور بڑی ہی قابل فہم اور آسان آیات اس میں موجود ہیں کہ جن کو سمجھنے میں بھی کوئی دشواری نہیں ہوتی۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی دعوت حق ہے مگر ان کے دلوں پر غلاف ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 41 حم سجدہ کی آیت نمبر 5 میں ارشاد فرمایا:

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ

ترجمہ: ''اور وہ کہتے ہیں کہ جس بات کی دعوت آپ نہیں دیتے ہیں اس کے بارے میں ہمارے دلوں پر حجاب ہیں۔ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں سمجھ ہی نہیں آتیں اس لیے آپ

Marfat.com

اپنا کام کرتے جائیں ہمیں اپنا کام کرنے دیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت حق سن کر کفار اور مشرکین حضور ﷺ سے مزاحاً کہتے کہ اے محمد ﷺ آپ جو باتیں ہم سے دین کے بارے میں کرتے ہیں وہ ہماری سمجھ میں ہی نہیں آتیں کیونکہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں اور یہ غلاف یا پردے آپ کی تبلیغ سے نہ ہٹ سکتے ہیں نہ دور ہو سکتے ہیں۔ وہ تو یہ باتیں حضور نبی کریم ﷺ سے مزاقاً کہتے تھے مگر یہ تھی بھی حقیقت کہ اگر ان کے دلوں پر حجابات نہ ہوتے تو وہ دعوت حق قبول کرتے مگر چونکہ ان کے مقدر ہی میں جہنم لکھی جا چکی تھی اس لیے وہ حضور علیہ السلام کی دعوت پر غور ہی نہیں کرتے تھے۔

آپ ﷺ فرما دیجئے کہ میں ظاہراً تم جیسا ہی بشر نظر آتا ہوں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 41 حم سجدہ کی آیت نمبر 6 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ.

ترجمہ: ''محبوب علیہ السلام آپ فرما دیجئے کہ میں تمہارے ہی جیسا بشر نظر آتا ہوں مگر مجھ پر میرے رب کی طرف سے وحی کی جاتی ہے۔ اور آپ کا معبود برحق تو ایک ہی اللہ ہے یعنی وہ وحدہ لاشریک ہے آپ ﷺ اس پر قائم رہیئے اور اسی سے استغفار طلب کریں اور ہاں خرابی ہے ان مشرکوں کے لیے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا اپنے آپ کو مثل بشر کہنا یہ دراصل تو قیر بشریت کا بھرم رکھنا تھا۔ حضور علیہ السلام چونکہ بشروں میں ہی مبعوث ہوئے تھے اس لیے آپ کو ظاہری پیکر بھی بشریت کا ہی عطا کیا گیا وگرنہ حضور علیہ السلام کی باطنی صفات اور شان تو نور الٰہی سے مزین ہے حضور علیہ السلام ظاہری طور تو بشر ضرور نظر آتے تھے۔ مگر اس ظاہری طور پر نظر آنے والے بشر کے سامنے ملائکہ کا امام جبریل امین بطور دربان کھڑے رہتا تھا۔ حضور ﷺ ظاہری طور پر تو بشر ضرور دکھائی دیتے تھے مگر آپ کا پسینہ مبارک تو معطر و معنبر تھا جس کی خوشبو ساری دنیا کی خوشبوؤں سے اعلیٰ اور جدا تھی۔ حضور ﷺ ظاہری طور پر تو بشر ہی نظر آتے تھے مگر اسی بشریت کے پیکر میں آپ معراج بھی فرما رہے ہیں سبحان اللہ۔ پھر فرمایا کہ مجھ پر اللہ کی وحی اُترتی ہے اور جس پر وحی الٰہی کا نزول ہوتا ہو وہ عام بشر کہاں ہوتا ہے۔

آپ ﷺ فرما دیجئے کہ زمین و آسمان کو چند ساعتوں میں بنانے والے رب کا انکار کرتے ہو

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 41 حم سجدہ میں ارشاد فرمایا آیت نمبر 9

Marfat.com

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ: ''کیا تم (لوگ) ایسے خدا کی توحید کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو باوجود اتنی عظیم وسعت کے صرف دو روز میں پیدا فرمایا تم اس کے شریک ٹھہراتے ہو جو سارے جہانوں کا رب ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریما میں اپنی توحید کی ایک اور دلیل اپنے محبوب علیہ السلام کو ارشاد فرمائی کہ محبوب آپ ان مشرکین سے فرما دیں کہ جس رب کی الوہیت کا تم انکار کرتے ہو اس رب نے اپنی شان ربوبیت سے اتنی بڑی وسیع زمین کو صرف دو دن میں پیدا فرمایا ہے اور یہی نہیں وہ تو سارے جہانوں کا مالک و خالق ہے تم معبودان باطل کے پجاری اس کی عظمتوں کو کیا سمجھو گے اگر اس کو مان لو گے تو تمہارا اپنا ہی فائدہ ہے وگرنہ وہ تو بے نیاز ہے ہاں اس کے مان لینے سے تمہارا اپنا ہی بھلا ہے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کو عاد و ثمود کی قوم پر عذاب کی بات سنائیں

اللہ رب العزت نے سورہ نمبر 41 حم سجدہ کی آیت نمبر 13 میں ارشاد فرمایا:

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ

ترجمہ: ''پھر اگر دلائل توحید سن کر بھی یہ لوگ توحید سے اعراض کریں تو آپ فرما دیجئے انہیں کہ میں تمہیں عاد و ثمود پر آنے والی آفت سے ڈراتا ہوں جو ان کے کفر کے سبب سے آئی تھی۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو اپنی توحید کے دلائل پیش کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت علم عطا فرمایا کہ آپ ان کے سامنے یہ دلائل پیش کرتے رہیں مگر کفار اپنی ازلی ہٹ دھرمی سے کام نے کر اللہ تعالیٰ کی وحدنیت کا انکار کرتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ حضور علیہ السلام کی نبوت کا بھی انکار کرتے رہے اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ ان لوگوں کو قوم عاد اور قوم ثمود کے عذابوں سے بھی آگاہ کر دیں کہ اگر انہوں نے بھی یعنی ان لوگوں نے بھی وہی طرز عمل جاری رکھا تو پھر قدرت کاملہ کی طرف سے یہ بھی عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔ بس محبوب آپ انہیں پیغام دے دیجئے اور باقی امور اپنے اللہ پر چھوڑ دیجئے وہ ان سے بے نیاز ہے اور ان سے خود ہی معاملہ کر لے گا۔ اکثر کفار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتے تھے کہ آپ جس عذاب سے ہیں ڈراتے ہیں وہ اپنے رب سے کہہ کر ہم پر نازل کروا دیں مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی جہالت پر خاموش رہ کر پھر بھی اللہ سے ان کی ہدایت ہی کی دعا کرتے کہ یہی شان محبوبی اور شان رسالت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

Marfat.com

آپ ﷺ اپنے اللہ کی پناہ مانگا کریں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 41 حم سجدہ کی آیت نمبر 36 میں ارشاد فرمایا:

وَاِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ

ترجمہ: ''اور اگر آپ کو شیطان کی طرف سے کوئی ٹھیس پہنچے تو اللہ کی پناہ طلب کیا کریں۔''

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو چونکہ تکمیل بشریت اور تکمیل مکارم اخلاق کے لیے مبعوث فرمایا اس لیے اللہ نے اپنے محبوب کے ذریعے سے آپ کی امت کو قدم قدم پر راہنمائی کا نور اپنے محبوب کے ذریعے سے عطا فرمایا اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے ذریعے سے ہم لوگوں کو یہ سبق دیا کہ اگر تمہیں شیطانی خیالات اور وسوسے گھیر لیں تو رب کی پناہ مانگا کرو۔ اس کا ذکر کیا کرو وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا کیونکہ جہاں اس کا ذکر ہوتا ہے وہاں شیطان آ ہی نہیں سکتا لہٰذا ہر قدم پر رب کی پناہ مانگا کرو اللہ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔

محبوب ﷺ آپ دیکھتے ہیں کہ زمین کی کیا حالات ہے

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب سے ارشاد فرمایا سورۃ نمبر 41 حم سجدہ آیت نمبر 39

وَمِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنَّکَ تَرَی الۡاَرۡضَ خَاشِعَۃً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡہَا الۡمَآءَ اہۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡ اِنَّ الَّذِیۡۤ اَحۡیَاہَا لَمُحۡیِ الۡمَوۡتٰی اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ

''اور اُس کی منجملہ قدرت کی نشانیوں کے ساتھ اے محبوب علیہ السلام آپ دیکھتے ہیں کہ زمین کس طرح دبی دبی پڑی ہے اور جب ہم اس پر بارش برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے یعنی آپ دیکھتے ہیں کہ مردہ زمین کس طرح زندہ ہوتی ہے اور اسی طرح وہ رب مردوں کو زندہ کرے گا کہ وہ ہر شئے پر اختیار رکھتا ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ سے کفار یہ کہتے تھے کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی مر جائے تو پھر وہ دوبارہ زندہ ہو جائے ہماری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آتی کہ آپ کا رب کس طرح مردوں کو زندہ کرے گا تو ان کے اس خیال اور خام خیالی کے خلاف رب کریم نے زمین کی ہریالی کی مثال اپنے محبوب علیہ السلام کو ارشاد فرمائی کہ جس طرح زمین قدموں میں روندی جاتی ہے اور ہر وقت ہر ایک سے دبائی جاتی ہے اسی زمین پر جب بارش برستی ہے تو وہ ابھر آتی ہے اور اسی میں سے سبزہ اور پودے نکلنے لگتے ہیں اسی طرح جو رب خشک اور بنجر زمین سے پودے اُگا سکتا ہے اس کے لیے مردوں کو زندہ کرنا کیا مشکل ہے وہ یقیناً ہر شئے پر قادر ہے وہ مردوں کو ضرور بہ ضرور یوم قیامت زندہ کرے گا۔

Marfat.com

اے محبوب ﷺ آپ کو ایذا پہنچانے والی وہی باتیں جو پہلے انبیاء سے بھی کی گئیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 41 حم سجدہ کی آیت نمبر 43 میں ارشاد فرمایا:

مَا یُقَالُ لَکَ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِکَ اِنَّ رَبَّکَ لَذُوْ مَغْفِرَۃٍ وَّذُوْعِقَابٍ اَلِیْمٍ

ترجمہ: ''آپ ﷺ سے بھی وہی باتیں تکذیب اور ایذا کی کہی جاتی ہیں جو آپ علیہ السلام سے پہلے پیغمبروں سے بھی کہی گئیں آپ کا رب بے شک بڑی مغفرت کرنے والا اور بڑی سزا دینے الا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی تالیف قلب کے لیے اس آیت کریما میں ارشاد فرمایا کہ محبوب بلاشبہ آپ سے جو باتیں کفار کہتے ہیں بالکل اسی طرح کی باتیں آپ سے پہلے انبیاء سے بھی کی جا چکی ہیں کیونکہ مزاج کفر ایک جیسا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پیغمبروں کے حوصلے بھی بلند و مضبوط رکھے اور آپ کی حفاظت بھی ان لوگوں سے آپ کا رب کروا رہا ہے اس لیے آپ زیادہ نوجوان کا محسوس نہ کریں کیونکہ آپ کا رب ہی ساری صفات کا مالک ہے وہ بخشتا بھی ہے اور پکڑتا بھی ہے۔ معاف بھی وہی کرتا ہے اور عذاب میں بھی مبتلا وہی کرتا ہے بس آپ ان کو دعوت حق دیتے رہیے۔

آپ ﷺ فرمادیں کہ قرآن مومنوں کے لیے شفاء ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 41 حم سجدہ کی آیت نمبر 44 میں ارشاد فرمایا:

وَلَوْ جَعَلْنٰہُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ ءَ اَعْجَمِیٌّ وَّعَرَبِیٌّ قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ وَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْ اٰذَانِھِمْ وَقْرٌ وَّھُوَ عَلَیْھِمْ عَمًی اُولٰٓئِکَ یُنَادَوْنَ مِنْ مَّکَانٍ م بَعِیْدٍ

ترجمہ: ''اور اگر ہم اس کو یعنی قرآن کو عجمی زبان میں اُتارتے تو یہ کہتے اس کی آیات واضح نہیں ہیں اور پھر یہ کہ رسول تو عربی ہے اور قرآن عجمی آپ فرما دیجئے کہ یہ قرآن تو ایمان والوں کے لیے راہنما ہے اور شفاء ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں روڑے ہیں اور وہ قرآن کے معاملے میں اندھے ہیں یہ لوگ اپنی خود فریبی کی وجہ سے ایسا محسوس کرتے ہیں کہ جیسے انہیں در سے پکارا جار ہا ہے۔''

Marfat.com

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کے سامنے کفار کی ایک اور فطرت اور سوچ کا گوشہ بے نقاب کیا کہ آپ علیہ السلام کی زبان میں قرآن اتارا ہے تو اس پر غور نہیں کرتے حالانکہ یہ ان کی اپنی زبان میں ہے اور اگر ہم اس قرآن کو غیر عربی میں نازل کرتے تو کہتے کہ دوسری زبان میں اتارے جانے والی کتاب ہدایت تو ہماری سمجھ میں ہی نہیں آتی اور پھر یہ اور حماقت یہ کرتے کہ کہتے پھرتے کہ دیکھو جی قرآن جس رسول پر اترا ہے وہ تو عربی ہے اور قرآن کی زبان عجمی ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی بدفطرتی کی نشاندہی محبوب علیہ السلام سے کی کہ جب انہوں نے ماننا ہی نہیں تو پھر یہ جو مرضی ہے کہتے پھریں ہاں جو ماننے والے ہیں قرآن ان کو ہدایت بھی عطا کرتا ہے اور ان کے لیے باعث شفا بھی ہے۔ نہ ماننے والوں کے کانوں میں ہٹ دھرمی کے پتھر پڑے ہوئے ہیں اور جس طرح بہت دور سے کوئی پکارے تو اس کی آواز کی سمجھ ہی نہیں آتی اس طرح ان کی ہٹ دھرمی انہیں قرآن کو سمجھنے ہی نہیں دیتی۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 41 حم سجدہ کی آیت نمبر 46 میں ارشاد فرمایا:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ

ترجمہ: ”جو شخص نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کے لیے کرتا ہے اور جو شخص برا عمل کرتا ہے اس کا وبال بھی اسی پر ہی ہوگا آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے“۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے ذریعے امت محبوب علیہ السلام کو ایک پیغام دیا ہے اور وہ یہ کہ نیک کام بھی کوئی اپنے لیے ہی کرتا ہے اور برے کام بھی اپنے ہی لیے کرتا ہے۔ نیکی کمائی گا تو اجر وانعام بھی رب کی طرف سے پائے گا کہ اس رب نے اصول وضع فرما دیئے ہیں اور اگر کوئی برائی کمائے گا تو وہ بھی اپنے ہی نقصان کرے گا کسی کو کسی کے عمل کا حصہ نہیں دیا جائے گا ہر کوئی اپنی ہی بوئی ہوئی فصل قیامت کے ان کاٹے گا اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ ناانصافی یا زیادتی نہیں کرتا وہ انصاف کرتا ہے اور وہ سب سے بڑا حاکم بھی ہے عادل بھی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی حقیقت کا گول آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 41 حم سجدہ کی آیت نمبر 52 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ

ترجمہ: ”تو کیا آپ کے رب کی یہ بات آپ کی حقیقت کے لیے یعنی اس کی شہادت کے لیے کافی نہیں کہ (وہ رب) ہر شئے پر حاوی ہے یعنی شاہد ہے“۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریما میں اپنے محبوب علیہ السلام کی عظمت کا ایک گوشہ بے نقاب کیا اور اپنی شان شاہدیت کو محبوب علیہ السلام کی رسالت کی حقیقت کی دلیل قرار دیا، کہ جب رب کریم ہر شئے پر شاہد ہے اور اس کی نگاہوں سے مطلقاً کوئی شئے پوشیدہ نہیں تو پھر آپ کی رسالت بھی اس کی نظر میں ہے اور آپ اسی کی طرف سے مبعوث کیے گئے ہیں۔ جب وہ ساری کائنات پر نگاہ رکھتا ہے تو کوئی کس طرح اتنا بڑا دعویٰ کر سکتا ہے کہ قرآن اس نے خود بنایا ہے، یہ کافر عقل استعمال ہی نہیں کرتے اور اگر کرتے تو سمجھ جاتے کہ محبوب آپ کا ان کو قرآن پیش کرنا یہ رب کی رضا کے ساتھ ہے اور اسی کے حکم سے ہے چونکہ اتنا بڑا دعویٰ کوئی کر ہی نہیں سکتا اور آپ نے ان پر قرآن پیش کیا ہے تو یہ میرے ہی یعنی آپ کے آپ کے حکم سے ہی آپ نے کیا ہے۔

سورۃ الشوریٰ

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے پہلے بھی اللہ پیغمبروں کو اسی طرح وحی بھیجتا رہا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 42 شوریٰ کی آیت نمبر 3 میں ارشاد فرمایا:

كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

ترجمہ: ”(اور) اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو پیغمبر پہلے ہو چکے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ جو زبردست حکمت کا مالک ہے وہ وحی بھیجتا رہا ہے“۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام پر نازل کی جانے والی وحی کی کیفیت کو دہرا کر ارشاد فرمایا کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل کی جاتی ہے اسی طرح آپ سے پہلے آنے والے تمام انبیاء پر بھی وہ ہی آپ کا اللہ وحی نازل کرتا رہا اور وہ پیغمبر بھی اسی کے فرمان کے مطابق بات کرتے تھے اور اب آپ بھی ایسا ہی کر رہے ہیں۔ محبوب علیہ السلام آپ کا رب بڑی ہی حکمت والا اور غالب قوت والا ہے وہ اپنی حکمت عملی سے نظام کائنات چلا رہا ہے اور ساری قوتیں صرف اسی کے پاس ہیں۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر قرآن عربی میں نازل کیا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 42 شوریٰ کی آیت نمبر 7 میں ارشاد فرمایا:

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ

ترجمہ: ”اور ہم نے اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر قرآن عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ

Marfat.com

آپ اہل مکہ اور اس کے اس پاس کی بستیوں کے لوگوں کو ڈرسنائیں اور انہیں جمع ہونے کے دن سے ڈرائیں اور بلاشبہ ان میں سے ایک گروہ جنت میں داخل ہوگا''۔

اللہ رب العزت نے اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا کہ قرآن حکیم عربی زبان میں نازل کرنے کی مصلحت یہ تھی کہ آپ جس قوم کے اندر رہتے ہیں وہ عربی قوم ہے اور عربی ہی اُن کی زبان ہے لہٰذا آپ کے توسط سے ہم نے ان کی آسانی کی خاطر یہ قرآن بھی عربی زبان ہی میں نازل فرمایا ہے تاکہ انہیں اپنی ہی زبان میں اسے سمجھنے میں آسانی ہو اور وہ کوئی عذر پیش نہ کرسکیں۔ کئی اور مقامات پر بھی رب کریم قرآن حکیم میں عربی زبان میں قرآن نازل کرنے کی بات ارشاد فرما چکا ہے اور یہ سب کچھ محبوب علیہ السلام کی عظمت بڑھانے کے لیے ہے کہ ہر زاویے سے محبوب علیہ السلام کی ذات قابل تقلید نظر آئے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ مستقل مزاجی سے ان کو دعوت دیتے رہیے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 42 شوریٰ کی آیت نمبر 15 میں ارشاد فرمایا:

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ. وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ هُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ

ترجمہ: ''اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ ان کو برابر بلاتے جایئے جس طرح آپ کو حکم ہوا ہے اور آپ اس سلسلے میں راہ مستقیم پر گامزن رہیے۔ ان کی خواہشات کی طرف ہرگز توجہ نہ کیجیے اور فرمایئے مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں پہلی سابقہ کتابوں پر ایمان لاؤں اور تمہارے درمیان عدل قائم کروں اللہ ہی ہمارا رب ہے اور تمہارے اعمال تمہارے لیے اور میرے اعمال میرے لیے اس میں کوئی بحث نہیں وہ اللہ ہی ہم سب کو جمع کرے گا اور ہمیں اسی کے پاس جانا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے دوٹوک باتیں کہلوائیں ہیں کہ آپ ان سب کافروں سے فرمادیں کہ ہمارا عمل اپنا اپنا ہے تم لوگ اپنے عمل کے جواب دہ ہوگے اور ہم اپنے عمل کے لیے اس اللہ کی بارگاہ میں جواب دہ ہوں گے۔ آپ ان کو مسلسل یہ پیغام دیتے رہے اور یہ جو خواہشات رکھتے ہیں یا جن کا اظہار آپ کے سامنے کرتے ہیں آپ ان کی طرف توجہ ہی نہ کیجیے بس ان کو یہ باور کروادیں کہ ہم نے یوم قیامت اسی اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوکر اپنے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

Marfat.com

آپ ﷺ پر جو وحی ہم نے کی اس کی آپ کو پہلے خبر نہ تھی

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 42 شوریٰ کی آیت نمبر 52 میں ارشاد فرمایا:

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا

ترجمہ: ''اور اے محبوب اسی طرح ہم نے آپ پر جو وحی کی یعنی اپنا حکم بھیجا آپ پہلے اس سے آگاہ نہ تھے اور احکامات ایمان کے بارے میں بھی آپ مطلع نہ تھے لیکن آپ کے لیے ہم نے قرآن کو نور بنایا جس کے ذریعے سے ہم بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت عطا کرتے ہیں۔''

اللہ رب العزت نے اس آیت کریما میں محبوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ بذریعہ وہی ہم نے آپ کا سینہ علوم اور حکمتوں کا سمندر بنا دیا آپ ان احکامات سے پہلے آگاہ نہ تھے مگر اب ہم نے بذریعہ وحی آپ کو قیامت تک کی خبریں عطا فرما دی ہیں اور پھر آپ کو قرآن حکیم عطا فرمایا جو سراسر نور ہے آپ اس کا نور پھیلاتے جایئے آپ کا اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے قرآن کے نور کا فیض عطا کر دیتا ہے۔ آپ دعوت حق دیتے رہے اور آئندہ ان کے احوال سے مطلقاً بے نیاز ہو جایئے کہ انسان کا اپنا عمل ہی اس کے کام آئے گا اے نبی ﷺ آپ سے کسی کے عمل کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا کیونکہ آپ نے ان کے سامنے ہر شئے کھول کر رکھ دی ہے اب یہ ان کا اپنا کام ہے کہ وہ حق پر چلتے ہیں یا بھٹک کر اپنے آپ کو برباد کرتے ہیں۔

محبوب ﷺ آپ بلاشبہ صراط مستقیم کی ہی دعوت دیتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 42 شوریٰ کی آیت نمبر 52 کے دوسرے حصے میں ارشاد فرمایا:

وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

ترجمہ: ''اور اے محبوب ﷺ بے شک آپ صراط مستقیم کی ہدایت فرماتے ہیں''۔

اللہ رب العزت نے اس آیت کریما میں اپنے محبوب ﷺ کے ہر اقدام کی حمایت کرتے ہوئے فرمایا کہ اہل کفر یا آپ کو نہ ماننے آپ کے بارے میں جو کچھ بھی کہتے پھریں مگر میں اللہ ہو کر آپ کی عصمت کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ صرف اور صرف ہدایت ہی کی بات کرتے ہیں اور پوری انسانیت کو صراط مستقیم پر ہی چلنے کی دعوت دیتے ہیں۔ آپ سرچشمہ ہدایت ہیں اور محبوب آپ سے وابستہ ہو کر جس نے ہدایت پا لی وہی کامیاب و کامران ہے۔ ہدایت بھی آپ کے دامن کرم میں ہے۔ ایمان بھی آپ ہی سے ملتا ہے اور زندگی اور آخرت بھی

Marfat.com

محبوب علیہ السلام آپ کے دامن سے وابستہ ہونے سے ہی سنورتی ہے آپ حامل قرآن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں ایک ہمیشہ ہدایت ہی تقسیم فرماتے ہیں۔

سورۃ الزخرف

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کفار آپ کے رحیم رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 43 زخرف کی آیت نمبر 32 میں ارشاد فرمایا:

اَھُمۡ یَقۡسِمُوۡنَ رَحۡمَتَ رَبِّکَ نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَیۡنَھُمۡ مَّعِیۡشَتَھُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَرَفَعۡنَا بَعۡضَھُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعۡضُھُمۡ بَعۡضًا سُخۡرِیًّا .

ترجمہ: ''کیا اے محبوب علیہ السلام وہ آپ علیہ السلام کے رب کی رحمت کو منقسم کرتے ہیں یا ہم نے خود اُن کی زندگی کا سامان ان پر تقسیم کر دیا ہے اور ہم نے بعض کے بعض سے درجے بلند کر دیئے اور بعض کو ہم نے ان کا خدمتگار بنایا''۔

اس آیت کریمہ میں رب کریم نے ایک سوالیہ انداز میں محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ مکے کے کافر جب یہ کہتے ہیں کہ قرآن حکیم کسی بڑے دنیا دار یا صاحب ثروت بندے پر کیوں نہ اترا تو ایسی باتیں دراصل ان کی جہالت کی نشانی ہے کیونکہ آپ کا رب جسے چاہتا ہے اپنے کرم کے خزانوں سے نواز دیتا ہے انہیں یہ سمجھ کیوں نہیں آتی کہ ان کے پاس جو مال و دولت ہے وہ کہاں سے آیا ہے یہ اللہ ہی کی اپنی حکمت ہے کہ وہ کسی کو دنیا دیتا ہے اور کسی کو اپنی معرفت کا نور عطا کرتا ہے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے رب کی رحمت دنیا کے جمع شدہ مال سے بہتر ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 43 زخرف کی آیت نمبر 32 کے دوسرے حصے میں ارشاد فرمایا:

وَرَحۡمَتُ رَبِّکَ خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ

ترجمہ: ''اور آپ علیہ السلام کے رب کی رحمت اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ جو یہ مال و متاع دنیا کی صورت میں جمع کرتے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں محبوب علیہ السلام کے ذریعے سے تمام اہل ایمان کو یہ سبق دیا ہے کہ دنیا کے مال و متاع کو اپنی کامیابی اور فلاح سمجھنے والوں کو فرما دیجئے کہ رب کریم کی رحمت صرف مال و متاع دنیا ہی میں نہیں ہوتی

Marfat.com

بلکہ اس کی رحمت تو دراصل اس کی محبت اور اس کی سچی بندگی اور اطاعت ہے جتنا جتنا کوئی بندہ اس کی عبادت اور بندگی میں کمال حاصل کرتا چلا جاتا ہے اتنی اتنی ہی اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمتوں سے نوازتا چلا جاتا ہے مال و دولت تو کفار کے پاس بہت ہے مگر رحمت الٰہی تو شب بیداروں کے ساتھ ہوتی ہے فقر و فاقہ کو پسند کرنے والوں پر ہوتی ہے۔

آپ ﷺ مضبوطی سے قرآن پر جمے رہیں آپ ہی کی راہ سیدھی راہ ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 43 زخرف کی آیت نمبر 43 میں ارشاد فرمایا:

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْٓ اُوْحِیَ اِلَیْكَ اِنَّكَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

ترجمہ: ''پس جو قرآن آپ ﷺ پر بذریعہ وحی بھیجا گیا آپ مضبوطی کے ساتھ اس پر عمل پیرا رہیے۔ بے شک آپ ہی کی راہ صراط مستقیم ہے۔''

اللہ رب العزت نے محبوب علیہ السلام کو مقصد حیات پر جمے رہنے کے لیے رشاد فرمایا کہ اے محبوب ﷺ آپ پر جو قرآن نازل کیا ہے بس آپ اسی پر عمل پیرا رہیے اور دنیا کی کسی بھی چیز کی طرف رغبت سے نگاہ بھی اٹھا کر نہ دیکھیے کہ اللہ کی بارگاہ دنیا و سامان اور دولت کی کوئی حیثیت نہیں۔ اللہ چاہتا ہے کہ اس کی محبت کے چشمے بھی لوگوں کے دلوں میں رواں ہوں اسے لیے کسی کو اس نے دنیا کے مال و متاع اور سونے چاندی کی کثرت کی خواہش میں غرق کر دیا اور کسی کو غربت دے کر اسے اپنی محبت سے معمور کر دیا اس لیے آپ کے پاس قرآن کائنات کی سب سے بڑی دولت ہے آپ بس اسی کی طرف توجہ فرمائیے۔

آپ ﷺ کے لیے قرآن ہی مشعل راہ ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 43 زخرف کی آیت نمبر 44 میں ارشاد فرمایا:

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ

ترجمہ: ''اور اے محبوب علیہ السلام بے شک یہ قرآن آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے مشعل راہ ہے اور عنقریب تم لوگوں سے اس کا سوال ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریما میں اپنے محبوب علیہ السلام کے ذریعے سے حضور علیہ السلام کی پوری امت کو یہ پیغام دیا کہ قرآن حکیم میں اہل ایمان کے لیے ایک تابندہ اور رخشندہ مشعل کی طرح اُن کے درمیان موجود ہے جس میں زندگی کے ہر شعبے کی راہ نمائی کا نور موجود ہے اور اس کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی اس پر عمل نہ کرے تو پھر اے محبوب آپ بھی فرما دیں کہ وہ بدنصیبوں میں شمار ہوگا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم نے قرآن سے وفاداری کی اور اس کا کتنا کہا مانا اور کس قدر اس سے راہنمائی کی۔

Marfat.com

محبوب علیہ السلام آپ انہیں کھیل تماشوں میں لگا رہنے دیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 43 زخرف کی آیت نمبر 83 میں ارشاد فرمایا:

فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ

ترجمہ: ''پس اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ انہیں فضول باتوں اور کھیل تماشوں میں غرق رہنے دیں حتیٰ کہ وہ دن آ جائے جس (دن) کا ان سے وعدہ ہے یعنی قیامت کا دن''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل کفر کی ایک فطرت کا گوشہ بے نقاب کیا ہے کہ وہ زیادہ تر دنیاوی رنگینیوں میں ہی الجھے رہتے ہیں کیونکہ وہ آخرت کو مانتے ہیں اس لیے اس دن کے حساب کتاب کا اُنہیں کوئی فکر ہیں اس طرح وہ بے مقصد اور فضول باتوں میں لگے رہتے ہیں اور دولت ایمان سے اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے محروم رہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے متعلق مت سوچیں اور انہیں مگن رہنے دیجئے لیکن آپ کہ رب کا جو وعدہ ہے قیامت کا وہ پورا ہو کر رہے گا پھر ان کو اپنا پتہ چل جائے گا۔

سورۃ الدخان

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان میں قرآن اتار کر ہم نے آسان کر دیا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 44 دخان کی آیت نمبر 58 میں ارشاد فرمایا:

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ

ترجمہ: ''پس اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے قرآن کو آپ کی زبان میں آسان کر دیا ہے کہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے ذریعے محبوب علیہ السلام کی عزت آفزائی اس طرح فرمائی کہ اس نے اپنے محبوب کی زبان میں قرآن اس لیے آتارا کہ اس کی قوم اسے سمجھنے میں آسانی محسوس کرے اور وہ یہ عذر نہیں کر سکے کہ ہمیں تو اس کی زبان ہی غیر مانوس لگتی ہے اس لیے یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا جبکہ اللہ نے ان کے اس عذر کے رد کے لیے قرآن اُتارا ہی ان کی زبان میں کہ وہ اسے سمجھ سکیں اور قرآن کا عربی زبان میں نازل کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کا مقصد اپنے محبوب ہی کی عزت افزائی فرمانا تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس قوم میں رہتے ہیں آپ کے توسط سے اسے بھی آسانی مہیا کر دی جائے۔

Marfat.com

سورۃ الجاثیہ

محبوب ﷺ آپ اہل ایمان کو اہل کفر سے درگذر کرنے کا فرمائیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 45 جاثیہ کی آیت نمبر 14 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰہِ لِیَجْزِیَ قَوْمًا بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ آپ ایمان والوں سے کہیئے کہ وہ اُن لوگوں سے درگذر کریں جو خدائی فیصلوں کے دنوں سے نہیں ڈرتے تاکہ اللہ خدا اُن کو اُن کے اعمال کا بدلہ دے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے ذریعے سے اہل ایمان کو محبوب علیہ السلام سے کہو لیا کہ وہ کفار کی باتوں اور ان کی فضولیات سے گریز کیا کریں بلکہ ان کی بے ہودہ اور بے مقصد گفتگو سن کر اُن سے دور ہو جایا کریں اور ایمان قرآن اور روز قیامت کے بارے میں ان سے بحث مت کیا کریں کیونکہ اللہ ان سے خود ہی نپٹ لے گا اور ان کے ایک ایک عمل کا حساب اُن سے لیا جائے گا۔ مومنوں کو اُن کی حماقتوں سے دور رہنا چاہیے یہ سبق گویا قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ نے امت مصطفیٰ ﷺ کو دے دیا کہ وہ کافروں سے الجھنے کے بجائے اُن سے اپنا دامن بچا کر رکھا کریں۔

محبوب ﷺ آپ ان سے فرمادیں کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 45 الجاثیہ کی آیت نمبر 26 میں ارشاد فرمایا:

قُلِ اللّٰہُ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یَجْمَعُکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا رَیْبَ فِیْہِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ آپ ان سے کہیں کہ اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے وہی تمہیں مارتا بھی ہے پھر وہی اللہ قیامت کے دن کہ جس کے آنے میں کوئی شک نہیں تمہیں جمع کرے گا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے کافروں کو کہنے کے لیے ارشاد فرمایا کہ آپ ان سے موت وحیات کی وضاحت فرمادیں یعنی اپنے قول سے ان پر حجت قائم کردیں کہ آپ کا اللہ ہی موت وحیات کا مالک ہے وہ زندگی عطا کرتا ہے اور موت سے ہمکنار بھی وہی کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ محبوب علیہ السلام ان سے یہ بھی فرمادیں کہ اللہ ان کو یوم قیامت میں جمع فرمائے گا اور ان سے حساب لے گا یہ دن یقیناً آکر رہے گا اور اس کی بعثت ہو کر رہے گی۔

Marfat.com

سورۃ الاحقاف

محبوب ﷺ کیا یہ قرآن کو آپ کو خود ساختہ کلام سمجھتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 46 احقاف کی آیت نمبر 8 میں ارشاد فرمایا

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىهُ ؕ قُلۡ اِنِ افۡتَرَیۡتُهٗ فَلَا تَمۡلِکُوۡنَ لِیۡ مِنَ اللّٰهِ شَیۡـًٔا ؕ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَا تُفِیۡضُوۡنَ فِیۡهِ ؕ کَفٰی بِهٖ شَهِیۡدًۢا بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکُمۡ ؕ وَ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ یہ کفار آپ کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس شخص نے قرآن خود ہی گھڑ لیا ہے آپ فرمائیں کہ اگر یہ میں نے خود بنایا ہے تو مجھے اللہ کی پکڑ سے بچا کوئی نہیں سکتا اور تم جو باتیں بناتے ہو اللہ انہیں خوب جانتا ہے وہی میرے اور تمہارے درمیان گواہی کے لیے کافی ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

قرآن حکیم میں کئی اور مقامات پر بھی کفار کے اس نظریئے کا ذکر قرآن نے کیا ہے کہ وہ یہ کہتے تھے کہ محمد عربی ﷺ نے از خود یہ کتاب بنالی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محبوب آپ یہ کہہ دیں کہ اگر میں نے ایسا کیا ہے تو میں ہی اللہ کی گرفت میں آؤں گا مگر یہ یاد رکھو کہ اس قرآن کی صداقت اور رسالت کی صداقت کے لیے وہی رب کافی ہے جس کا یہ کلام ہے اور جس کا میں نبی ہوں ہاں البتہ تم اپنی فکر کرو کہ تم کیا کر رہے ہو۔ میرا رب تو بڑا ہی مہربان اور بخشش فرمانے والا ہے۔

محبوب ﷺ آپ ان سے کہہ دیں کہ میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 46 احقاف کی آیت نمبر 9 میں ارشاد فرمایا:

قُلۡ مَا کُنۡتُ بِدۡعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَاۤ اَدۡرِیۡ مَا یُفۡعَلُ بِیۡ وَ لَا بِکُمۡ ؕ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ وَ مَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ آپ ان سے کہہ دیں کہ میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا ہاں میں تو صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جس کی مجھ وحی کی جاتی ہے اور میں بڑے کھلے انداز میں خبردار کرنے والا ہوں''۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مشرکین اور کافرین کے گمان باطل کو توڑنے کے لیے محبوب سے ارشاد فرمایا کہ وہ اعلان کر دیں کہ میں کسی نئی طرز کا یا کوئی عجیب و غریب نوعیت کا رسول بن کر تمہارے پاس نہیں آیا بلکہ میں تمام سابقہ انبیاء کی طرح عام انسانوں میں انسان ہی کے روپ میں آیا ہوں کہ تمہیں اس رب کا پیغام دے سکوں جو ہر چیز کا مالک و مختار ہے اور وہ ہی میری صداقت و رسالت کا امین ہے پہلے انبیاء بھی قوموں کو پیغام حق ہی دیتے رہے اور اب میں بھی صرف تمہیں اسی رب کریم کا پیغام دے رہا ہوں اور کوئی عجوبے کی بات نہیں کر رہا بلکہ بڑے آسان الفاظ میں تمہیں ایک ہی اللہ کی سچی بندگی کی دعوت دے رہا ہوں۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنے بھائی قوم عاد کے ھود علیہ السلام کو یاد فرمائیں یعنی اُن کا ذکر فرمائیے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 46 احقاف کی آیت نمبر 21 میں ارشاد فرمایا:

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ

ترجمہ: ''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنے بھائی حضرت ھود علیہ السلام کا ذکر فرمائیے کہ جب انہوں نے احقاف کے علاقے میں اپنی قوم کو خبردار کیا اور ایسے ہی خبردار کرنے والے ھود علیہ السلام سے پہلے بھی ہو گزرے تھے اور ان کے بعد بھی آئے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور مجھے تمہارے بارے میں ایک ھولناک عذاب کے دن کا خدشہ ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو حضرت ھود علیہ السلام کو یاد کرنے یعنی ان کا ذکر کرنے کا ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو ان کے بارے میں فرما رہا ہے کہ وہ اہل احقاف کے پاس پیغام حق لے کر آئے تھے اور انہیں مسلسل ایک ہی اللہ پر ایمان لانے اور نیک عمل کرنے کی تلقین کرتے رہے مگر وہ قوم اپنی بدبختی میں غرق تھی آپ علیہ السلام کے پیغام کو قابل توجہ نہیں سمجھتی تھی حالانکہ آپ علیہ السلام مسلسل انہیں یوم قیامت سے خبردار کرتے رہے اور ان کو بتاتے رہے کہ اس الحال کا حساب ہوگا کیونکہ وہ اللہ جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اسی اللہ نے زندگی گذارنے کا حساب بھی لینا ہے اور اب محبوب آپ بھی انہی کی طرح اپنی قوم کو خبردار کر رہے ہیں اور یہ تمام انبیاء کی ایک مشترکہ کوشش تھی کہ جس کا ہم انہیں حکم دیتے تھے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ جنات کے گروہ کی آمد کو یاد فرمائیے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 46 احقاف کی آیت نمبر 29 میں ارشاد فرمایا:

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ○

Marfat.com

ترجمہ: ''اور اے محبوب ﷺ آپ یاد فرمائیے جبکہ ہم جنات کا ایک گروہ آپ کی طرف آئے (یعنی وہ ہمارے امر سے آپ کے پاس آئے) جب وہ اس مقام پر پہنچے جہاں آپ قرآن پڑھ رہے تھے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے خاموش رہو۔ پھر جب آپ تلاوت کلام سے فارغ ہوئے تو وہ بھی اپنی قوم کی طرف چلے گئے تا کہ وہ انہیں خبردار کریں''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی شان تلاوت اور شان قرات کا ذکر فرمایا ہے کہ جنات کا ایک گروہ گذر رہا تھا کہ اللہ کے ارادے سے وہ اس مقام پر آ گے جہاں محبوب علیہ السلام اونچی آواز میں اللہ کا کلام یعنی قرآن حکیم پڑھ رہے تھے جب انہوں نے حضور ﷺ کی زبان سے اللہ کا کلام سنا تو وہ ساکت ہو گے اور وہ سنتے ہی رہے اور قرآن کی صداقت ان کے دلوں میں گھر کرتی گئی انہوں نے حضور علیہ السلام کا ایک ایک لفظ سنا اور پھر جب آپ نے وہ تلاوت مکمل کی تو وہ بھی اپنی قوم کی طرف چلے اور کہتے جاتے تھے کہ ہم اپنی قوم کو بھی اس کلام الٰہی کے بارے میں آگاہ کریں کہ ھادی برحق آپ چکا ہے جس کے منہ سے اللہ کا کلام سن کر شجر و حجر بھی ساکت ہو جاتے ہیں۔ اللہ اکبر۔

محبوب ﷺ آپ صبر فرمائیے جس طرح اولوالعزم انبیاء نے صبر کیا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 46 احقاف کی آیت نمبر 35 میں ارشاد فرمایا:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَايُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلٰغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ

ترجمہ: ''اے محبوب علیہ السلام پس آپ صبر اختیار کیجئے جس طرح کہ اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا اور ان کے لیے جلدی نہ کریں حتیٰ کہ وہ جس دن عذاب کو دیکھیں گے جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا تھا تو وہ خیال کریں گے کہ دنیا میں صرف ایک ہی گھڑی ٹھہرے تھے یہ قرآن کی تبلیغ ہے پس فاسقوں کی قوم ہلاک ہو کر رہے گی''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے قرآن حکیم میں اکثر مقامات پر صبر اختیار کرنے کو کہا ہے کہ آپ کفار کی ایذا رسانیوں اور ان کی مسلسل مخالفت کے باوجود صبر ہی اختیار کیجئے کہ آپ کا صبر آپ کے رب کو بھی بہت پسند ہے اور پھر آپ کا رب ہمیشہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ صبر گویا وہ نعمت ہے کہ جو بطور خاص اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو عطا فرماتا رہا اور اب حضور نبی کریم ﷺ کے توسط سے آپ علیہ السلام کی اُمت کو مشکل امور میں صبر

Marfat.com

اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ آقا علیہ السلام نے تو صبر کی انتہا کر دی اور حضور ﷺ کے صبر کا کمال یہ ہے کہ آپ نے تو سخت سے سخت الفاظ دشمنوں کے سن کر بھی ایک لفظ بھی اپنی زبان مبارک سے سختی کا ادا نہ کیا بلکہ حضور ﷺ کی زبان ہمیشہ مصفی اور مطہر ہی رہی آپ تو پتھر کھا کھا کر دعا کرنے والے محبوب ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ بھی مصطفیٰ ﷺ کے صبر کی ادا کو پسند کرتا ہے اور بار بار یہی فرماتا ہے کہ محبوب آپ صبر ہی کیجئے۔

سورۃ محمد ﷺ

محمد ﷺ پر حق ہی نازل ہوا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 47 محمد کے آغاز میں ارشاد فرمایا آیت نمبر 2

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ

ترجمہ: "اور جو لوگ صاحب ایمان ہو گئے اور صالح اعمال کرتے رہے اور اس پر ایمان لائے جو حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے حق کی صورت میں ایسے صاحبان ایمان لوگوں کی برایاں اللہ نے دور کر دیں اور ان کے احوال کی اصلاح فرما دی"۔

اللہ رب العزت نے اس آیت کریما میں اپنے محبوب علیہ السلام کا نام لے کر فرمایا کہ آپ پر نازل ہونے والی کتاب یعنی قرآن حکیم یہ حق ہے اور ہمیشہ حق رہے گا اور اس قرآن پر ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصی انعام دیا کہ ان کی برایاں دور کر دیں اور ان کو اعمال صالحہ کرنے کی توفیق عطا فرما دی۔ عرب قوم میں حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل کیا کیا تاریکیاں موجود نہیں تھیں مگر جب آفتاب رسالت مصطفیٰ ﷺ کا ظہور ہوا تو سب اندھیرے چھٹ گئے اور وہی قوم محبوب علیہ السلام کے توسط سے دنیا کی راہنما قوم بن گی۔

محبوب ﷺ آپ کی باتیں سن کر کچھ لوگ اوروں سے بھی پوچھتے ہیں ایسے لوگوں کے دلوں پر مہر ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 47 محمد کی آیت نمبر 16 میں ارشاد فرمایا:

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ حَتّٰى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا. اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْا اَهْوَآءَهُمْ

Marfat.com

ترجمہ: ''اور ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو آپ ﷺ کی باتیں سنتے ہیں حتیٰ کہ جب وہ آپ کے پاس سے نکل کر دوسرے علم والوں کے پاس جاتے ہیں کہتے ہیں کہ بھلا ابھی ابھی انہوں نے کیا کہا تھا یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے جو اپنی خواہشات ہی کی پیروی کرتے ہیں۔''

اللہ رب العزت نے اس آیت کریما میں اپنے محبوب علیہ السلام کی عظمت اس طرح بیان فرمائی کہ اسے منافقین کی باتیں جو وہ محبوب علیہ السلام کی عدم موجودگی میں کرتے ہیں وہ بھی سخت ناگوار ہیں اللہ نے ان کی چھپی ہوئی فطرت کو محبوب علیہ السلام کے سامنے عیاں کر دیا کہ محبوب یہ لوگ آپ کی محفل میں آ کر آپ کی باتیں سنتے ہیں مگر جونہی یہ آپ ﷺ کی محفل سے جدا ہوتے ہیں اپنے اپنے دانش وروں کے پاس آ کر انہیں آپ کی باتیں سنا کر کہتے ہیں کہ آپ نے یہ فرمایا ہے جو انہیں سمجھ میں نہیں آیا تو محبوب علیہ السلام یہ وہ نامراد لوگ ہیں کہ جن کے دلوں پر ہم نے مہر لگا دی ہے اور یہ اس طرح محروم کر دیئے گئے ہیں کہ ان کو آپ کی محفل کا فیض بھی نصیب نہیں ہے اور وہ اس لیے کہ جو آپ کا نہیں وہ ہمارا بھی نہیں ہے۔

آپ علیہ السلام اللہ سے اپنی حفاظت کی دعا کریں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 47 محمد کی آیت نمبر 19 میں ارشد فرمایا:

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ

ترجمہ: ''پس اے محبوب ﷺ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ آپ دُعا کریں کہ وہ آپ علیہ السلام کو اپنی حفاظت میں رکھے اور مومنین اور مومنات کے لیے استغفار کیا کریں اور اللہ تعالیٰ آپ کے چلنے پھرنے اور آرام کرنے کے مقامات کو جانتا ہے''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنے لیے اور اپنی امت کے لیے دعا کرنے کی تلقین فرمائی کہ محبوب آپ اپنے رب سے اپنی حفاظت کی دُعا کیا کریں اور مومنوں اور مومنات کے لیے مغفرت کی دعا کیا کریں دراصل لب مصطفیٰ ﷺ سے نکلنے والی دعا ہی اللہ کو پسند ہے وہ چاہتا ہے کہ اس کا محبوب اس سے مانگے اور وہ آپ ﷺ کو عطا کرے اور جب حضور ﷺ نبی کریم امت کے لیے دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ امت کی سیاہ کاریوں کے باوجود محبوب کی دعا کو قبول فرما کر امت کو معاف کر دیتا ہے اور پھر فرمایا کہ محبوب آپ کا چلنا پھرنا حتیٰ کہ آپ کے آرام کرنے کی جگہ تک ہر وقت آپ کے رب کی نگاہ میں ہیں اور محبت کا کمال ہے کہ اللہ اپنے محبوب کی ہر ادا کو محبت سے دیکھتا ہے۔

Marfat.com

محبوب ﷺ منافقین آپ کو دیکھتے ہیں تو ان پر غشی طاری ہو جاتی ہے

اللہ تعالیٰ نے اسی سورۃ نمبر 47 سورۃ محمد کی آیت نمبر 20 میں ارشاد فرمایا:

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ.

ترجمہ: ''اور ایمان والے آپ سے کہتے ہیں کہ جہاد کے متعلق کوئی نئی سورۃ نال کیوں نہیں ہوئی جبکہ منافقین ایسی صورت میں کہ جب جہاد کی سورت نازل کی جاتی ان پر غشی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جیسے موت کے وقت کے قریب ہوتی ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی فطرت خبیثہ کا ایک گوشہ محبوب علیہ السلام کے سامنے بے نقاب کیا اور مومنوں کی بات بھی کی ہے۔ مومن تو حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھتے کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا ابھی تک جہاد کی کوئی نئی سورت رب کریم کریم نے نازل نہیں فرمائی کہ اُن کا دل جہاد کے لیے مچلتا تھا اور وہ میدان جنگ میں شہادت پانا اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے اور دل و جان سے جہاد کو عزیز سمجھتے تھے مگر جب کوئی سورت اللہ کی جانب سے جہاد کے متعلق نازل ہوئی تو دربار مصطفیٰ ﷺ میں بیٹھے منافقین حضور ﷺ سے حکم جہاد یا آیات جہاد سن کر مرنے والے ہو جاتے وہ اس طرح حضور علیہ السلام کو دیکھتے کہ جیسے وہ آخری سانسیں لے رہے ہوں یعنی منافق آیات جہاد سن کر مرنے کے قریب ہو جاتے جبکہ مجاہدین اور سچے مومنوں کا ایمان تازہ ہو جاتا اور ان کے چہرے کھل اُٹھتے۔ سبحان اللہ۔

محبوب ﷺ آپ فرما دیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 47 محمد کی آیت نمبر 33 میں ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے محبوب علیہ السلام کی اطاعت کو بھی مشروط کیا ہے کہ صرف اطاعت الٰہی ہی کافی نہیں بلکہ اس کے محبوب علیہ السلام کی اطاعت بھی ویسی ہی مقدم ہے جیسی کہ خود رب کریم کی اطاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے احکامات قرآن کی صورت میں اہل ایمان کو اپنے اطاعت سے مطلع فرمایا اور

Marfat.com

بہت سی باتیں ایسی ہیں جو وضاحت کے ساتھ قرآن میں موجود نہیں ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کی زبان سے نکلنے والا حکم چاہے قرآن کا ہو یا ان کا اپنا ہو بات ایک ہی ہے ماننے والوں کو اپنے آقا کی ہر بات ماننی چاہیے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ محبوب علیہ السلام کے بارے میں گمان باطل رکھنا یہ سارے اعمال کو ضائع کرنے والی بات ہے اس لیے محبوب کی ہر بات کو رضائے خدا سمجھ کر اس پر عمل کرو اس طرح عمل ضائع نہیں ہوگا بلکہ وہ اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوگا۔

سورہ الفتح

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ کو با کمال فتح عطا فرمائی

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 48 فتح کی آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا

ترجمہ: ''بے شک اے محبوب علیہ السلام ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی''۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ فتح کا آغاز ہی لفظ فتح سے کیا کہ فتح مکہ اہل ایمان کی سب سے بڑی کامیابی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اسی وطن میں عزت اور وقار کے ساتھ دوبارہ داخل فرمایا جسے وہ اپنے ایمان کی بقاء کی خاطر چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ یہ آیت کریما دراصل فتح مکہ کے تناظر میں نازل کی گئی بلکہ پوری سورت ہی اللہ نے سورۃ فتح کے نام سے نازل فرما دی اور اس کا آغاز اپنے محبوب علیہ السلام کی ذات مبارک سے کیا کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو با کمال فتح عطا فرمائی۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے سبب سے اللہ آپ کے ماننے والوں کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمائے گا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 48 فتح کی آیت نمبر 2 میں اپنے محبوب کی شان کو چار چاند لگا دیئے ارشاد فرمایا۔

لِّیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَیۡکَ وَیَهۡدِیَکَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا

ترجمہ: ''تا کہ اے محبوب اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کے تصدق سے آپ سے پہلے والوں کے اور جو آپ کے ماننے والے بعد میں ائیں گے ان کے گناہ معاف فرمادے اور آپ علیہ السلام پر اپنی نعمت مکمل کردے۔

رب کریم نے اس آیت کریما میں نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ عظمت عطا فرمائی کہ ارشاد فرمایا محبوب جو لوگ آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہو چکے ہیں ان کو آپ کے وجود کی برکت اور نعمت کا کچھ حصہ اس طرح عطا فرمائے گا کہ ایمان لانے سے پہلے انہوں نے جو کچھ بھی کہا وہ سب اللہ تعالیٰ آپ کے سبب سے انہیں معاف کر

Marfat.com

دے گا اور ان خوش نصیبوں کے بعد قیامت تک جو لوگ آپ کے ماننے والے ہوں گے آپ کی وساطت سے اللہ ان کے گناہ بھی معاف فرمائے گا بشرطیکہ وہ توبہ کریں اور ہمہ وقت اللہ سے معافی مانگیں تو اللہ انہیں آپ کے غلام سمجھ کر گناہوں سے معافی عطا فرما دے گا۔ یہی اس کا اتمام نعمت ہے کہ اس اللہ نے آپ کو کائنات کا محسن اعظم بنا دیا کہ کوئی بھی آپ کے در سے محروم ہو کر نہیں جاتا۔ آپ کا فیض رسالت قیامت تک جاری رہے گا۔

محبوب ﷺ اللہ ہی آپ کی زبردست مدد کرنے والا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 48 فتح کی آیت نمبر 3 میں ارشاد فرمایا:

وَّيَنصُرَكَ اللّٰهُ نَصرًا عَزِيزًا

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی زبردست مدد کرنے والا ہے۔''

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے محبوب کی حوصلہ افزائی یوں فرمائی کہ اعلان نبوت سے لے کر فتح مکہ تک سرکار دوعالم کے ساتھ کفار نے کیا کیا کچھ نہ کیا مگر بے سروں مانی کے باوجود رب تعالیٰ نے اپنی حکمت و تدبیر سے اپنے محبوب کی حفاظت کی، ہجرت کا موقع یا جنگ بدر کا اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنے محبوب ﷺ کو کامیابی سے سرفراز فرمایا اور یہ خاصہ صرف محبوب ﷺ کے لیے تھا اور اب حضور ﷺ کے صدقے سے اللہ تعالیٰ ہر سچے مومن کی ہر موقع پر مدد کرتا ہے اور وہ انہیں مایوس نہیں کرتا بلکہ اپنے بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔

بے شک محبوب ﷺ ہم نے آپ کو شاہد مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 48 فتح کی آیت نمبر 8 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّآ اَرسَلنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا

ترجمہ: ''بے شک ہم نے آپ ﷺ کو بھیجا شاہد بنا کر مبشر بنا کر اور ڈرسنانے والا بنا کر''۔

اس آیت کریما میں رب کریم نے اپنے محبوب علیہ السلام کی تین شانیں بڑی وضاحت کے ساتھ الگ الگ بیان فرمائی ہیں کہ آپ ﷺ اس کی طرف سے بھیجے گئے شان شاہدیت کے ساتھ۔ شان مبشریت کے ساتھ اور شان نذیریت کے ساتھ۔ آپ ﷺ دونوں طرف سے شاہد ہیں اُمت کے درمیان رب کی شان کبریائی کے شاہد ہیں اور امت کی طرف سے رب کے حضور ﷺ اپنی اُمت کے اعمال و ایمان کے شاہد ہیں۔ آپ ﷺ مبشر اعظم بھی ہیں کہ جنت کی خوشخبریاں بھی آپ ہی نے اپنے غلاموں کو عطا فرمائیں اور پھر آپ ساری کائنات کو رب کی طرف سے ڈرسنانے والے بھی ہیں کہ دوزخ سے ڈرو کہ اُن کی بُرائیوں کی وجہ سے لوگوں کو وہاں پھینکا جائے گا۔ یوں آپ جنت کی بشارت دینے والے اور دوزخ سے ڈرانے والے محبوب ہیں ﷺ۔

Marfat.com

اللہ اور محبوب ﷺ پر ایمان لانا چاہیے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 48 فتح کی آیت نمبر 9 میں ارشاد فرمایا:

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

ترجمہ: ''تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس کی مدد کرو اس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اللہ کی تسبیح کرو۔''

رب کائنات نے اس آیت کریما میں اپنی ذات، اور اپنے محبوب ﷺ کی ذات پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے کہ مومن وہی ہے جو دونوں پر ایمان رکھے۔ اور نہ صرف یہ کے ایمان لائے بلکہ اُس کے محبوب کی معاونت بھی کرے یعنی صرف ایمان نے آنا ہی کافی نہیں بلکہ مقصد رسالت میں محبوب علیہ السلام کی معاونت کرنا بھی ضروری ہے یعنی دین کی سربلندی کے لیے جدوجہد کرنا یہ امر الٰہی بھی ہے اور محبوب علیہ السلام کی تالیف قلبی بھی ہے۔ محبوب علیہ السلام کے دین کے کام کو آگے بڑھانا۔ اور صبح و شام اللہ کی تسبیح پڑھتا یہ بہت بڑی عظمت اور سعادت کی بات ہے۔

محبوب ﷺ کے ہاتھ پر بیعت دراصل اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے

اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 48 فتح کی آیت نمبر 10 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا

ترجمہ: ''بلاشبہ اے نبی ﷺ جو لوگ آپ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کر رہے ہیں دراصل وہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے پھر جو اس بیعت کو توڑے گا تو اس کے توڑنے کا نقصان بھی اُسی کو ہوگا اور جو اس عہد کو پورا کرے گا اللہ اسے بہت اسے بڑا اجر عطا فرمائے گا''۔

اس آیت کریما کا پس منظر بیعت رضوان کے متعلق ہے۔ یہ بیعت حضور نبی کریم ﷺ نے مقام حدیبیہ پر صحابہ کرام سے لی۔ آپ علیہ السلام اپنے چودہ سو صحابہ کرام سمیت عمرے کی غرض سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے مقام پر آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر مقرر کر کے مکہ بھیجا کہ وہ وہاں کے

Marfat.com

معتبر لوگوں سے بات کریں کہ ہم عمرے کی غرض سے مکے میں داخل ہونا چاہتے ہیں ہمیں اجازت دی جائے ہم کسی اور مقصد کے لیے یہاں نہیں آئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے سفیر بن کر مکے گئے اور بات چیت کسی حتمی نتیجے پر نہ پہنچ سکی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ میں دیر ہوگئی۔

اس پر صحابہ کرام میں یہ گمان پھیل گیا کہ وہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے تبھی وہ اب تک واپس نہیں آئے۔ صحابہ کرام میں جب یہ بات پھیلی تو وہ مشتعل ہو گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کرنے لگے کہ ہم خون عثمان کا بدلہ لیے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے اُن کے جوش وخروش کو دیکھ کر فرمایا ٹھیک ہے میں تمہارے جذبات کی قدر کرتا ہوں چلو آؤ تم سب میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔ چنانچہ سب صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی اور اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمادی کہ وہ بھی اس بیعت میں شریک ہے اور محبوب علیہ السلام کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ بھی ہے اور صحابہ کرام اس کے محبوب کے ہاتھوں پر بیعت نہیں کر رہے بلکہ وہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں۔ اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب سے کس قدر محبت ہے اور کس قدر پیار ہے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اس بیعت سے پیچھے رہ جانے والے بھی دعا کے لیے کہ وہ آپ سے مطالبہ کریں گے کہ ان کی معافی طلب کی جائے

اس آیت کریما کا پس منظر بھی قرآن حکیم ہی کی سورۃ نمبر 48 فتح آیت نمبر 11 میں ہے ارشاد ہوتا ہے

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا. يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا

ترجمہ: ''اور اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو دیہاتی اس موقع پر پیچھے رہ گئے تھے اب وہ آپ علیہ السلام سے کہیں گے ہمیں دراصل ہمارے مال اور بال بچوں نے پیچھے رکھا یعنی مشغول رکھا لہٰذا آپ ہماری معافی کے لیے اللہ سے دعا فرمائیں۔ یہ لوگ جو اپنی زبانوں سے کہہ رہے وہ بات ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ آپ ان سے فرمادیں کہ کون ہے کہ جو اللہ کے مقابلے میں تمہارے نفع ونقصان کا اختیار رکھتا ہو، بلکہ اللہ اس سے باخبر ہے کہ جو تم کہہ رہے ہو۔''

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی طلب کرنے والوں کے دل کی کیفیت سے اپنے محبوب کو باخبر کر رہا ہے کہ محبوب آپ تو رحمت للعالمین ہیں۔ آپ تو لوگوں کی عاجزانہ باتیں سن کر انہیں قبول کر لیتے ہیں مگر آپ کے رب کو یہ بات قطعاً گوارہ نہیں کہ کوئی آپ کے سامنے منافقت سے کام لے یعنی اس کے دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ ہو۔ ان لوگوں نے اپنی مصروفیت کو آپ کی بارگاہ میں غیر حاضری کا جواز بنایا ہے سوان سے فرما دیں کہ کون ہے جو اللہ کے مقابلے میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک ہو۔ تمہارے کاروبار مال ومتاع بال بچے یہ سب آپ کے رب کے عطا کردہ ہیں لہٰذا اس کی رضا کو ہر شئے پر مقدم رکھنا چاہیے۔ اس میں بھی محبوب کی عظمت ظاہر ہوتی ہے کہ لوگ منافقت سے کام لیتے ہیں مگر رب کریم اپنے محبوب کو آگاہ فرما دیتا ہے کہ سچائی اور حقیقت کیا ہے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے کہہ دیں کہ تمہیں آزمایا ضرور جائے گا

اس آیت کریما میں محبوب کریم کی بارگاہ میں اپنی صفائی پیش کرنے والے دیہاتیوں کے بارے میں رب کریم فرماتا ہے سورۃ نمبر 48 فتح آیت نمبر 16

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا

ترجمہ: "اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے آپ کہیں کہ عنقریب تمہیں ایسے لوگوں سے سامنا کرنے کے لیے بلایا جائے گا جو بڑے زور آور ہیں تم ان سے لڑو گے یا وہ لوگ اسلام لائیں گے اس وقت اگر تم حکم مانو گے تو اللہ تمہیں بڑا اجر دے گا اور اگر تم نے پہلے کی طرح حکم عدولی کی تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔"

اس آیت کریما کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ السلام کی عظمت بیان فرما رہا ہے کہ رسول کے حکم کی پرواہ نہ کرنے والے رب کو قطعاً پسند نہیں ہیں وہ جب چاہے ان کے قول کی صداقت کو پرکھنے کے لیے ان کو آزما سکتا ہے اور اگر کبھی آئیندہ آنے والے مواقع پر یہ دشمن کا سامنا نہ کر پائے تو پھر یہ اللہ کے عذاب کے مستحق ہوں گے۔ اور اگر محبوب آپ کا حکم مانیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ سے بیعت کرنے والوں سے راضی ہو گیا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 48 فتح کی آیت نمبر 18 میں ارشاد فرمایا:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ

Marfat.com

مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ علیہ السلام سے بیعت کر رہے تھے۔ اللہ نے ان کے دلوں کا خلوص دیکھ کر ان پر سکینت یعنی تسلی نازل فرمائی اور انہیں انعام میں ایک قریبی فتح کی خوشخبری دے دی''۔

بیعت رضوان کو بیعت رضوان کہتے ہی اس لیے ہیں کہ اس بیعت سے اہل ایمان کو اللہ کی رضا حاصل ہوگئی۔ یعنی صحابہ کرام کو رضوان اللہ اسی وقت سے کہا جانے لگا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہیں رب کی رضا حاصل ہوگئی اور ان کے اس عمل پر اللہ تعالیٰ اسقدر خوش ہوا کہ اس نے ان کے دلوں کو نور سکینت یعنی اطمینان سے بھر دیا انہیں زرہ برابر بھی خوف یا ڈر نہ رہا ہاں اس بیعت کے انعام کے طور پر اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے محبوب کے ذریعے یہ خوش خبری عطا فرمائی کہ عنقریب انہیں فتح مبین حاصل ہوگئی جیسے فتح مکہ بھی کیا جاتا ہے۔

اللہ نے محبوب ﷺ کا خواب سچا کر دکھایا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 48 فتح کی آیت نمبر 27 میں ارشاد فرمایا:

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِیْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِیْبًا

ترجمہ: ''بے شک اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا کہ بمطابق واقعہ تم اللہ کی رضا سے مسجد حرام میں امن کے ساتھ داخل ہو گئے تم میں سے بعض اپنے سر منڈواؤ گے اور بعض صرف بال کترواؤ گے اور تمہیں کوئی اندیشہ نہیں ہو گا مگر اللہ اس بات کو جانتا تھا جسے تم نہیں جانتے تھے اس لیے اس نے پہلے ہی سے تمہیں ایک قریبی فتح دے دی۔''

اس آیت کریما کا پس منظر صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے کہ سرکار مصطفیٰ ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ عمرے کی غرض سے بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے ہیں احرام باندھے ہوئے اور پھر سر منڈواتے ہوئے یا بال کتراتے ہوئے۔ اس پر آپ علیہ السلام نے صحابہ کو احرام باندھ کر مکہ کی طرف چلنے کا حکم دیا اور پھر صلح حدیبیہ ہوئی جس کا ذکر ہم پہلے کہ چکے ہیں اسی مقام حدیبیہ پر بیعت رضوان بھی ہوئی اب اس آیت کریما میں اللہ رب العزت کا اشارہ فتح مکہ سے ہے کہ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کا خواب سچا کر دکھایا اور اہل اسلام کو شاندار فتح نصیب ہوئی۔

Marfat.com

محبوب ﷺ کو سچا دین دے کر بھیجا کہ اسے دنیا میں غالب کر دیا جائے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 48 فتح کی آیت نمبر 28 میں ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

ترجمہ: ''وہی ہے (اللہ) جس نے اپنے رسول ﷺ کو دین حق کے ساتھ بھیجا کہ اس کو ہر دین پر غالب کر دیا جائے''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کی شان کا ذکر غلبہ دین حق کے ساتھ کیا کہ آپ علیہ السلام کو جو دین اسلام عطا فرمایا اس کی غرض و غائیت اسے ساری دنیا پر غالب کرنا ہے کہ اسلام سب سابقہ دینوں کا نچوڑ ہے اب اسے ہی قیامت تک چلنا چاہیے اور حضور علیہ السلام چونکہ امام والا انبیاء ہیں اس لیے آپ کی شان بھی ہر لحاظ سے دین کے حوالے سے بلند و بالا رہنی چاہیے اللہ نے اپنے محبوب کو ساری کائناتوں کا رسول بنایا اور اسلام کو سارے دینوں کا امام بنایا یہ بھی حضور ﷺ ہی کے طفیل ہے۔

محبوب ﷺ کے ساتھی بھی سب سے جدا ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 48 فتح کی آیت نمبر 29 میں ارشاد فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ. وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ. كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــٴَـهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا

ترجمہ: ''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کے ساتھی کافروں پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں نہایت رحم اور شفیق ہیں (اے محبوب علیہ السلام آپ اور آپ کے توسط سے دوسرے دیکھنے والے) آپ اُن کو دیکھیں گے رکوع کرتے سجدے کرتے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کی جستجو کرتے ہوئے ان کے چہروں پر عبادت کے نشانات یعنی علامات ہیں ان کی یہ صفت تو رات میں بھی موجود ہے اور انجیل میں بھی موجود ہے جیسے وہ ایک کھیتی ہیں جس میں کوئی کونپل

Marfat.com

نکلی پھر وہ مضبوط ہوئی اور پھر اپنے تنا پر مضبوطی سے وہ کھڑی ہوئی یہ کھیتی والوں کو خوش لگتا ہے یعنی اس کا دیکھنا تا کہ اُن کی اس طرح محبت اور اخوت سے کافروں کا جی جلے اللہ نے ان ایمانداروں اور نیک کام کرنے والوں کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔''

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے جانثار صحابہ کی بات کی ہے کہ اللہ نے اپنے بے مثال محبوب کو جو صحابہ عطا فرمائے وہ بھی بے مثال تھے اور ان کی صفات کا ذکر رب نے کیا کہ وہ کافروں کے لیے سخت ترین ہیں یعنی تلوار بے نیام ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے ہمدرد مخلص اور باوفا ہیں۔ وہ عبادت وریاضت میں بھی دیکھتا ہیں کہ رکوع بھی کرتے ہیں سجدے بھی کرتے ہیں یعنی اس لحاظ سے بھی وہ سب سے اول درجے کے عبارت گذار ہیں اور ان کی بندگی اور ان کی مسلسل عبادت وریاضت کے نشانات ان کے چہروں پر دیکھے جاسکتے ہیں کہ عبادت کا نور ان کے چہروں سے جھلکتا ہے اور دیکھنے والا ان کے حسن ایمان سے مبہوت ہو کر رہ جاتا ہے اور یہی نہیں بلکہ یہ تو وہ خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے ساتھیوں کے طور پر ان کا ذکر تو تورات اور انجیل میں کیا ہوا ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اس طرح کے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ایک کھیتی کی مانند قرار دیا ہے کہ جس سے ایمان کی فصل پیدا ہوتی ہے اور دیکھنے والے اُس کھیتی کی شادابی اور ہریالی کو دیکھو کر حیران ہو جاتے ہیں، دراصل اسلام سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کھیتی ہے کہ جو آپ نے خود اپنے ہاتھوں سے بوئی اور آپ کے صحابہ اس کھیتی کی فصل ثابت ہوئے جو پہلے پہلے کونپلوں کی صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ منسلک ہوئے پھر یہ کھیتی اپنے شباب کو پہنچی اور تمام کونپلیں تن آور درخت بن گئیں اس طرح اسلام پھیلتا اور بڑھتا ہی رہے گا۔

سورة الحجرات

محبوب علیہ السلام سے کسی کو آگے بڑھنے کی اجازت نہیں ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 49 حجرات کی آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت اپنے محبوب علیہ السلام کی ذات کے حوالے سے حقوق رسالت ارشاد فرمائے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ آداب رسالت سے بھی صحابہ کے ذریعے اُمت کو آگاہ کیا ہے کہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کے آداب کیا ہیں کہ جب محبوب علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو تو پھر اپنے رسول علیہ السلام سے پہلے کوئی کام بھی نہ کیا کرو کہ ہر اچھے کام کی ابتداء بھی محبوب علیہ السلام ہی سے ہونی چاہیے بعض روایات میں ہے کہ کچھ صحابہ نے حضور علیہ السلام سے پہلے اپنی قربانی کے جانور ذبح کر لیے جس پر یہ حکم آیا کہ محبوب علیہ السلام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ سب سے پہلے امور شرعی انجام دیں پھر بعد میں امتیوں کا حق ہے مگر یاد رہے کہ یہ آیات حضور علیہ السلام کی ظاہری حیات طیبہ سے متعلق ہیں کہ جب محبوب علیہ السلام اصحابہ کے درمیان موجود تھے۔

محبوب علیہ السلام کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھو

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 49 حجرات کی آیت نمبر 2 میں ارشاد فرمایا:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں پیغمبر علیہ السلام کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ اُن سے اس طرح بے تکلفی سے گفتگو کیا کرو، جس طرح کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو کہ ایسا کرنے سے تمہارے اعمال ہی کہیں غارت نہ ہو جائیں اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو سکے“۔

اس آیت کریمہ میں رب کریم اپنے محبوب علیہ السلام کی بارگاہ کے اداب سے صحابہ کے ذریعے امت کو مطلع فرما رہا ہے کہ محبوب علیہ السلام کی بارگاہ میں کسی کو عام لب و لہجے میں بات کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے سب کے سب محبوب علیہ السلام کے سامنے باادب بیٹھیں اور مجلس میں بیٹھے ہوئے کسی بھی شخص کو اونچی آواز میں گفتگو کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ایک دفعہ بنی تمیم کے کچھ افراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کہ بنی تمیم کے قبیلے پر اہل اسلام کی طرف سے امیر کون ہوگا اس بات پر جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور جناب فاروق اعظم کی آپس میں گفتگو ہوئی تو دونوں کی آوازیں تھوڑی سی اونچی ہو گئیں اور یہ بات بارگاہِ مصطفوی کے اداب کے حوالے سے رب کریم کو پسند نہ آئی سو اس نے بذریعہ وحی حکم جاری کر دیا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ادب کی آخری انتہاؤں کے ساتھ بیٹھا کرو اور آوازیں دبی دبی رکھا کرو اور ایک اور روایت میں یہ ہے کہ حضرت ثابت ابن قیس کی آواز قدرتی طور پر بلند اور بھاری تھی جب انہیں اس حکم قرآنی کے بارے میں علم ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ ہی میں نہ آئے کہ کہیں میری آواز حضور علیہ السلام کی آواز سے بلند نہ ہو جائے اور کہیں میں اللہ کی گرفت میں نہ آ جاؤں تو سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں اپنے پاس بلا کر انہیں تسلی دی کہ نہیں آپ سے اللہ ناراض نہیں ہوگا مگر پھر بھی وہ جب بھی بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتے اکثر و بیشتر خاموش ہی رہتے تھے۔

Marfat.com

محبوب ﷺ کی بارگاہ میں آوازیں پست رکھنے والے ہی تو متقی ہیں

اللہ رب العزت نے اسی سورۃ نمبر 49 حجرات کی آیت نمبر 3 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَہُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوۡبَہُمۡ لِلتَّقۡوٰی ؕ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ

ترجمہ: ''بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں کو اللہ نے تقوے کے لیے خالص کر دیا ہے۔ ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں ادب رسول کی خاطر بہت آہستہ آہستہ انداز میں بات کرنے والوں کی ادا کو پسند فرمایا اور اُن کو اس ادب کا انعام یہ دیا کہ اُن کے دلوں کو تقوے کے لیے خالص کر دیا یعنی ادب مصطفیٰ ﷺ ہی تقوے کی سب سے اعلیٰ منزل ہے۔ ادب مصطفیٰ ﷺ اور تکریم مصطفیٰ ﷺ دراصل عبادتوں کی جان ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُن دلوں کو چن لیا اور انہیں مغفرت کی نوید اور اجر عظیم کی خوشخبری سے سرفراز فرما دیا کہ ادب مصطفیٰ ﷺ کا صلہ جنتیں بھی ہیں اور رب کی رحمت و رضا کا حصول بھی ہے۔

تمہارے درمیان اللہ کے رسول ﷺ موجود ہیں اور تمہاری اکثر باتیں نظر انداز کرتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 49 حجرات کی آیت نمبر 7 میں ارشاد فرمایا:

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ فِیۡکُمۡ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ؕ لَوۡ یُطِیۡعُکُمۡ فِیۡ کَثِیۡرٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ لَعَنِتُّمۡ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیۡکُمُ الۡاِیۡمَانَ وَ زَیَّنَہٗ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ وَ کَرَّہَ اِلَیۡکُمُ الۡکُفۡرَ وَ الۡفُسُوۡقَ وَ الۡعِصۡیَانَ ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الرّٰشِدُوۡنَ

ترجمہ: ''اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں اور بہت سی باتوں میں اگر وہ تمہارا کہنا مانیں تو تمہیں بہت نقصان پہنچے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان کی محبت دی اور اس کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا ہے اور کفر اور فسق سے تمہیں نفرت عطا کر دی ایسے لوگ اللہ کے فضل سے اور انعام سے راہ راست پر ہیں اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے''۔

اللہ رب العزت نے صحابہ کرام کو اس آیت کریمہ کے ذریعے سے یہ امر فرمایا کہ تم اپنے گمان میں کچھ باتیں صحیح سمجھ کر انہیں اپنانے یا ان پر فیصلہ کرنے کا ارادہ کر لیتے ہو اور پھر محبوب کی بارگاہ میں آ کر اپنے اپنے گمان کے طور پر باتیں پیش کرتے ہو تو چونکہ اللہ کا محبوب ہم لوگوں میں موجود ہے تو وہ تمہاری بات اگر مان لیں تو بجائے

Marfat.com

ئدے کے اس کا اُلٹا تمہیں نقصان ہوگا کیونکہ میرے محبوب کی سوچ وحی الٰہی کے تابع ہے اس لیے وہ تمہاری توں کو فوراً نہیں مانتے بلکہ خاموش رہتے ہیں ہاں یہ الگ بات ہے کہ تم لوگ محبوب کی بارگاہ میں اپنے ایمان اور پنی محبت کے ساتھ کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں سے منافقت دور کردی ہوئی لیکن پھر بھی میرا محبوب نمہاری بات ماننے کا پابند نہیں فیصلہ تو محبوب ہی کا ہوگا البتہ تم لوگ نسبت مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے اللہ کی طرف سے اجر وانعام کے مستحق ضرور ہو۔ اوراس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے تمہیں نسبت رسول کی وجہ سے وہ فطرت سلیمہ عطا فرمادی ہے کہ تم کفر سے نفرت کرتے ہو اور گناہوں کی طرف بھی تمہاری رغبت نہیں ہوتی بلکہ تم راہ حق کی تلاش میں رہتے ہو اور یہی بہت بڑی کامیابی اور سرفرازی ہے۔

محبوب ﷺ کی وجہ سے مومن لوگ نعمت واحسان کے حقدار ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 49 حجرات کی آیت نمبر 8 میں ارشاد فرمایا:

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

ترجمہ: ''اللہ کے فضل سے یہ لوگ راہ راست پر ہیں اور اُس کی نعمتوں کے حقدار ہیں اور اللہ ہی علم والا اور حکمت والا ہے''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کی سچی محبت اور پیروی کرنے والوں کو اپنے خصوصی فضل اور نعمت کا مستحق ٹھہرایا ہے کہ یہ لوگ پیروی رسول کی وجہ سے مقرب الٰہی بھی ہیں، اور اللہ کا انعام اور اس کا فضل بلاشبہ محبوب علیہ السلام کی اطاعت کا صلہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ بلاشبہ صراط مستقیم پر گامزن تھے اور حضور ﷺ کی محبت نے انہیں کندن بنادیا تھا اور اس آیت کریما سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جس کو اللہ کا محبوب پسند کرے اس کو اللہ بھی پسند کرلیتا ہے اور جس کو اس کا محبوب رد کردے اس کو اللہ بھی اپنی رحمتوں سے دور کردیتا ہے۔

اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کی اطاعت سے اعمال میں برکت ہوتی ہے

اللہ رب العزت سورۃ نمبر 49 حجرات کی آیت نمبر 14 میں ارشاد فرمایا:

وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا. اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ: ''اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا کہا مان لو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں سے زرا بھی کمی نہیں کرے گا بے شک اللہ غفور بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے محبوب کی اطاعت کو پھر سے بیان کیا ہے کہ اطاعت خدا

Marfat.com

اور اطاعت مصطفیٰ ﷺ ہی ایمان کی سلامتی کی ضمانت ہے۔ جو اللہ کا حکم تو مانے اور حضور نبی کریم ﷺ کی کسی بات یا آپ کے کسی حکم پر ہچکچاہٹ محسوس کرے اور یہ سوچے کہ اس کا حکم قرآن میں ہے کہ نہیں وہ دراصل کچا ایماندار ہے اللہ تعالیٰ نے محبوب کے ہر حکم کو ماننا امتی کے لیے لازم قرار دیا ہے اور بارہا قرآن حکیم میں رب کریم نے یہی ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت ایک ہی ہے۔ اور اسی عقیدے کی وضاحت اس سے اگلی آیت کریما میں فرما دی۔

مومن تو صرف وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے اور شک نہ کرے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 49 حجرات کی آیت نمبر 15 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ. اُولٰٓئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ

ترجمہ: ''اصل میں تو مومن وہی ہیں کہ جو اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لائیں اور پھر کسی قسم کے شک میں نہیں پڑے اور اللہ کے راستے میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا ہی لوگ سچے لوگ ہیں۔''

اس آیت کریما میں بھی رب کریم نے اپنے محبوب علیہ السلام کی عظمت کو اُجاگر کیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا تو ایمان کی شرط اوّل ہے مگر ایمان لانے کے بعد حضور علیہ السلام کی کسی بات پر متردد ہونا اور سوچ میں پڑ جانا یہ ایمان کی پختگی نہیں بلکہ اُس کی کمزوری کی علامت ہے اور اصل ایمان تو یہ ہے کہ رسول کی بات کو بلا شک وشبہ اور بلا سوچے سمجھے جان ایمان اور حاصل ایمان سمجھ کر مان لینا چاہیے یہی ایمان ہے۔

محبوب ﷺ ان سے کہہ دیں کہ اسلام لا کر تم نے مجھ پر احسان نہیں کیا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 49 حجرات کی آیت نمبر 17 میں ارشاد فرمایا:

یَمُنُّوْنَ عَلَیْکَ اَنْ اَسْلَمُوْا. قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ اَنْ هَدٰکُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

ترجمہ: ''یہ لوگ اپنے ایمان لانے کا احسان آپ ﷺ پر رکھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ مجھ پر اپنے ایمان لانے کا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ نے تم پر احسان کیا کہ تمہیں ایمان لانے کی توفیق بخشی اور تمہیں ہدایت دی بشرطیکہ تم دل سے ایمان لانے والے ہو تو۔''

Marfat.com

اللہ رب العزت نے اس آیت کریما میں بھی انسانی فطرت کے ایک گوشے کی نشاندھی کی ہے بالخصوص عہد نبوی ﷺ میں ایمان لانے والوں کی۔ اکثر لوگ جب عالم کفر سے دائرہ اسلام میں داخل ہوتے تو ان کے دلوں میں ایک بات آجاتی تھی کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے کہنے پر یا ان کی دعوت پر اسلام لائے ہیں لہٰذا ہمیں دربار رسالت میں خصوصیت حاصل ہونی چاہیے اور وہ کبھی کبھی اشارۃً اس بات کا یا خیال کا اظہار بھی فرما دیتے کہ ہم تو حضرت محمد ﷺ کی بات مان کر گویا ان پر کوئی احسان کیا اللہ نے ان کے دلوں سے اس گمان کو یکسر ختم کرنے کے لیے اس آیت کریما کا نزول فرمایا کہ محبوب سے ارشاد فرمایا کہ آپ ان سے کہہ دیں کہ میری ذات پر تمہارا ہرگز کوئی احسان نہیں بلکہ شکر کرو کہ تمہیں رب نے اپنے خصوصی کرم سے نوازا اور تم پر احسان کیا کہ اس نے تمہیں ایمان قبول کرنے کی توفیق بخشی سو تم اپنا گمان درست کر کے رب کا احسان مانو اور ہمہ وقت اس کا شکر ادا کرو کہ تم مسلمان ہو گئے ہو۔

سورۃ ق

محبوب ﷺ کی رسالت کو یہ لوگ عجیب سمجھتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 50 ق کی آیت نمبر 2 میں ارشاد فرمایا:

بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ

ترجمہ: ''انہیں اس بات پر تعجب ہے کہ ان میں سے ان ہی کی طرح کا ایک بشر بطور پیغمبر آ گیا سو کافر کہنے لگے کہ یہ تو عجیب بات ہے کہ ہم مر گئے تو کیا دوبارہ زندہ ہوں گے؟''

حضور نبی کریم ﷺ کو اہل مکہ اعلان رسالت کے وقت کہتے تھے کہ یہ بھی ہماری طرح کا ایک بشر ہے اس پر قرآن کیسے نازل ہوسکتا ہے اور یہ رسول کیسے ہوسکتا ہے اس آیت کریما میں کفار کی اس سوچ کو پھر سے رب کریم نے دھرایا کہ یہ بہت حیران و پریشان ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ انہی کے درمیان رہنے والا کوئی بشر نبی بن جائے۔ ان لوگوں کے نزدیک تو رسول وہ ہونا چاہیئے تھا جو آسمان سے اُترتا یا کسی اور مخلوق میں سے ہوتا اب جب کہ حضور علیہ السلام نے ان ہی کے درمیان چونکہ زندگی گذاری ہے یہ سوچتے ہیں کہ آخر اس محمد ﷺ میں کیا کمال اور خوبی ہے جو ہم میں نہیں بلکہ یہ تو غریب آدمی ہے ہم تو امیر ہیں سردار ہیں طاقت ور ہیں پیغمبری تو ہمیں ملنی چاہیے تھی اللہ تعالیٰ نے اُن کی سوچ کا رد فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم جسے ظاہراً دیکھتے ہو رب کریم تو ازل سے ہی اس محمد ﷺ کو اپنا آخری رسول منتخب کر چکا تھا اور امام والانبیاء بھی اسی کو بنانا تھا۔ حضور علیہ السلام نے چونکہ یہ بات بڑے واضح انداز میں ارشاد فرمادی تھی کہ ہر ایک کو یوم حشر دوبارہ زندہ ہونا ہے اور اپنے اعمال کا

Marfat.com

حساب وکتاب دینا ہے تو کفار آپ علیہ السلام کی یہ بات سن کر بھی حیرت کا اظہار کرتے تھے کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی مر کر دوبارہ زندہ ہو جائے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ڈرنے والوں کو نصیحت فرماتے رہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ ق کی آخری آیت کریمہ نمبر 45 میں ارشاد فرمایا

نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا یَقُوۡلُوۡنَ وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَیۡهِمۡ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مَنۡ یَّخَافُ وَعِیۡدِ

ترجمہ: ''جو جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں ہم خوب جانتے ہیں اور آپ تو ان پر زبردستی نہیں کرتے آپ قرآن حکیم کے ذریعے ان کو نصیحت کرتے رہیئے کہ جو میری وعید سے ڈرنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اپنے محبوب علیہ السلام کی شان یوں بیان کی کہ آپ تو زبردستی کسی کے ساتھ نہیں کرتے اور نہ ہی یہ منصب رسالت ہوتا ہے آپ بس ان کو ہمارا پیغام دیتے رہیئے اور ان کو میری باتین سناتے رہیے اور باقی معاملہ مجھ پر چھوڑ دیجئے۔ یہ لوگ اپنی فکر میں آزاد ہیں سو آپ کی دعوت پر یہ خود سوچیں کہ انہیں اس دعوت پر کس قسم کے ردعمل کا اظہار کرنا چاہیے۔ اگر حق قبول کرلیں تو یہ ان کے اپنے ہی حق میں بہتر ہوگا۔ اور محبوب قرآن حکیم ہی سب سے بہترین ذریعہ تبلیغ ہے آپ انہیں پیغام قرآن دیتے رہیے۔

سورۃ الطّور

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبر اختیار کیجئے کہ آپ اللہ کی نگاہ میں ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 52 طور کی آیت نمبر 48 میں ارشاد فرمایا:

وَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعۡیُنِنَا وَ سَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ

ترجمہ: ''آپ اپنے رب کے حکم پر صبر اختیار کیجئے کہ آپ ہماری نگاہوں میں ہیں اور اُٹھتے بیٹھتے آپ اپنے رب کی تسبیح کیا کریں اور رات کو تسبیح کیا کریں کہ جب ستارے چھپنے کے قریب ہوں''۔

اسی آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو ہر وقت صبر اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ کہ صبر ہی سے رب کریم کی رضا اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے کہ صبر ہی سے رب کریم کی رضا نصیب ہوتی ہے۔ اعلان

Marfat.com

رسالت کے بعد جو کچھ بھی کفار کی طرف سے حضور ﷺ کو تکلیفیں پہنچائی گئیں ان پر اللہ تعالیٰ آپ کو صبر اختیار کرنے کے لیے کہا کہ صبر کا نتیجہ اچھا ہوتا ہے۔ شان رسالت بھی یہی ہوتی ہے کہ وہ رب کے سارے ظلم محض رب کی رضا کی لیے برداشت کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام سے پہلے بھی انبیاء کو بے تحاشا ستایا گیا۔ اور انہوں نے بھی اپنے رب کے حکم سے صبر اختیار کیا ور اپنے رب کے حکم کے خلاف ایک بھی قدم نہ اٹھایا۔ اب حضور ﷺ چونکہ اللہ کے آخری نبی ہیں اس لیے آپ نے انتہائی مختصر وقت میں کام بہت سارے کرنے تھے اس لیے آپ پر صبر کی انتہا عطا کر دی گئی اور فرمایا گیا کہ محبوب ہم آپ کی ہر ادا کو دیکھتے ہیں اس لیے آپ مطمعن ہو کر اور سب کچھ برداشت کر کے تلقین حق کرتے رہیئے۔

سورۃ النجم

آپ ﷺ روشن ستارہ ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 53 نجم کی آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا

وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰى ترجمہ: ''قسم ہے ستارے کی کہ جب کہ وہ اترا''۔

سورۃ نجم کے آغاز میں اللہ رب العزت نے ستارے کی قسم اٹھائی ہے۔ اصل میں تو اس کا ترجمہ ہے کہ قسم ہے اس ستارے کی یا ستاروں کی جب وہ غروب ہو جاتے ہیں مگر یہاں اہل دل اور اہل نظر سے اس ستارے سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک سے لیتے ہیں اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضور علیہ السلام جب معراج کی رات لا مکاں پر تشریف لے آئے اور عرش عظیم سے آگے حریم ذات باری تعالیٰ تک پہنچے تو وہاں تمام آسمانی مخلوقات و تخلیقات کا مشاہدہ کر کے واپس تشریف لائے تو اس موقع کی اللہ نے قسم اٹھائی ہے۔ یعنی قسم ہے ستارے کی جب کہ وہ اترا ھویٰ کا مطلب اترنا بھی ہوتا ہے اس لیے معراج سے واپسی پر حضور علیہ السلام کا وجود سعید ایک تارے کی طرح چمک رہا تھا یعنی نور مصطفیٰ ﷺ آپ علیہ السلام کے روئیں روئیں سے ظاہر ہو رہا تھا اور آپ اس طرح چمک رہے تھے جس طرح کہ ایک بڑا روشن اور واضح ستارہ چمک رہا ہو۔ اس کی تائید حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کی ہے آپ نے بھی یہاں نجم سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات مبارکہ سے لی ہے اور موقف یہی اختیار کیا ہے کہ آپ جب معراج سے واپس تشریف لا رہے تھے تو اس وقت کی قسم ہے۔

محبوب ﷺ کبھی بھی ادھر ادھر نہیں ہوئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 53 نجم کی آیت نمبر 2 میں ارشاد فرمایا۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمۡ وَمَا غَوٰى

ترجمہ: ''یہ آپ کے صاحب یعنی ساتھ رہنے والے نہ تو بھٹکے ہیں نہ ادھر ادھر ہوئے ہیں۔''

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دراصل خطاب کفار مکہ سے کیا ہے کہ اے مکے کے رہنے والے لوگو!۔ میرا محبوب میری جانب سے بالکل سیدھی راہ پر ہے اور اس محبوب کی شان یہ ہے کہ تو ساری کائینات کو سیدھے راستے پر چلانے اور گامزن کرنے آیا ہے اس ماحول میں رہ کر جب ہر طرف بت پرستی تھی تو ہم پرستی تھی۔ جہالت تھی۔ تاریکی تھی اور اقدار انسانیت یکسر مفقود ہو چکی تھیں اس تاریک اور سیاہ ترین دور میں میرے محبوب نے اعلان حق فرمایا تو سارے کفار اس کی مخالفت میں یکجا ہو کر اس کے درپے ہو گئے مگر میرا محبوب کسی طرح بھی راہ حق سے ادھر ادھر نہ ہوا کسی دباؤ کو میرے محبوب نے قبول نہ کیا نہ کوئی سختی اس کو اپنی سیدھی راہ سے روک سکی حتکہ سب کام ہو گئے اور آپ ﷺ منزل رفیع تک پہنچتے گئے۔

محبوب ﷺ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 53 نجم کی آیت نمبر 3 میں ارشاد فرمایا:

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ترجمہ: ''اور یہ نہیں کلام کرتے اپنے خواہش نفس سے''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی ایک باطنی کیفیت کا ذکر انتہائی احسن انداز میں فرمایا ہے کہ اللہ کے محبوب علیہ السلام کا ویسے تو ہر قدم اللہ کے فرمان کے مطابق ہوتا ہے مگر اللہ کی بندگی اور اس کی اطاعت کا کمال یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ بولنے میں بھی اپنی مرضی استعمال نہیں کرتے بلکہ آپ کی زبان کا نکلا ہوا ایک ایک لفظ اور حرف وہ بھی رضائے الٰہی پر مبنی ہوتا ہے اور یہ کمال صرف اللہ کے محبوب کو ہی حاصل ہے ورگرنہ بولنے میں تو کوئی پابندی نہیں ہوتی مگر کمال مصطفیٰ ﷺ دیکھیئے کہ آپ اپنی خواہش نفس کا اظہار کرتے ہی نہیں اللہ اکبر۔ یعنی محبوب علیہ السلام نے اپنی ساری کی ساری بشری اور انسانی خواہشات کو اللہ کی مرضی کے تابع کر دیا اور خود رب کریم اپنے محبوب کی اس شان کو قرآن میں بیان فرما رہا ہے کہ دیکھو میرا محبوب میری رضا کے کس مقام پر فائز ہے۔

یہ محبوب ﷺ وحیٔ الٰہی کے تابع ہے

سورۃ نمبر 53 نجم ہی میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کی صفات کا ایک پہلو ہمیں بتایا ارشاد ہوتا ہے آیت نمبر 4۔

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ترجمہ: ''یہ تو حکم ہے بھیجا ہوا (اس محبوب پر)''

اب اس آیت کریمہ میں رب کریم نے وحی کی بات ارشاد فرمائی کہ ہم محبوب کو اپنے احکامات کی وحی کرتے ہین اور یہ ہمارے حکم کو لوگوں تک من وعن پہنچا دیتے ہیں۔ یعنی ان کا فرمان وحیٔ الٰہی کے تابع ہوتا ہے اور اس میں آپ زرہ برابر بھی تاخیر نہیں کرتے ادھر وحی نازل ہوئی ادھر محبوب نے اس کا اعلان کر دیا۔

Marfat.com

محبوب ﷺ کو زبردست قوت والا تعلیم دیتا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 53 نجم کی آیت نمبر 5 میں ارشاد فرمایا:

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ترجمہ: ’’تعلیم دیتا ہے انہیں وہ جو شدید قوتوں والا ہے‘‘۔

اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی شان اس طرح بیان کی کہ یہ کسی دنیا کے استاد سے نہیں پڑھے ہوئے بلکہ وہ کریم رب جو ساری قوتوں اور طاقتوں کا مالک ہے وہی ان کو تعلیم دیتا ہے اور وہی سب کچھ سکھاتا ہے۔ کچھ صاحبان علم نے یہاں سکھانے والے سے مراد حضرت جبریل امین سے بھی لی ہے کہ انہوں نے آپ کو سکھایا مگر بحرحال یہ اپنے اپنے فہم اور اپنی اپنی پہنچ کی بات ہے کہ اس قادر مطلق کے دربار میں جبریل علیہ السلام تو محض ایک قاصد ہیں جو وحی لے کر محبوب کی بارگاہ میں آتے ہیں اصل علم تو خود رب کریم اپنے محبوب کو سکھانے والا ہے سو اسی رب نے آپ علیہ السلام کو سارے علوم سے مزین فرما دیا حتیٰ کہ قیامت تک کی خبریں محبوب کو عطا فرما دیں آقاء کریم علیہ السلام نے قیامت کے انعقاد پر ہے جو کچھ ارشاد فرمایا اور پھر یوم قیامت سے پہلے لوگوں کی حالت اور بالکل بالخصوص اپنی امت کے احوال کے حوالے سے جو جو کچھ بھی حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہوگا اور اس طرح ہوگا یہ سب کچھ خود رب کریم نے محبوب کو بتایا لہٰذا تمام علوم کا عطا کرنے والا خود خدا ہی ہے کہ جس نے اپنے محبوب کو زرے زرے کا علم بھی عطا کر دیا۔

محبوب ﷺ نے جلوہ حق دوبارہ دیکھا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 53 نجم کی آیت نمبر 6 میں ارشاد فرمایا

ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ترجمہ: ’’پھر وہ جلوہ محبوب علیہ السلام نے دوبارہ دیکھا‘‘۔

اس آیت کریما کا تعلق سب معراج سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حرم کعبہ سے اپنے محبوب علیہ السلام کو شب معراج آسمانوں پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے بلوایا تو آقاء کریم علیہ السلام بارگاہ جلال کے قرب کی آخری انتہا پر پہنچ گئے۔ حجابات عظمت طے کرنے کے بعد آپ حریم ذات کے پردوں کے قریب پہنچے تو وہاں حق کا مشاہدہ کیا پھر واپس تشریف لائے تو ایک دفعہ آپ دیدار الٰہی سے سرفراز کر دیئے گئے۔ تو اس آیت کریما میں جلوہ حسن مطلق کا مشاہدہ کرنا مراد ہے۔

وہ محبوب علیہ السلام کے قریب ہو گئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 53 نجم کی آیت نمبر 8 میں ارشاد فرمایا

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ترجمہ: ’’پس پھر وہ قریب ہوا اور پھر اور قریب ہوا‘‘۔

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں رب کریم نے اپنے محبوب علیہ السلام اور اپنی قربت کا ذکر فرمایا ہے کہ شب معراج ادھر سے محبوب علیہ السلام اور آگے بڑھے ادھر سے جلوۂ حق اور قریب ہوا یعنی دوسرے لفظوں میں یہ کہ محبّ اور محبوب دونوں ہی ایک دوسرے کے قریب ہو رہے تھے اللہ اکبر اور یہ بھی شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار ہے کہ محبوب وہاں تک بلند ہوئے کہ جس کا تصور بھی انسانی عقل نہیں کر سکتی۔۔

محبّ اور محبوب علیہ السلام کے درمیان دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 53 نجم کی آیت نمبر 9 میں ارشاد فرمایا

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ترجمہ: ''سو دو کمانوں جتنا فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قربت کا ایک اندازہ انسانیت کو عطا فرمایا ہے کہ اس محبوب اور اس کی ذات کے درمیان معراج کی رات صرف دو کمانوں جتنا فاصلہ رہ گیا یعنی نبئ کریم نے اتنی قربت سے رب کریم کے جلوؤں کا نظارہ کیا کہ صرف دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا بلکہ فاصلہ اس سے بھی کم رہ گیا۔ بس محبوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلووں میں گم ہو گئے۔ اللہ اکبر۔

پس پھر محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کی گئی

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نمبر 53 نجم ہی کی آیت نمبر 10 میں ارشاد فرمایا

فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ترجمہ: ''پس پھر اللہ نے اپنے بندۂ خاص پر وحی کی جو بھی کی''۔

جب حضور علیہ السلام قاب قوسین کی منزلوں پر شب معراج فائز ہوئے تو رب کریم نے اپنے محبوب علیہ السلام سے کلام فرمایا جس کو وحی کہا گیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وحی خاص کی کچھ باتیں اپنے صحابہ کرام کو بتا دیں وگرنہ بے شمار باتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو نہیں بتائیں کیونکہ آپ نے انہیں بتانا مناسب نہ سمجھا بحر حال اللہ اور اس کے محبوب کے درمیان طویل گفتگو ہوئی جس کا شاہد خود قرآن ہے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل نے کچھ نہیں جھٹلایا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 53 نجم کی آیت نمبر 11 میں ارشاد فرمایا:

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى

ترجمہ: ''جو کچھ دیکھا آپ کے قلب انور نے اس کو جھٹلایا نہیں یعنی اس کی تصدیق ہی کی''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی قلبی کیفیت سے امت کو بذریعہ قرآن مطلع

Marfat.com

فرمایا کہ آسمانوں پر محبوب علیہ السلام نے شب معراج محیر العقول واقعات دیکھے مگر آپ کا دل اس قدر مضبوط تھا اور اتنا پراعتماد تھا کہ اس نے کسی بھی قسم کے تردد کا یا حیرت کا اظہار نہیں کیا بلکہ آپ کا قلب انور آپ کے مشاہدات کی تصدیق کرتا رہا کہ یہ بھی حق ہے یہ بھی حق ہے دوسرے معنوں میں یہ کہ آپ علیہ السلام کی نظر اور آپ کے قلب انور میں مکمل ہم آہنگی تھی اور یہی یقین کا آخری درجہ ہے۔

محبوب علیہ السلام نے پھر وہی جلوہ اترتے ہوئے دیکھا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 53 نجم کی آیت نمبر 13 میں ارشاد فرمایا

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى

ترجمہ: ''اور پھر انہوں نے دوبارہ یعنی آخری بار اترتے ہوئے پھر وہی جلوہ دیکھا''۔

اسی آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کی شب معراج واپسی کی کیفیت کو بیان کر رہا ہے کہ اس کے محبوب نے کیا کیا دیکھا اور پھر واپس زمینوں کی طرف آتے ہوئے محبوب علیہ السلام نے پھر سے جمال خداوندی کا نظارہ کیا یعنی اس کی جلوؤں کی تابانیوں کو ایک مرتبہ پھر سے دیکھا اس وقت وہ جلوہ سدرۃ پر چھا رہا تھا۔ چونکہ اگلی آیت کریمہ میں سورۃ المنتہیٰ کا ذکر ہے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ اعتدال میں ہی رہی

اس آیت کریمہ یعنی سورۃ نمبر 53 نجم کی آیت نمبر 16 میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا

اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ترجمہ: ''نگاہ نہ تو ہٹی اور نہ حد سے بڑھی یعنی پھیلی''۔

یہ آیت کریمہ بھی معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس منظر ہی میں نازل ہوئی کہ آسمانوں پر اور بالخصوص حجابات عظمت کے پردوں سے آگے محبوب علیہ السلام نے اللہ کی شان کے جو جو نظارے دیکھے انہیں دیکھ کر آپ کی چشمانِ مقدس میں تغیر و تبدل رونما نہ ہوا بلکہ آپ علیہ السلام ہر چیز کو بڑے باوقار انداز میں دیکھتے رہے اور سرسری نظر سے نہیں بلکہ گہری نظر سے دیکھتے رہے مگر نہ تو چہرے پر حیرت کے آثار نمودار ہوئے نہ ہی آنکھوں میں کوئی تغیر آیا اور یہ اس لیے کہ اللہ پاک نے اپنے محبوب کو خود اپنی صفات کے رنگ سے مزین کیا ہوا تھا۔ یہ سب کچھ وقار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علامات میں سے تھا۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدرت کے بڑے بڑے کمالات کے نظارے کیئے

اللہ رب العزت نے آیت نمبر 18 میں ارشاد فرمایا:

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى

ترجمہ: ''انہوں نے یعنی محبوب علیہ السلام نے پروردگار کی قدرت کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے''۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے شب معراج اپنے محبوب علیہ السلام کو جو جو کچھ بھی دکھایا وہ سب کچھ حیرت ناک اور عجیب تھا۔اصل میں کوئی بھی انسانی آنکھ ان نظاروں کی متحمل ہی نہیں ہوسکتی تھی لہٰذا اللہ نے اپنے محبوب کو چونکہ بصارت خاص عطا فرماتی ہوئی ہے اس لیے آپ نے تمام آسمانی عجائبات کو دیکھا اور اللہ کی عظمت و کبریائی کا اعتراف کرتے رہے اور رب کریم نے بھی آسمانوں کے سارے ہی گوشے محبوب علیہ السلام کو دکھلا دیے تا کہ محبوب علیہ السلام حق الیقین سے آگے کی منزل عین الیقین کی منزلوں تک رسائی حاصل کرلیں اور یہ شان بھی اللہ نے صرف اپنے محبوب علیہ السلام کو ہی بطور خاص عطا فرمائی ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری نصیحت سے اعتراض کرنے والوں سے مونہہ موڑ لیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 53 نجم کی آیت نمبر 29 میں ارشاد فرمایا:

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

ترجمہ:''لہٰذا اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان لوگوں سے دور ہو جائیں جو ہماری نصیحت سے مونہہ موڑ رہے ہیں اور صرف دنیا کی زندگی کے ہی طالب بنے ہوئے ہیں''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریما میں اپنے محبوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ آپ اب ان لوگوں کی طرف ہرگز توجہ نہ کریں کہ جو مسلسل آپ کی بات کو نظر انداز کر رہے ہیں اور وہ آپ سے دور رہیں۔اور محبوب سچی بات تو یہ ہے کہ جو آپ سے دور ہے وہ آپ کے رب سے بھی دور ہے اس لیے آپ ان کی طرف توجہ ہی نہ کیا کریں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں کیونکہ ان کی منزل صرف اور صرف دنیا داری ہے یہ لوگ اگلی منزل کو سوچتے ہی نہیں ہیں اور جو دنیا داری میں مگن رہے اسے اس کے حال پر چھوڑ دینا ہی مناسب ہے۔لہٰذا آپ اب ان سے کنارہ کشی فرمایا کریں یہی بہتر ہے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے روگردانی کی

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 53 نجم کی آیت نمبر 33 میں ارشاد فرمایا:

اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ تَوَلّٰى

ترجمہ:''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا کہ جس نے روگردانی کی''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو ایسے شخص کی سرشت سے آگاہ فرمایا ہے کہ جو سب کچھ پاس ہوتے ہوئے بھی اللہ کی راہ مال خرچ نہیں کرتا اور اگر کرتا ہے تو بہت تھوڑا وہ پھر تھوڑا سا مال خرچ کر کے وہ سمجھتا ہے کہ بس کافی ہے اب زیادہ خرچ کرنا مناسب نہیں تو رب کریم اس سے اگلی آیت میں ہی فرما رہا ہے کہ کیا

Marfat.com

تھوڑا سا مال خرچ کر کے اس نے سمجھ لیا ہے کہ اسے آخرت کی کامیابی کی ضمانت مل گئی ہے یا اس نے دیکھ لیا ہے کہ اس کی عاقبت کیا ہوگی۔ اے محبوب بس آپ ان لوگوں کی سوچیں دیکھتے ہیں کہ کس طرح دنیا ہی کو انہوں نے اپنی آخری منزل سمجھ لیا ہے۔ اس آیت کریمہ سے اہل ایمان کو یہ سبق ملا کہ وہ جی کھول کر اللہ کی راہ میں فروغ دین کے لیے مال خرچ کریں کہ اس سے رب راضی ہوتا ہے۔

یہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی پہلوں کی طرح نذیر ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 53 نجم کی آیت نمبر 56 میں ارشاد فرمایا:

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى

ترجمہ: ''اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خبردار کرنے والے ہیں جیسے کہ پہلے ڈرسنانے والے بھیجے گئے تھے''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کے منصب رسالت کے ایک پہلو سے آگاہ کیا کہ یہ بھی خبردار کرتے ہیں کہ اے انسانو! تمہیں ایک دن اپنے خالق و مالک کے دربار میں پیش ہو کر اپنے تمام اعمال کا حساب دینا ہے اور اس دن صرف نیکیاں ہی کام آئیں گی اور یہ دعوت یا یہ پیغام محبوب سے پہلے والے انبیاء بھی اپنی اپنی قوموں کو دیتے رہے کہ وہ بھی اعمال صالحہ ہی کا پیغام دیتے رہے اور برائیوں کو ترک کرنے کی نصیحت اپنی اپنی قوموں کو کرتے رہے۔

سورۃ القمر

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان لوگوں سے دور ہٹ جائیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 54 قمر کی آیت نمبر 6 میں ارشاد فرمایا:

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ

ترجمہ: ''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان لوگوں سے اعراض کریں اور جس دن ایک پکارنے والا ایک ناگوار چیز کی طرف پکارے گا''

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے دوبارہ سے اپنے محبوب علیہ السلام کو کافروں اور مشرکوں سے دور اپنے اور ان کو نظر انداز کرنے کی بات کی ہے کہ آپ نے اپنا حق رسالت پورا کر دیا ہے سو جو آپ علیہ السلام کے دامن کرم سے ابھی تک وابستہ نہیں ہوئے آپ پس انہیں چھوڑ دیں حتکہ یہ اس دن جب قیامت بپا ہوگی سب کچھ سمجھ جائیں گے اور وہ لمحہ تو ضرور آ کر رہنا۔ بس ان کو چھوڑ دیں۔

Marfat.com

سورۃ الرحمٰن

اے محبوب ﷺ زمین میں جو کچھ ہے فنا ہونے والا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 55 رحمٰن کی آیت نمبر 26 میں ارشاد فرمایا:

کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ترجمہ: ''اے نبی ﷺ زمین میں جو کچھ ہے یہ سب فنا ہونے والا ہے''۔

اس آیت کریما میں رب کریم نے زندگی کے فانی ہونے کے متعلق اپنے محبوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ آپ جان لیں اور ان لوگوں کو بھی بتا دیں کہ ایک دن سب کچھ فنا ہونے والا ہے یہ لوگ جن جن چیزوں پر بھروسہ کرتے ہیں یا ان کی وجہ سے اکڑتے ہیں یہ سب ایک دن فنا ہو جائیں گی اور کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔

محبوب ﷺ آپ کے رب کی ذات ہی باقی رہے گی

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 55 رحمٰن کی آیت نمبر 27 میں ارشاد فرمایا:

وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ

ترجمہ: ''صرف آپ ﷺ کے رب کی ذات باقی رہے گی جو عظمت والی اور عزت والی ذات ہے''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو منظر قیامت سے آگاہ فرمایا ہے کہ اس دن ہر چیز اپنے انجام کو پہنچ جائے گی ہاں محبوب آپ ﷺ کے رب کی ذات ہی باقی رہے گی۔ کیونکہ وہ حی قیوم ہے وہی رہنے والے ذات ہے اس کو دوام حاصل ہے چونکہ وہی ساری کائیناتوں کا خالق ہے اور مالک بھی ہے۔

محبوب ﷺ آپ کے رب کا نام بڑا ابا برکت ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 55 رحمٰن کی آخری آیت کریما نمبر 78 میں ارشاد فرمایا:

تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ بڑا ہی بابرکت ہے نام آپ کے رب کا جو بڑی عظمت والا ہے بزرگ و برتر ہے''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے ذریعے سے ہم لوگوں کو اپنے اسم ذاتی کی برکتوں سے آگاہ کیا کہ رب کریم کا نام ہی برکتوں والا ہے۔ اس نام میں برکتون کا ذخیرہ جمع ہے اور اس نام کا وظیفہ کرنے والا کبھی ناکام و نامراد نہیں رہتا اسی طرح اس کے محبوب کا نام بھی برکت والا ہے اس نام کو پکارنے والا بھی ناکام نہیں رہتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم ذات کا رنگ اپنے محبوب کے اسم ذات پر چڑھایا ہوا ہے لفظ محمد

Marfat.com

بھی بابرکت ہے اور لفظ اللہ بھی بابرکت ہے اور کتنی حسین وجمیل بات ہے کہ کلمۂ طیبہ میں اسم اللہ بھی ہے اور اسم محمد ﷺ بھی ہے گویا کلمۂ طیب میں دونوں اسماء کی برکتیں شامل ہیں اس لیے کتنا ہی خوش نصیب ہے وہ امتی جو افضل الذکر کرنے والا ہے یعنی جس کی زبان پر ہر وقت درود مصطفیٰ ﷺ اور کلمۂ طیب کا ورد جاری رہتا ہے۔ اسم اللہ بھی خیر و برکت کا حامل اور اسم محمد ﷺ بھی خیر و برکت کا حامل ہے۔

سورۃ الواقعہ

محبوب ﷺ آپ ان سے کہہ دیں تم سب اگلے پچھلے جمع کیے جاؤ گے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 56 واقعہ کی آیتِ نمبر 49 میں ارشاد فرمایا

قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ

ترجمہ: ''آپ ﷺ اس (منکرین) سے فرمادیجئے کہ بے شک سب اگلے اور پچھلے ضرور اکٹھے کیے جائیں گے ایک جانے ہوئے یعنی معلوم شدہ دن کی معیاد پر''

نبی کریم ﷺ سے کافرین بطور مذاق یہ کہتے تھے کہ مسلمانوں کا نبی ہمیں پھر سے زندہ ہونے اور حساب و کتاب دینے کی باتیں سناتا ہے بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ صدیوں پہلے سے مرے ہوئے لوگ دوبارہ زندہ ہو جائیں گے جبکہ اب تو ان کی خاک بھی موجود نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بے ہودگی اور نادانی کی باتوں کا جواب محبوب علیہ السلام کی زبان سے دلوایا کہ تم ضرور بضرور یوم حشر کو دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں جمع بھی کیے جاؤ گے۔

اے محبوب ﷺ آپ اپنے رب کی پاکیزگی بیان کیجئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 56 واقعہ کی آیت نمبر 74 میں ارشاد فرمایا

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ

ترجمہ: ''تو اے محبوب ﷺ آپ اپنے رب کی تسبیح بیان کیجئے''۔

اس آیت کریما سے پہلے رب کریم نے کافروں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ کیا سوچتے ہیں اور کیا کہتے ہیں اور کس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور حکمتوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور بطور خاص وہ قیامت کے دن کے متعلق بہت سے بے بنیاد باتیں کرتے ہیں۔ ان کی سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ بھلا دوبارہ زندہ ہونا کس طرح ممکن ہے سو محبوب ہمیں علم ہے کہ ان کی بے معنی اور بے مقصد باتیں سن کر آپ کا دل رنجیدہ ہوتا ہے تو محبوب بس آپ ہماری

Marfat.com

تسبیح کرلیا کریں۔اور کرتے ہی رہا کریں آپ کو سکون قلب نصیب ہوگا اور سارے قلبی بوجھ دور ہو جائیں گے اور پھر محبوب ﷺ آپ کی تسبیح ہمیں اچھی لگتی ہے پس آپ ہماری ہی پاکیزگی بیان کرتے رہا کریں۔

محبوب ﷺ آپ ہماری تاروں کی قسم کو عام مت سمجھیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 56 واقعہ کی آیت نمبر 76 میں ارشاد فرمایا:

وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ترجمہ: ''اور تم سمجھو تو یہ بہت بڑے قسم ہے''۔

اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ نے ستاروں کی قسم کا ذکر فرمایا ہے کہ قسم ہے ان جگہوں کی جہاں ستارے ڈوبتے ہیں۔اور اب فرمایا جا رہا ہے کہ اے محبوب آپ اس بات پر غور فرمایئے کہ یہ بہت بڑی قسم ہے اس بڑی قسم کی حکمتیں لازمی بات ہے کہ محبوب علیہ السلام جانتے ہیں اور رب کریم اس آیت کریمہ میں اس قسم پر غور کرنے کے لیے محبوب علیہ السلام سے ارشاد فرما رہا ہے۔لازماً اس قسم کا کسی نہ کسی طرح تعلق یا واسطہ محبوب علیہ السلام کی ذات مطہرہ کے ساتھ ہوگا تبھی تو رب کریم اسے بڑی قسم ارشاد فرما رہا ہے دوسرے لفظوں میں یہ کہ جن جن چیزوں کو محبوب علیہ السلام سے نسبت ہوگئی رب کریم نے انہیں بھی عظمتیں عطا کر دیں۔

محبوب ﷺ بے شک یہ عزت والا قرآن ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 56 واقعہ کی آیت نمبر 77 میں ارشاد فرمایا۔

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ترجمہ: ''بے شک یہ قرآن بہت ہی عزت والا ہے''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی عظمت کو بیان فرمایا ہے کہ اس کا کلام عظیم ہے اور بڑی ہی رفعتوں والا ہی۔ بظاہر تو یہ قسم رب کریم قرآن حکیم کے متعلق ارشاد فرما رہا ہے مگر در حقیقت اس میں بھی عظمت مصطفیٰ ﷺ اور شان مصطفیٰ ﷺ پوشیدہ ہے کہ حضور ﷺ خود بھی تو چلتا پھرتا قرآن ہیں لہٰذا قرآن تو ہے ہی عظیم اور جب قرآن اتنا عظیم ہے تو پھر جس ہستی پر یہ سارا کلام الٰہی کتاب کی صورت میں نازل ہوا وہ ہستی کس عظمت کی حامل ہوگی تو یہاں قرآن بھی عظیم ہے اور صاحب قرآن بھی عظیم ہے۔

محبوب ﷺ آپ اصحاب یمین کا سلام ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 56 واقعہ کی آیت نمبر 91 میں ارشاد فرمایا:

فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ

ترجمہ: ''تو اے محبوب علیہ السلام آپ پر سلام ہے جنت میں دہنی طرف والے لوگوں کی طرف سے''۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام نے اس سورت واقعہ میں اہل جنت کے احوال بیان فرمائے ہیں اور انہیں وہاں ملنے والی نعمتوں کے متعلق بھی آگاہ فرمایا ہے کہ جب اہل جنت وہاں جائیں گی تو ان کو کیا کیا میسر ہوگا اور بالخصوص جو دہنی طرف والے لوگ ہوں گے وہ درجہ خصوصی کے حامل ہوں گے وہ مقربین الٰہی بھی ہوں گے اور انہیں نعمتیں بھی خاص الخاص عطا ہوں گی اس مقام پر بیٹھے ہوئے لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھیں گے کیونکہ جس محبوب علیہ السلام کے تصدق سے انہیں یہ سب کچھ نصیب ہوا وہ اظہار تشکر کے طور پر جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھیں گے اور اللہ نے محبوب علیہ السلام کو پہلے ہی سے ان کے سلام سے آگاہ فرما دیا کہ محبوب آپ اس شان کے حامل ہیں کہ جنتوں میں بھی آپ پر درود وسلام پڑھا جائے گا اور چونکہ یہ سارے کے سارے آپ ہی کے امتی ہوں گے اس لیے آپ خوش ہو جایئے کہ آپ کی امت کو جنت میں یہ حال ہوگا۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے نام کی پاکی بیان فرمائیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 56 واقعہ کی آخری آیت کریمہ نمبر 96 میں ارشاد فرمایا:

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ

ترجمہ: ''اے محبوب علیہ السلام آپ اپنے رب کے اسم گرامی کی پاکی بیان فرمایئے جو کہ سب عظمتوں کا حامل ہے''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے پھر سے اپنے محبوب علیہ السلام کو اپنے نام کی پاکیزگی یعنی تسبیح پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ رب کریم نے محبوب علیہ السلام کے توسط سے آپ کی امت کو جنت میں جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان کا تذکرہ سورۃ واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے کیا اور پھر محبوب علیہ السلام کو اللہ نے یہ بھی فرما دیا کہ یہ خصوصیت صرف آپ ہی کی امت کو حاصل ہے اس لیے آپ خوش ہو جائیں اور حضور علیہ السلام واقعتاً اپنی رب کی عطاؤں پر خوش ہوتے تھے اور رب چاہتا تھا کہ محبوب اپنی خوشی کا اظہار رب کی تسبیح کر کے کریں سو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی تسبیح پڑھتے تو رب کریم اپنے محبوب پر مزید انوار وکرام کی بارش برساتا۔

سورۃ الحدید

محبوب علیہ السلام اول بھی ہیں آخر بھی ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 57 الحدید کی آیت نمبر 3 میں ارشاد فرمایا:

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

ترجمہ: ''وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے''۔

Marfat.com

اس آیت کریما میں بھی عظمت مصطفیٰ ﷺ پوشیدہ ہے۔ ظاہراً تو یہ آیت کریما رب کریم کی ذات کے بارے میں ہے مگر درحقیقت اس میں حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ کی عظمت بھی ہے کہ آپ ہی تخلیقات میں سب سے آول ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا حدیث مبارکہ میں کہ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی کہ اللہ نے سب سے پہلے جو چیز تخلیق فرمائی وہ میرا نور تھا۔ تو اس حدیث مبارکہ کے حوالے سے حضور ﷺ ہی تخلیق اول ہیں اس لیے آپ ہی اول ہیں پھر فرمایا کہ میں انبیاء میں سے آخری نبی ہوں تو اس آیت کریما میں ھوالآخیر سے مراد حضور ﷺ کی رسالت ہے کہ اب آپ کے بعد نبی کوئی نہیں آئے گا اس لحاظ سے آخر ہیں پھر فرمایا کہ انسانوں کے باطن میں بھی نور مصطفیٰ ﷺ ہی ہے اس لیے آپ باطن میں بھی ہیں بالخصوص عشاقان کے باطن میں اور ظاہراً بھی آپ ہی کے نور کے جلوے ہر طرف بکھرے پڑے ہیں۔ اس لیے آپ ظاہر بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو حی و قیوم ہے وہ تو ہمیشہ سے ہے مگر یہاں اول و آخر سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات بابرکات ہے اس آیت کریما کی ہی تائید میں حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ع نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقان وہی یٰسین وہی طٰہٰ

دوسرے معنوں میں یہ کہ رب کریم خالق و مالک ہونے میں اول و آخر ہے اور محبوب علیہ السلام مخلوق ہونے کی حیثیت سے اول و آخر ہیں۔

اللہ اور اس کے محبوب ﷺ پر ایمان لاؤ

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 57 الحدید کی آیت نمبر 7 میں ارشاد فرمایا:

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ

ترجمہ: ''ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ اور خرچ کرو اس کی راہ میں جس میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا تو تم میں جو ایمان لائے اور اس کی راہ میں خرچ کیا اس کی لیے بہت ہی ثواب ہے''۔

اس آیت کریما میں رب کریم نے ایک دفعہ پھر اپنی توحید پر ایمان لانے اور محبوب علیہ السلام کی رسالت پر ایمان لانے کی بات دھرائی ہے کہ ایمان ان دونوں ہستیوں پر ایمان لانا ہے اور دونوں کی اطاعت کرنا بھی ایمان ہی کا حصہ ہے۔ اللہ پر ایمان تو اوروں کا بھی ہے کہ کئی تو میں اللہ کو کسی نہ کسی صورت میں مانتی ہیں مگر ان کا ایمان کوئی معنی نہیں

Marfat.com

رکھتا کیونکہ ایمان متحقق ہی تب ہوتا ہے کہ جب اس کے محبوب پر ایمان لایا جائے یعنی کوئی شخص اگر ساری زندگی لا الہ الا اللہ پڑھتا رہے یا مانتا رہے تو مومن یا مسلمان ہرگز نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے ساتھ محمد مصطفیٰ ﷺ کو رسول نہ مانے اس لیے اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں بار بار اپنے اور اپنے محبوب پر ایمان لانے کی بات ہی ارشاد فرماتا ہے۔

محبوب ﷺ تمہیں دعوت ایمان دیتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 57 الحدید کی آیت نمبر 8 میں ارشاد فرمایا:

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ.

ترجمہ: ''اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہ لاؤ حالانکہ اس کے رسول تمہیں بلا رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ بے شک وہ تو تم سے پہلے ہی عہد لے چکا ہے اگر تمہیں یقین ہو''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے محبوب علیہ السلام کی دعوت کی بات ارشاد فرمائی ہے کہ تم لوگ با ہوش وحواس ہو کر بھی محبوب علیہ السلام کی دعوت توحید پر غور نہیں کرتے تو تمہیں کیا ہو گیا ہے ایسا یکتا اور بے مثل محبوب تمہیں دعوت توحید وایمان دے رہا ہے مگر اے مکے کے لوگو! یا کافرو! تم غور ہی نہیں کر رہے کہ رب کا محبوب تمہیں کس کی طرف بلا رہا ہے حالانکہ رب نے تو عالم ارواح میں تم سب سے اپنی ربوبیت کا اقرار کروایا ہوا ہے پھر تمہیں اب میرے محبوب کی دعوت پر تامل کیوں ہے جبکہ جنہیں اللہ نے اس عہد کی یاد دلا دی وہ تو فوراً محبوب کی دعوت پر ایمان قبول کر لیتے ہیں۔ مگر یہ بھی دراصل رب ہی کی توفیق ہے کہ جس کو چاہے وہ عہد الست یاد کروا دے اور جس کو چاہے ساری زندگی اسے نامراد ونا کام ہی رکھے۔

اللہ اپنے محبوب ﷺ پر کھلی آیات نازل فرماتا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 57 الحدید کی آیت نمبر 9 میں ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍ

ترجمہ: ''وہی اللہ ہے جو اپنے بندے (محمد مصطفیٰ ﷺ) پر بڑی کھلی آیات نازل فرماتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو کتاب مبین کہا ہے اور اپنے محبوب علیہ السلام کو رسول مبین کا لقب عطا فرمایا ہے۔ محبوب علیہ السلام بھی اپنی رسالت کے لحاظ سے افتاب رسالت ہیں اور قرآن بھی اپنی تعلیمات کے حوالے سے مینارہ رشد ہدایت ہے۔ قرآن حکیم کی آیات بینات بڑی واضح اور کھلی ہیں اور محبوب علیہ السلام کی ادائیں بڑی واضح

Marfat.com

اور کھلی ہیں۔قرآن حکیم آیات نور کا مرقع ہے اور مصطفیٰ ﷺ کی ذات کی ادائیں نور کا سرچشمہ ہیں۔دونوں ہی نور ہیں دونوں ہی ہدایت عطا کرتے ہیں۔پھر اسی آیت کریمہ کے اگلے حصے میں ارشاد فرمایا:

محبوب ﷺ کفر کی تاریکیوں سے نکال کر نور کے راستے پر گامزن کرتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 57 الحدید کی آیت نمبر 9 میں ارشاد فرمایا:

لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ

یہ اسی آیت کریمہ کا دوسرا حصہ ہے جس میں محبوب علیہ السلام کی ذات کو تاریکیوں سے نکال کر نور پر گامزن کرنے والی ذات ارشاد فرمایا اور یہ بھی اعزاز مصطفیٰ ﷺ ہے کہ جس خطۂ عرب میں سب سے زیادہ جہالت کے اندھیرے چھائے ہوئے تھے محبوب علیہ السلام کی برکت سے وہی خطۂ زمین مرکز نور بن گیا اور قیامت تک مکہ اور مدینہ سے نور کی خیرات ملتی رہے گی۔اسی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ اللہ رؤف بھی ہے رحیم بھی یعنی وہ رؤف و رحیم ہے تو اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اہل ایمان اور اپنے چاہنے والوں کے لیے روف بھی ہیں اور رحیم بھی ہیں ﷺ۔

محبوب ﷺ کے کہنے پر ایمان لانے والے ہی سچے لوگ ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 57 الحدید میں ارشاد فرمایا آیت نمبر 19

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ

ترجمہ: ''اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی کامل سچے لوگ ہیں''۔

اللہ رب العزت نے اسی آیت کریمہ میں بھی محبوب علیہ السلام کی عظمت کو ظاہر فرمایا ہے کہ اس محبوب علیہ السلام کی دعوت پر جن جن لوگوں نے اسلام قبول کیا اور صاحبان ایمان ہوئے۔وہی لوگ سچے لوگ ہیں کیونکہ انہوں نے محبوب کی ذات پر اعتماد کیا اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت عظمیٰ پر ایمان لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں صدیق بنا دیا یعنی انہیں صداقت کی منزلوں پر فائز کر دیا۔اور یہ ہی لوگ قیامت کے دن بھی اللہ رب العزت کی رحمتوں کے حقدار ہوں گے اور یہی لوگ جنتوں کے بھی حقدار ہوں گے اللہ کے رسول کی غلامی بلاشبہ انسان کو جنتوں کا مستحق بناتی ہے۔

محبوب ﷺ کے علاوہ سب رسولوں پر ایمان لانا بھی اللہ کے فضل سے ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 57 الحدید کی آیت نمبر 21 میں ارشاد فرمایا

Marfat.com

سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ. ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ .

ترجمہ: ''بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش اور اُس کی جنت کی طرف جس کی وسعت زمین و آسمان سے بھی زیادہ ہے اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے اللہ کا فضل ہے ان پر وہ جسے چاہے اس سے نواز دے''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی ذات بابرکات پر ایمان لانا تو اسلام کی شرط اولین فرمایا مگر حضور ﷺ کے توسط سے زبان مصطفیٰ ﷺ پر اعتماد واعتبار کرتے ہوئے جو پہلے رسولوں کی صداقت پر ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنا خصوصی فضل عطا فرماتا ہے کہ وہ اللہ کی رحمتوں اور عنایات کے مستحق ٹھہرتے ہیں لیکن دراصل ان سب رسولوں پر ایمان لانے کی سعادت بھی اللہ خود ہی عطا فرماتا ہے اور بے نیاز رب اپنے محبوب کے صدقے سے جسے چاہتا ہے اپنے خصوصی فضل سے نواز دیتا ہے۔اس سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنی شان رحیمی کا ذکر فرمایا کہ وہ بخشنے والا ہے لہٰذا بڑھ بڑھ کر اس کی بخشش کی نعمت اپنے دامنوں میں بھر لو اور پھر جنتوں کی طرف چلو کہ جن کی وسعت زمینوں آسمانوں سے بھی زیادہ ہے۔

اللہ اور اس کے محبوب ﷺ پر ایمان لانے والوں کو دو رحمتیں ملیں گی

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 57 الحدید کی آیت نمبر 28 میں ارشاد فرمایا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَیَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

ترجمہ: ''اے اہل ایمان اللہ سے ڈرو اور ایمان لاؤ اس کے رسول پر تاکہ تمہیں اللہ اپنی طرف سے دو رحمتیں عطا فرمائے اور تمہارے لیے وہ نور کردے گا جس میں تم چلو گے اور اسی ایمان کی بدولت اللہ تمہیں مغفرت عطا فرمائے گا اور وہ اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے صاحبان ایمان سے تقویٰ اختیار کرنے کو کہا اور دھرا کر یہ بات ارشاد فرمائی کہ اس کے رسول پر ایمان لاؤ حالانکہ ایمان تو ملتا ہی اس وقت ہے جب رسول پر ایمان لایا جائے مگر اللہ تعالیٰ یہاں اہل ایمان کو ہی رسول پر ایمان لانے کی ہدایت فرما رہا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ اے ایمان لانے والو رسول کو اپنے ایمان کا حاصل سمجھو اور جتنا جتنا اس رسول اعظم کے قریب ہوتے چلے جاؤ گے اتنے ہی تم ایمان میں مستحکم

Marfat.com

ہوتے چلے جاؤ گی اور جوں جوں تم اس منزل میں آگے بڑھو گے اللہ تمہیں نور کی سوغات عطا فرمائے گا اور دو رحمتیں عطا فرمائے گا ایک رحمت دنیا میں عزت وقار آبرو اطمینان کی صورت میں ہوگی اور دوسری خصوصی رحمت قیامت کے دن نصیب ہوگی جہاں رب کریم تمہاری یوم حشر کی ہولنا کیوں سے خود کفالت فرمائے گا اور اس خوفناک اندھیرے میں تمہیں غلامی مصطفیٰ ﷺ کے صدقے میں نور عطا فرمائے گا جو تمہارے لیے راہوں کو روشن کردے گا۔اس کا دوسرا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس رسول کی غلامی کی بدولت دوگنا اجر عطا فرمائے گا۔

سورۃ المجادلہ

اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کی مخالفت کرنے والے ذلیل ہوں گے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 58 مجادلہ کی آیت نمبر 5 میں ارشاد فرمایا

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ کُبِتُوْا کَمَا کُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ. وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ

ترجمہ: ''بے شک جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ اس طرح ذلیل کیے جائیں گے جیسا کہ ان سے پہلے کے لوگ ذلیل کیے گئے۔ اور بے شک ہم نے واضح آیات نازل فرمادیں اور نہ ماننے والوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے''۔

اس آیت کریما میں رب کریم نے اپنی اور اپنے محبوب علیہ السلام کی مخالفت کو ایک ہی قرار دیا ہے۔جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے محبوب علیہ السلام کی اطاعت کو ایک ہی قرار دیا اسی طرح اس آیت کریما میں مخالفت رسول کو بھی اپنی ہی مخالفت قرار دیا اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہم نے جس طرح پہلے والے ان لوگوں کو ذلیل و رسوا کیا جو رسولوں کی مخالفت کرتے رہے اسی طرح ہم اپنے محبوب علیہ السلام اور اپنے کلام کی مخالفت کرنے والوں کو ذلیل قسم کے عذاب سے دوچار کریں گے کہ لوگ ہیں ہی اسی قابل۔

اے محبوب ﷺ کیا آپ نے بڑے مشورے کرنے والوں پر غور نہیں کیا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 58 مجادلہ کی آیت نمبر 8 میں ارشاد فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰی ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَیَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ وَاِذَا جَآءُوْکَ

Marfat.com

حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ. حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ.

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا کہ جنہیں برے مشوروں سے روکا گیا تھا وہ اس کی باوجود وہی کرتے ہیں۔ جس سے ان کو منع کیا گیا یہ لوگ گناہ سرکشی اور محبوب کی نافرمانی کے پوشیدہ مشورے کرتے ہیں۔ اور جب آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں تو ایسے کلمات کہتے ہیں جو اللہ نے آپ کے بارے میں نہیں کہے اور کہتے ہیں کہ ہماری غلط بیانی پر اللہ ہمیں عذاب میں کیوں گرفتار نہیں کرتا۔ ان کو اطلاع دے دیجئے کہ یقیناً ان کا ٹھکانا جہنم ہی ہوگا''۔

اسی آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی خصوصی جبلت کا ذکر فرمایا ہے اور اپنے محبوب علیہ السلام کو ان کی تمام تر خباثتوں سے مطلع فرمادیا کہ یہ لوگ اے محبوب ﷺ تنہائی میں یا اپنی نجی محفلوں میں آپ کے خلاف مشورے کرتے ہیں کہ کس طرح آپ کو تنگ کیا جائے اور انہی مشوروں کے تحت جب یہ لوگ آپ ﷺ کی بارگاہ میں آتے ہیں تو کچھ بے تکلفی اور بے ادبی کے کلمات بھی بول رہتے ہیں اور اپنے کمینے دلوں کے اندر یہ کہتے ہیں کہ ہم تو نداقا مصطفیٰ علیہ السلام کے سامنے اس طرح کے کلمے کہہ رہے ہیں تو ان کا رب پھر ہمیں ہماری منافقت کی لعنت پر سزا کیوں نہیں دی رہا۔ دراصل وہ ایسے جملے کہہ کر رب کریم کی شان جلال کو بھی للکارتے اس پر اللہ پاک نے اپنے محبوب سے فرمایا کہ آپ ان کو کہہ دیں کہ ہمیں سب معلوم ہے کہ تم کیا کیا باتیں کرتے ہو اور ہاں تمہیں تمہاری فضول بکواس پر رب کریم ضرور بضرور واصل جہنم کرے گا۔ اس وقت کا انتظار کرو۔

محبوب ﷺ کی بارگاہ میں سوال یا مشورہ کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دے لیا کرو

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریما میں بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضری کے اداب بتائے ارشاد ہوتا ہے

سورۃ نمبر 58 مجادلہ آیت نمبر 12

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً. ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ. فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جب تم رسول کریم سے کوئی مشورہ کرنا چاہو تو اپنی درخواست سے پہلے راہ خدا میں کچھ صدقہ دے دیا کرو۔ یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے اور اگر تم اس بات کے اہل نہیں ہو تو پھر تمہارے لیے بہت بہتر اور ستھری بات یہ ہے کہ تم بس تقویٰ اختیار کرو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں محبوب علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے آداب سے اہل ایمان کو مطلع فرمایا کہ اپنے کسی ئی شورے کے لیے جب تم محبوب علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہونا چاہو تو کچھ صدقہ اور خیرات اللہ کی راہ میں دے دیا کرو یہ ہی تمہارے لیے بہتر بات ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی ذات مطہرہ کو آرام پہنچانے کی خاطر یہ بات ارشاد فرمائی کہ حاضری سے پہلے تھوڑی سی زحمت تو یہ لوگ گوارہ کریں کہ کچھ خرچ کریں اور بے تکلفی کے ساتھ محبوب کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے گریز کریں مگر اللہ نے چونکہ اپنے محبوب کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنایا پھر بعدازاں اس حکم میں کفایت کردی اور فرمایا کہ یہ ہر ایک کے لیے نہیں ہے ہاں جنہیں توفیق نہ ہو وہ خلوص محبت ایثار اور فرماں برداری کے جذبات سے لبریز ہو کر آ جائیں محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی بات بھی سنیں گے کیونکہ یہ دروازہ کسی کے لیے بھی بند نہیں ہوتا۔

اللہ اور اس کی محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو کہ اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 58 مجادلہ کی آیت نمبر 13 میں ارشاد فرمایا:

ءَاَشۡفَقۡتُمۡ اَنۡ تُقَدِّمُوۡا بَيۡنَ يَدَىۡ نَجۡوٰٮكُمۡ صَدَقٰتٍ‌ؕ فَاِذۡ لَمۡ تَفۡعَلُوۡا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيۡكُمۡ فَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ‌ؕ وَاللّٰهُ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ

ترجمہ: ’’کیا تم اس بات سے خوف کھا گئے کہ تم محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کچھ کہنے سے پہلے صدقہ دے دو پھر جب تم نے یہ نہ کیا تو اللہ نے تم پر اپنی مہربانی فرمائی۔ تو تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو اور اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے‘‘۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ پھر اپنی اور اپنے محبوب کی اطاعت کو لازمی قرار دیا کہ جب تک تم اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول میں کامل نہیں ہو جاتے اس وقت تمہارا ایمان بھی کامل نہیں ہو سکتا۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ایمان کی شرط اولین ہے اور پھر ساتھ ساتھ نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی بھی لازمی ہے کیونکہ جو نماز ہی ادا نہیں کرتا وہ اطاعت کا حق ہی ادا نہیں کرتا۔ اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پہلی اور اولین نشانی پابندی نماز ہے۔

اللہ اور اس کی محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرنے والے سب سے زیادہ ذلیل ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 58 مجادلہ کی آیت نمبر 20 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِيۡنَ يُحَآدُّوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗۤ اُولٰٓـئِكَ فِى الۡاَذَلِّيۡنَ

ترجمہ: ’’بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ دنیا کے تمام

Marfat.com

ذلیلوں سے زیادہ ذلیل ہیں"۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے محبوب علیہ السلام کی مخالفت کرنے والوں کو دنیا کے ذلیل ترین افراد قرار دیا ہے کہ وہ آخرکار ذلت کے گڑھوں میں گر کر رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ براہ راست تو عام انسانوں سے بات نہیں کرتا وہ تو اپنے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے انسانوں سے بات کرتا ہے اور نہ ہی کوئی انسان اس مرتبے کا ہے کہ وہ اس رب سے ہمکلام ہو تو پھر مخالفت الٰہی کس طرح ہوئی تو اس کا صاف معنی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت ہی اللہ کی مخالفت ہے اور اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے سو اس کی مخالفت کرنے والے اور اس کے محبوب کی مخالفت کرنے والے دنیا میں بھی ذلیل ہوں گے اور آخرت میں بھی ذلیل ہوں گے۔ اسی آیت کریمہ میں یہ بھی فرمایا گیا کہ غلبہ آخرکار اللہ اور اس کے رسولوں کا ہوگا چاہے میدان کوئی بھی ہو اور اب چونکہ نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت جاری و ساری ہے اس لحاظ سے بالآخر روئے زمین پر غلبہ اسلام ہی کا ہوگا انشاء اللہ العزیز۔

اہل ایمان کبھی بھی کفار سے دوستی نہیں کرتے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 58 مجادلہ کی آیت نمبر 22 میں ارشاد فرمایا:

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَ ھُمْ اَوْ اَبْنَآءَ ھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ۔ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ۔ وَیُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

ترجمہ: "تم ان لوگوں کو جو اللہ پر اور آخرت پر ریمان رکھتے ہوں کبھی اللہ اور اس کے رسول کے مخالفوں سے انہیں دوستی کی پینگیں بڑھاتے نہ دیکھو گے اگرچہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے ہی کیوں نہ ہوں انہی لوگوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش کر دیا ہے اور انہیں اپنی خصوصی رحمت سے قوت عطا کی ہے وہ انہیں جنت کے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں رواں دواں ہوں گی اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہیں یہی لوگ اللہ کے گروہ کے لوگ ہیں اور سنو! اللہ کا گروہ ہی بالآخر کامیاب ہو کر رہے گا"۔

Marfat.com

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی محبت کا معیار بتایا ہے کہ اہل ایمان کا ایمان آخر ہونا کس معیار پر ہے تو فرمایا گیا کہ اس کی محبوب کی اور اس کی محبت پر اہل ایمان دنیا کی ہر محبت کو قربان کر دیتے ہیں ان لوگوں کے نزدیک اللہ اور اس کے رسول کے رشتے کے سوا کوئی بھی رشتہ مقدم نہیں ہوتا اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہر رشتے پر غالب ہوتی ہے اور یہ اس لیے ہوتا ہے کہ ان کے دلوں پر محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نقش ہو چکی ہے وہ انمٹ نقوش محبت ہیں کہ ہر رنگ میں وہ اپنے محبوب رسول ہی کو مقدم جانتے ہیں اور یہ سب اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر ابھرنے والے نقوش محبت کو اپنی رحمتوں کے پانیوں سے سیراب بھی کرتا رہتا ہے اور انہیں نکھارتا بھی رہتا اور دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی نہیں چھوڑ سکتے اور یہی وہ خوش نصیب لوگ ہیں کہ جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنتوں میں خاص باغات تیار کر رکھے ہیں اور دنیا میں یہ لوگ اللہ کی جماعت کے لوگ ہیں اور یہ آخر کار دنیا میں غالب آ کر رہیں گے۔ کامیابی اور کامرانی بحر حال اللہ تعالیٰ کے گروہ کے ساتھ ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

سورۃ الحشر

مال فئے پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق مقدم ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 59 حشر کی آیت نمبر 2 میں ارشاد فرمایا:

مَآ اَفَآءَ اللّٰـهُ عَلٰی رَسُوْلِـهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰـهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِـذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَیْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً م بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ.

ترجمہ: ”اور یاد رکھو جو مال اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو بطور فئے دوسری بستیوں کے لوگوں سے دلوائے اس پر حق ہے اللہ کا اور اس کے رسول کا رسول کے مومن رشتہ داروں کا یتیموں کا مسکینوں کا اور مسافروں کا تاکہ وہ مال صرف تمہارے مالداروں کے درمیان گردش نہ کرتا رہے“۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے فئیے کی بات ارشاد فرماتی ہے جو کہ مال غنیمت کا ایک قسم ہے یا فدیہ ہے کہ جو غیر مسلموں سے وصول کیا جاتا ہے یا ان سے کسی مقابلے کے بعد اہل اسلام کے حصے میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی کہ ایسے مال پر سب سے پہلے تو اللہ کا حق ہے پھر اس کے رسول کا اور اس آیت کریما میں ایک لطیف پیرائے میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کی شان کو اجاگر کیا ہے کہ اللہ کا حق بھی بذریعہ رسول ہی ادا ہوتا ہے یعنی اللہ نے اپنے محبوب کو صاحب اختیار بنایا ہوا ہے کہ وہ جتنا حصہ چاہیں اللہ کی راہ میں خرچ

Marfat.com

کرنے کے لیے اس مال سے الگ کرلیں اور پھر اپنے لیے بھی رکھ لیں ہاں اس میں دوسرا سب سے مقدم حق بھی نسبت رسول کی وجہ سے محبوب کے صاحبان ایمان رشتے داروں کا ہے۔ کہ وہ اہل بیت رسول ہونے یا مصطفیٰ ﷺ سے خاندانی نسبت رکھنے کی وجہ سے دوسروں سے مقدم ہیں۔ اور اس مال کی تقسیم کا حق بھی اللہ کے محبوب کو ہی ہے اور کسی کو اس پر اعتراض کی نہ اجازت ہے نہ اس میں گنجائش ہے۔

جو کچھ محبوب ﷺ تمہیں عطا کرے وہ لے لو اور جس سے منع کریں رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 59 حشر کی آیت نمبر 7 میں ارشاد فرمایا۔

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۔اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

ترجمہ: ”اور پوری طرح سے جان لو کہ رسول ﷺ تمہیں جو دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔ اور اللہ سے ڈرو“۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے اختیار کو واضح کیا یعنی مصطفیٰ علیہ السلام کی اتھارٹی کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جو کچھ بھی اللہ کا محبوب تمہیں عطا کرے مال کی صورت میں وہ بلا تردد لے لو اور تھوڑے زیادہ کے متعلق مت سوچو کہ محبوب علیہ السلام کا عطا کرنا بھی اللہ ہی کا عطا کرنا ہے کسی کو منصب رسالت یا اختیار رسالت میں اعتراض کرنے کا حق ہے ہی نہیں بس آنکھیں بند کر کے جو محبوب دے دے وہ لے لو اور جس چیز سے اللہ کا محبوب منع فرما دے اس سے رک جاؤ اور نفع نقصان کی بات مت سوچو ایمان آنکھیں بند کر کے محبوب کے حکم لبیک کہنے کا نام ہے۔

جو اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کا ساتھ دیتے ہیں سچے ایماندار یہی ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 59 حشر کی آیت نمبر 8 میں ارشاد فرمایا

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

ترجمہ: ”ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لیے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے وہی سچے ہیں جو اللہ کے دین کی خدمت کرتے ہیں اور رسول ﷺ کا ساتھ دیتے ہیں یہی سچے پکے ایمان والے لوگ ہیں“۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دین کی خدمت کرنے والوں اور محبوب علیہ السلام کا ساتھ دینے والوں کے ایمان کی صحت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ سچے ایماندار تو وہی لوگ ہیں جو دین کے فروغ کے لیے اور اس کی ترقی

Marfat.com

کے لیے ہر لحاظ سے رسول ﷺ کی معاونت کرتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ جو لوگ دین کی سربلندی کے لیے خرچ کرتے ہیں وہی سچے اہل ایمان ہیں کیونکہ دین کے لیے خرچ کرنا دراصل اللہ رب العزت کی منشاء کا حصول ہے اللہ تعالیٰ دین کا غلبہ چاہتا ہے اور جو اس مقصد کے لیے کسی بھی قسم کی معاونت کرتا ہے وہ دراصل اللہ کے مشن کے لیے معاونت کرتا ہے اس لیے اس کے سچے ہونے اور کامل مومن ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا۔

سورۃ الممتحنہ

اے محبوب ﷺ آپ مومنہ عورتوں سے بھی بیعت لے لیا کریں

اللہ رب العزت نے سورۃ سورنمبر 60 الممتحنہ کی آیت نمبر 12 میں ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس بیعت کے لیے آئیں کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی نہ چوری کریں گی نہ بدکاری کریں گی نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی نہ اپنے کسی ناجائز بچے کو اپنے شوہر سے منصوب کریں گی اور کس بھی امر میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی تو آپ ان سے بیعت لے لیں اور ان کے لیے اللہ سے بخشش کی دعا فرمائیں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت مومنہ عورتوں کی بیعت کا ذکر فرمایا ہے کہ محبوب جس طرح مرد حضرات یعنی صحابہ کرام آپ سے بیعت کرتے ہیں امور خیر میں اسی طرح مومنہ عورتیں بھی آپ کے دست حق پر ست پر بیعت کرنا چاہتی ہیں اور وہ اگر اخلاص اور محبت کے ساتھ برائیوں سے بچنے اور اچھائیوں کو اپنانے کا اعادہ کریں اور وعدہ کریں تو آپ اپنی چادر رحمت کا سایہ انہیں بھی اس طرح عطا فرما دیا کریں کہ آپ ان سے بیعت لے کر ان کے بارے میں اللہ سے مغفرت اور بخشش طلب کیا کریں اللہ تعالیٰ بہت ہی بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ اس آیت کریما میں دراصل حضور ﷺ کی اس شان کی وضاحت ہوتی ہے کہ اہل ایمان میں عورتیں بھی کسی سے کم نہیں اور محبوب کی عطا ہر ایک کے لیے ایک جیسی ہے مومنات خواتین بھی حضور ﷺ سے فیض حاصل

Marfat.com

کرتی ہیں۔حضور نبی کریم ﷺ کے دربار میں خواتین بھی حاضر ہوتی تھیں حتٰی کہ خواتین میدان جنگ میں بھی بعض اوقات مجاہدین کی مدد کرتی تھیں اور اپنا مال وزیور اللہ کی راہ میں خرچ کرتی تھیں۔

سورۃ جمعہ

اللہ نے محبوب علیہ السلام کو ان پڑھ قوم میں مبعوث فرمایا

اللہ رب العزت نے سورہ نمبر 62 جمعہ کی آیت نمبر 2 میں ارشاد فرمایا

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

ترجمہ ''وہی اللہ ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہیں اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے انہیں پاک کرتا ہے یعنی ان کا تزکیہ فرماتا ہے اور انہیں کتب وحکمت کی تعلیم سے مزین فرماتا ہے اور اس سے پہلے وہ بالکل کھلی گمراہی میں مبتلا تھے''۔

اللہ رب العزت نے اس آیت کریما میں اپنے محبوب علیہ السلام کی شان آپ ﷺ کی قوم کے حوالے سے بیان کی ہے کہ جس قوم میں آپ کو مبعوث فرمایا گیا وہ بنیادی طور پر ان پڑھ تھے اور مکے کی پوری وادی میں اعلان رسالت کے وقت صرف چند حضرات ہی پڑھے لکھے تھے اور باقی سب کے سب روایتی طور طریقوں پر زندگی گذار رہے تھے اور پتھروں کے بتوں کی پوجا تو عروج پر تھی اس قوم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو مبعوث فرمایا جو خود آپ ہی کی قوم تھی تو سب سے پہلا سوال آپ کی قوم کے ذہنوں میں یہ آیا کہ یہ محمد ﷺ رسول کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ انہیں کسی نے نہ کچھ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور نہ ہی ان کو کسی سے کچھ سیکھتے ہوا دیکھا ہے پھر یہ حکمت کی باتیں کیسے کرسکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اسی قوم سے اپنے محبوب کو منوایا اور آہستہ آہستہ لوگ سرکار مصطفیٰ ﷺ کے پیغام حق کو اپنے اپنے قلوب میں اتار کر نور ایمان سے مزین ہونے لگے آپ ﷺ کی جہد مسلسل سے دل بدلنے لگے۔ذہن بدلنے لگے اور لوگ اعتراف کرنے لگے کہ محمد ﷺ کی زبان سے جو کچھ بھی نکلتا ہے اس کی تاثیر دل ودماغ کو بدل دیتی ہے۔اس آیت کریما میں رب کریم نے صفات مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں فرمایا:

یہ محبوب ﷺ تلاوت قرآن سناتا ہے

سورۃ نمبر 62 جمعہ ہی کی آیت کہ جس کا ہم یہاں ذکر کر رہے ہیں یعنی آیت نمبر 2 میں رب تعالیٰ نے

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کا ایک گوشہ یوں پیش کیا کہ

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ.

ترجمہ: ''وہی اللہ ہے جس نے ان میں رسول اُمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا یہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں پر تلاوت کلام پاک فرماتے ہیں جو ان کا تزکیہ کفرتے ہیں۔ انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور اس سے پہلے بلاشبہ یہ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے''۔

قرآن کی تلاوت اور پھر وہ بھی اللہ کے محبوب کی زبان سے اللہ اکبر کیا تاثیر ہوگی اس تلاوت کی کہ جو حضور علیہ السلام فرماتے ہوں گے۔ جس جس نے اسے غور سے سنا اس کا دل پگھلتا چلا گیا اور وہ دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسلک ہوتا چلا گیا۔

یہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باطن کی صفائی فرماتے ہیں

اس آیت کریما میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اور شان ارشاد فرمائی گئی کہ آپ لوگوں کا تزکیہ نفس فرماتے ہیں یعنی دلوں کی تاریکیوں کو دور فرماتے ہیں۔ باطن کی سیاہیوں کو بھگا دیتے ہیں اندھیرے دور کر دیتے ہیں دلوں کے زنگ اتار دیتے ہیں اور خزاں کے مارے ہوئے جہان باطن کو اپنی نگاہ کیمیا سے بہاروں میں تبدیل کر دیتے ہیں دل صاف ہو جاتے ہیں اور روحوں میں نکھار آ جاتا ہے اور من میں خوشبو ہی خوشبو پھیل جاتی ہے۔

یہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتاب وحکمت کے موتی عطا فرماتے ہیں

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے فرمایا کہ دوسری شانوں کے علاوہ میرے یہ محبوب اپنی نگاہوں کے فیض سے ناقصوں کو کامل بنا دیتے ہیں فرمایا کہ (کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں) یعنی صرف کتاب کا علم ہی عطا نہیں کرتے بلکہ یہ کتاب کی حکمت سے بھی معمور فرما دیتے ہیں یعنی دلوں کو عرفان عطا کر دیتے ہیں اور اپنے غلاموں کو دانائی کے شاہکار بنا دیتے ہیں، اور ہاں یہ ساری نعمتیں ملی ہیں تو یاد رکھو تمہیں یہ محبوب علیہ السلام کے صدقے اور ذریعے سے ملی ہیں ورنہ اس سے پہلے تو جہالت اور گمراہی کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھا رہے تھے اور تمہیں منزل حیات ہی کا علم نہیں تھا۔

Marfat.com

اس محبوب ﷺ کی طفیل تمہیں اللہ کا عظیم فضل نصیب ہوا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 62 جمعہ کی آیت نمبر 4 میں ارشاد فرمایا:

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ. وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

ترجمہ: "یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے اور وہ اللہ بڑے ہی فضل والا ہے"۔

اس آیت کریما سے پہلے اللہ رب العزت نے محبوب کی شان حکمت اور شان علم بیان کی اور رب یہاں وہ اپنی فضل کی بات کرتا ہے تو اس صاف معنی یہ ہے کہ محبوب کی بارگاہ میں آ کر آپ علیہ السلام سے علم وحکمت کی خیرات لینا یہ در اصل اللہ کے فضل عظیم کی بدولت ہے وہ جس پر اپنے طلف وکرم کے دروازے کھولتا ہے اسے بارگاہ رسالت میں پہنچا دیتا ہے یعنی اسے غلامی مصطفیٰ ﷺ کا شرف عطا فرما دیتا ہے وہ جس کو چاہے نواز دے یہ اس کی شان بے نیازی ہے۔

سورۃ المنافقون

محبوب علیہ السلام کی صداقت کی گواہی رب دیتا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 63 منافقون کے آغاز میں آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا:

اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ م وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ. وَاللّٰہُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ

ترجمہ: "جب منافق آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اس کی رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں"۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کی رسالت کی گواہی خود دی ہے اور منافقین کی گواہی کو مسترد فرمایا ہے حالانکہ وہ بھی کہتے تھے کہ اللہ کے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ بلا شبہ سچے رسول ہیں مگر ان کے دلوں میں منافقت موجود تھی جو رب کریم کو ناپسند تھی اور ان کی گواہی کے مقابلے میں رب کریم نے فرمایا کہ منافقو! تمہاری گواہیاں میری بارگاہ میں کیا حیثیت رکھتی ہیں تم جھوٹے ہو اور محبوب کی بارگاہ میں آ کر اور لوگوں کو سنانے کے لیے با آواز بلند کہتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں مگر تم کہو یا نہ کہو اللہ خود کہتا ہے کہ وہ سچے رسول ہیں کیونکہ انہیں رسالت عطا کرنے والا میں خود اللہ رب العالمین ہوں۔ تمہاری جھوٹی گواہی کی اللہ اور اس کے رسول کو کوئی ضرورت نہیں کیونکہ تم منافق ہو اور تمہارا دل اور تمہاری زبان ہم آہنگ نہیں ہیں اس لیے تمہاری گواہی محض دکھاوا ہے اور تم جھوٹے اور مکار ہو۔ اللہ رب العزت نے اسی آیت کریما میں یہ بھی فرمایا ہے کہ ان لوگوں نے

Marfat.com

قسموں کو اپنی ڈھال بنالیا ہے کہ اپنی جھوٹی باتوں کو سچ ثابت کرنے کے لیے قسمیں اٹھاتے ہیں حالانکہ اللہ تو ان کے دلوں کے حالات کو جانتا ہے اس سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ جو بندہ آج بھی قسمیں کھائے وہ نا قابل اعتبار ہے کیونکہ مومن کی بات ہمیشہ سچی ہوتی ہے۔

محبوب ﷺ کی بارگاہ میں منافق آنے سے گھبراتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 63 منافقون کی آیت نمبر 5 میں ارشاد فرمایا:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْلَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ............؟؟؟

ترجمہ: ''اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول ﷺ کی بارگاہ میں تاکہ تمہیں معافی ملے تو یہ اپنی اکڑ میں اپنے سر گھما لیتے ہیں''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے اور اپنے محبوب کے صاحب عزت ہونے کی بات کی ہے کہ دنیاداری کے بل بوتے پر حاصل کی گئی عزت کا کوئی معیار نہیں ہے اور نہ وہ اللہ کے ہاں قابل قبول ہے عزت وہی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی غلامی کے صدقے سے عطا فرماتا ہے کیونکہ محبوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ عزتوں کے حاصل ہیں اور آپ اپنی نگاہ کرم سے جسے چاہیں صاحب عزت بنادیں اور جس کو چاہے اسے بد نصیبی کے گڑھے میں پھینک دیں ہاں جو مومن ہوگیا اور سچی غلامی مصطفیٰ ﷺ اختیار کرلی وہ بھی عزت کے قابل ہوگیا۔

محبوب ﷺ آپ رب کی قسم سے انہیں فرمادیں کہ تم ضرور اٹھائے جاؤ گے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 63 منافقون کی آیت نمبر 7 میں ارشاد فرمایا:

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا.

ترجمہ: ''وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں حتی کہ پریشان ہوجائیں یعنی پریشان ہوتے ہیں''۔

جب منافقین یہ دیکھتے کہ حضور ﷺ اپنے کمزور صحابہ پر کرچ کرتے ہیں تو ان کے دل تنگ ہوجاتے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہتے کہ اسی کو خرچ کرنے دو تم محبوب کے نادار صحابہ پر خرچ مت کرنا لیکن جب وہ دوسروں کو خرچ کرتے دیکھتے تو ان کے دل بہت تنگ ہوجاتے۔

اللہ اس کے محبوب اور قرآن پر ایمان لاؤ

اللہ رب العزت نے سورۃ منافقون کی آیت نمبر 8 میں ارشاد فرمایا:

Marfat.com

يَقُولُونَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ.

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: ''منافق کہتے جب ہم مدینہ جائیں گے تو وہاں سے جو عزت والے ہیں وہ کم عزت والوں کو نکال دیں گے لیکن ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ عزت تو اللہ اس کے رسول اور مومنوں کے لیے ہے''۔

منافقین اپنے آپ کو بڑی عزت والا سمجھتے تھے اور وہ صحابہ کرام کی کمزوری اور ناداری کو دیکھ کر یہ کہتے کہ ہم ان کو مدینہ سے نکال دیں گے وہ خود ہی ذلیل ہو کر نکل گئے۔ کیونکہ سچی عزت تو اللہ اس کے رسول اور رسول کے ماننے والوں کے لیے ہے اس لیے اللہ نے فرمایا ہم دیکھ لیں گے کہ کون کس کو نکالتا ہے۔

سورۃ التغابن

اللہ کا حکم مانو اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانو

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 64 تغابن کی آیت نمبر 12 میں ارشاد فرمایا:

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

ترجمہ: ''اور اللہ کا حکم مانو اور اس کے رسول کا حکم مانو پھر اگر تم مونہہ پھیرو تو جان لو کہ ہمارے رسول کا کام صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ پھر سے اپنی اور اپنے محبوب کی اطاعت کا حکم دیا ہے ایک جگہ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ایک ہی ہے اور اب یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے محبوب کی اطاعت کرو اور ہاں محبوب علیہ السلام کا کام تو قرآن کا پیغام صاف صاف تم لوگوں تک پہنچا دینا ہے اور اس کے بعد ہر ایک کا اپنا ذمہ ہے کہ وہ پیغام حق پر کیسے عمل کرتا ہے شفاعت مصطفیٰ ﷺ حق ہے مگر اعمال صالحہ بھی رب کریم کا امر ہے پہلے تو ہر ایک کو اپنے اپنے اعمال کا حساب و کتاب دینا ہوگا اور پھر اگر دامن اعمال میں کچھ کمی ہوئی تو پھر تو حضور علیہ السلام بھی شفاعت فرمائیں گے اور اگر ساری زندگی دین سے بغاوت کرتا رہا اور اپنے آپ کو قابل مواخذہ ہی نہ سمجھتا رہا تو پھر وہ کس مونہہ سے شفاعت محبوب کا حقدار ہوگا۔

Marfat.com

سورۃ الطلاق

محبوب ﷺ تم ہر آیات کی تلاوت کرتے ہیں کہ تم اندھیروں سے نور کی طرف آؤ

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 65 طلاق کی ایت نمبر 11 میں ارشاد فرمایا:

رَّسُولًا يَّتلُوا عَلَيكُم ايٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخرِجَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّورِ. وَمَن يُّؤمِن م بِاللّٰهِ وَيَعمَل صَالِحًا يُّدخِلهُ جَنّٰتٍ تَجرِي مِن تَحتِهَا الاَنهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَآ اَبَدًا. قَد اَحسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزقًا

ترجمہ: ''رسول ﷺ تم پر اللہ کی روشن آیتیں پڑھتے ہیں، تاکہ انہیں کہ جو ایمان لا چکے اور پھر اچھے کام کیے انہیں اندھیروں سے اجالوں کی طرف لے جائے تو جو اللہ پر ایمان لائے اور نیک کام کرے وہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں اور یہ ہمیشہ ان میں رہیں گی بے شک اللہ نے ان کے لیے بہت اچھی روزی رکھی ہے''۔

اللہ رب العزت نے اس آیت کریما میں محبوب کی تلاوت کام پاک کے حوالے سے بات کی ہے اور یہ ارشاد اللہ رب العزت پہلے بھی اسی قرآن میں ارشاد فرما چکا ہے کہ محبوب علیہ السلام تم لوگوں پر قرآن کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور ظاہر ہے قرآن ہی پیغام حق ہے اسی قرآن کو حضور ﷺ نے کفار مکہ پر پیش کیا تھا۔ قرآن حکیم ساری کائنات کے انسانوں کے لیے باعث ہدایت ہے مگر اہل ایمان کے لیے سراسر ہدایت اور نور ہے اور یہاں یعنی اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے متعلق بتایا کہ وہ محبوب کی زبان سے قرآن سن کر اندھیروں سے نکل کر نور کی طرف آ جاتے ہیں اللہ اُن کے نور میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے یعنی صرف ایمان لے آنا ہی کافی نہیں بلکہ نور کی خیرات لینے کے لیے قرآن سے رابطہ از بس ضروری ہے کہ یہی ایک واسطہ ہے جو اب ہمیں اللہ اور اس کے رسول سے ملاتا ہے۔ اسی آیت کریما میں پھر اللہ رب العزت نے نیک اعمال کی بات کی ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی بندہ ایمان لایا ور پھر بدکاریوں میں ساری زندگی گزار دے تو وہ جنت میں چلا جائے گا نہیں نہیں جنت میں جانے کے لیے اسے اس کی قیمت دنیا میں اعمال صالحہ کی صورت میں ادا کی جاتی ہے اور جو نیک اعمال کما لیتے ہیں رب کریم نے ان کے لیے پھر جنت کا تحفہ رکھا ہوا ہے۔

Marfat.com

سورہ التحریم

محبوب ﷺ آپ نے کیوں کچھ چیزیں اپنے لیے منع کردیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 66 تحریم کی آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا

يَـاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ. وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ آپ اپنے اوپر کیوں حرام کیئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی اپنی بس بیوں کی مرضی چاہتے ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کی خانگی زندگی کی ایک بات ارشاد فرمائی ہے کہ اللہ کا محبوب اس شان والا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر امر میں اس محبوب کی راہنمائی بذریعہ وحی کرتا ہے اور اس کا محبوب ہر وقت اس کی نگاہوں میں ہوتا ہے پس منظر اس آیت کریما کا یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سیدہ زینب کے پاس حضور ﷺ کچھ دیر عام حالات سے زیادہ رکے رہے اور یہ بات حضرت عائشہ کو گراں گزری تو آپ نے فرمایا کہ میں اب زینب کے ہاں جا کر شہد نہیں پیوں گا تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت جبریل علیہ السلام کو نازل فرمادیا کہ جاؤ یہ آیت کریما لے جاؤ کہ محبوب آپ یوں نہ فرمائیں کیونکہ جس چیز کو آپ نے حرام قرار دے دیا وہ امت کے لیے بھی سند بن جائے گی اور وہ دقت میں مبتلا ہو جائے گی اس لیے آپ ایسی بات ارشاد نہ فرمائیں اس میں بھی عظمت مصطفیٰ ﷺ ظاہر ہوتی ہے کہ رب کریم ہر لحظہ اپنے محبوب کے امور کی خود نگہبانی فرماتا ہے۔

اللہ اپنے محبوب ﷺ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھتا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 66 تحریم کی آیت نمبر 3 میں ارشاد فرمایا:

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ م بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا.

ترجمہ: ''اور جب محبوب علیہ السلام نے اپنی ایک زوجہ سے راز کی بات ارشاد فرمائی اور کچھ بتایا کچھ سے چشم پوشی فرمائی پھر جب نبی علیہ السلام نے خبر دی تو اس نے پوچھا کہ آپ کو کس نے

Marfat.com

بتایا تو فرمایا کہ مجھے علم والے نے یعنی رب کریم نے مطلع فرمادیا ہے''۔

اس آیت کریما کا پس منظر بھی حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات سے ہے کہ آپ کی ازواج میں سے دو نے آپس میں حضور علیہ السلام کی ہی کہی ہوئی ایک بات کی یعنی ایک نے دوسرے کو بتایا کہ میرے ساتھ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات کی تھی۔ انہوں نے تو بات کر دی مگر تاجدار کائینات کو اللہ نے بھر بذریعہ وحی اس بات سے آگاہ فرمادیا کہ ایک زوجہ نے دوسری زوجہ کو یہ بات بتائی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بتادیا کہ مجھے پتہ چل گیا کہ تم نے میری بات فلاں سے کر دی ہے جس پر وہ بہت حیران ہوئیں اور سوال کر دیا کہ آپ کو کیسے پتہ چل گیا تو سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا رب مجھے مطلع کر دیتا ہے اور وہ کسی امر میں مجھ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھتا۔ اس آیت کریما میں شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ پہلو ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس کا محبوب بے خبر ہوتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو بالعموم امت کے احوال سے باخبر رکھتا ہے اور اپنے محبوب علیہ السلام کو تو اس نے قیامت تک کی خبریں عطا کی ہوئی ہیں۔ سبحان اللہ۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کافروں اور منافقوں سے جہاد فرمائیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 66 تحریم کی آیت نمبر 9 میں ارشاد فرمایا

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ. وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ. وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ

ترجمہ: ''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کافروں اور منافقوں کے ساتھ جہاد کیجئے اور ان پر سختی فرماؤ۔ اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے کیا ہی برا انجام ہے''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ آپ کافروں اور منافقوں کے ساتھ سخت رویہ اختیار کیجئے کہ یہ کسی بھی نرمی کے مستحقین نہیں ہیں۔ ان کے چہرے ضرور الگ الگ ہیں مگر ان کی سوچ اور سرشت ایک ہے کافر کھلے عام اسلام کا انکار کرتے ہیں اور منافقین اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اس سے دشمنی کرتے ہیں آپ کو چونکہ ہم نے ان کے متعلق مطلع کر دیا ہوا ہے اس لیے اب آپ ان کے خلاف عملی جہاد فرمائیں تاکہ یہ لوگ اپنے منطقی انجام کو پہنچ سکیں ان کے لیے دنیا میں ذلت و رسوائی ہے اور آخرت میں انتہائی ذلیل اور خوفناک عذاب ان کا مقدر ہے۔

Marfat.com

سورة الملک

محبوب ﷺ آپ فرمادیں کہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 67 ملک کی آیت نمبر 23 میں ارشاد فرمایا:

قُلۡ هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَکُمۡ وَ جَعَلَ لَکُمُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ وَ الۡاَفۡئِدَۃَ. قَلِیۡلًا مَّا تَشۡکُرُوۡنَ

ترجمہ: ”آپ ﷺ فرمادیجئے کہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لیے کان اور آنکھ اور دل بنائے کتنا کم حق مانتے ہو“۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ محبوب آپ اعلان فرمادیں کہ میرے اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ تمہارا خالق ہے اس نے تم کو پیدا کیا ہے اور وہی تمہیں ہر چیز عطا کرتا ہے پھر اسی ایت کریما میں فرمایا کہ ان کو کہہ دیجئے کہ وہ اللہ کتنا عظیم ہے کہ جس نے تمہیں زندگی ہی نہیں دی بلکہ تمہیں دل دیا۔ تمہیں کان عطا کیے اور تمہیں نور نصارت عطا فرمایا تاکہ تم دنیا کو دیکھ سکو اسے محسوس کرسکو اور تم صدائے حق سن سکو مگر ان اشیاء کے ہوتے ہوئے بھی جو اللہ کی طرف دھیان نہ دے پھر یہ اس کا اپنی بدنصیبی ہے اور بدنصیبی ہی کی وجہ سے تم حق کا ماننے سے گریزاں ہو۔

آپ ﷺ فرمادیں کہ اسی اللہ نے تمہیں زمین میں پھیلایا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 67 ملک کی آیت نمبر 24 میں ارشاد فرمایا:

قُلۡ هُوَ الَّذِیۡ ذَرَاَکُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَ اِلَیۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ

ترجمہ: ”آپ ﷺ فرمادیجئے کہ وہی اللہ ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور پھر اسی کی طرف اٹھائے یعنی لوٹائے جاؤ گے“۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے ارشاد فرمایا کہ محبوب چونکہ میری زبان اور تمہاری زبان ایک ہے یعنی ہمارا قول ایک ہے اس لیے آپ میری طرف سے اپنی زبان مبارک سے ان سب لوگوں کو کہ جن پر انسانیت کا اطلاق ہوتا ہے فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ وہی ہے کہ جو تمہارا خالق و مالک ہے اور تمہیں زندگی عطا کر کے زمین پر بسانے والا ہے اور اس زمین پر رہنے کے بعد اپنی ایک مخصوص مدت تک اسی زمین پر رہنے کے بعد آخر کار تمہیں پھر اسی معبود برحق کی طرف لوٹنا ہے تو اس آیت کریما میں حضور ﷺ کی شان دعوت بتائی گئی کہ اللہ تعالیٰ اپنی جملہ شانیں محبوب کی زبان کے ذریعے ہی سے لوگوں تک پہنچاتا ہے کیونکہ یہ ہی زبان ترجمان خداوند قدوس ہے۔

Marfat.com

محبوب ﷺ آپ فرمادیں کہ سارے کا سارا علم اللہ کے پاس ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 67 ملک کی آیت نمبر 26 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَاللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ

ترجمہ: ''آپ فرمادیجئے کہ سارے کا سارا علم تو اللہ کے پاس ہے میں تو یہی صاف صاف ڈرسنانے والا ہوں''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے کافروں اور مشرکوں کی باتوں کا جواب عطا فرمایا ہے کہ جو اللہ کے رسول ﷺ سے اکثر وبیشتر اپنی ہٹ دھرمی اور جہالت کی بنا پر یہ مطالبہ کرتے کہ آپ اللہ کے جس عذاب سے ہمیں ڈراتے ہیں یا خبردار کرتے ہیں وہ ہم پر نازل کیوں نہیں کرواتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی باتوں کا جواب ارشاد فرمایا کہ اس کا علم اللہ ہی کے پاس ہے وہ جب چاہے اور جس طرح چاہے گا تم پر عذاب نازل کرے گا اسے کوئی جلدی نہیں ہے نہ ہی وہ تمہارے کہنے پر اپنے کام کرتا ہے وہ بے نیاز رب ہے اور اس کی ہاں ہر چیز کا ایک وقت متعین ہے ہاں جہاں تک میری بات ہے میں تو اسی کے متعلق تمہیں آگاہ کرتا ہوں اور اسی کی باتیں بڑے واضح انداز میں تم تک پہنچاتا ہوں میں اس سے عذاب کا مطالبہ نہیں کرتا کہ وہ کارساز مطلق ہے اپنی حکمتوں کو وہ خود ہی بہتر سمجھتا ہے۔

محبوب ﷺ آپ فرمادیں کہ اسی رحمٰن پر ایمان لائے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 76 ملک کی آیت نمبر 29 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

ترجمہ: ''آپ فرمادیجئے کہ وہ (اللہ) وہی رحمٰن ہے ہم جس پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہی بھروسہ کیا ہے سو تم اب جان جاؤ گے''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے فرمایا ہے کہ محبوب آپ ہرگز ان کی باتوں پر غور نہ کریں آپ ہماری شانوں سے واقف ہیں۔ بس ان کی ہر بات کو جواب یہی ہے کہ آپ فرمایا کریں کہ تم کچھ بھی کہو ہم تو اسی رحمٰن پر ایمان رکھتی ہیں ہاں البتہ عنقریب تم جان جاؤ گے کہ اس کا کہا ہوا ایک ایک حرف سچ تھا اور حق تھا اور وہ دن دور نہیں ہے تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کون کھلی گمراہی میں مبتلا تھا اور کون حق پر تھا۔

آپ ﷺ فرمادیں کہ اگر پانی زمین میں دھنس جائے تو تم واپس نہیں کر سکتے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 67 ملک کی آیت نمبر 30 میں ارشاد فرمایا

Marfat.com

قُلْ اَرَءَ يْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ

ترجمہ: ''آپ ﷺ فرما دیجئے کہ اے منکرو اگر سارے کا سارا پانی زمین میں سما جائے صبح کو تو کون ہے جو تمہیں پانی لا دے گا یعنی رواں کر دے گا اسے تمہاری نگاہوں کے سامنے''

اللہ تعالیٰ ن اس آیت کریما میں محبوب کی زبان سے کافروں اور منکروں کو اپنی شان کبریائی سے آگاہ فرمایا کہ وہ پانی جس پر تمہاری زندگی کا دارومدار ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے زمین میں صبح صبح جذب کر دے یعنی جس پانی کو تم رات کو ہر جگہ رواں دواں دیکھو صبح کے وقت وہ غائب ہو تو تم کیا سوچو گے تم لوگ سوائے حیرانگی کے کیا کرو گے کیونکہ اس کے شان کے سامنے کون ہے جو دم مارے اور پھر اس کے حکم کے بغیر دھنسا ہوا پانی واپس بھی نہیں آسکتا کہ تم اسے پھر سے رواں دواں دیکھو اس آیت کریما میں رب کریم نے گویا ایک خفیہ تنبیہہ فرمائی ہے اہل کفر سے کہ تم اس کی شانوں سے واقف ہی نہیں وہ تم پر اگر کرم کر رہا ہے تو اس لیے کہ وہ کائیناتوں کا رب ہے۔

سورۃ القلم

محبوب ﷺ آپ اپنے رب کے عظیم فضل کے سبب سے مجنون تو نہیں ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 68 القلم کی آیت نمبر 2 میں ارشاد فرمایا

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ

ترجمہ: ''آپ ﷺ اپنے رب کے فضل سے مجنون تو نہیں ہیں''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی عظمت کو اس طرح بیان کیا ہے کہ پہلے اس نے قلم کی قسم اٹھائی پھر اپنے محبوب کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ آپ کوئی مجنون نہیں ہیں بلکہ عقل انسانی کے سارے کمالات آپ ہی کے قدموں کی برکت سے ہیں۔ کفار حضور علیہ السلام کے متعلق کہتے تھے کہ جس پر یہ ذکر نازل ہوا ہے ہم تو اسے مجنون سمجھتے ہیں۔ یہ دراصل ان کا اپنا پاگل پن تھا کہ وہ حضور علیہ السلام سے محض دشمنی کی بنیاد پر ایسی باتیں کہتے تھے رب کریم نے اس آیت میں اپنے محبوب کی عظمت کا دفاع کیا ہے کہ یہ دیوانے کیا جانیں میرے محبوب کہ آپ کی شان کیا ہے۔ آپ کی شانوں کو تو آپ کا رب ہی بہتر جانتا ہے۔

محبوب ﷺ خلق عظیم کے حامل ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 68 القلم کی آیت نمبر 4 میں ارشاد فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

Marfat.com

ترجمہ: ''اور بے شک آپ ﷺ خلق عظیم کے مرتبے پر فائز ہیں''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے اوصاف حمیدہ میں سے آپ کی صفت خلق کا ذکر فرمایا ہے کہ آپ علیہ السلام دنیا میں سب سے زیادہ اخلاق والے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے خلق کو رب کریم نے عظیم کہا ہے اور یہ عظمت کسی کے احاطے میں نہیں آسکتی اس کی ایک جھلک ہم یوں دیکھ سکتے ہیں کہ جب مکہ فتح ہو گیا تو آپ علیہ السلام کو آپ کے اپنے ہی گھر اور وطن سے نکالنے والے جب اس فاتح اعظم کے سامنے سر جھکا کر کھڑے تھے تو آپ نے سوال کیا کہ اے مکے والو اب تمہارا میرے بارے میں کیا گمان ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا یا خود تم ہی بتاؤ کہ تم کس سلوک کے مستحق ہو تو دشمن ہو کر بھی وہ سرکار کریم کے اخلاق کریمانہ کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے اور اب کے سب یک زبان کہنے لگے کہ اے محمد ﷺ ہم آپ سے خیر کی توقع رکھتے ہیں کہ ہم نے آج تک آپ کو کسی کو نقصان پہنچاتے دیکھا ہی نہیں حتکہ کہ آپ کی زبان مبارک سے کبھی کوئی سخت یا تلخ جملہ نہیں سنا اور اب ہم یہ ہی کہہ سکتے ہیں کہ آپ ﷺ کریم ابن کریم ہیں آپ ہم پر لطف و مہربانی فرمائیے تو آقا علیہ السلام نے سب کو معاف فرما دیا کہ آپ واقعتاً خلق عظیم کے مرتبے پر فائز تھے جس کی شہادت خود خداوند قدوس نے دی ہے۔

محبوب ﷺ آپ جھٹلانے والوں کی ہرگز نہ سنیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 68 القلم کی آیت نمبر 8 میں ارشاد فرمایا:

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ترجمہ: ''تو پس جھٹلانے والوں کی بات ہرگز نہ سننا''۔

اس آیت کریمہ کا پس منظر یہ ہے کہ کفار یا مشرکین، حضور علیہ السلام سے اکثر و بیشتر یہ مطالبہ کرتے کہ آپ فلاں فلاں حکم میں اگر آسانی کر دیں یا نظرثانی کر دیں تو ہمارے لیے بہت بہتر ہو گا آقا علیہ السلام ان کی بات سن کر خاموش رہتے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ محبوب دین ان کی مرضی کا محتاج نہیں ہے بلکہ یہ سب دین کے احکامات کے پابند ہیں یہ اپنی اسانیاں چاہتے ہیں مگر دین صرف آسانی کا نام نہیں قربانی کا نام بھی ہے اس لیے آپ علیہ السلام ان کے کسی قسم کے مطالبے پر توجہ ہی نہ دیا کریں اور اپنے رب کی منشا کے مطابق ان کو دوٹوک احکامات شریعت بتا دیا کریں اس آیت بھی شان مصطفیٰ ﷺ کو بلند و بالا رکھنے ہی کی بات رب کریم نے ارشاد فرمائی یعنی یہ محبوب اپنی مرضی سے ایک حرف بھی نہیں کہتے یہ تو وہی بات ارشاد فرماتے ہیں جو ان کا رب انہیں کہتا ہے۔

محبوب ﷺ قسمیں کھانے والے پر بھی اعتبار نہ کرنا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 68 القلم کی آیت نمبر 10 میں ارشاد فرمایا:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ

Marfat.com

ترجمہ: ''اور ایسے کی بات ہرگز نہ سننا جو بڑی قسمیں اٹھانے والا یا کھانے والا ہے ذلیل بھی ہے اور گنہگار بھی ہے''۔

اس آیت کریما کا پس منظر یہ ہے کہ ولید بن مغیرہ اور آسود بن یعغوب جھوٹی قسمیں کھا کھا کر لوگوں کو یعنی اہل ایمان کو ورغلاتے اور انہیں بہکانے کی کوشش کرتے حالانکہ ان کے باطنوں میں حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق بغض اور عناد تھا اور وہ حضور علیہ السلام کے خلاف خفیہ سازش بھی کرتے اور آپ کی شانِ اقدس میں احمقانہ باتیں کرتے تو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو ان کے خبث باطن سے آگاہ فرمادیا کہ محبوب ان کی کسی قسم پر اور کسی بات پر اعتبار نہ کرنا اور ان کی ساری سازشوں کا دفاع خود تمہارا رب کرے گا۔

محبوب ﷺ ان سے پوچھو کہ کیا ان کو ملے گا جس کا دعویٰ کرتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 68 القلم کی آیت نمبر 39 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ

ترجمہ: ''آپ ﷺ ان سے پوچھیئے کہ کیا ان کو وہ سب کچھ ملے گا جس کا یہ دعویٰ کرتے ہیں یعنی روز قیامت''۔

اس آیت کریما کا پس منظر یہ ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ اہل ایمان کو جنتوں کی بشارت دیتے اور جنت کی نعمتوں کے متعلق ارشاد فرماتے کہ اہل ایمان اور پھر اعمال صالحہ کرنے والوں کو بطور اجر یہ کچھ ملے گا تو کفار اور ان کے حلیف یہ کہتے کہ ہمیں بھی بہت کچھ ملے گا بلکہ مسلمانوں سے بہتر چیزیں ہمیں ملیں گی تو اللہ تعالیٰ نے محبوب سے فرمایا کہ تم دعویٰ تو کرتے ہو کہ تمہیں سب کچھ ملے گا مگر تمہارے پاس تمہارے اس دعوے کی دلیل کیا ہے کیونکہ ساری نعمتوں کا مالک اور جنتوں کا مالک تو میرا رب کریم ہے جسے تم مانتے ہی نہیں پھر تمہیں یہ سب کچھ کیسے مل جائے گا اس آیت کریما میں محبوب علیہ السلام کی یہ عظمت جھلکتی ہے کہ محبوب جنت تو تمہاری غلامی کا صدقہ ہے اور جو تمہیں ہی نہیں مانتا اس کا ٹھکانا صرف اور صرف جہنم ہے۔

محبوب ﷺ کیا آپ ان سے کوئی اجرت مانگتے ہیں؟

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 68 القلم کی آیت نمبر 46 میں ارشاد فرمایا:

اَمْ تَسْئَلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ

ترجمہ: ''کیا آپ ان سے کوئی اجرت مانگتے ہیں کہ یہ اپنے آپ کو ایک گراں بوجھ کے نیچے محسوس کرتے ہیں''۔

Marfat.com

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کی شان تبلیغ و رسالت کا اس آیت کریمہ میں اس طرح ذکر فرمایا ہے کہ محبوب جب ان لوگوں کو تبلیغ دین کرتے ہیں اور پیغام قرآن دیتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ محبوب علیہ السلام ان پر شائد کوئی بوجھ ڈال رہے ہیں جسے یہ زبردستی سہنے پر مجبور ہیں اور اس سے فرار کی تدبیریں سوچتے ہیں یا پھر کہ آپ ان سے کوئی اپنی تبلیغ کی اجرت مانگتے ہیں جس سے گھبرا کر یہ آپ سے دور بھاگتے ہیں حالانکہ آپ ان سے قطعاً کسی قسم کے اجر کا مطالبہ ہرگز نہیں کرتے بلکہ آپ تو ان کو اللہ کی رحمتیں خود اپنے دامن کرم سے تقسیم کرتے ہیں مگر چونکہ ان کے دلوں پر جہالت کے پتھروں کا بوجھ ہے کہ جس کے نیچے سے یہ نکل ہی نہیں سکتے اس لیے یہ آپ سے دور رہتے ہیں کہ حق کی بات سننا ان کے لیے ایک بار گراں ہے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار کیجئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 68 القلم کی آیت نمبر 48 میں ارشاد فرمایا:

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَى وَهُوَ مَكْظُومٌ

ترجمہ: ''تو محبوب علیہ السلام آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار کیجئے اور اس مچھلی والے کی طرح نہ ہونا کہ جب وہ اس حال میں پکارا کہ اس کا دم گھٹ رہا تھا''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو کفار کی ایذا رسانیوں پر صبر اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے کہ محبوب آپ چونکہ سارے عالمین کے لیے رحمت ہیں اور آپ کا دامن عفو بڑا وسیع ہے اس لیے اسی مناسبت سے آپ کے صبر و حلم کا دامن بھی بڑا وسیع ہے آپ ان کی تمام حرکتوں پر صبر اختیار کیجئے کہ یہ وصف ہم نے آپ کو بطور خاص عطا فرمایا ہے اور آپ کسی بھی سختی پر ان کے حق میں کوئی ایسا کلمہ نہ نکالیے گا جو انہیں تکلیف میں مبتلا کرنے والا ہو اور نہ ہی ان کے قول و فعل کے مقابلے میں کسی قسم کے رد عمل کا فوری اظہار کیجئے کیونکہ آپ کے لیے حلم اور برداشت ہی بہتر ہے اور ہاں آپ حضرت یونس علیہ السلام کی طرح قوم کے رویئے پر جلدی نہ کرنا کہ جلدی نے انہیں مچھلی کے پیٹ میں پہنچا دیا جہاں ان کا دل بھی گھٹ رہا تھا اور پریشانی انتہا پر تھی اور وہ اسی حالت میں مجھے پکار رہے تھے۔ بس آپ صبر ہی اختیار کیجئے کہ آپ کا رب ہمہ وقت آپ کے ساتھ ہے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے جہانوں کے لیے صاحب ذکر بھی ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 68 القلم کی آیت نمبر 51-52 میں ارشاد فرمایا

وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ۝ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ

Marfat.com

ترجمہ: ''اور یہ کافر تو ضرور ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ آپ ﷺ کو گویا اپنی بدنظروں سے گرادیں گے جب قرآن سنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو مجنون ہیں۔ اور تو کچھ نہیں مگر قرآن سارے جہان کے لیے نصیحت ہے''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے کفار کی محبوب کے بارے میں دشمنی اور حسد کا ذکر فرمایا ہے کہ محبوب علیہ السلام جب یہ کافر لوگ آپ سے قرآن سنتے ہیں تو ان کو گویا غشی کے دورے پڑنے لگتے ہیں اور ان کی نگاہوں میں آپ ﷺ کے بارے میں وحشت اتر آتی ہے اور پھر یہ اس طرح غصے سے گھور گھور کر آپ کو دیکھتے ہیں کہ جیسے آپ کو اپنی تیز اور غصیلی نگاہوں سے گرادیں گے اور جب کہ آپ ان سے بے پرواہ ہو کر تلاوت فرماتے ہی رہتے ہیں تو پھر یہ اپنی خباثت کا اظہار یوں کرتے ہیں کہ یہ آپ کو بے عقل کہتے ہیں حالانکہ آپ تو عقل وخرد کی خیرات تقسیم کرنے والے ہیں اور جیسے قرآن سارے کا سارا تمام جہانوں کے لیے نصیحت ہے اس طرح آپ بھی سارے جہانوں کے لیے نصیحت ہیں اور صاحب ذکر ہیں، بلکہ محبوب آپ تو عزتوں کے اس مقام پر فائز ہیں کہ آپ ﷺ کا رب خود آپ کا ذکر بلند کرتا ہے۔

سورۃ الحاقہ

بے شک یہ قرآن قول رسول کریم ﷺ ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 69 الحاقہ کی آیت نمبر 40 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ترجمہ: ''بے شک یہ قرآن ایک صاحب کرم رسول کی باتیں ہیں''

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کی عظمت کو اس طرح بیان کیا ہے کہ اس نے فرمایا کہ قرآن سارے کا سارا میرے محبوب کا فرمان ہے یعنی کلام تو بلاشبہ اس رب عظیم کا ہے مگر یہ سارے کا سارا نکلا میرے محبوب کی زبان سے ہے اس لحاظ سے حضور علیہ السلام کا اس کو اپنے رب کی طرف سے امر ہوتا ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کریم بھی ارشاد فرمایا کہ محبوب یا رسول کہہ کر ہی بات نہیں ختم کردی بلکہ فرمایا کہ یہ کریم ہے یعنی اس کی ذات رحمت حق کا گلستان ہے جو بھی آتا ہے اس سے رحمت ومحبت کی خوشبو اور خیرات پاتا ہے۔ اس محبوب کے دامن کرم میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے یہ کرم ہی کرم ہے۔ اس سے اگلی آیت کریما میں رب کریم نے فرمایا کہ میرے محبوب کا قول قول رب ہے یہ کسی شاعر کی بات ہے نہ اس کا کلام ہے بلکہ یہ ایک ایک حرف رب کریم کا ہے مگر یہ نکتہ تو ان کو سمجھ میں آتا ہے جو صاحب عقل وشعور ہیں اور جو اس محبوب علیہ السلام کی قربت میں آتے ہیں انہیں ہی قرآن کی سمجھ آتی ہے اور وہی عظمت مصطفیٰ ﷺ سے بھی واقف ہوتے ہیں۔

Marfat.com

محبوب ﷺ اپنے رب کی عظمت بیان کیجئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 69 الحاقہ کی آخری آیت نمبر 52 میں ارشاد فرمایا:

فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الۡعَظِيۡمِ

ترجمہ: ''تو اے محبوب ﷺ آپ اپنے رب کی پاکی بیان کیجئے یعنی اس کی تسبیح کیجئے''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے محبوب سے اپنی تسبیح بیان کرنے کو کہا ہے کہ محبوب آپ اپنے رب کا ذکر کرتے رہا کریں کہ آپ کی زبان سے آپ کا رب اپنا ذکر سننے کا خواہشمند رہتا ہے کہ ساری دنیا کے انسانوں کا ذکر ایک طرف اور آپ کا ذکر کرنا ایک طرف آپ کی زبان رب کریم کو پسند ہے وہ چاہتا ہے کہ آپ ہر وقت اس کا ذکر فرماتے رہا کریں سبحان اللہ اس محبوب کی عظمت کو کون پا سکتا ہے کہ جس کی زبان سے رب کریم اپنا ذکر سننے کا مشتاق ہو۔ اللہ اکبر۔ ﷺ۔

سورۃ المعارج

محبوب ﷺ کافر آپ کو تیز نگاہوں سے دیکھتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 70 المعارج کی آیت نمبر 36 میں ارشاد فرمایا:

فَمَالِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا قِبَلَكَ مُهۡطِعِيۡنَ

ترجمہ: ''تو ان کافروں کو کیا ہوا کہ تمہاری طرف تیز نگاہوں سے دیکھتے ہیں''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے محبوب کی بارگاہ میں آنے والے کافروں کی حرکت کو انتہائی ناپسندیدہ قرار دیا ہے کہ وہ اللہ کے محبوب کو تلخ اور تیز نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور وہ اس وقت ایسا رویہ اختیار کرتے جب حضور نبی کریم ﷺ انہیں دعوت حق دیتے۔ اہل ایمان تو حضور ﷺ کو ادب محبت اور احترام سے دیکھتے مگر کافر حضور ﷺ کو عجیب نگاہوں سے دیکھتے اور ان کی یہ ادا رب کریم کو ہرگز اچھی نہ لگی اس نے ان کی مذمت اس آیت کریمہ میں فرما دی کہ محبوب آپ تو شائد ان کی اس حرکت پر چشم پوشی فرمائیں مگر یہ لوگ آپ کے رب کی نگاہ میں ہیں اور وہ دیکھتا کہ یہ کس طرح آپ کو دیکھتے ہیں یہ بھی رب کریم کی محبت کا ایک پہلو ہے جو اسے اپنے محبوب علیہ السلام سے ہے۔ اس ایت کریمہ میں عظمت رسول کے پہلو کے ساتھ ساتھ فطرت انسانی کا ایک گوشہ بھی بے نقاب کیا گیا کہ جس کو جس سے محبت ہو وہ تو اسے پیار سے دیکھتا ہے مگر جس کے بارے میں دل میں بغض اور عداوت ہو تو وہ اسے گھور گھور کر اور ٹیڑھی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور کفار حضور ﷺ کو تیز نگاہی سے دیکھتے ہیں جبکہ غلامان مصطفیٰ ﷺ حضور علیہ السلام کو ہمہ وقت محبت وعقیدت کی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔

Marfat.com

سورۃ الجن

محبوب ﷺ آپ فرمادیں کہ جن بھی آپ سے قرآن سنتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 72 جن کی آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا

ترجمہ: ’’آپ ﷺ فرمادیجیے کہ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا‘‘۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے قرآن پڑھنے کی تاثیر کا ذکر فرمایا ہے کہ نبی رحمت علیہ السلام ایک وادی میں کہ جو مکہ اور طائف کے درمیان ہے اس میں تشریف فرما تھے کہ وہاں آپ نے فجر کی جماعت کی امامت کروائی اور آپ قرآن کی تلاوت فرمارہے تھے کہ یمن اس وقت جنوں کی ایک جماعت وہاں سے گذری تو سرکار مصطفیٰ ﷺ کی زبان مبارک سے تلاوت کلام سن کر وہ رک گئے اور بڑے غور سے تلاوت کلام سننی شروع کردی اور پھر اس کی تاثیر سے متاثر ہوکر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ عجیب تاثیر ہے اس کلام میں کہ اس سے پہلے ہم نے اتنا موثر اور اتنا خوش کن کلام نہیں سنا اس آیت میں شان قرآن بھی ہے اور شان مصطفیٰ ﷺ بھی ہے کہ قرآن کی تلاوت جب صاحب قرآن خود کرتے ہیں تو پھر اس کی تاثیر سے پہاڑ بھی اللہ کی بارگاہ میں اپنی چوٹیوں کو جھکا دیتے ہیں۔ پھر انہی جنون نے قرآن پاک کی حقانیت پر اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کا حکم پڑھ لیا اور اس کی شہادت بھی اسی آیت کریما کی اگلی آیت کریما میں ہے کہ ’’ہم اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں جو بھلائی کی راہ بتاتا ہے اور ہم ہرگز ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں کسی کو شریک نہیں کریں گے یعنی ہم اس کے وحدہ لاشریک ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔

محبوب ﷺ جب آپ حالت نماز میں تھے تو ممکن تھا جن کثیر تعداد میں جمع ہو جاتے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 72 جن کی آیت نمبر 19 میں ارشاد فرمایا:

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا

ترجمہ: ’’اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اس کی عبادت کرنے کے لیے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ اس پر جنوں کا انبوہ کثیر جم ہوجاتا‘‘۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ اپنی محبوب علیہ السلام کو نماز پرھانے کی ادا کا ذکر کررہا ہے کہ حضور علیہ السلام کو

Marfat.com

انہی جنوں نے حالت نماز میں یعنی جماعت کرواتے ہوئے دیکھا اور پھر تلاوت کلام پاک آپ کے مونہہ سے سنیتو تلاوت کلام کی تاثیر کے علاوہ ان کے دلوں میں محبوب علیہ السلام کا جماعت کروانے کا منظر بھی انتہائی خوش کن تھا اور حیران کر دینے والا تھا اس جماعت کے جنوں کا دل چاہا کہ وہ اپنی ساری قوم کو اکٹھا کر لیں اور انہیں محبوب علیہ السلام کی ادائیں دکھائیں مگر وہ تو خود ہی قرآن کی تلاوت میں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت میں محو ہو گئے۔ اللہ اکبر۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجیے کہ میں صرف وحدہ لاشریک کی بندگی کرتا ہوں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 72 جن کی آیت نمبر 20 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِکُ بِہٖٓ اَحَدًا

ترجمہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجیے کہ میں اپنے رب ہی کی بندگی کرتا ہوں اور کسی کو بھی اس کا شریک نہیں ٹھہراتا''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا ہے کہ محبوب آپ میری وحدنیت کا اعلان فرماتے رہا کریں اور آپ اکثر ان لوگوں کو میری توحید کا سبق دیتے رہا کریں کہ آپ کے رب کے سوا کوئی دوسرا لائق عبادت نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام کا بار بار ان لوگوں کو اللہ کی توحید کا پیغام دینا اس لیے بھی ضروری تھا کہ وہ تو اعلان نبوت سے پہلے تین سو ساٹھ بتوں کے پجاری تھے ان کے ذہنوں سے بتوں کے تصور کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دور کرنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ پیغام ان کو بار بار دیتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجیے کہ میں تم لوگوں کے کسی برے بھلے کا ذمہ دار نہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 72 جن کی آیت نمبر 21 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا

ترجمہ: ''آپ فرما دیجیے کہ میں تمہارے کسی برے بھلے کا مالک نہیں ہوں''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے ذریعے سے یہ پیغام تمام امت کو دیا کہ ہر کوئی اپنے قول وفل کا خود ذمے دار ہے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے عقل وشعور عطا فرمایا ہے اور فطری طور پر انسان کو اچھائی اور برائی ے فرق سے آگاہ کر دیا گیا ہے اور پھر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو ایک ایک چیز کھول کر بیان کر دی کہ اے لوگو اب جب تمہیں ہر چیز کا علم ہو چکا تو اپنی اعمال کے ذمے دار بھی تم خود ہو میں کسی قسم کی اچھائی یا برائی کا مالک نہیں تم اپنے اپنے حساب سے آزاد ہو سو جیسا کرو گے ویسا ہی نتیجہ بھگتو گے۔

Marfat.com

آپ ﷺ فرما دیجئے کہ مجھے بھی اللہ ہی بچائے گا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 72 جن کی آیت نمبر 22 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا

ترجمہ: ''آپ فرما دیجئے کہ مجھے کوئی اللہ رب العزت سے ہرگز نہیں بچائے گا اور میں اس کے دامن کے سوا کہیں کبھی پناہ نہیں پاؤں گا''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کے ذریعے سے اپنی عظمت کا اظہار کیا کہ اللہ ہی مالک ہے ہر شئے کا اور بے شک میں اس کا رسول ہوں اس کا محبوب ہوں امام الانبیاء ہوں اور شفاعت کا حق رکھتا ہوں مگر اس کے باوجود میں خود اسی رب کی رضا اور اس کے فضل کا طالب ہوں اور میں اس کا محبوب ہو کر جب اسی کے فضل پر بھروسہ کرتا ہوں تو لوگو! تم بھی اپنی فکر کرو کہ تم بھی اپنے اعمال کے خود ذمے دار ہو کیونکہ میں نے اس کی رسالت کا حق ادا کر دیا ہے اور ایک ایک چیز کھول کھول کر تمہارے سامنے بیان کر دی ہے اب تمہیں کیا کرنا ہے یہ تم خود سوچو۔

آپ ﷺ فرما دیجئے کہ قیامت کا حتمی دن میرا رب ہی جانتا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 72 جن کی آیت نمبر 25 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا

ترجمہ: ''آپ فرما دیجئے کہ کیا وہ (دن) نزدیک ہے کہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا میرا رب اس میں کچھ تاخیر کرے گا یعنی یہ وہ ہی بہتر جانتا ہے''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ لوگ اکثر آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ انہیں بتایا جائے کہ وہ دن کب وقوع پذیر ہوگا تو محبوب آپ ان سے کہہ دیں کہ اس کا صحیح صحیح وقوع ہونا تو رب ہی جانتا ہے کہ وہ ہی اس کا مالک ہے اور صاحب ارادہ وقوت ہے۔ ہاں ایک بات ضروری ہے اور وہ یہ کہ تم لوگوں نے اس دن کی تیاری کیا کی ہے۔ یہ دن تو قائم ہونا ہی ہے لہٰذا تم یہ نہ سوچو کہ کب یہ دن آئے گا تم یہ سوچو کہ تم نے اس کے لیے کیا کیا ہے۔

اللہ اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیب سے مطلع کرتا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 72 جن کی آیت نمبر 25-26 میں ارشاد فرمایا

قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا. عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا

Marfat.com

ترجمہ: "غیب کا جاننے والا کسی کو اپنے غیب پر اختیار نہیں دیتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے اور پھر ان کے آگے پیچھے پہرہ مقرر فرما دیتا ہے"۔

اللہ رب العزت نے ان دنوں آیات میں اپنے علم غیب کے بارے میں بات کی ہے کہ وہ غیب کے علم کے خزانوں کا مالک ہے اور وہ کسی کو اس علم سے نہیں نوازتا مگر سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے اور پھر وہ انہیں یہ مخصوص علم عطا کرنے کے بعد ان کی حفاظت بھی فرماتا ہے اور ان کیا ردگرد پہرے دار یعنی ملائیکہ کی صورت میں ان کی حفاظت کرنے والے مقرر فرما دیتا ہے کہ کوئی بدبخت سے یا ان کی شانوں سے جل کر انہیں نقصان پہچانے کی کوشش نہ کرے۔ اور جب اللہ تعالیٰ اپنے خاص رسولوں کو اس علم سے مزین فرمایا ہے تو وہ محبوب کہ جن کی وجہ سے رب نے سارا نظام کائینات بنایا ان کو کتنا علم عطا کیا ہوگا یہ وہ خدا خود ہی بہتر جانتا ہے۔ حضور ﷺ کے علم کی ایک جھلک تو یہ ہے کہ قیامت تک ہونے والی باتیں آپ علیہ السلام نے کھول کھول کر بیان فرما دیں کہ فلاں وقت اس طرح ہوگا فلاں وقت میں یہ کچھ ہوگا اور یہی علم غیب کی جھلک اور اس کی دلیل ہے کہ رب اپنے پیاروں کو اس علم سے نوازتا ہے۔

سورۃ المزمل

اے جھرمٹ مارنے والے محبوب ﷺ

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 73 مزمل کا آغاز اپنے محبوب کی ایک ادا سے کیا آیت نمبر 1۔

يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ترجمہ: "اے جھرمٹ مارنے والے (محبوب)"۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کی چادر مبارک کے جھرمٹ کا ذکر کیا ہے کہ بعض اوقات جب کبھی مکۃ المکرمہ میں سردی کا موسم ہوتا تو محبوب علیہ السلام اپنی کملی یا چادر شریف کو اپنے جسم پر لپیٹ لیتے اور اسی انداز میں غور وفکر کرتے رہتے اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب علیہ السلام کی یہ ادا بھی پسند تھی مگر رب چاہتا تھا کہ محبوب علیہ السلام اس چادر کے جھرمٹ کو چھوڑ اس کی بارگاہ میں اس کی بندگی کے لیے کھڑے ہو جائیں یعنی رب کریم اپنے محبوب کو رکوع وسجود کرتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا کہ اسے محبوب کا اس طرح کھڑا ہونا انتہائی پسند تھا لہٰذا وہ پیار بھرے انداز میں فرماتا کہ میرے محبوب اب چادر کو ایک طرف رکھیئے اور میری بندگی کے لیے کھڑے ہو جایئے کہ بلا شبہ آپ کا اس طرح چادر میں سمٹ کر بیٹھنا بھی بے مثل و بے نظیر ہے مگر مجھی اس سے زیادہ اچھا یہ لگتا ہے کہ آپ میری بارگاہ میں قیام فرمائیں اللہ اکبر۔

محبوب ﷺ رات کو قیام فرمایئے مگر تھوڑا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 73 مزمل کی آیت نمبر 2 میں ارشاد فرمایا:

Marfat.com

قُمِ الَّيۡلَ اِلَّا قَلِيۡلًا ترجمہ: ''رات میں قیام کیجئے مگر تھوڑے وقت کے لیے''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو اپنی بارگاہ میں قیام کرنے کا حکم فرما رہا ہے اور یہ صرف اس نے اپنے محبوب علیہ السلام کو ہی ارشاد فرمایا کہ اس کو حضور علیہ السلام کا اس کی بارگاہ میں کھڑا ہونا بہت ہی اچھا لگتا ہے ساری دنیا کی عبادتیں ایک طرف مگر محبوب علیہ السلام کی عبادت اور بندگی ایک طرف اسی لیے وہ فرماتا ہے کہ محبوب بس آپ میری بارگاہ میں کھڑے ہو جایا کریں یہ کمال محبت ہے کہ اللہ اپنے محبوب کو اس حالت میں دیکھنا چاہتا ہے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدھی رات تک یا اس سے کچھ کم کر لیں

اس آیت کریمہ میں یعنی سورۃ نمبر 73 مزمل ہی کی آیت نمبر 3 میں اللہ رب العزت نے حضور علیہ السلام سے ارشاد فرمایا

نِّصۡفَهٗۤ اَوِ انۡقُصۡ مِنۡهُ قَلِيۡلًا ترجمہ: ''آدھی رات تک یا اس سے کچھ کم کر لیجئے''۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں محبوب علیہ السلام کے رات میں کھڑے ہونے کی مدت پہلے آدھی رات تک ارشاد فرمائی پھر محبوب علیہ السلام کی طبیعت پر زیادہ عبادت کا بوجھ نہ ڈالنے کے لیے اسی آیت میں فرمایا کہ چلیں محبوب آپ آدھی رات سے کچھ کم وقت متعین کر لیں کہ جب آپ نے میری بندگی کی خاطر کھڑے ہونا ہے لیکن آپ کا رب یہ چاہتا ہے کہ آپ قیام ضرور فرمایا کریں کہ یہ آپ کے لیے بہت ہی بہتر ہے اور آپ کے رب کو یہ بہت ہی پسند ہے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام کا وقت تھوڑا اور بڑھا لیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 73 مزمل کی آیت نمبر 4 میں ارشاد فرمایا:

اَوۡ زِدۡ عَلَيۡهِ وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِيۡلًا

ترجمہ: ''یا (اے محبوب) اس سے کچھ اور بڑھاؤ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کریں''۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب علیہ السلام سے کس قدر محبت ہے اس کا اندازہ اس آیت کریمہ سے ہو جاتا ہے کہ وہ محبوب کی آسانی کی خاطر آپ کو وقت میں نرمی دے رہا ہے کہ آپ آدھی رات تک قیام فرمایا کریں پھر فرمایا کہ چلو محبوب آدھی رات سے کچھ وقت کم کر لیں اور اب فرمایا کہ محبوب نہیں تھوڑا سا بڑھا ہی لیں تو اچھا ہے اللہ اکبر کیا انداز محبت ہے کہ اے محبوب آپ کے لیے میں خود وقت کا تعین نہیں کرتا بلکہ آپ اپنی سہولت کے مطابق جتنا چاہیں وقت طے فرما لیں مگر آپ کے رب کو بہت ہی پسند ہے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عنقریب ہم آپ پر ایک بھاری بات ڈالیں گے

اللہ رب العزت نے سورۃ مزمل کی آیت نمبر 5 میں ارشاد فرمایا:

Marfat.com

اِنَّا سَنُلۡقِیۡ عَلَیۡکَ قَوۡلًا ثَقِیۡلًا

ترجمہ: ''بے شک عنقریب یعنی جلد ہی آپ پر ایک بھاری بات ڈالیں گے''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے رات کے قیام کے علاوہ بھی محبوب علیہ السلام کو کچھ دیگر عبادات کا تحفہ دینا چاہتا تھا اس لیے آپ علیہ السلام کو ذہنی طور پر تیار کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ ان احکامات سے پہلے اپنے محبوب کو آگاہ کر رہا ہے کہ آپ اس کے لیے اپنے آپ کو تیار کریں۔ یہ بھی انتہائے محبت ہے وگرنہ وہ اللہ تو بے نیاز ہے اور اس کا حکم تو قطعی ہوتا ہے مگر اپنے محبوب کو تو وہ قبل از وقت یہ سب کچھ اس لیے بتا رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ سب کچھ گراں محسوس نہ ہو اور آپ تیار رہیں۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کو تو آپ کو اور بھی کام ہوتے ہیں

اللہ رب العزت نے اس آیت کریما یعنی سورۃ نمبر 73 مزمل کی آیت نمبر 7 میں ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ لَکَ فِی النَّهَارِ سَبۡحًا طَوِیۡلًا

ترجمہ: ''بے شک اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو دن میں اور بھی کام ہوتے ہیں''۔

اس ایت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو دن کی سرگرمیوں کا ذکر کر کے گویا اپنے محبوب علیہ السلام کو یہ بتانا چاہتا [illegible] تمہارے اپنے لیے تمہارے گھر والوں کے لیے اور امت کے لیے ہوتا ہے کہ آپ سارا دن ان امور میں مصروف رہتے ہیں مگر رات تو آپ کی صرف اور صرف میرے لیے ہونی چاہیے۔ اللہ اکبر یعنی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی باتیں سننے اور تسبیح سننے کا خواہشمند ہے کہ میں رب ہو کر آپ کے مونہہ سے اپنا ذکر سن کر خوش ہوتا ہوں۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے نگاہیں پھیر کر صرف میرا ہی ذکر کیا کریں

اللہ رب العزت نے سورۃ مزمل کی آیت نمبر 8 میں ارشاد فرمایا

وَاذۡکُرِ اسۡمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلۡ اِلَیۡهِ تَبۡتِیۡلًا

ترجمہ: ''اور اپنے رب کے نام کا ذکر فرمایئے اور سب سے بے نیاز ہو کر صرف اللہ ہی کے ہو کر رہیں''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام سے اپنے ذکر کا طریقہ ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے محبوب سے اپنا ذکر اس طرح کروانا چاہتا ہے کہ بوقت ذکر محبوب کے سامنے بس صرف آپ کا رب ہی ہو۔

Marfat.com

ساری خدائی ایک طرف مگر خدا ایک طرف یعنی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے اپنی ذات میں فنا ہو جانے کی خواہش کا اظہار فرما رہا ہے کہ ذکر اس طرح کہ حضور ﷺ کو دنیا کا کوئی کام کوئی رشتہ اور کسی سے کوئی تعلق یاد ہی نہ رہے بس اللہ ہو اور اس کا محبوب ﷺ ہو۔

محبوب ﷺ آپ کافروں کی باتوں کی پرواہ نہ کیا کریں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 73 مزمل کی آیت نمبر 10 میں ارشاد فرمایا ہے:

وَاصْبِرْ عَلٰی مَایَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا

ترجمہ: ''محبوب آپ کافروں کی باتوں پر صبر فرمایئے کہ وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں پس آپ انہیں یکسر نظر انداز فرمائیں''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے حضور نبی کریم ﷺ سے کافروں کی بے معنی اور بے ہودہ باتوں پر اپنے محبوب علیہ السلام کو صبر اختیار کرنے کی بات کی ہے کہ ان کی بے ہودگی کا جواب صرف صبر ہے اور صبر کے علاوہ آپ انہیں بالکل نظر انداز فرمایا کریں یعنی ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے کہ وہ کیا کہتے ہیں یا کیا کرتے ہیں۔

محبوب ﷺ کو بے شک ہم نے بھیجا شاہد بنا کر

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 73 مزمل کی ایت نمبر 15 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا

ترجمہ: ''بے شک ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجے کہ تم پر حاضر و ناظر ہیں جیسے کہ ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے''۔

اس آیت کریما میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسولوں کی مجموعی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی اپنی امت کے احوال کا گواہ ہوتا ہے اور وہ قیامت کے دن گواہی دیں گے مگر محبوب علیہ السلام کی خصوصی شان یہ ہے کہ وہ سب پر گواہ ہوں گے اور آپ علیہ السلام ہی کی گواہی آخری گواہی ہوگی۔ اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کے حوالے سے فرمایا کہ ہم نے اس کی طرف بھی رسول بھیجے موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام بالخصوص اسی کے دور میں تھے اسی طرح ان سے پہلے بھی رب کریم ہر قوم پر رسول بھیجتا رہا اور اب محبوب علیہ السلام قیامت تک کے لیے رسول ہیں اور یہ سب پر گواہ بھی ہیں۔

Marfat.com

بے شک اے محبوب ﷺ آپ کا رب آپ کے قیام کا گواہ ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 73 مزمل کی آیت نمبر 20 میں ارشاد فرمایا

اِنَّ رَبَّکَ یَعۡلَمُ اَنَّکَ تَقُوۡمُ اَدۡنٰی مِنۡ ثُلُثَیِ الَّیۡلِ وَ نِصۡفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِیۡنَ مَعَکَ. وَ اللّٰهُ یُقَدِّرُ الَّیۡلَ وَ النَّهَارَ

ترجمہ: ''بیشک اے محبوب علیہ السلام آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات تک کبھی تیسرے پہر تک اور ایک جماعت تمہارے ساتھ والی''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کی شب بیداری کا تذکرہ فرمایا ہے کہ اسے اپنے محبوب علیہ السلام کے ایک ایک لمحہ کی کیفیت کا نہ صرف یہ کہ علم ہے بلکہ وہ بڑی ہی محبت کی نگاہوں سے اپنے محبوب علیہ السلام کا قیام رکوع اور سجدے ملاحظہ کرتا ہے اور اپنی رحمت کی برسات اپنے محبوب علیہ السلام پر برساتا ہے۔

قرآن حکیم میں شریعت کے احکامات تو ہیں ہی لیکن اللہ تعالیٰ نے تو محبوب کی اداؤں کو قرآن بنا دیا اللہ اکبر حضور علیہ السلام کی راتوں کے جاگنے کی کیفیت کا تفصیل سے تذکرہ کرنا یہ کمال محبت ہے کہ اللہ پاک اپنے محبوب پر کتنا مہربان اور کتنا رحیم و کریم ہے اور پھر اپنے محبوب کے تصدق سے اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کے صحابہ کا ذکر بھی فرمایا ہے کہ محبوب ہم ان کو بھی نگاہ محبت سے دیکھتے ہیں اور تمہاری وجہ سے ہم ان پر بھی رحمتیں نچھاور کرتے ہیں۔

سورۃ المدثر

اے چادر اوڑھنے والے محبوب ﷺ

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 74 مدثر کی آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الۡمُدَّثِّرُ ترجمہ: ''اے چادر اوڑھنے والے محبوب''۔

اللہ رب العزت نے سورۃ مزمل کے آغاز میں ارشاد فرمایا اے جھرمٹ مارنے والے محبوب ﷺ جھرمٹ کہتے ہیں لپیٹنے کو یعنی چادر یا کمبل کو جسم کے ساتھ اچھی طرح لپیٹ لینے کو جھرمٹ کہتے ہیں سورۃ مزمل کا آغاز اللہ تعالیٰ نے اسی ادا سے کیا کہ رب کو اپنے محبوب کا جھرمٹ بھی بہت بھلا معلوم ہوتا ہے اور وہ اس ادا کو قرآن کی آیت کا درجہ دیتا ہے اب سورہ مدثر میں ارشاد ہو رہا ہے کہ اے چادر اوڑھنے والے محبوب جھرمٹ اور اوڑھنے میں بڑا معمولی سا فرق ہے کہ چادر صرف کندھوں پر بھی ڈالی جائے تو اس کو اوڑھنا ہی کہتے ہیں اب اس میں حضور علیہ السلام کی اس ادا کو بھی رب کریم نے قرآن کی آیت بنا دیا کہ اے چادر لینے والے۔ چادر انسان اپنے

Marfat.com

اوپر اگر لیٹتے ہوئے لے لے تو اسے بھی اوڑھنا ہی کہتے ہیں کہ انسان بستر پر دراز ہو اور جسم پر چادر موجود ہو اللہ تعالیٰ نے محبوب کی اس ادا کا ذکر بھی فرمایا کہ اے چادر لے کر آرام کرنے والے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اب کھڑے ہو جایئے پھر ڈر سنایئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 74 مدثر کی آیت نمبر 2 میں ارشاد فرمایا:

قُمْ فَاَنْذِرْ ترجمہ: ''محبوب اب کھڑے ہو جائیں پھر ڈر سنایئے''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے محبوب علیہ السلام کو حکم ارشاد فرمایا کہ اب آپ اللہ کے حکم سے مکے میں اٹھ کھڑے ہوں اور علی الاعلان اب میری توحید اور اپنی رسالت کا اعلان فرمایئے اور ان کافروں اور مشرکوں کو اسلام کی دعوت دیجیے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کی کبریائی بیان کیجیے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 74 مدثر کی آیت نمبر 3 میں ارشاد فرمایا:

وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ ترجمہ: ''اور (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے رب کی بڑائی یعنی عظمت بیان فرمایئے''۔

اللہ رب العزت نے اس آیت کریما میں اپنے محبوب علیہ السلام کو مکے میں کھلے بندوں اپنی کبریائی بیان کرنے کا حکم فرمایا کہ محبوب اب آپ باقاعدہ سب کے سامنے میری توحید اور میری شانوں کا بیان فرمایئے آپ کا رب آپ کے ساتھ ہے اب وقت آ گیا ہے کہ آپ ان کو بتا دیں کہ ساری خدائی کا مالک وہ خالق آپ کا رب کریم ہے اور وہی ساری عظمتوں کا حامل ہے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کپڑے صاف رکھیئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 74 موثر کی ایت نمبر 4 میں ارشاد فرمایا:

وَثِیَابَکَ فَطَہِّرْ ترجمہ: ''محبوب علیہ السلام آپ اپنے کپڑے صاف رکھیئے''۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کے لباس مطہرہ کی صفائی کو بھی قرآن پاک کی آیت بنا دیا حالانکہ محبوب علیہ السلام تو خود پاکیزگیوں کو تقسیم کرنے والے ہیں اور آپ کے جسم کا ایک ایک رواں پاک ومطہر ہے لیکن اس کے باوجود رب کریم نے آپ علیہ السلام کو لباس صاف رکھنے کے متعلق ارشاد فرمایا اور اس میں حضور علیہ السلام کی امت کو بھی یہ سبق دیا کہ اپنے رب کی تسبیح کے لیے ضروری ہے کہ دل بھی صاف ہو جسم بھی صاف ہو اور لباس بھی صاف و پاک ہو۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صفائی نصف ایمان ہے یعنی صفائی ستھرائی اور پاکیزگی یہ امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ رب اس امت کو ظاہر و باطن میں صاف و پاک رکھنا چاہتا ہے۔

Marfat.com

محبوب ﷺ آپ بتوں کو دیکھا بھی نہ کریں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 74 موثر کی آیت نمبر 5 میں ارشاد فرمایا:

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ترجمہ: "اے محبوب ﷺ آپ بتوں کے قریب سے بھی نہ گزرا کریں"۔

اس آیت کریما میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ محبوب آپ بتوں کی نحوست سے ہمیشہ دور رہیں گے کہیں آپ کے لباس اطہر پران سے لگنے والی ہوا بھی چھونہ جائے یعنی آپ ان کی طرف دیکھا بھی نہ کریں حالانکہ سرکار مصطفیٰ ﷺ تو سارے جہانوں کے بت توڑنے آئے تھے مگر رب کریم پھر بھی اپنے محبوب کو ان کے قریب جانے سے منع فرما رہا ہے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان کے ماحول سے آلودہ ہوا آپ کی سانس میں بھی شامل نہ ہونے پائے لہٰذا آپ ہمیشہ ان سے دور رہیں۔

محبوب اپنے رب کی خاطر صبر فرمایئے

اللہ رب العزت نے اس سورۃ نمبر 74 مدثر کی آیت نمبر 7 میں ارشاد فرمایا:

وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ترجمہ: "محبوب ﷺ آپ اپنے رب کے لیے صبر اختیار کیئے رہیں"۔

مکے میں جب سرکار مصطفیٰ ﷺ پر آصائب وآلام کی پہاڑ ٹوٹے اور آپ علیہ السلام کی زندگی دشوار کر دی گئی تو اللہ رب العزت نے اس صورت وحالات پر اپنے محبوب علیہ السلام کی حوصلہ افزائی کے لئے ارشاد فرمایا کہ محبوب یہ سب کچھ آپ اپنے رب کے لئے برداشت کر کے صبر اختیار کریں کہ آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ کس کیفیت میں ہیں مگر یہ کام تو محبوب علیہ السلام آپ ہی نے کرنا ہے اور آپ میرے لئے ہی صبر اختیار فرمایئے کہ اس کا صلہ تو میں نے ہی آپ کو عطا کرنا ہے اور پھر محبوب آپ کا رب یہ چاہتا ہے کہ آپ کا صبر آپ کی امت کے لئے بھی ایک سبق بن جائے کہ جب ان پر بھی دین کی خاطر مصائب وآلام آئیں تو وہ بھی صبر اختیار کیا کریں کہ وہ آپ کی سنت سمجھ کر جب اسے اپنائیں گے تو ان کو دوھرا ثواب ملے گا ایک تو فطری طور پر صبر کرنے کا ثواب اور دوسرا آپ کی سنت سمجھ کر صبر کرنے کا ثواب اس طرح ثواب بھی دوگنا اور ان کے درجے بھی دوگنا ہی بڑھیں گے کہ اللہ خود ان کے ساتھ ہوگا۔

سورۃ القیامہ

محبوب ﷺ قیامت کے دن تیرے رب کے پاس ہی جا کر ٹھہرنا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 75 قیامت کی آیت نمبر 12 میں ارشاد فرمایا:

اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ نِ الْمُسْتَقَرُّ

Marfat.com

ترجمہ: ”اس دن تیرے رب ہی کی طرف جا کر ٹھہرنا ہے“۔

اللہ رب العزت نے اس آیت کریما میں قیامت کے مناظر کی بات ارشاد فرمائی ہے کہ کس طرح وقوع پذیر ہوگی اور اس دن کیا کیا کیفیت ہوگی ہر طرف افراتفری اور ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی اور آخر کار تمام مخلوقات کو اللہ ہی کے حضور ﷺ جا کر ٹھہرنا ہے یعنی اسی کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے اور یہاں اللہ نے حضور علیہ السلام کی شان یوں بیان فرمائی کہ اللہ نے اپنے آپ کو محبوب کا رب کہا ہے کہ اس دن تیرے رب کے پاس یعنی محبوب علیہ السلام آپ کے رب کے پاس گویا محبوب علیہ السلام کا رب کہہ کر اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ اللہ اکبر۔

سورۃ الدھر

محبوب ﷺ ہم نے آپ پر قرآن بتدریج اتارا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 76 دھر کی آیت نمبر 25 میں ارشاد فرمایا:

وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا

ترجمہ: ”بے شک ہم نے آپ پر قرآن بتدرج اتارا“

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو قرآن حکیم کے نزول کے بارے میں بتایا کہ ایک دم سے آپ پر قرآن کا نزال نہ فرمانا بھی آپ کی آسانی کے لیے ہے کہ آپ کی طبعیت پر بوجھ نہ پڑے اور جتنا جتنا قرآن آپ پر اترتا جائے وہ آپ کے دل پر نقش ہوتا جائے اور اس کے معنی اور ان آیات کی حکمتیں بھی آپ پر کھلتی جائیں اور طبیعت فرحاں وشاداں رہے۔

محبوب ﷺ اپنے رب کے امر پر ہی شاکر وصابر رہیئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 76 دھر کی آیت نمبر 24 میں ارشاد فرمایا:

فَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ وَلَا تُطِعْ مِنْھُمْ اٰثِمًا اَوْ کَفُوْرًا

ترجمہ: ”تو آپ ﷺ اپنے رب کے حکم پر صابر رہیئے اور ان (کفار) میں سے کسی گنہگار یا ناشکرے کی بات مت سنیں“۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام سے ایک مرتبہ اپنے حکم پر اپنے محبوب علیہ السلام کو صابر وشاکر رہنے کا ارشاد فرمایا کہ محبوب ہر وقت کفار سے آپ کا مقابلہ رہتا ہے ایک دائمی کشمکش میں آپ مبتلا رہتے ہیں لیکن اس پر صرف ایک ہی بات کا آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ آپ صبر کریں اور شاکر رہیئے کہ جو کچھ بھی ہے یہ آپ کے رب

Marfat.com

کی رضا ہے یعنی اللہ اپنے محبوب علیہ السلام کی حوصلہ افزائی فرما رہا ہے کہ آپ اللہ پر صبر اختیار کریں اور ان گنہگاروں اور ناشکروں کی کسی بھی بات کی طرف مت توجہ دیجئے کہ یہ کیا اول فول بکتے ہیں بس آپ اپنا دھیان اپنے رب کی طرف رکھیئے اور اسی کا پیغام بلاخوف وخطران کو دیتے جائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح شام اپنے رب کا ذکر کیجئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 76 دھر کی آیت نمبر 25 میں ارشاد فرمایا:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا

ترجمہ: ''محبوب آپ صبح شام اپنے رب کا ذکر فرمایا کریں''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو ایک دفعہ پھر سے اپنے ذکر کے متعلق ارشاد فرمایا جس طرح کہ اس نے سورۃ مزمل میں محبوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا تھا کہ آپ رات کو قیام فرمایا کیجئے اور اس کے لیے رب تعالیٰ نے کوئی خاص وقت متعین نہیں فرمایا بلکہ اسے محبوب کی طبیعت اور رضا پر چھوڑ دیا اب یہاں وہ آپ علیہ السلام سے صبح وشام اپنے ذکر کی بات کہہ رہا ہے گویا اسے اپنے محبوب علیہ السلام سے اپنا ذکر بہت اچھا لگتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کا محبوب ہر وقت اس کا ذکر کرتا تھے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو اسے سجدہ بھی کرو اور اس کی تسبیح بھی کرو

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 76 دھر کی آیت نمبر 26 میں ارشاد فرمایا:

وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا

ترجمہ: ''آپ کچھ رات میں اسے سجدہ کریں اور بڑی رات تک اس کی تسبیح کریں''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے محبوب علیہ السلام سے رات کے سجدوں کے بارے میں بات کی اسے سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راتوں کے سجدے انتہائی پسند ہیں وہ اپنے محبوب کے قیام کو بھی پسند کرتا ہے رکوع بھی اسے پسند ہیں اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سجدوں سے بھی محبت کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ رات کے ابتدائی حصے میں حضور علیہ السلام اُس کی بارگاہ میں سجدوں کی کثرت کریں پھر رات کے ڈھلنے کے ساتھ ساتھ وہ اللہ کا ذکر کریں اور پھر دیر تک اسی کے ذکر میں مشغول رہیں۔ بڑی رات سے مراد رات کے ایک بڑے حصے سے ہے کہ مختصر نہیں بلکہ طویل رات تک محبوب اللہ رب العزت کا ذکر کریں تا کہ رب کی بے پناہ رحمتیں محبوب پر نازل ہوتی رہیں۔

Marfat.com

سورہ النزاعت

محبوب ﷺ آپ تو ڈرانے والے ہیں اسے جو ڈرے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 79 النزاعت کی آیت نمبر 45 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّمَآ اَنۡتَ مُنۡذِرُ مَنۡ یَّخۡشٰهَا

ترجمہ: ''محبوب علیہ السلام آپ تو ڈر ہی سنانے والے ہیں جو اس کو قبول کرے''۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریما میں حضور علیہ السلام کی شان نذیریت کا تذکرہ فرمایا کہ محبوب آپ تو کھلم کھلا اور واضح ڈر سنانے والے ہیں مگر اس کو قبول وہی کرتا ہے کہ جسے رب کریم توفیق دے یا وہ کہ جس کے دل میں اسے قبول کرنے کی صلاحیت ہو آپ تو قطعاً بری الذمہ ہیں کہ آپ ہماری طرف سے ایک ایک لفظ تو کیا ایک ایک حرف بھی ان کے سامنے پیش کر دیتے ہیں لیکن آپ سے فیض یاب ہونا یہ اپنے اپنے نصیب کی بات ہے۔

سورۃ عبس

محبوب ﷺ آپ کے چہرے پر ناگواری کے اثرات آ گئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 80 عبس کی آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا:

عَبَسَ وَتَوَلّٰی ترجمہ: ''تیوری چڑھائی اور مونہہ پھیرا''۔

اس آیت کریما میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے چہرے پر ناگواری آنے کی ادا کا ذکر کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی کی طرف ناخوشگوار نظروں سے دیکھا اور دوسرے لوگوں سے باتیں فرماتے رہے اس ادا کو اللہ نے قرآن کی آیت بنا دیا اور اس ادائے مصطفیٰ ﷺ سے امت کے لیے سبق یہ ہے کہ کوئی اگر بعض اوقات تمہاری طبیعت کے خلاف بھی بات کرے تو پھر بھی اس سے بیزاری کا اظہار مت کریں۔
پس منظر اس آیت کریما کا یہ ہے کہ سرکار دو عالم علیہ السلام عتبہ بن ربیع اور ابو جہل وغیرہ سے اسلام کے متعلق گفتگو فرما رہے کہ اسی اثنا میں سرکار کریم کے ایک نابینا صحابی حضرت ابن مکتوم بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے اور انہوں نے زور زور سے حضور ﷺ کو پکارنا شروع کر دیا تو آقائے کریم نے ان کی طرف چہرہ کے کے انہیں ناگواری سے دیکھا پھر اپنی توجہ انہی لوگوں پر کر لی تو رب کریم نے وحی نازل فرما دی کہ محبوب علیہ السلام آپ کے اس نابینے غلام کا دل آپ کی محبت سے سرشار ہے لہٰذا آپ اس کی بات سن لیں۔

Marfat.com

محبوب ﷺ اسے پاک کر دینے سے آپ کا کیا جائے گا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 80 عبس کی آیت نمبر 2-3 میں ارشاد فرمایا:

اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰى

ترجمہ: ''آپ ﷺ کے پاس ایک نابینا حاضر ہوا اور اس میں محبوب آپ کا کیا جائے گا کہ وہ آپ کی توجہ سے پاکیزہ اور ستھرا ہو جائے''۔

اس آیت کریما میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی ایک ایسی شان کا ذکر فرمایا ہے کہ جو بڑی خصوصی سان ہے کہ نگاہ مصطفیٰ ﷺ سے دل پاک ہو جاتے ہیں صاف ہو جاتے ہیں اور نور ایمان سے منور ہو جاتے ہیں اور پس منظر اس آیت کا بھی حضرت ابن مکتوم ہی کے متعلق کہ وہ تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں فیض لینے آتے تھے جبکہ کفار تو محض باتیں کرنے کے لیے آتے اور صحابہ محبت مصطفیٰ ﷺ سے معمور دلوں کا لے کر آتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محبوب آپ کا کی جاتا ہے بس ایک نگاہ ان پر فرما دیا کریں یہ آپ کی نگاہ سے سیراب ہو جاتے ہیں۔

محبوب ﷺ عاشق تو جلدی جلدی آپ کے پاس آتے ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 80 عبس کی آیت نمبر 8-9 میں ارشاد فرمایا:

وَ اَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى وَهُوَ يَخْشٰى

ترجمہ: ''اور اے محبوب وہ جو آپ کی بارگاہ میں جلد حاضر ہوتا ہے اور وہ ڈر بھی رہا ہے یعنی اللہ سے''۔

یہ دونوں آیات بینات حضرت ابن مکتوم کے حق ہی میں نازل ہیں کہ وہ ساری مصروفیات زندگی چھوڑ کر جلد از جلد بارگاہ رسالت میں حاضر ہونا چاہتے تھے یعنی ان کا ٹھکانہ ہی صرف بارگاہ رسالت تھا اور اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا بہت پسند تھی سو اس نے اپنے محبوب علیہ السلام سے ان پر خصوصی توجہ فرمانے کے لیے کیا کہ آپ ان کی نیت کا حسن سامنے رکھا کریں وہ آپ کی محبت اور شفقت کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کے دل میں آپ کی محبت کی چشمے ہر وقت ابلتے ہیں۔ اس سے اگلی ایت کریما نمبر 10 میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ ابن مکتوم ہی کے متعلق ارشاد فرمایا کہ محبوب آپ اپنی اس عاشق صادق کو نظر انداز کر کے اوروں کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں تو نہ جانے اس کے دل پر کیا گزرتی ہوگی اس لیے آپ اس کی طرف نظر کرم ضرور فرمایا کریں۔ اللہ کو محبوب کے غلاموں پر بھی پیار آتا ہے اور یہ صرف نسبت اور غلامی رسول کا صدقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اعمال صالحہ کے ساتھ ساتھ نیت کے حسن کی بہت زیادہ تلقین فرمائی ہے کہ ظاہری اعمال سے زیادہ اللہ کو نیت کا حسن یا تقوی بہت زیادہ پسند ہے اس لیے اس نے اپنے صحابہ کی دلی کیفیت کو بھی قرآن کا حصہ بنا دیا اور

Marfat.com

قیامت تک آنے والی امت کے لیے ایک سبق بنا دیا کہ تم اپنی نیتیں درست رکھو اور محبوب علیہ السلام کو محبت میں بھی دکھاوا نہ کرو بلکہ دل میں میرے محبوب کی محبت کو بسا لو کامیاب ہو جاؤ گے۔

سورۃ التکویر

بے شک یہ عزت والے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑھنا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 81 تکویر کی آیت نمبر 19 میں ارشاد فرمایا:

ذِی قُوَّۃٍ عِندَ ذِی الْعَرْشِ مَکِینٍ ترجمہ: ''بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے قرآن حکیم کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ارشاد فرمایا ہے حالانکہ قرآن سارے کا سارا ہے تو کلام ربی مگر یہ قرآن تب قرآن بنا جب یہ زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ادا ہوا۔ یہ ہے تو کلام الٰہی مگر یہ نکلتا زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ اور خود خداوند قدوس اسے اپنے محبوب کا قول کہہ رہا ہے اس سے بھی عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی زبان کو دراصل اپنی ہی زبان قرار دیا ہوا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہم کے صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجنون تو نہیں ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 81 تکویر کی آیت نمبر 22 میں ارشاد فرمایا:

وَمَا صَاحِبُکُم بِمَجْنُونٍ ترجمہ: ''بے شک آپ کے صاحب مجنون تو نہیں ہیں''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کے صحابہ کرام کو قرآن کی زبان میں پیغام دیا کہ تم لوگ کفار مکہ کی باتیں سنتے ہو اور وہ میرے محبوب کی ذلت کے بارے میں طرح طرح کی بے تکی اور بے عقلی کی باتیں کرتے ہیں کبھی وہ محبوب کریم علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ جادوگر ہیں بھی کہتے ہیں قرآن اس کا خود ساختہ ہے کبھی کچھ اور کبھی کچھ بکواس کرتے ہیں مگر اے میرے محبوب کے صحابیوں اور غلاموں تمہارا رب گواہی دیتا ہے کہ آپ کے رسول محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی ایسی بات نہیں ہے وہ تو ساری کائیناتوں میں سب سے زیادہ دانا اور حکیم ہیں اس لیے تم لوگ کفار کی باتوں کی طرف توجہ ہی نہ دیا کرو۔

بے شک محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بلند ترین کنارے پر دیکھا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 81 تکویر کی آیت نمبر 23 میں ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ رَاٰہُ بِالْاُفُقِ الْمُبِینِ ترجمہ: ''بے شک انہوں نے اسے بلند ترین کنارے پر دیکھا''۔

Marfat.com

اس آیت کریما کا پس منظر حضور علیہ السلام کا سفر معراج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ پہلے تو سورۃ بنی اسرائیل کے آغاز میں فرمایا کہ ''پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندۂ خاص کو رات کے انتہائی مختصر سے حصے میں''۔ پھر اس کا تذکرہ سورۃ نجم میں کیا اب یہاں بھی ایک ارشاد اس آیت کریما میں فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام کو آسمان کے بلند ترین کنارے پر یعنی سدرۃ کی بلندیوں پر ان کی اصل ملکوتی شکل وصورت میں دیکھا اور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھو کہ عظمت الٰہی کا اعتراف کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے کی ادا کو بھی رب نے آیت قرآن بنا دیا۔

یہ محبوب علیہ السلام غیب بتانے میں بخیل نہیں ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 81 تکویر کی آیت نمبر 24 میں ارشاد فرمایا:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ

ترجمہ: ''اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب بتانے میں تنگ دل نہیں ہیں''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کے علم غیب کی بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو ازل و ابد کی خبروں سے آگاہ فرمایا ہوا ہے اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس کا بیشتر حصہ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا اور باقی خبریں محبوب کو قرآن کے علاوہ عطا فرما دیں حتیٰ کہ حضور علیہ السلام نے جنت کے پتے پتے بوٹے بوٹے حتیٰ کہ جنت میں ہونے والی جنتیوں کی آپس میں گفتگو کو بھی ارشاد فرما دیا کہ وہ آپس میں کیا بات کریں گے۔ قرآن حکیم میں ہی اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیب کے علوم سے مطلع کرتا ہے اور یہ نص قرآنی ہے اس سے کسی کو اعتراض نہیں تو اندازہ لگایئے کہ جس محبوب کی خاطر اس نے زمین و آسمان بنائے اور پھر تمام انبیاء مبعوث فرمائے اس محبوب سے زیادہ پھر اللہ کو کون محبوب و عزیز ہے تو اسی حساب سے اس نے اپنے محبوب کو غیب کے خزانے بھی عطا فرمائے ہوئے ہیں۔

سورۃ الاعلیٰ

محبوب علیہ السلام نے کلمات رکوع ارشاد فرمائے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 87 اعلیٰ کی آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا:

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى

ترجمہ: ''اپنے رب کے نام کی تسبیح کرو جو سب سے بلند و بالا ہے''۔

Marfat.com

اس آیت کریما کا پس منظر یہ ہے کہ جب اس کا نزول ہوا تو سرکار مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی تسبیح کرنے کا ہر ایک کو حکم فرمایا ہے اور بہتر یہ ہے کہ اسے نماز کا حصہ بنا دیا جائے اور جب تم لوگ رکوع میں جاؤ تو اس آیت کے پیش نظر اپنے رب کی عظمت اور اس کی کبریائی کا اعتراف کیا کرو کہ نماز میں مذید برکت اور عظمت پیدا ہو جائے تو آپ نے تمام صحابہ کرام کو رکوع میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھنے کا حکم فرمایا اور اب قیامت تک یہ ہی تسبیح رکوع میں محبوب علیہ السلام کے فرمان کے مطابق پڑھی جاتی ہے اور پڑھنے والا اسے پڑھ کر خود بھی باعث عزت ہو جاتا ہے۔

محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہم آپ کو پڑھائیں گے کہ آپ کبھی نہ بھولیں گے

اللہ رب العزت نے سورۂ نمبر 87 اعلیٰ کی آیت نمبر 6 میں ارشاد فرمایا

سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰٓی

ترجمہ: ''اب ہم آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو پڑھائیں گے کہ آپ کبھی نہ بھولیں گے''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو فرمایا کہ محبوب آپ کو پڑھانے والے تو ہم خود ہیں اور ہمارا براہ راست آپ کو پڑھانا یہ اس قدر موثر ہے کہ قرآن حکیم کا ایک ایک حرف اور ایک ایک لفظ آپ کے سینۂ اطہر پر نقش ہو جاتا ہے جس میں بھولنے کا احتمال ہی نہیں ہے۔ اس آیت کریما سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام بھولتے ہی نہیں ہیں کیونکہ رب کریم نے آپ کی بھول کی نفی فرمائی ہے اس لیے جو جو کچھ بھی رب نے محبوب علیہ السلام کو عطا فرمایا وہ سرکار مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو یاد تھا۔ مگر امت کی تعلیم کے لیے رب کریم نے فرمایا کہ اس بھول سے استثناء ہے کہ ایسا ہونا ممکن ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو اس سے بھی پاک کر دیا امت کی تعلیم کے لیے تھا کہ اگر ان سے کسی فرض میں بھول ہو جائے تو وہ کیا کریں اس پر رب کریم نے اپنے محبوب سے فرمایا کہ آپ ان کو بتا دیں کہ بھول کا اعادہ کیا ہے مگر آپ خود بھولنے والے نہیں ہیں کیونکہ آپ کی بھول امت کے لیے امتحان بن جائے گی۔

محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم آپ کے لیے آسانیاں پیدا فرما دیں گے

اللہ رب العزت نے سورۂ نمبر 87 اعلیٰ کی آیت نمبر 8 میں ارشاد فرمایا:

وَنُیَسِّرُکَ لِلْیُسْرٰی

ترجمہ: ''اے محبوب علیہ السلام ہم آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے لیے آسانی کا سامان کر دیں گے''۔

Marfat.com

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کی تالیف قلب کی خاطر فرمایا کہ محبوب ایک تو ہم آپ کو ہر چیز اپنی قدرت کاملہ سے یاد کروادیں گے اور دوسرا یہ کہ ہر مسئلے میں آپ کے لیے اسانی پیدا فرمادیں کہ آپ کو ایک لمحہ بھر بھی کسی مسئلے میں نہ الجھن ہو نہ ہی تردد ہو بلکہ آپ کے سامنے ہم ہر مسئلہ کا حل عیاں کردیں گے کیونکہ آپ علیہ السلام اے محبوب ہمارے رسول ہیں اور ہماری زبان کے ترجمان ہیں اس لیے آپ کے لیے آسانیاں ہی آسانیاں ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بس نصیحت ہی کرتے رہیئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 87 اعلیٰ کی آیت نمبر 9 میں ارشاد فرمایا:

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى

ترجمہ: ''تو محبوب علیہ السلام آپ نصیحت فرمایئے کہ ان کو نصیحت ہی کام دے گی''۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو کتاب حکمت کتاب مبین کتاب نور کے علاوہ کتاب نصیحت بھی ارشاد فرمایا ہے اور اپنے محبوب علیہ السلام کو بارہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کتاب ذکر بھی ہے اور نصیحت بھی ہے یعنی یہ مکمل منشور زندگی ہے سو محبوب آپ اس کا پیغام لوگوں کو دیتے رہا کریں اور جن کو ہم نے عقل و شعور اور سوچ کی سنجیدگی عطا فرمائی ہوئی ہے وہ ضور آپ کے پیغام سے متاثر ہو کر اسے قبول کریں گے بس آپ نصیحت کرتے رہیئے کوئی اس کو مانے یا نہ مانے یہ اس کی اپنی نصیب اور قسمت کی بات ہے۔

سورۃ الغاشیہ

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پاس ایک چھاجانے والے خبر آئے گی

اللہ رب العزت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سورۃ نمبر 88 غاشیہ کی آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ

ترجمہ: ''بے شک اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پاس اس مصیبت کی خبر آئی جو چھاجائے گی''۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریما میں اپنے محبوب علیہ السلام کو چھاجانے والی مصیبت کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ وہ ضرور آئے گی اور ہر طرف زمین آسمان پر چھاجائے گی اس مصیبت سے مراد یوم قیامت یا قیامت کی گھڑی ہے کہ جس نے آخر کا وقوع پذیر ہونا ہے اور یہ ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی اور اے محبوب اس کی خبر

Marfat.com

آپ کو دے دی جائے گی۔ اس آیت کریما سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ سرکار مصطفیٰ ﷺ کو قیامت کی گھڑی کا علم ہے مگر حضور ﷺ نے کسی مصلحت کی خاطر یا امر ربی کے تحت اس کو واضح نہیں فرمایا۔

محبوب ﷺ آپ کو نصیحت ہی نصیحت فرمایئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 88 غاشیہ میں ارشاد فرمایا آیت نمبر 21

فَذَكِّرْ. اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ

ترجمہ: ''تو پس آپ ﷺ ان کو نصیحت فرمایئے کہ آپ کا خاصہ ہی نصیحت سنانا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے بارہا قرآن مجید میں اپنے محبوب علیہ السلام کو نصیحت فرمانے کا حکم فرمایا ہے کہ آپ کا کام صرف ان کو اللہ کا پیغام سنانا ہے اور حق اور سچ کی پہچان کروانی ہے تاکہ یہ قیامت کے دن یہ عذر نہ کر سکیں کہ ہم تک تو حق کی بات پہنچی ہی نہیں تھی اس لیے محبوب بس آپ ہمہ وقت ان کو اللہ کا پیغام بذریعہ قرآن دیتے رہا کریں اور یہ منصب صرف آپ ہی کا ہے۔

محبوب ﷺ آپ ان کے اعمال کے زمے دار نہیں ہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 88 غاشیہ کی آیت نمبر 22 میں ارشاد فرمایا

لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ

ترجمہ: ''محبوب ﷺ آپ ان پر جبر کرنے والے حاکم نہیں ہیں''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی ذات رحمت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ آپ کا دل ان لوگوں کی بداعمالیوں پر یقیناً دکھتا ہے اور آپ غمگین بھی ہو جاتے ہیں لیکن اللہ رب العزت نے اپنے دین کو زبردستی کسی پر مسلط نہیں کروانا اس لیے آپ کو جبر سے کام لینے کے متعلق ارشاد نہیں فرمایا بلکہ آپ اپنی خلق عظیم والی زبان سے ہی ان کو حق اور باطل کا فرق بتاتے رہا کریں ہم ان سے قیامت کے دن حساب ضرور لیں گے بس آپ ان کو حق کی تلقین ہی فرمایا کریں۔ کفار کو یا آپ کو مان کر دین سے بغاوت کرنے والوں کو اللہ ضرور دیکھ لے گا کہ وہ ایک ایک لمحے کا حساب بھی لے گا اور فیصلہ بھی ان کے متعلق خود ہی فرمائے گا۔ یہ منشائے الٰہی ہے کہ وہ کسی کو بھی زور اور جبر و تشدد کے بل بوتے پر مسلمان نہیں بنانا چاہتا اس نے انسان کو ارادہ کی قوت و ادراک کی دولت عطا فرمائی ہے اس لیے وہ اس سے حساب لے گا کہ تم صاحب اختیار تھے بتاؤ کہ پھر تم نے دنیا میں آخرت کے لیے کیا کیا۔

Marfat.com

سورۃ الفجر

محبوب ﷺ کیا آپ نے نہ دیکھا کہ رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 89 فجر کی آیت نمبر 6 میں ارشاد فرمایا:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ

ترجمہ: ''محبوب ﷺ کیا آپ نے نہ دیکھا کہ آپ نے اہل عاد کے ساتھ کیا کیا''۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو زمان و مکان کی خبروں سے آگاہ کیا اور سابقہ زمانے کی قوموں کے ساتھ کیے ہوئے سلوک سے بھی محبوب علیہ السلام کو آگاہ فرمایا کہ آپ اپنی امت کو بالخصوص اور ساری دنیا کے انسانوں کو بالعموم یہ فرمادیں کہ رب کریم نے ہر قوم کے اعمال کے حساب سے انہیں سزا و جزا دی ہے اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کا ذکر محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ ان مکے والوں کو بتا دیں کہ وہ لوگ بڑی طاقتور اور بڑی جری اور کاریگر تھے مگر رب کریم کی مسلسل نافرمانیوں نے انہیں ان کے انجام سے دوچار کر دیا اور وہ اللہ کے عذاب کی گرفت میں آ گئے تو اے کافرو تم بھی ہوش کرو اور غور کرو اور اس رب کریم کی وحدنیت پر ایمان لے آؤ۔

آپ ﷺ کے رب نے شدید عذاب کا کوڑا ان پر برسایا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 89 فجر کی آیت نمبر 13 میں ارشاد فرمایا:

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ

ترجمہ: ''تو ان پر آپ ﷺ کے رب نے عذاب کا کوڑا سخت قوت والا مارا''۔

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام سے قوم عاد کا ذکر کرتے ہوئے سخت قوت والے کوڑے کی بات کی ہے کہ وہ قوم قد و قامت کے حساب سے بڑے مضبوط اور بڑی ہنر مند تھی۔ ان کے قد بھی بہت طویل تھے اور وہ طاقت ور بھی بہت تھے اور سمجھتے تھے کہ ان سے بڑھ کر دنیا میں کوئی اور طاقت ور نہیں ہے وہ لوگ پتھروں یا پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر اپنے گھر بنایا کرتے تھے مگر جب اللہ نے غضب کا ایک کوڑا ان پر برسایا تو وہ مٹی اور بھوسے کی طرح ہو گئے اور اپنے دفاع میں کچھ بھی نہ کر سکے اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کسی کی گرفت فرماتا ہے تو پھر اس سے بچ کوئی نہیں سکتا۔

Marfat.com

محبوب ﷺ آپ کے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں ہے

اللہ رب العزت نے سورۂ نمبر 89 فجر کی آیت نمبر 14 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ

ترجمہ: ''محبوب علیہ السلام بے شک آپ کے رب کی نظر سے کچھ بھی غائب نہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریما میں اپنے محبوب علیہ السلام کو بطور خاص اپنی شان بصارت سے آگاہ فرمایا کہ اے محبوب آپ کا رب ہر چیز کو مشاہدہ کرتا ہے اور کائیناتوں کی کوئی شئے بھی اس کی نگاہوں سے نہ پوشیدہ ہے نہ ہوسکتی ہے ہر کوئی اسکی نگاہ میں ہے کوئی کیا کرتا ہے وہ سب دیکھتا ہے اور جانتا بھی ہے۔

محبوب ﷺ آپ کے رب کا حکم جب آئے گا

اللہ رب العزت نے سورۂ نمبر 89 فجر کی آیت نمبر 22 میں ارشاد فرمایا:

وَّجَآءَ رَبُّکَ وَالْمَلَکُ صَفًّا صَفًّا

ترجمہ: ''اور آپ کے رب کا حکم آئے گا اور اس کے ساتھ ہی فرشتے قطار اندر قطار آئیں گے''۔

اس آیتکریما میں بھی اللہ رب العزت نے قیامت کے دن وہ جو اپنا حکم صادر فرمائے گا اسے بھی اللہ نے محبوب کے رب کے نام سے ارشاد فرمایا کہ اسے حضور نبی کریم ﷺ سے آپ کا رب کہنا بہت ہی عزیز اور مرغوب ہے وہ بار بار اپنے محبوب علیہ السلام سے قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے محبوب آپ کا رب آپ کا رب اللہ اکبر یعنی ذات مصطفیٰ ﷺ سے اللہ کو کتنا پیار ہے اس سے اندازہ ہو جانا چاہیے۔

سورۃ البلد

محبوب ﷺ مجھے اس شہر کی قسم ہے

اللہ رب العزت نے سورۂ نمبر 90 بلد کی آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ترجمہ: ''مجھے اس شہر کی قسم''۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ بلد کی پہلی آیت میں صرف شہر کی قسم کا ذکر کیا ہے مگر اگلی آیت میں ہی ارشاد فرمایا کہ کس شہر کی قسم۔ اس شہر کی قسم سے مراد یا ہے کہ مجھے قسم ہے اس شہر کی تو دراصل اہل محبت اور اہل نظر کی نگاہ میں اس پہلی ایت میں شہر کی وضاحت نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ شہر تو وہی ہے جہاں محبوب علیہ السلام تشریف فرما ہوں آپ کب اور کس وقت کس شہر میں چلے جائیں بس جہاں بھی جا بسیں اللہ نے اسی شہر کی قسم کا ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

محبوب ﷺ جس شہر میں آپ جلوہ فرما ہیں

اللہ رب العزت نے سورۂ نمبر 90 بلد کی آیت نمبر 2 میں ارشاد فرمایا:

وَاَنْتَ حِلٌّ م بِهٰذَا الْبَلَدِ

ترجمہ: ''کہ اے محبوب آپ اس شہر میں رونق افروز ہیں''۔

اس آیت کریما میں اللہ نے شہر مصطفیٰ ﷺ کی بات کی ہے کہ جس شہر میں بھی محبوب آپ تشریف فرما ہوں گے یا اب ہیں مجھے اس شہر کی قسم ہے یعنی شہر بھی اللہ کی نگاہ میں محبوب کے ذریعے اور نسبت سے واجب العزت ہو جاتا ہے تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شہر کی اہمیت محبوب علیہ السلام کی وجہ سے ہے۔

محبوب ﷺ آپ کے آباؤ اجداد اور اولاد کی قسم

اللہ رب العزت نے سورۂ نمبر 90 بلد کی آیت نمبر 3 میں ارشاد فرمایا:

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ

ترجمہ: ''اور تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قسم اور ان کی اولاد کی قسم کہ اولاد میں محبوب خود بھی شامل ہیں''۔

اس آیت کریما میں رب کریم نے اپنے محبوب کی تکریم اس طرح کی آپ کے سارے خاندان کا ذکر اللہ نے اپنی قسم سے کیا یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ کی اولاد تک کا ذکر کیا ہے کہ مجھے اس پاکیزہ خاندان کی قسم ہے۔ یعنی محبوب کے اوپر کے جتنے آباؤ اجداد تھے وہ بھی پاک وصاف اور صاحبان ایمان تھے اور محبوب علیہ السلام کی آل بھی صفت ایمان سے مزین ہے اور ہوگی۔ اور قسم درحقیقت نسبت مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے ہے۔ تاجدار کائینات مصطفیٰ ﷺ نے ایک حدیث شریف میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والد گرامی تک میرے خاندان کے تمام مرد اور خواتین کو ہر قسم کی آلائش سے پاک رکھا اور ان میں فطرت سلیمہ کو بطور خاص رکھا گیا وہ سب بے مثال تھے اور اپنے اپنے زمانے کے تمام دوسرے لوگوں سے پاک صاف مطہرہ اور منزہ تھے اور میں انتہائی پاک اور صاف گذرگاہوں سے ہو کر یہاں تک آیا ہوں۔

Marfat.com

سورۃ الضحیٰ

قسم ہے محبوب ﷺ آپ کے رخ روشن کی

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 93 ضحیٰ کی آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا:

وَالضُّحٰی ترجمہ: ''قسم ہے چاشت کی''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ چاشت کی قسم کا ذکر فرمایا ہے یعنی چڑھتے دن کی قسم اسی سے مراد مفسرین کرام نے حضور علیہ السلام کا چہرہ مبارک لیا ہے کہ محبوب علیہ السلام کا چہرہ پوری کائینات میں سب سے زیادہ روشن خوبصورت اور باوقار ہے اس لیے اصل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے چمکتے دمکتے روشن چہرے کی قسم کا یہاں ذکر فرمایا ہے۔

قسم ہے رات کی جب پردہ ڈالے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 93 ضحیٰ کی آیت نمبر 2 میں ارشاد فرمایا:

وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی

ترجمہ: ''قسم ہے رات کی کہ جب وہ پردہ ڈالے یعنی جب وہ چھا جائے یا آ جائے''۔

ظاہراً تو اس آیت کریمہ میں دن کے بعد رات کا ذکر ہے مگر باطناً اس سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی زلفیں ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کے روشن اور منور چہرے پر کبھی آپ کے بال مبارک کسی ایک لٹ کی صورت میں آ جائے تو یوں لگتا جیسے کے چاند کو بادلوں نے گھیر لیا ہے اس لیے والیل سے مراد زلف مصطفیٰ ﷺ ہے اور اس میں شک بھی کوئی نہیں جو کہ کائینات کی ساری کالی گھٹائیں زلف مصطفیٰ ﷺ ہی کا تو صدقہ ہیں۔

محبوب ﷺ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا نہیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 93 ضحیٰ کی آیت نمبر 3 میں ارشاد فرمایا:

مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی

ترجمہ: ''کہ آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا نہ آپ سے گریز کیا''۔

اس آیت کریما کا پس منظر بلکہ اس پوری صورت ضحیٰ کا پس منظر یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ پر چند دن وحی نہ آئی تو حضور ﷺ تھوڑے سے مضطرب ہو گئے اور چہرہ مبارک سے کچھ پریشانی کے اثرات ظاہر ہوئے تو کفار مکہ جو کہ ہر وقت حضور ﷺ پیچھے لگے رہتے تھے کہ آج آپ کے رب نے کیا فرمایا آج کیا حکم آیا اس قسم کے

Marfat.com

سوالات کرتے تو آقائے کریم ان کو آگاہ فرما دیتے مگر اب کچھ دنوں سے اللہ تعالیٰ نے وحی نہ بھیجی تو حضور علیہ السلام کافروں سے کہنے لگے کہ مجھے ابھی وحی کے ذریعے کوئی نیا حکم نہیں آیا تو چند روز گذرنے کے بعد کفار نے شور مچانا شروع کر دیا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدرتی طور پر کچھ رنجیدہ ہوگئے اور چہرہ مبارک پر بھی پریشانی کے خطوط واضح ہوگئے تو رب کریم نے پوری سورۃ ضحیٰ کا نزول فرما دیا کہ محبوب آپ ان کے بے ہودہ اور بے تکی باتوں سے رنجیدہ خاطر ہوگئے ہیں اور یہ جو بکواس کر رہے کہ آپ کی رب نے آپ کو چھوڑ دیا ہے کیا ان جاہلوں اور نادانوں کو یہ علم نہیں ہے کہ رب نے تو بنایا ہی سب کچھ آپ کے لیے اور آپ کی خاطر ہے اور آپ جیسا محبوب کوئی ہے ہی نہیں اور جب آپ اپنے رب کے محبوب ہیں تو پھر محبوبوں کو کون چھوڑتا ہے یہ نادان لوگ ہیں ان کو کیا پتہ کہ آپ کی شان محبوبی کیا ہے آپ کو نہ آپ کے رب نے چھوڑا ہی نہ کبھی چھوڑے گا آپ تو رب کریم کی رضا اور اس کی محبت ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 93 ضحیٰ کی آیت نمبر 4 میں ارشاد فرمایا:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

ترجمہ: ''آپ کی ہر آنے والے گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کی شان رسالت اور محبوبیت کو ہر اعلیٰ سے اعلیٰ انداز سے بیان فرمایا ہے جب دشمنوں اور کافروں نے یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب نے ان کو چھوڑ دیا ہے تو فرمایا کہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا آپ کا رب بھلا کیوں آپ کو چھوڑے گا اور اب یہاں یہ فرمایا کہ آپ کا آئندہ آنے والا وقت پہلے وقت سے بھی بہتر ہوگا یعنی آپ کے درجے محبوب علیہ السلام قیامت تک بڑھتے ہی جائیں گے اور سارے زمانے میں سب سے زیادہ تذکرہ اور چرچا میرے ذکر کے بعد آپ ہی کا ہوگا زمانہ جوں جوں آگے بڑھتا جائے گا ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بڑھتا جائے گا اور بہتر سے بہتر انداز میں ہوگا۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا رب آپ کو بہت جلد راضی کرے گا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 93 ضحیٰ کی آیت نمبر 5 میں ارشاد فرمایا۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

ترجمہ: ''اور ہاں آپ کا رب محبوب علیہ السلام عنقریب آپ کو آپ کی حسب توقع راضی کرے گا''۔

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کی رغبت وخوشی کا ذکر فرمایا ہے کہ محبوب آپ کسی بھی معاملے میں رنجیدہ خاطر نہ ہوں آپ کا رب یقیناً آپ کو راضی کرے گا یعنی بطور خاص قیامت کے دن آپ کے امتیوں کے حوالے سے آپ کا رب آپ کو راضی کرے گا کیونکہ محبوب آپ کے رب کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہوسکتی ہے کہ اس کا محبوب راضی ہو جائے یعنی ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ عظیم ذات ہے کہ جن کی رضا رب چاہتا ہے۔ ساری کائینات اللہ کو راضی کرنا چاہتی ہے مگر اللہ اپنے محبوب کو راضی کرنا چاہتا ہے اور یہ اعزاز صرف اور صرف اللہ کے محبوب کو ہی حاصل ہے۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم نے آپ کو یتیمی سے نکال کر یہ مقام عطا میں فرمایا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 93 ضحیٰ کی آیت نمبر 6 میں ارشاد فرمایا:

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی

ترجمہ: ''کیا اس رب نے آپ کو یتیم نہ پایا پھر راہ حق عطا کر دی''۔

اس آیت کریمہ کا پس منظر بھی ذات بابرکات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ہے کہ رب کریم نے اپنے محبوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ محبوب ذرا آپ اپنے رب کی کرم نوازی ملاحظہ فرمائے اور اس کی محبتوں کا عالم دیکھئے کہ آپ تو یتیم تھے مگر آپ کے رب نے یتیمی سے آپ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا کوئی تصور کر سکتا تھا کہ ایک یتیم رسولوں کا امام بھی ہوگا اور کائیناتوں کا سب سے اعلیٰ اور ارفع انسان بھی ہوگا پھر یہی نہیں حامل قرآن ہوگا۔ ترجمان رحمان ہوگا آخر الزمان نبی ہوگا رب کا محبوب ہوگا اور پھر قیامت میں گنہگاروں کے لیے شفیع ہوگا اور دنیا جہاں میں نہیں بلکہ سارے جہانوں کے لیے رحمت للعالمین ہوگا اور پھر قیامت کے سب سے ارفع اعلیٰ مقام پر فائز کیا جائے گا اور صاحب مقام محمود ہوگا یہ سب آپ کے رب کی عطائیں جو آپ کے لیے مخصوص ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے ہدائیتوں سے نکال کر سب سے اونچا مقام دے دیا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 93 ضحیٰ کی آیت نمبر 7 میں ارشاد فرمایا:

وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی

ترجمہ: ''اور آپ کو ہم نے اپنی محبت میں کھویا ہوا پایا تو آپ کو اپنی راہ پر گامزن کر دیا''۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو مکے میں مبعوث فرمایا تو اس وقت مکہ جہالت کی تاریکی میں مکمل طور پر ڈوبا ہوا تھا جہاں انسانی اقدار کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی۔ اس تاریک ترین معاشرے میں اللہ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو سراج منیر بنا کر بھیجا تو تاریک فضائیں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جگمگانے لگیں جہالت اور شرک کے

Marfat.com

بت ٹوٹنے لگے اور ہر طرف صبح خنداں کا اجالا نظر آنے لگا۔ اس منظر کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے ذریعے سے بیان کیا ہے کہ کفر کی تاریکیوں میں میرا محبوب ہدایت کا سورج بن کر طلوع ہوا اور رسالت ہی راہ حق اور راہ ہدایت تھی جس سے محبوب علیہ السلام کو سرفراز فرمایا گیا۔

آپ ﷺ کو حاجتمند پایا تو غنی کر دیا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 93 ضحیٰ کی آیت نمبر 8 میں ارشاد فرمایا:

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى

ترجمہ: ''آپ کے رب نے آپ کو حاجتمند پایا تو آپ کو غنی کر دیا''۔

اس آیت کریمہ میں بظاہر تو دنیا کی دولت کا تصور ابھرتا ہے مگر دراصل محبوب علیہ السلام اپنی امت کے لیے ہر قسم کی بہتری کے خواہاں تھے اور ہمہ وقت آپ کو اپنے غلاموں کی فکر رہتی کہ کوئی غلام ایک لقمے سے بھی محروم نہ رہے اس لحاظ سے ساری کائیناتوں کے سارے خزانوں کا مالک آپ کو بنا دیا اور دوسری طرف محبوب علیہ السلام کو باطنی غنا کی دولت عطا فرما دی کہ اب محبوب آٹھ آٹھ دن تک بھی رب ہی کی یاد میں مستغرق رہتے ہیں مگر حضور ﷺ کو پتہ ہی نہیں چلتا۔ یعنی دونوں نعمتوں کو محبوب کے قدموں میں ڈال دیا ظاہری نعمتیں بھی اور باطنی نعمتیں بھی۔

محبوب ﷺ آپ یتیموں کے لیے دامن رحمت دراز رکھیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 93 ضحیٰ کی آیت نمبر 9 میں ارشاد فرمایا:

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ترجمہ: ''محبوب علیہ السلام یتیم پر دباؤ نہ ڈالیے''

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت دراصل اپنے محبوب علیہ السلام کی وساطت حضور علیہ السلام کی امت کو یہ سبق دینا چاہتا ہے کہ یتیم پر ہمیشہ شفقت فرمایئے اور اسے کبھی سخت انداز میں جواب نہ دیجئے حالانکہ اللہ کے محبوب علیہ السلام تو خود یتیم تھے اور بہتر جانتے تھے کہ یتیمی کی محرومی کیا ہوتی ہے مگر اس کی باوجود رب کریم نے اس آیت کریمہ کے ذریعے محبوب علیہ السلام کو مزید کرم کا حکم دیا اور امت کے لیے ایک راستہ متعین فرما دیا کہ کوئی بھی یتیم کے ساتھ سختی نہ کرے اور حتی المقدور اس سے نرم رویہ اختیار کرنے کی کوشش کرے کہ یتیم از خود ایک بہت بڑی محرومی ہے اور محروم آدمی سے کسی قسم کی سختی کرنا یا اس کا حق تلف کرنا یہ بہت سنگین جرم ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے ذریعے سے امت کو حکم دیا کہ وہ بھی یتیم کے ابرے میں ہمیشہ نرم رویہ رکھے۔

Marfat.com

محبوب ﷺ سائل کو کبھی نہ کی صورت میں جواب نہ دیں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 93 ضحیٰ کی آیت نمبر 10 میں ارشاد فرمایا:

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ ترجمہ: "اور منگتے کے ساتھ سختی سے گفتگو نہ فرمائیں"۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرمایا کہ محبوب آپ اپنے دروازہ سائل کے لیے ہمیشہ کھلا رکھا کیجئے اور نہ کی صورت میں اس کو کبھی بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹانا۔ یہ تو محبوب علیہ السلام کے لیے بات تھی مگر محبوب علیہ السلام کی امت کے لیے بھی اس میں سبق ہے اور نصیحت کہ وہ بھی منگتوں کو سختی کے ساتھ نہ جواب دیا کریں اگر کسی کو کچھ دینا مقصود نہ ہو تو بھی نرمی سے اسے جواب دینا چاہیے مگر محبوب علیہ السلام کا معاملہ جدا ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا محبوب آپ رحمت للعالمین ہیں آپ کا دروازہ ہر ایک کے لیے کھلا رہنا چاہیے اور آپ کے در دولت یا کاشانہ نبوت سے کسی کو بھی کبھی خالی نہیں جانا چاہیے۔

آپ ﷺ رب کی نعمت کا چرچا فرمایئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 93 ضحیٰ کی آیت نمبر 11 میں ارشاد فرمایا۔

وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ترجمہ: "اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کریں"۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو اپنی عطا کردہ نعمتوں کے تذکرے اور چرچے کا حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کو ساری کائیناتوں کی نعمتوں سے نواز دیا تو فرمایا آپ زمانے کو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس قدر نعمتیں آپ کو عطا کی ہوئی ہیں سارے جہانوں کی نعمتیں آپ کے قدموں میں ہیں ان کا ذکر فرمایا کریں اور اس آیت کریما سے امت کے لیے بھی یہ حکم ہے کہ جب اللہ کا فضل اور اس کی نعمت نصیب ہو تو اس نعمت کا تذکرہ لوگوں سے کرنا چاہیے کہ نعمت کا ذکر شکر کا ایک طریقہ بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اعتراف بھی ہے اسی لیے اہل سنت حضرات محبوب علیہ السلام کی ولادت کا تذکرہ محافل میلاد میں کرتے ہیں کہ امت کے لیے کائینات میں حضور علیہ السلام کے وجود رحمت سے زیادہ نعمت اور کوئی نہیں اور امتی کو حضور ﷺ سے ایمان کی نعمت ملی یعنی حضور ﷺ خود بھی نعمت ہیں اور آپ نے جو عطا کیا وہ ایمان ہے جو بہت بڑی نعمت ہے اس لیے نعمت عظمیٰ کا تذکرہ اور چرچا کرنا یہ قرآن کا منشاء بھی ہے اور ایک امتی کی محبت کا اظہار بھی ہے کہ وہ اپنے آقا کے وجود سعید کی نعمت کا ذکر کرتا ہے کیونکہ وہ حضور علیہ السلام سر سے لے کر پاؤں تک امتیوں کے لیے نعمت ہی نعمت ہے تو چہرہ مصطفیٰ ﷺ کا تذکرہ بھی چرچہ نعمت ہے اور سراپاء مصطفیٰ ﷺ کا تذکرہ بھی چرچائے نعمت ہے۔

Marfat.com

سورہ الم نشرح

محبوب ﷺ کیا ہم نے آپ کا سینہ کشادہ نہ کیا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 94 الم نشرح کی آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ

ترجمہ: ''کیا ہم نے آپ ﷺ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا''۔

اللہ رب العزت نے اس آیت کریمہ میں اپنے محبوب علیہ السلام کے سینے کی وسعت کا ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کشادگی اور وسعت اپنے محبوب علیہ السلام کو عطا فرمائی ہے اس کا اندازہ کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ قرآن حکیم کے بارے میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ محبوب ہمارا قرآن یہ پہلی تمام سابقہ کتب کا مجموعہ ہے بلکہ ان کے سارے علوم کا نچوڑ ہے اور اس میں ہر چیز کا بیان موجود ہے اور یہ قرآن ہم نے آپ علیہ السلام کے سینے پر نقش کر دیا ہے تو جب قرآن کے علوم کی وسعت کی کوئی حد نہیں تو پھر سینہ مصطفیٰ ﷺ کے سینے کی وسعت کا عالم کیا ہوگا۔ جو کچھ قرآن پاک میں ہے وہ تو اظہر من الشمس ہے مگر قرآن کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے بہت سی باتیں کیں اس لیے حضور علیہ السلام کا سینہ گنجینۂ علم ہے کہ جس کا کوئی احاطہ یا اندازہ کر نہیں سکتا۔

محبوب ﷺ آپ سے تمام بوجھ اتار دیئے گئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 94 الم نشرح کی آیت نمبر 2 میں ارشاد فرمایا:

وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ترجمہ: ''اور آپ پر سے آپ ﷺ کا بوجھ اتار دیا گیا''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اس بات سے محبوب کو آگاہ کر دیا کہ اے میرے محبوب آپ ﷺ کا قلب اطہر کفار کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے اکثر مغموم ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ آپ اپنی امت کے گناہوں کی وجہ سے بھی رنجیدہ ہو جاتے ہیں مگر آپ کا رب تو آپ کو ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتا ہے اس لیے اے محبوب آپ کافروں کے ایمان کے متعلق تو سوچیں بھی نہیں البتہ امت کے گناہوں کا جو آپ غم محسوس کرتے ہیں اس کے لیے ہم نے آپ کو شفاعت کبریٰ اعزاز عطا فرما دیا کہ اب قیامت کے دن اپنی امت کے گنہگاروں کی شفاعت کر کے انہیں جنت دلوا سکیں گے اس لیے آپ اس غم کو بھی دل سے نکال پھینکئے اور پھر یہ کہ قیامت کے دن امتوں میں سے سب سے پہلے آپ ہی کی امت کا حساب و کتاب شروع ہوگا لہٰذا آپ مطمئن ہو جائیے۔

Marfat.com

اور محبوب ﷺ ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا آپ ہی کے لیے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 94 الم نشرح کی آیت نمبر 3 میں ارشاد فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

ترجمہ: ''اور ہم نے آپ کے لیے آپ ﷺ کا ذکر بلند کر دیا''۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریما میں اپنے محبوب کے ذکر کی بلندی کا ذکر بطور خاص فرمایا کہ آپ ہی کے لیے آپ کا ذکر بلند کر دیا گیا ہے کہ آپ دیکھیں گے کہ کائینات کا گوشہ گوشہ اے محبوب آپ کا ذکر کر رہا ہے اور یہ درجہ بھی صرف آپ ہی کو عطا کیا گیا ہے۔ اگر چہ اور پیغمبروں کا ذکر بھی قرآن میں ہے اور ان کا ذکر بھی قیامت تک ہوتا رہے گا مگر اے محبوب ﷺ آپ کا ذکر اس طرح سب سے بلند کر دیا ہے کہ قیامت تک آپ کا ذکر میرے ذکر کے ساتھ ہی ہوتا رہے گا۔

محبوب ﷺ آپ کے لیے دشواری کے ساتھ آسانی بھی ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 94 الم نشرح کی آیت نمبر 6 میں ارشاد فرمایا۔

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

ترجمہ: ''بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو انتہائی لطیف انداز میں یہ بات سمجھائی ہے کہ محبوب بلا شبہ آپ کفار کی مزاحمت اور ان کی مخالفت کی وجہ سے بہت ہی دشواری میں ہیں اور ہر قسم کی سختی اور تلخی برداشت کر رہے ہیں مگر یہ دشواریاں عارضی ہیں جبکہ آپ علیہ السلام کو آخر کار آسانیاں عطا فرما دی جائیں گی یعنی محبوب ہر طرف اسلام ہی کا غلبہ ہوگا پھر آپ کے لیے اور آپ کے غلاموں کے لیے آسانیاں ہی آسانیاں ہوں گی غم کے بادل چھٹ جائیں گے اور صبح نوید ہر ایک پر طلوع ہو کر رہے گی۔

محبوب ﷺ آپ دعا انتہائی لگن کے ساتھ کریں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 94 الم نشرح کی آیت نمبر 7 میں ارشاد فرمایا:

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ

ترجمہ: ''اور جب آپ نماز سے فارغ ہو جائیں تو اے محبوب آپ دعا میں محنت کریں''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو نماز کی تکمیل کے بعد دعا کے متعلق ارشاد

Marfat.com

فرمایا کہ نماز اللہ کی بندگی کا سب سے حسین ذریعہ ہے لہٰذا محبوب علیہ السلام نماز کے بعد جب آپ محنت کے ساتھ لگن اور آرزو کے ساتھ دعا کریں گے تو آپ کا رب یقیناً اسے قبول فرمائے گا اور اس آیت کے ذریعے یہ سبق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لیے بھی ہے کہ صرف نماز ہی پڑھ کر فارغ نہ ہو جاؤ بلکہ محنت کے ساتھ اور پوری توجہ کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگو اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے گا۔ بعض لوگ دعا کرنے سے گھبراتے ہیں مگر اس آیت میں اللہ رب العزت نے دعا کی تلقین فرمائی ہے وہ بھی بالخصوص نماز کے بعد یعنی نماز تو فرض تھی جو تم نے پورا کیا اب مانگ لو جو مانگنا ہے وہ تمہیں عطا فرمائے گا۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب ہی کی طرف رغبت کریں

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 94 الم نشرح کی آیت نمبر 8 میں ارشاد فرمایا:

وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ترجمہ: ''اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کیجئے''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنی طرف رجوع اور رغبت کرنے کی بات ارشاد فرمائی کہ نماز پڑھ دعا بھی کر لی پھر بھی توجہ اور رجوع اسی معبود برحق ہی کی طرف رہنی چاہیے کہ وہ مالک الملک ہے اور اس سے رابطہ رکھنا ہی عبادتوں کی عبادت ہے۔ اس لئے محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ بلاشبہ امور دنیا میں بھر مصروف رہتے ہیں لیکن محبوب آپ کی توجہ اور دھیان صرف اپنے رب ہی کی طرف ہونا چاہیے۔ کہ آپ کا رب آپ کو اپنی ہی طرف متوجہ رکھنا چاہتا ہے۔

سورۃ التین

قسم ہے اس امن والے شہر کی

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 95 التین کی آیت نمبر 3 میں ارشاد فرمایا:

وَ ھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ترجمہ''۔ اور اسی امن والے شہر کی قسم''

اللہ رب العزت نے سورۃ تین کی اس آیت مقدسہ میں دھرا کر امن والے شہر کی قسم کا ذکر کیا ہے اور اس شہر امن سے بھی مراد حضور علیہ السلام کے شہر مکہ سے ہے۔ کہ یہ شہر مکہ ایک تو اللہ کے گھر کی وجہ سے انتہائی مقدس اور محترم ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ شہر خود حضور علیہ السلام کا شہر ہے کہ آپ کا تعلق اسی شہر سے تھا یہ ولادت گاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سارا خاندان بھی اسی ہی شہر میں مقیم تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے پھر سے اس شہر عظیم کا ذکر فرمایا ہے۔

Marfat.com

سورۃ العلق

محبوب ﷺ اپنے رب کے نام سے پڑھیئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 96 علق میں ارشاد فرمایا آیت نمبر 1

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ

ترجمہ: ''پڑھیئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا''۔

اس آیت کریما کا تعلق حضور نبی کریم ﷺ کی پہلی وحی سے ہے کہ حضور ﷺ غار حرا میں جلوہ افروز تھے اور ذکر وفکر الٰہی میں مصروف تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل امین کے ذریعے آپ کو وحی بھیجی اور مفسرین کرام کے مطابق اور حضور علیہ السلام کے فرمان کے مطابق یہ پہلی وحیٔ قرآن تھی جو اللہ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو عطا فرمائی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو سب سے پہلا پیغام ہی پڑھنے کا دیا یعنی علم کا دیا کہ حبیب آپ پڑھیئے اور اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علوم عطا فرمائے کہ جن کی کوئی حد ہی نہیں ہے۔

پڑھیئے کہ آپ ﷺ کا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 96 علق کی آیت نمبر 3 میں ارشاد فرمایا:

اِقۡرَاۡ وَ رَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ

ترجمہ: ''اور پڑھیئے کہ آپ کا رب ہی سب سے بڑا کرم والا ہے''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو پڑھنے کی تلقین فرمائی کہ محبوب پڑھیئے کہ آپ کا رب سب سے بڑا کریم ہے اس کے کرم کی کوئی حد نہیں ہے اور اس جگہ محبوب علیہ السلام سے رب نے اپنی کریمی کا ذکر اس لیے بھی فرمایا کہ پتہ چل سکے کہ اس کا سب سے بڑا کرم اس کا کسی کو علم کی دولت سے سرفراز فرمانا ہے یعنی جتنا جتنا کسی کے پاس دین کا علم ہوگا اسی حساب سے اس پر اللہ کا کرم ہوگا۔ دنیا کی دیگر نعمتیں بھی بلا شبہ اسی کے کرم سے نصیب ہوتی ہیں مگر ایمان کے بعد اس کی سب سے بڑے نعمت اور کرم اس کا کسی کو علم عطا کرنا ہے۔

بیشک محبوب ﷺ سب کو آپ کے رب ہی کی طرف لوٹنا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 96 علق کی آیت نمبر 8 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الرُّجۡعٰی

ترجمہ: ''بے شک آپ کے رب ہی کی طرف (سب کو) لوٹنا ہے''۔

Marfat.com

اس آیت کریما میں رب کریم نے یوم قیامت کے حوالے سے محبوب علیہ السلام سے بات کی ہے کہ اے محبوب آخر کار دنیا کے تمام انسانوں کو آپ کے رب کی طرف پھرنا ہے۔ اس آیت کریما میں بھی اللہ رب العزت نے آپ کے رب کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ رب تو ساری کائیناتوں کا ہے اور اگر وہ اس آیت کریما میں یہ فرما دیتا ہے کہ سب کو اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے تو پھر بات بڑی واضح اور صاف تھی مگر یہاں بھی اللہ نے نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی مقدم رکھا اور فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کی طرف یعنی رب کریم کو محبوب کا رب کہلوانا یا کہنا پسند ہی نہیں بلکہ بہت ہی پسند ہے کہ محبوب آپ کا رب آپ کا رب۔

سورۃ البینۃ

یہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک صحیفے پڑھتا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 98 بینۃ کی آیت نمبر 2 میں ارشاد فرمایا:

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً

ترجمہ۔ ''وہ کون؟ وہ اللہ کا رسول کہ پاک صحیفے پڑھتا ہے۔''

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی آسمانی صحیفے پڑھنے کی صفت کا اظہار فرمایا ہے کہ یہ وہ محبوب ہے کہ جو تمام سابقہ آسمانی کتابوں کے علوم سے بھی مزین ہے اور اب قرآن بھی اس کے سینے میں محفوظ ہے اور یہ صاحب قرآن قرآن کی تمام رمزیں اور اس کی حقیقتیں جانتا ہے اور یہ محبوب سابقہ انبیاء کے صحائف کی بھی تلاوت مشرکین اور کافروں کے سامنے فرماتا ہے پھر ان کو اس رسول اعظم کا کلمہ پڑھنے سے کونسی چیز منع کرتی ہے ظاہر ہے کہ صرف اور صرف ان کی خودسری اور ہٹ دھرمی ہے۔

ان کے پاس روشن دلیل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روپ میں آ گئی

اللہ رب العزت نے سورۂ نمبر 98 بنیۃ کی آیت نمبر 4 کی آیت کریما کے آخری حصے میں حضور علیہ السلام کی بات ارشاد فرمائی۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ م بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنَةُ

ترجمہ: ''اور پھوٹ نہ پڑی کتاب والوں میں مگر جب وہ روشن دلیل یعنی محمد مصطفیٰ ان کے پاس آ گئے تو یہ تذبذب کا شکا ہو گئے''۔

اس آیت کریما کا پس منظر یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے پہلے اہل کتاب اپنی کتابوں کے حوالے سے حضور علیہ السلام کی صفات و کمالات کو جانتے تھے اور انہیں علم تھا کہ نبی آخرالزماں تشریف لانے والے

Marfat.com

یہاں تک کہ حضور ﷺ کی آمد کی خبر تک تو یہ اہل کتاب متفق تھے مگر ان کے ایمان اور ان کے یقین میں خلل اس وقت پڑا جب حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ حضور ﷺ کے متعلق جاننے والوں نے ہی آپ کو ماننے سے انکار کر دیا یہ بات عجیب تھی حالانکہ قرآن حکیم میں ہی ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ یہ اہل کتاب صفات و کمالات کے حوالے سے میرے محبوب کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے ہیں مگر جب آپ ﷺ آ گئے تو انہوں نے آپ کو ماننے سے انکار کر دیا اور اب اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی اسی کمزوری کی بات کی ہے کہ محبوب روشن دلیل بن کر آئے مگر اب انہوں نے اسی محبوب ﷺ کو ماننے سے انکار کر دیا ہے۔

سورہ العصر

محبوب ﷺ کے زمانے کی قسم ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 103 العصر میں ارشاد فرمایا آیت نمبر 1۔

وَالْعَصْرِ ترجمہ: ''قسم ہے اس زمانے کی''۔

اس آیت کریمہ میں ظاہراً تو اللہ تعالیٰ نے زمانے کا ذکر فرمایا ہے کہ زمانہ از خود ایک بہت بڑی حقیقت ہے اور زمانہ اسی رب کریم کا بنایا ہوا مگر اس قسم میں دراصل زمانہ مصطفیٰ ﷺ کی قسم ہے کہ محبوب علیہ السلام کا زمانہ حضور ﷺ ہی کی حدیث کے مطابق سب سے بہتر زمانہ تھا اس لیے اللہ نے محبوب علیہ السلام کی حیات طیبہ تک کے زمانے کی قسم اٹھائی ہے کہ محبوب قسم ہے اس زمانے کی کہ جس میں آپ موجود تھے اپنی ظاہری حیات میں۔

سورہ الفیل

محبوب ﷺ آپ نے نہ دیکھا ہاتھی والوں کا معاملہ

اللہ رب العزت نے سورۃ فیل کی آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ

ترجمہ: ''اے محبوب کیا آپ نے دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے ابرھہ کے لشکر کی بات ارشاد فرمائی ہے کہ یمن کا بادشاہ ابرھہ حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت سے پہلے بیت اللہ شریف کو مسمار کرنے کے لیے یمن سے ہاتھیوں کی فوج لے کر چلا اور جب وہ بیت اللہ شریف کے پاس پہنچا یعنی مکے میں آیا تو اللہ رب العزت نے ابابیل پرندوں کے

Marfat.com

ذریعے سے اس کے ہاتھیوں کو اور اس کی فوج کو مروا دیا اللہ نے اس واقعہ کی یاد محبوب علیہ السلام کو دلائی ہے کہ دیکھئے محبوب کہ آپ کے رب نے اس کے ساتھ کیا کیا کیونکہ آپ کا رب ہر چیز پر قادر ہے وہ جو چاہے کرسکتا ہے۔

سورہ الکوثر

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 108 کوثر کی آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ترجمہ: ''بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی''۔

سورۂ کوثر اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو بطور تحفہ خاص عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام کو اپنے خزانۂ قدرت سے خصوصی انعامات اور اکرام عطا فرمائے مگر اس نے اپنے محبوب علیہ السلام کو سب انبیاء سے زیادہ نعمتیں اور خزانے عطا فرمائے اس میں ایک خصوصی خزانہ سورۃ کوثر کا بھی ہے۔ ویسے تو اس کوثر سے مراد خیر کثیر ہے مگر در حقیقت کوثر سے مراد دنیا جہان کے تمام خزانے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا فرما دیے اور آپ علیہ السلام کو ان کا مالک بھی بنا دیا کیونکہ یہ وہ کریم آقا ہیں کہ جو اپنی پاس کچھ بچا کر نہیں رکھتے بلکہ لٹا دیتے ہیں کوثر سے مراد حوض کوثر بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی امت کے اعمال صالحہ کے حامل لوگوں کے لیے جنتوں میں خصوصی طور پر بنایا ہوا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے یوم قیامت اپنے نیک امتیوں کو اپنے ہاتھوں سے جام پلائیں گے یہ حصول انعام ہوگا امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس لیے حضور علیہ السلام کو ساقئ کوثر بھی کہا جاتا ہے آپ شافعِ محشر بھی ہیں اور ساقی کوثر بھی ہیں۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیئے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 108 کوثر کی آیت نمبر 2 میں ارشاد فرمایا:

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ ترجمہ: ''پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھیئے اور قربانی کیجئے''۔

اللہ رب العزت نے اس سورۃ کوثر میں اپنے محبوب علیہ السلام کو بطور خاص نماز پڑھنے کی تاکید کی ہے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہمہ وقت قلبی اور روحانی طور پر حالت نماز ہی میں ہوتے مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ارشاد فرمایا کہ آپ اپنی رب کے لیے نماز پڑھئے یعنی رب کریم کو ذکر و فکر مصطفیٰ اور حضور کا رکوع و سجود سب سے اچھا لگتا ہے وہ حالت نماز میں اپنے محبوب علیہ السلام کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ نماز کے ساتھ اسی آیت کریما میں اللہ رب العزت نے قربانی کا ذکر بھی فرمایا ہے کہ محبوب علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا اور آخرت کے تمام خزانوں کا

Marfat.com

مالک بنایا ہے تو پھر آپ ﷺ اسی حساب سے قربانی بھی کیجئے کہ بس آپ سب کچھ رب کے نام پر قربان کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ جب عطا فرماتا ہے تو پھر اس کی راہ میں لٹانا بھی چاہیے۔

آپ ﷺ کا دشمن بے نام ہو جائے گا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 108 کوثر کی آخری آیت نمبر 3 میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ

ترجمہ: ''محبوب ﷺ بے شک آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہوگا''۔

اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے دشمنوں کی بطور خاص بات کی کہ محبوب آپ کا ایک ایک دشمن بے نام ونشان ہو جائے گا ہر خیر اور ہر سہولت سے محروم ہو جائے گا بلکہ وہ قیامت تک زمانے میں نشاب عبرت بن جائے گا۔ محبوب علیہ السلام آپ کی شان تو آنے والے وقت میں ہر لحظہ بڑھے گی لیکن آپ کے دشمنوں کی زلت اور سوائی میں اضافہ ہوگا اور ایسا ہوا بھی تھا اور ایسا ہوگا بھی دشمن محبوب ذلیل ورسوا ہوتے رہیں گے اور غلامان مصطفیٰ ﷺ زمانے میں چمکتے رہیں گے۔

سورہ الکافرون

محبوب ﷺ آپ کافروں سے فرمادیں کہ میری عبادت اور ہے اور تمہاری اور

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 109 کافرون کی آیت نمبر 1، آیت نمبر 2 اور آیت نمبر 3 میں ارشاد فرمایا:

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡکٰفِرُوۡنَ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ

ترجمہ: ''اے کافرو! میں نہیں عبادت کرتا اس کی جس کی تم کرتے ہو۔ اور نہ تم بندگی کرتے ہو جس کی میں کرتا ہوں''۔

ان آیات بینات میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ محبوب آپ سر عام اعلان فرمادیں کہ اے کافرو! تم بغور سن لو کہ تم جن بتوں کی پوجا کرتے ہو میں ان پر لعنت بھیجتا ہوں اور میں اس خدائے وحدہ کی عبادت کرتا ہوں کہ جس کو تم اپنا رب نہیں مانتے تم اپنے خود ساختہ خداؤں کی پوجا کرو اور میں اپنے ایک ہی رب کی بندگی کروں گا اور اسی کی بندگی کی سب کو دعوت دیتا رہوں گا۔ پہلی آیتوں میں محبوب علیہ السلام نے اپنی عبادت کا مرکز ومحور اپنے رب کریم کو بتایا اور اب آیت نمبر 3 میں اس کے برعکس کافروں کی بات ارشاد فرمائی کہ تم نہیں پوجتے میرے رب کو یہ بات اس لیے ارشاد فرمائی کہ دو الگ الگ نظریات ہمیشہ کے لیے الگ الگ ہو

Marfat.com

جائیں اور حق و باطل کا فرق روز روشن کی طرح ہر ایک کے سامنے قیامت تک کے لیے آ جائے کہ کافروں اور مسلمانوں میں کیا فرق ہے حضور علیہ السلام نے پہلے اپنی بات کی پھر ان کی بات کی کہ میں تمہارے خداؤں کو نہیں مانتا اور تم میرے خدا کو نہیں مانتے۔

کافروں کا دین اور اور میرا دین اور

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 109 کافرون کی آخری آیت نمبر 6 میں ارشاد فرمایا

لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ ترجمہ: ''تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین''۔

اس آیت کریما میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوٹوک الفاظ میں تمام کافروں کو فرما دیا کہ میرا کام اللہ تعالیٰ کا پیغام حرف بہ حرف تمہیں پہنچا دینا تھا سو میں نے تمہیں پہنچا دیا اور ایک نکتہ بھی میں نے ایسا نہیں چھوڑا کہ جس کی میں نے تمہارے سامنے وضاحت نہ کی ہو مگر تم اب تک اپنے کفر پر ڈٹے ہوئے ہو اور تم ڈٹے ہی رہو گے اور اس حالت میں جہنم تمہارا مقدر ٹھہر چکا تو پھر اب میں تم سے آخری بات کہہ رہا ہوں کہ تمہیں تمہارا کفر بطور راہنما منظور ہے تو ٹھیک ہے اور مجھے میرا ایمان میرے لیے عزیز ہے اب تمہارا اور ہمارا راستہ ہمیشہ کے لیے جدا جدا ہے کیونکہ اب میری تبلیغ کا دور ختم ہو گیا ہے۔ میری امت ملت اسلامیہ ہے اور تم اے کافر ملت کفر ہو۔

سورہ النصر

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اللہ کی نصرت اور فتح آ گئی

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 110 نصر کی آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا:

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ ترجمہ: ''اور جب اللہ کی مدد اور فتح عام آ گئی''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو فتح عام اور کھلی نصرت کی نوید سنا دی کہ محبوب آپ کی رسالت کے فیضان سے اور آپ کے رب کی رحمت کے سبب سے اب لوگ جوق در جوق اسلام کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ اور یہ فتح اور نصرت محبوب آپ ہی کے لیے ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھیں گی کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج ا رہے ہیں

اس آیت کریما میں یعنی سورۃ نمبر 110 نصر کی آیت نمبر 2 میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا

ترجمہ: ''اور اے محبوب علیہ السلام آپ لوگوں کو دیکھیں کہ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہوتے ہیں''۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے بعد عامۃ الناس کے لیے اپنے دین کے دروازے کھول دیے اور محبوب علیہ السلام کو صرف مکے ہی میں فتح عطا نہ فرمائی بلکہ رب کریم نے محبوب علیہ السلام کی رسالت کا سکہ پورے جہان پر بٹھا دیا اور پوری دنیا میں لوگ بن دیکھے اسلام اور محبوب خدا سے محبت کرنے لگے اور چاروں طرف سے اب لوگ اسلام کے دامن میں آنے کے لیے لشکر در لشکر گروہ در گروہ آنا شروع ہو گئے گویا فتح مکہ کے بعد کائنات میں ہر جگہ اسلام کی بہار نظر آنے لگی اور جگہ جگہ گھر گھر گلشن گلشن اسلام مہکنے لگا۔

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کی تسبیح کیجئے اور استغفار کیجئے

اللہ رب العزت نے سورنمبر 110 نصر کی آخری آیت نمبر 3 میں ارشاد فرمایا:

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ. اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا

ترجمہ: ''پس اپنے رب کی تسبیح کیجئے اور اس سے بخشش طلب کیجئے بے شک وہ بہت ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے ایک دفعہ پھر اپنے محبوب علیہ السلام سے اپنی پاکی یعنی تسبیح بیان کرنے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے محبوب علیہ السلام سے اپنا ذکر سننا انتہائی اچھا لگتا تھا۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ لب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر وقت اس کا نام رہے کہ اسے محبوب کا ذکر سن کر انتہائی خوشی ہوتی ہے اس کے ساتھ ہی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بذریعہ محبوب علیہ السلام امت کو یہ سبق دیا کہ وہ بھی ہمہ وقت ذکر الٰہی کریں اور اسی سے ہمیشہ اپنی مغفرت و بخشش طلب کریں کہ بندے کا یہ وطیرہ اسے بہت پسند ہے کہ جتنا جتنا کوئی اس کے ذکر میں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے وہ رب بھی اس کے قریب سے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

سورہ اللھب

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن کے لیے تباہی ہے بربادی ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 111 لہب کی آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا:

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ

ترجمہ: ''تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا''۔

سورۂ لہب میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کے دشمن ابولہب کی بات کی حالانکہ وہ آپ علیہ السلام کا چچا بھی تھا مگر چونکہ اس کی آشنائی ابوجہل کے ساتھ تھی اس لیے اس بدبخت نے اپنے بھتیجے محمد

Marfat.com

مصطفیٰ ﷺ کی نبوت و رسالت کو نہ مانا اور ساری زندگی محبوب علیہ السلام کے درپے آزار رہا حتیٰ کہ اس کی بیوی ام جمیل حضور علیہ السلام کی دشمنی میں بہت آگے بڑھ گئی کہ خود رب کریم نے اس کی بربادی اور تباہی کا اعلان قرآن میں فرما دیا۔ اس آیت کریما میں اللہ تعالیٰ نے دشمن مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ ٹوٹ جانے کا ذکر کیا ہے کہ جو ہاتھ اللہ کے محبوب کے خلاف کام کرتے ہیں وہ واقعتاً ٹوٹ جانے کے قابل ہیں۔

محبوب ﷺ کے دشمن کا مال اس کے کام نہ آیا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 111 لہب کی آیت نمبر 2 میں ارشاد فرمایا:

مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ

ترجمہ: ''اسے قطعاً کچھ فائدہ نہ پہنچایا اس کے اس مال نے جو اس نے کمایا''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے ابولہب کے کمائے ہوئے مال کی بات کی کہ وہ دشمن مصطفیٰ ﷺ بن گیا تھا لہٰذا اس کا مال بھی اسے عذاب الٰہی سے روک نہ سکا یعنی وہ یہ سمجھتا تھا کہ وہ دولت مند ہے لہٰذا اس کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کے دشمنوں کو نیست و نابود کر دیتا ہے اور یہاں تو معاملہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا تھا کہ وہ حضور ﷺ کا دشمن بن گیا اگر وہ غلامئ محمد مصطفیٰ ﷺ اختیار کر لیتا تو اس کا مال اسلام کی راہ میں خرچ ہوتا اور اسے دونوں جہانوں میں فائدہ پہنچتا مگر وہ حضور علیہ السلام کا دشمن ہو گیا اس لیے اس کی زندگی مال متاع سب کچھ برباد گیا اور اب حال یہ ہے کہ وہ آگ ہی میں دھنستا جا رہا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے جہنم کی آگ کے شعلوں کے سپرد کر دیا اور جہنم کی گہرائی لامحدود ہے سو وہ اس کی گہری آگ کی خندقوں میں دھنستا ہی چلا جا رہا ہے کیونکہ یہ انتقام خداوندی ہے۔ پھر آگے اسی سورۃ میں ابولہب کی بیوی ام جمیل کا تذکرہ بھی ہے کہ وہ بھی حضور علیہ السلام کی دشمنی میں پیش پیش تھی وہ ایک دولت مند عورت تھی مگر وہ حضور ﷺ کی مخالفت اور دشمنی میں اپنے خاوند سے بھی دو ہاتھ نہیں بلکہ دس ہاتھ آگے تھی وہ جنگل میں خود جاتی اور سب سے بڑے بڑے اور نوکیلے کانٹوں کا گٹھا خود چن کر لاتی اور وہ کانٹے محبوب کریم علیہ السلام کے راستے میں ڈال دیتی کہ جب آپ ﷺ اُس سے گذریں تو آپ علیہ السلام کو نوکیلے کانٹوں سے نقصان ہو مگر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں تھا اس نے اس کے مقدر میں عبرتناک موت لکھ دی ہوئی تھی۔ ابولہب تو بہت ہی بری موت سے ہمکنار ہوا اور اس کی بیوی ام جمیل کو اللہ تعالیٰ نے انہی کانٹوں والے گٹھے سے پھانسی دلوا دی کہ اس نے کانٹوں کا گٹھا سر پر اٹھایا ہوا تھا کہ اس کے پاؤں میں

Marfat.com

ٹھوکر لگی اور وہ گٹھا اس کے سر سے لڑھک کر اس کی گردن کے نیچے لٹک گیا اور جس رسی سے اس نے اس کو باندھا ہوا تھا وہ ہی رسی پھر اس کے گلے کا پھندا بن گئی اور یوں وہ خود ہی پھانسی چڑھ گئی۔ یہ سورت بھی شان مصطفیٰ ﷺ کی مظہر ہے کہ رب کریم کس طرح سے حضور علیہ السلام کے دشمنوں کو نیست و نابود کرتا ہے اور محبوب کی عظمت کا دفاع کرتا ہے۔ اور یہ اصول اللہ تعالیٰ کی طرف سے تا قیامت جاری ہے کہ اللہ تعالیٰ محبوب علیہ السلام کے غلاموں اور سچی محبت کرنے والوں کو دائمی عزتوں سے سرفراز فرما دیتا ہے کہ پھر ان کی قبر بھی عامۃ الناس میں قابل قدر بن جاتی ہے اور جو دشمنان مصطفیٰ ﷺ ہوں ان کا نام و نشان تک مٹا دیا جاتا ہے اور وہ قیامت تک کے لیے نمونہ عبرت بن جاتے ہیں۔

سورہ الاخلاص

محبوب ﷺ آپ فرما دیں کہ اللہ ایک ہے

اللہ رب العزت نے سورۂ اخلاص کی ایت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ترجمہ: ''محبوب آپ فرما دیجئے کہ اللہ ایک ہی ہے''۔

اس آیت کریما بلکہ پوری سورۂ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدنیت کا ااظہار فرمایا ہے اور اس نے اپنی عبودیت کا اعلان اپنے محبوب سے کروایا کہ میرے محبوب آپ اپنی زبان سے میری توحید کا اعلان فرما دیں تا کہ میری توحید متحقق ہو جائے کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں اور پھر جو مجھے وحدہ لاشریک مانے گا وہ آپ کی رسالت پر ایمان لائے گا تو میں اللہ ہو کر اس کا ایمان قبول کروں گا یعنی اب صرف میری توحید کا اعلان کر لینا ہی کافی نہیں ہوگا بلکہ جو تمہارا کلمہ پڑھے گا میں توحید بھی اسی کی قبول کروں گا تو ایک مسلمان ہونے یا مومن ہونے کے لیے شرط اولین محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا ہے۔ اور یہ شرط بھی محبوب علیہ السلام کی عظمت کی علامت ہے اس سورت میں اللہ نے اپنی دیگر صفات ربوبیت بھی اپنے محبوب کی زبان سے ہی کہلوائیں تا کہ عظمت مصطفیٰ ﷺ کا پتہ چل سکے آپ ہی نے فرمایا کہ وہ ذات خداوندی بے نیاز ہے یعنی وہ شان صمدیت کا حامل ہے وہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ ساری کائیناتوں کا ذرہ ذرہ اس رب کریم کا محتاج ہے وہ کسی کا نہ باپ ہے نہ اس کی کوئی اولاد ہے وہ وحدہ لاشریک ہے وہ یکتا ہے ایک ہے وہ سب چیزوں کو اپنے امر کن سے پیدا کرنے والا ہے وہ ہی معبود برحق ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی اس کا ثانی ہے یعنی اس جیسا بھی کوئی ہو نہیں سکتا نہ ہے نہ ہوگا وہ ذات یکتا ہے اور سب کا خالق و مالک ہے۔

Marfat.com

سورہ الفلق

محبوب ﷺ آپ فرمادیں کہ میں اس کی پناہ چاہتا ہوں جو صبح پید کرتا ہے

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 113 فلق کی آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

ترجمہ: ''محبوب آپ فرمادیجئے کہ میں اس کی پناہ چاہتا ہوں جو صبح کو پیدا کرنے والا ہے''۔

اس آیت کریما میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ صبح وشام کے خالق رب کریم کی پناہ میں آنے اور رہنے کی دعا فرمایا کریں اور آپ علیہ السلام کے توسط سے یہ سورۂ قیامت تک امت مصطفیٰ ﷺ کے لیے ایک مستقل دعا کا درجہ اختیار کر گئی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس بندے پر کسی بیرونی یا شیطانی اثرات ہوں وہ قرآن حکیم کی دو آخری سورتیں یعنی معوذتین پڑھ کر خود ہی اپنے اوپر دم کر کے سارے جسم پر پھونک لیا کرے وہ شیطانی اثرات سے محفوظ ہو جائے گا اس لیے اب بھی علماء ایسی حالت میں ہی دو سورتیں پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں اور ان کے اثرات بھی اپنی جگہ پر مسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے نظر بد کے اثرات بھی دور کر دیتا ہے اور انسان اپنے اندر اطمینان محسوس کرتا ہے اور طبعیت سنبھل جاتی ہے۔

سورہ الناس

محبوب ﷺ آپ فرمادیں کہ میں رب کی پناہ میں آیا

اللہ رب العزت نے سورۃ نمبر 114 ناس کی آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمایا

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ

ترجمہ: ''آپ فرمادیجئے کہ میں اس رب کی پناہ میں آیا جو سارے انسانوں کا رب ہے''۔

سورہ الناس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوب علیہ السلام کو ارشاد فرمایا ہے کہ اپ ہر قسم کی شیطانی قوتوں سے محفوظ رہنے کے لیے اپنے رب کی پناہ مانگا کریں اللہ تعالیٰ نے اپنی پناہ میں آنے کی دعا محبوب علیہ السلام کو عطا فرمائی کہ آپ تمام انسانوں کے شر سے تمام جنوں کے شر سے اور ایسی تمام منفی قوتوں کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے اپنے رب کی پناہ طلب کیا کریں کہ اللہ کا نام ہر قوت پر حاوی ہے اور غالب ہے یعنی آخری سورۂ میں اللہ تعالیٰ نے امت کو شر سے بچنے کا تحفہ عطا فرمایا مگر یہ بھی اپنی محبوب علیہ السلام کے ذریعے سے ہی عطا فرمایا تا کہ شان محبوبی ہمہ وقت لوگوں کے سامنے رہے۔

Marfat.com

یہاں تک شان مصطفیٰ ﷺ بہ زبان قرآن بیان کی گئی اب کچھ منتخب احادیث بھی درج کی جائیں گی کہ حضور ﷺ نے اپنی زبان سے اپنے بارے میں کیا کیا ارشاد فرمایا کیونکہ زبان مصطفیٰ ﷺ یعنی حدیث بھی ترجمان قرآن ہی ہے۔

فضائل مصطفیٰ ﷺ بہ زبان حدیث

میں ہی تمام رسولوں کا قائد ہوں

تاجدار کائینات ﷺ نے اپنی بارے میں بھی بہت کچھ ارشاد فرمایا اور یہ بھی دراصل امر ربی ہی تھا کہ اللہ چاہتا تھا کہ اس کے محبوب اپنی زبان میں بھی اپنی باتیں بیان کریں تا کہ عشاقان کو مزید ایمانی حرارت اور قلبی ٹھنڈک نصیب ہو اس لیے بے شمار موقعوں پر آقا علیہ السلام نے خود اپنی شان بیان کی اس حدیث میں حضور ﷺ نے خود کو سارے رسولوں کا امام یا سردار ارشاد فرمایا ہے۔ یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے اور مشکوٰۃ میں درج ہے ارشاد فرمایا

''اَنَا قَائِدُ الْمُرسَلِینَ وَلَا فَخر''

کہ سارے رسولوں کا قائد ہوں مگر میں اس پر فخر نہیں کرتا۔

میں آخر الزماں نبی ہوں

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے بارے میں ارشاد فرمایا:

''اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّینَ وَلَا فَخرَ''

''کہ میں آخری نبی ہوں مگر میں اس پر فخر نہیں کرتا''۔

اس حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی شان رسالت اپنے خاتم النبین ہونے کے حوالے سے بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نبوت کو ختم کر دیا ہے اور میری بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس بات کی تائید خود قرآن حکیم بھی کرتا ہے جو کہ ''محمد ﷺ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر یہ تو صرف رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں ہی یعنی عقیدہ ختم نبوت کی گواہی خود قرآن دے رہا ہے اور حضور ﷺ نے اپنی زبان سے بھی اس بات کی تصدیق فرمادی کہ اب حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور قیامت تک اب سکہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت و رسالت ہی کا چلے گا۔ اسی بات کو سرکار مصطفیٰ ﷺ نے ایک اور انداز میں ارشاد فرمایا کہ

''اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّینَ لَا نَبِی بَعدِی''

کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

Marfat.com

میں ہی دعائے ابراہیم علیہ السلام اور بشارت عیسیٰ علیہ السلام ہوں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بارے میں ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

"اَنَا دَعوَةُ اِبرَاھِیمَ وَبَشَارَةُ عِیسٰی"

کہ میں ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

یہ حدیث بھی مشکوٰۃ شریف میں درج ہے آپ نے اپنے آپ کو دعائے خلیل علیہ السلام کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے بارے میں دعا کرتے رہتے تھے کہ رب کریم میری ذریت میں ایک رسول مبعوث فرما جو لوگوں پر تیری آیات کی تلاوت کرے یہ دعا قرآن حکیم میں درج ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی قرآن حکیم ہی کی رو سے ارشاد فرمایا کہ اے میری قوم میں تمہیں اس رسول کی بشارت دے رہا ہوں جو میرے بعد آنے والا ہے اور ان کا اسم گرامی احمد ہوگا ان آیات قرآنی کے حوالے سے حضور علیہ السلام واقعتاً دعائے خلیل اور بشارت عیسیٰ علیہ السلام ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

میں ہی سب سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کو شفاعت کبریٰ کا اختیار عطا فرمایا اور آپ کی شفاعت کو محدود نہیں فرمایا کہ آپ کہاں تک اور کتنی تعداد تک اپنی امت کے گنہگاروں کی شفاعت کر سکیں گے بس آپ کو شفیع اعظم قرار دے دیا ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

"اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَلَا اَوَّلُ مُشَفَّعٍ یَومَ القِیَامَةِ وَلَا فَخرَ"

"کہ میں ہی پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور میری شفاعت ہی سب سے پہلے قبول کی جائے گی"۔

اللہ اکبر ساری امتیں ادم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اپنے اپنے نبیوں کے پاس اللہ تعالیٰ سے ان کی وساطت سے معافی طلب کرنے جائیں گی لیکن تمام انبیاء کوئی نہ کوئی جواز پیش کر کے جانے سے معذرت کر لیں گے آخر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں سب آئیں گے تو آپ فرمائیں گے چلو میں تمہارے حق میں اپنے رب سے رحم کی درخواست کرتا ہوں اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے محشر میں کفائیت ہو جائے گی۔

اسی لیے قصیدہ میں کہا گیا کہ

"ھُوَ الحَبِیبُ الَّذِی تُرجٰی شَفَاعَتُهُ لِکُلِّ حَولٍ مِّنَ الاَحوَالِ مُقتَحِمٖ"

میں ہی قیامت کے دن سب سے پہلے اپنی قبر سے باہر آؤں گا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کے دن عامۃ الناس کے قبروں سے اٹھنے کی متعلق ارشاد فرماتے

Marfat.com

ہوئے فرمایا کہ اس دن سب سے پہلی میری قبر انور کھلے گی اور میں اپنی قبر سے باہر آؤں گا۔

''اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا اِذَا بُعِثُوا''

جب لوگ اٹھائیں جائیں گے (یوم القیامۃ) تو میں ہی سب سے پہلے اپنی قبر سے باہر آؤں گا'' سارے دیگر انبیاء حضور علیہ السلام کے بعد اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے مگر اللہ تعالیٰ نے اولیت اپنے محبوب علیہ السلام کو عطا فرمائی ہے کہ حضور علیہ السلام چونکہ امام الانبیاء ہیں اور ساری کائناتوں کے سردار ہیں اس لیے حق آپ ہی کا بنتا ہے کہ آپ سب سے پہلے قبر انور سے باہر تشریف لائیں اور احوال قیامت کا مشاہدہ فرمائیں یہ ترمذی شریف کی حدیث مبارکہ ہے۔

قیامت کے دن خطیب بھی میں ہی ہوں گا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ شفیع المذنبین ہیں اس لیے قیامت میں جب سب زبان رکھنے والے جلال بارگاہ الٰہی سے خاموش ہوں گے تو حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں اللہ تعالیٰ کے ہاں لب کشائی فرمائیں گے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا (ترمذی)

''اَنَا خَطِيبُهُمْ اِذَا اَنْصَتُوا''

''جب لوگ خاموش ہوں گی (یوم محشر) تو میں ہی ان کا خطیب ہوں گا''۔

حضور علیہ السلام ہی قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں بولیں گے اور آپ کی بات سنی جائے گی اور یہ اعزاز اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا گیا کہ تمام مخلوقات محشر جان سکیں کہ محبوب کا انداز تکلم کیا تھا اللہ اکبر۔

میری ہی امت قیامت کے دن سب سے زیادہ ہوگی

اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ السلام نے اپنی امت کی وسعت کے حوالے سے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت کے افراد کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی اور وہ سب سے نمایاں نظر آ رہی ہوگی مسلم شریف کی حدیث کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ''

''قیامت کے دن میں ہی سب انبیاء سے زیادہ امت والا ہوں گا یعنی میرے پیروکاروں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی''۔

اور اس بات کی تصدیق خود قرآن حکیم بھی کرتا ہے کہ آخر کار روئے زمین پر اسلام ہی کا غلبہ ہوگا اور یہ غلبہ قیامت کے دن بھی دیگر امتوں میں نمایاں نظر آئے گا۔

Marfat.com

میں ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا

حضور ﷺ نے اپنے اعزاز کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ میرا ہی داخلہ جنت میں سب سے پہلے ہو گا اور میری وساطت سے میری امت کا حساب بھی سب سے پہلے ہو گا اور یہ جنت میں دیگر انبیاء کی امت سے پہلے داخل ہو گی ارشاد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

''اَنَا اَوَّلُ مَنْ یَّقْرعُ بَابَ الْجَنَّۃِ''

''میں ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا''۔

اسی حساب سے داخل بھی جنت میں سب سے پہلے حضور علیہ السلام ہی ہوں گے اور پھر آپ کے بعد دیگر انبیاء اپنی اپنی شانوں کے حساب سے داخل ہوتے چلے جائیں گے۔

میں ہی سب سے اعلیٰ خاندان والا ہوں

حضور نبی کریم ﷺ نفس نبوت میں تمام انبیاء میں شامل ہیں مگر مرتبے کے حساب سے سارے نبیوں سے ارفع اور اعلیٰ ہیں اسی طرح آپ چونکہ انسانوں میں مبعوث ہوئے اس لحاظ سے آپ انسان ہی ہیں مگر آپ انسان ایسے ہیں کہ جن کے قدموں کے وسیلے سے اللہ نے انسان کو شرف انسانیت عطا فرمایا اسی طرح آپ آدم علیہ السلام سے لے کر تا قیامت اپنے خاندان کے لحاظ سے سب سے ارفع اور اعلیٰ ہیں آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

''اَنَا خَیْرُ نَفْسًا وَّ خَیْرُھُمْ بَیْتًا''

''میں ہی سب سے اچھی ذات والا اور اچھے گھر والا ہوں''۔

یعنی اس اعلیٰ ترین خاندان میں سے ہیں اور آپ کائینات میں اعلیٰ ترین فرد ہیں۔

میں محمد ﷺ ہوں میں احمد ہوں

حضور نبی کریم ﷺ کا اسم ذاتی کائینات میں محمد ﷺ ہے اور آسمانوں پر بعثت سے پہلے احمد تھا آسمان کی ساری نوری مخلوقات حضور علیہ السلام کو احمد کے نام سے جانتی تھیں آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

''اَنَا مُحَمَّدٌ وَ اَنَا اَحْمَدُ''(متفق علیہ)

''میں ہی محمد ہوں اور میں ہی احمد ہوں'' (ﷺ) آپ کی ولادت کے کچھ دنوں بعد حضرت عبدالمطلب نے آپ کا نام محمد رکھا اور پھر یہ اسم گرامی اللہ کے نام کے بعد سب سے زیادہ اونچا اور معتبر بن گیا اور اسی نام کے ڈنکے اب قیامت تک بجتے رہیں گے۔

Marfat.com

میں ہی مٹانے والا ہوں کفر کا

آقا کریم علیہ السلام کی بعثت روئے زمین پر اسلام کا سکہ جاری کرنا تھا اور دنیا کے دیگر پہلے اور موجودہ ادیان پر اسلام کو غالب کرنا تھا اس لیے حضور علیہ السلام نے قرآن کی زبان میں ارشاد فرمایا کہ میں ساری کائناتوں کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

''اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ جَمِیْعًا''

اور اسی فرمان قرآن کو آپ علیہ السلام نے اپنی حدیث میں یوں ارشاد فرمایا:

''اَنَا الْمَاحِیُ الَّذِیْ یَمْحُو لِلّٰہُ بِی الْکُفْرَ''

''میں ہی مٹانے والا ہوں کہ میرے ذریعے سے اللہ کفر مٹا دے گا''۔

اور واقعتاً حضور علیہ السلام کی زبان سے اعلان توحید ہوا تو کفر کے ایوانوں میں زلزلہ بپا ہو گیا اور صدیوں سے بتوں کی پوجا کرنے والے پرستار توحید بن گئے بلکہ انسانوں کے راہبر اور راہنما بن گئے۔ گو بت خانے اب بھی آباد ہیں اور بتوں کو پوجنے والے لوگ آب بھی موجود ہیں مگر حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام کی سرحدیں پھیل رہی ہیں اور اس کے ماننے والوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔

میں ہی رزق بانٹنے والا ہوں (متفق علیہ)

آقاء کریم علیہ السلام کو اللہ نے اپنا محبوب بنایا اور روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں اپنے محبوب علیہ السلام کو عطا فرما دیں اور در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ وسعت عطا فرمائی کہ وہ ہر ایک کے لیے ہر وقت کھلا رہتا تھا اور کھلا رہے گا قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ والضحیٰ میں ارشاد فرمایا کہ محبوب آپ کسی بھی سائل کو مت انکار کیجیے۔ ''وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْھَر'' اور اب حدیث مبارکہ میں آقا علیہ السلام نے اسے آیت کریما کی وضاحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ''اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی'' ''میں ہی بانٹنے والا ہوں اور اللہ (مجھے) عطا فرماتا ہے۔ یعنی در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کو کبھی نہ ہوتی ہی نہیں۔

میں ہی ہر مسلمان کی جان کا والی ہوں (ابوداؤد)

اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اصل ایمان سے اپنی محبت کا اظہار اس طرح فرمایا کہ آپ ان کی تکلیف کو برداشت ہی نہیں کر سکتے۔ آپ علیہ السلام کو اپنی امت بہت ہی زیادہ عزیز ہے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ رحمت للعالمین بھی ہیں آپ نے ارشاد فرمایا

Marfat.com

''اَنَا اَولٰی بِکُلِّ مُومِنٍ مِّن نَّفْسِہٖ'' ''میں ہی ہر مسلمان کا اس کی جان سے زیادہ والی ہوں''
اور اس حدیث مبارکہ کی تائید خود قرآن حکیم نے کی ہے قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اَلنَّبِیُّ اَولٰی بِالْمُومِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِم''

کہ ہر نبی علیہ السلام مومنوں کی جان سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔ حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید کر رہا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی جان آن اور دنیا کی ہر شئے سے زیادہ اپنے قریب نہ سمجھا جائے ایمان پختہ ہی نہیں ہوتا قرب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان کی ترقی کا باعث بنتا ہے۔

سب سے پہلے بلیٰ بھی میں نے کہا تھا (شرح شفاء)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالم ارواح کی بات ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں سے آسمانوں پر اپنی ربوبیت کا عہد یا اقرار لیا اور اس رب کریم نے جب فرمایا ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ'' کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو آپ علیہ السلام نے ہی اپنی زبان اقدس سے سب سے پہلے ''بلیٰ'' کہا تھا پھر اس اقرار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مخلوقات نے کہا ہاں ہاں تو ہی ہمارا رب ہے ''قَالُو بَلٰی'' ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

''اَنَا اَوَّلُ مَنْ قَالَ بَلٰی فِی الْمِیثَاقِ''

میں ہی سب سے پہلا ہوں جس نے میثاق کے دن بلیٰ کہا تھا۔

میں ہی قیامت کے دن کہوں گا ہاں ہاں آؤ میں ہوں (متفق علیہ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت قیامت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس دن ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی اور تمام سابقہ انبیاء کی امتیں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گی کہ اے ابوالبشر آج اللہ تعالیٰ پورے جلال میں ہے اس سے ہم پر رحم کی درخواست کریں تو آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ آج تم سب کسی اور کے پاس جاؤ اسی طرح یکے بعد دیگرے تمام انسان حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک آئیں گے مگر آپ علیہ السلام بھی کہہ دیں گے کہ آج میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کچھ بھی عرض نہیں کر سکتا اس پر ساری امتیں حضور علیہ السلام کی امت کے ساتھ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آئیں گی اور سب بیک زبان آپ سے عرض کریں گے کہ اللہ سے ہمارے لیے رحم کی درخواست کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ رحمت للعالمین ہیں اس لیے آپ اس دن نہیں فرمائیں گے کہ آج میں بھی کچھ نہیں کر سکتا بلکہ آپ فرمائیں گے کہ ہاں ہاں میں ہوں۔ میں رب سے عرض کروں گا ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ''اَنَالَھَا'' کہ میں ہوں شفاعت کے لیے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دن اپنی خصوصی شان سے اللہ کی بارگاہ میں نظر کرم کی

Marfat.com

درخواست کریں گے۔ سارے انبیاء اس موقع پر یہ کہیں گے کہ اج کسی اور کے پاس جاؤ ''اِذْهَبُوا اِلٰی غَیْرِی'' کہ ہم کچھ نہیں کرسکتے حضور ارشاد فرمائیں گے آؤ آؤ میں ہوں۔

میں تم سب سے زیادہ فصیح زبان ہوں (سیرت حلبیہ)

حضور نبی کریم ﷺ نے جہاں اپنے خاندان کو سب انسانوں سے ارفع اور اعلیٰ قرار دیا اسی طرح آپ نے اپنی زبان کی فصاحت و بلاغت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ میں تم سب سے زیادہ فصیح زبان ہوں ارشاد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

''اَنَا اَعْرَبُکُمْ عَرَبِیَّةً اَنَا قُرَشِیٌّ وَّ اسْتَرْضَعْتُ فِی بَنِی سَعْدٍ''

''میری عربی زبان تم سے بہتر ہے۔ میں قریشی ہوں اور پھر میں نے بنو سعد میں پرورش پائی''۔

فرمایا کہ عربی تو میں ہوں ہی لیکن میری تربیت بنو سعد کے قبیلے میں ہوئی جو کے میں سب سے زیادہ فصیح زبان قبیلہ تھا حضور ﷺ نے اس قبیلے کی زبان کو پسند فرمایا پھر ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ''میرے رب نے خود مجھے آداب سے سرفراز فرمایا ہے'' یعنی مجھ سے زیادہ نہ کوئی فصیح زبان ہے نہ ہی ادب میں مجھ سے کوئی بڑھ سکتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور علیہ السلام خود ساری کائنات کے انسانوں کے معلم اعظم ہیں مگر اس کے باوجود آپ کا یہ کہنا کہ میری فصاحت میں قبیلہ بنو سعد کا اور خود میری زبان کی چاشنی اور پاکیزگی میں میری رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا بہت بڑا حصہ ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ بھی ہے سیکھنا کوئی کمزوری نہیں بلکہ ایک بشری ضرورت ہے اور یہ عامۃ الناس کے لیے آسانی ہے کہ ان کا کوئی استاد ہو مگر حضور علیہ السلام کو سکھانے والا خود رب کریم ہے اس لیے سب نے آپ سے سیکھا آپ نے کسی سے نہیں سیکھا لیکن اس کے باوجود آپ علیہ السلام نے بنو سعد کے قبیلے کو عزت اور احترام سے نوازا ہے کہ آپ بحرحال ان کے درمیان رہے تو تھے۔

اللہ نے میرا ذکر بلند تر کر دیا (زرقانی)

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ذکر کی بلندی کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں میرے ذکر کی بلندی کا ذکر فرمایا اور مجھے یہ اعزاز بھی عطا فرمایا کہ اس نے اپنے ساتھ ہی میرے ذکر کو منسلک کر دیا یعنی جہاں جہاں ذکر خدا ہوگا وہاں وہاں قیامت تک ذکر مصطفیٰ ﷺ بھی ہوگا قرآن پاک میں ارشاد ہے سورۂ الم نشرح میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ'' کہ محبوب ہم نے آپ کا ذکر آپ کے لیے بلند کر دیا اور اسی ضمن میں حضور ﷺ کی حدیث کے الفاظ یوں ہیں۔ ''حضرت ابو ہریرہ کے علاوہ حضرت ابو

Marfat.com

سعید خدری سے روایت ہے۔ ''اَتَانِی جِبرِیلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقُولُ اَتدرِی کَیفَ رَفَعتُ ذِکرَکَ قُلتُ اللّٰہُ اَعلَمُ اِذَا ذُکِرتُ ذُکِرتَ مَعِی''

''میرے پاس جبریل امین آئے اور کہا کہ بے شک آپ ﷺ کا رب فرماتا ہے کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہارا ذکر کیسا بلند کیا ہے؟۔ میں نے کہا اللہ خوب جانتا ہے۔ فرمایا کہ جب میرا ذکر ہوگا تو میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہوگا'' اس حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے ذکر کی عظمت کا ذکر اپنے محبوب کی زبان سے کروایا تا کہ قرآن پاک کی آیت تفسیر ہو سکے اور عالم امکاں میں حضور ﷺ کی عظمت کے متعلق ہر ایک کو علم ہو جائے۔

آدم علیہ السلام نے میرے وسیلے سے دعا کی (بیہقی)

آدم علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائے تو معتبر روایات میں آتا ہے کہ آپ کم و بیش تین سو سال تک بارگاہ رب العزت میں روتے رہے اور توبہ کرتے رہے اور اس سے معافی طلب کرتے رہے آخر ایک دن آپ کو یاد آیا کہ میری تخلیق کے وقت میں نے جب میں نے شعور کی آنکھ کھولی تو اللہ کے نام کے ساتھ اس کی محبوب کا نام لکھا ہوا پایا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ نام میرے محبوب کا ہے اور یہ مجھے سب سے پیارا ہے سو میں نے سوچا کہ کیوں نہ اسی محبوب کے نام کے وسیلے سے رب سے معافی طلب کی جائے تو میں نے حضور ﷺ کے وسیلے سے دعا کی جو قبول ہوگئی۔ یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے اس میں حضور ﷺ کے نام کا ذکر اس طرح سے کیا گیا ''قَالَ یَارَبِّ اَسئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لِمَا غَفَرتَ'' کہ رب کریم میری مغفرت محمد ﷺ کے وسیلے سے فرما دے چنانچہ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور تخلیق فرمایا

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے نور کی تخلیق کے بارے میں ارشاد فرمایا اور یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ہے ارشاد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

''اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُورِی'' ''کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو پیدا فرمایا وہ میرا نور تھا''۔

یہ شہرہ آفاق حدیث ہر اہل محبت مومن کے دل کی دھڑکنوں میں لکھی ہوئی ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں اور آپ ہی کے نور سے سب کچھ بنا اور آپ کا نور آسمانوں میں ایک بہت ہی طویل مدت تک اپنی تابانیاں بھکیرتا رہا پھر اس نور کا ظہور ہوتا گیا اور بالآخر اس نور کو پیکر بشریت عطا کر کے اللہ رب العزت نے حضور آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود مقدس میں بھیج دیا جس کی تصدیق قرآن حکیم بھی کرتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ''قَد جَآءَ کُم مِنَ اللّٰہِ نُورٌ

Marfat.com

وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ''کہ تحقیق تمہارے پاس آ گیا اللہ کی جانب سے ایک نور اور ایک روشن کتاب''۔
اس نور سے مراد حضور علیہ السلام کا وجود سعید ہے اور جن جن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا کی ہوئی ہے وہ اسی بات کو ہی مانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں اور آپ کے نور ہی سے یہ زمانہ روشن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو پیکر نور بنایا ہوا ہے۔ اس لیے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ حدیث مروی ہے کہ آپ کی والادت با سعادت کے لحات میں انہوں نے سارا جہان روشن دیکھا اور آپ نے شام اور بصریٰ کے محلات دیکھ لیے۔ اہل محبت کا عقیدہ اسی لیے یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ایک بال بھی نور سے بھرپور ہے اور ''آ گیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے۔'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مقام اہل حدیث کے ایک معروف عالم یعنی غیر مقلدوں کے شہنشاہ مولوی عبدالستار صاحب کے پنجابی اشعار میں سے ایک شعر زوق ایمان کے لیے درج کر رہا ہوں وہ فرماتے ہیں

عبدالستارا نور محمدی جے کر ظاہر تھیندا
تاں کوہ طور پہاڑ دے وانگوں اڈ دا طبق زمیں دا

کہ اگر آپ کا سارا نور رب کریم اس دنیا میں ظاہر کر دیتا تو یہ زمین اس کی تاب نہ لگا سکتی اور کوہ طور پہاڑ کی طرح یہ زمین پھٹ جاتی کہ جس طرح تجلیٰ الٰہی کے وقت کوہ طور پہاڑ پھٹ گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس تجلی کی شدت سے بے ہوش ہو گئے جس کی تائید خود قرآن حکیم بھی فرماتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن بے مثال تھا (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم آقا علیہ السلام کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے تو چہرہ مبارک سے نظریں ادھر ادھر کرنے کا خیال بھی نہیں آتا تھا ہم ہمہ وقت حضور علیہ السلام کو دیکھتے رہتے اور ایک رات چاند اپنے شباب پر تھا یعنی چودھویں رات کا چاند اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل میں بیٹھے تھے کہ اچانک مجھے چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور اُس کی آب و تاب کا خیال آ گیا اور میں نے چاند کو دیکھا پھر چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

''قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاِلَی الْقَمَرِ وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ حَمْرَاءِ فَاِذَا ھُوَ اَحْسَنُ عِنْدِی مِنَ الْقَمَرِ''

''کہ میں نے چاندنی رات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ دیکھا۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی چہرۂ انور مصطفیٰ کو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخ رنگ کی چادر کمبل کی طرح کی اوڑھے ہوئے تھے (دھاری دار چادر تھی) بالآخر میرا فیصلہ یہی تھا کہ حضور علیہ السلام چاند سے کہیں زیادہ حسین ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

Marfat.com

پسینے کے قطرے چمک دار موتی لگتے تھے (زرقانی)

حضور نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کا ہر ہر عضو بے مثال تھا اور دنیا کی ہر حسین چیز سے حسین تر تھا۔ آپ علیہ السلام کی پیشانی پر آنے والا پسینہ بھی آسمان کے ستاروں کی طرح روشن منور اور معطر ہوتا صحابہ کرام آپ علیہ السلام کے پسینے کے قطروں کے حصول کے لیے بھی کوشاں رہتے تھے کہ انہیں کسی نہ کسی طرح محبوب علیہ السلام کے پسینے کے چند قطرے ہی مل جائیں تا کہ وہ ان سے خوشبو بھی حاصل کریں اور برکت بھی حاصل کریں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

''كَانَ رَسُولَ اللّٰهُ صلی اللہ علیہ وسلم اَحْسَنَ النَّاسِ وَجهًا وَّ اَنْوَرَهُمْ لَونًا لَّم يَصِفُهُ وَاصِفٌ قَطٌّ اِلَّا شَبَّهَ وَجْهَهٗ بِالقَمرِ لَيْلَةَ الْبَدرِ وَكَانَ عَرقَهٗ فِىْ وَجْهِهٖ مِثْلَ اللُّولُوءِ''

''وہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور خوش رنگ تھے۔ جس کسی نے بھی آپ کی تعریف وتوصیف کی اس نے چودھویں کے چاند سے آپ کو تشبیہ دی۔ پسینے کے قطرے آپ کے چہرۂ انور پر یوں محسوس ہوتے کہ جیسے چمکدار موتی ہوں''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چرخہ کاتنا بھول گئیں

حضور نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں ایک دن اپنے دولت کدے یعنی کاشانۂ نبوت میں چرخہ کات رہی تھی اور سرکار کریم علیہ السلام میرے سامنے بیٹھے اپنے جوتے کو ہاتھ میں لے کر دیکھ رہے تھے غالباً آپ ﷺ پیوند لگا رہے تھے آپ کی پیشانی اس حالت میں پسینے سے تر ہو رہی تھی اور پسینے کے قطروں سے نور شعائیں نکل رہی تھیں اس حسین وجمیل منظر نے مجھے چرخہ کاتنے سے روک دیا اور میں حسن مصطفیٰ ﷺ کی تابانیوں میں گم ہوگئی۔ آپ علیہ السلام نے مجھے اس طرح محویت کے ساتھ اپنی طرف دیکھتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو آپ نے فرمایا عائشہ تجھے کیا ہوگیا ہے تو میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آپ کی پیشانی مبارک پر پسینے کے قطروں کو ستاروں کی مانند دیکھ رہی تھی''۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کے ستارے بھی دراصل نور مصطفیٰ ﷺ ہی کے سبب سے روشن اور منور ہیں وہ آسمان پر چمکتے ہیں اور حضور ﷺ کے پسینے کے قطرے آپ کے چہرہ مبارک پر چمکتے ہیں۔

Marfat.com

حضور ﷺ آگے پیچھے یکساں انداز سے دیکھتے تھے (شفاء شریف، بخاری)

حضور علیہ السلام کی چشمان مقدس کی طاقت کا عالم یہ تھا کہ آپ سے کوئی شئے پوشیدہ نہیں رہتی تھی آپ دیواروں کے پار بھی دیکھ لیتے تھے اور زمین کی تہہ کے اندر بھی نگاہ مصطفیٰ ﷺ دیکھ لیتی تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ھَل تَرَوْنَ قِبلَتِی ھٰھُنَا وَ اللّٰہُ مَایَخفٰی عَلَّیَ"

"رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میرا مونہہ قبلہ کی طرف ہی دیکھتے ہو خدا کی قسم مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے نہ رکوع بے شک میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ اللہ اکبر۔"

اس حدیث سے نگاہ مصطفیٰ ﷺ کے اثر اور طاقت کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ محبوب علیہ السلام اپنے آگے پیچھے یکساں طور پر بلا کسی دقت کے اور حجاب کے دیکھتے تھے اور یہ خصوصیت بھی اللہ نے بطور خاص اپنے محبوب کو عطا فرمائی تا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضور ﷺ اس کے حالت سے واقف نہیں ہیں۔

آپ ﷺ نے شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں دیکھا (مسلم شریف)

حضور نبی کریم ﷺ کی وسعت نظری کا اندازہ اس حدیث مبارکہ سے بھی ہو جاتا ہے کہ جس رات آپ علیہ السلام کو شرف معراج سے سرفراز کیا گیا آپ حضرت جبریل علیہ السلام کے ہمراہ براق پر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف جا رہے تھے تو آپ ﷺ نے اثنائے راہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور دیکھا بھی اس حالت میں کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "مَرَرْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِی رَاَیْتُ مُوسٰی لُصَیلِی فِی قَبْرِہٖ قَائِمًا" کہ شب اسرا میرا گذر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر انور سے ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ قبر میں قیام کی حالت میں حالت نماز میں کھڑے ہیں۔" اس حدیث سے بھی نگاہ مصطفیٰ ﷺ کی وسعت کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ آپ کی نگاہ قبروں کے اندر والوں کو بھی اسی طرح دیکھ لیتی ہے جس طرح باہر زندہ انسانوں کو چلتے پھرتے دیکھتی ہے۔ اسی نگاہ مصطفیٰ ﷺ کے متعلق ایک اور حدیث میں آپ ہی کا ارشاد گرامی ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے میرے لیے مشارق و مغارب کو سمیٹ دیا حتیٰ کہ میں نے ہر شئے کو دیکھ لیا"۔

قیامت کے دن آپ ﷺ کو مقام محمود پر فائز کیا جائے گا (شفاء)

حضور نبی کریم ﷺ چونکہ امام الانبیاء ہیں اور رب کریم کے محبوب بھی ہیں اس لیے یوم قیامت کو آپ ہی سب سے بلند مرتبے پر فائز ہوں گے اور ہر کوئی آپ کی شان رسالت و محبوبیت سے آگاہ ہو جائے گا۔ آپ

Marfat.com

نے اس مقام محمود کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

''اَنَا وَاُمَّتِی عَلٰی تَلٍّ وَّیَکْسُوْنِی رَبِّی حُلَّۃً خَضْرَآءَ ثُمَّ یُؤْذَنُ لِی فَاَقُوْلُ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ اَقُوْلَ فَذَالِکَ الْمَقَامُ مَحْمُوْدَ''

''میں اور میری امت قیامت کے دن جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا ایک بلند مقام پر ہوں گے۔ میرا رب مجھے سبز حلہ پہنائے گا پھر مجھے اذن تکلم دیا جائے گا اور میں (اللہ کی تعریف میں) کہوں گا جو اللہ نے چاہا بس یہی مقام محمود ہے''۔

اسی مقام محمود کی بات خود قرآن حکیم میں بھی ہے رب نے اپنے محبوب کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے محبوب علیہ السلام کو اس دن مقام محمود پر فائز کروں گا قرآن حکیم میں ارشاد رب العزت ہے۔''عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ''قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو ایسے مقام پر فائز کرے گا جہاں سب ہی آپ کی تعریف کریں گے''۔(سورۂ بنی اسرائیل)

میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں (فتح الباری)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاندان تو ساری کائینات انسانی سے ارفع و اعلیٰ ہے مگر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں دو ذبیحوں کا بیٹا بھی ہوں یعنی میرے خاندان کے بڑے اسلام کے لیے اپنی جانیں بھی قربان کرنے والے تھے اور وہ رب کی رضا کے حصول میں ہر شئے قربان کر دیتے تھے۔ آپ کے پہلے باپ تو حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے جنہیں آپ کے والد گرامی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب کی رضا کی خاطر ذبح کرنے کے لیے ان کے حلق پر چھری چلا دی اور دوسرے آپ کے والد گرامی حضرت عبداللہ تھے کہ حضرت عبدالمطلب نے نذر مانی تھی کہ اگر آب زم زم کا کنواں دریافت ہو جائے تو وہ اپنا ایک بیٹا اللہ کی راہ میں ذبح کر دیں گے کہ آب زم زم کا کنواں حوادث زمانہ سے ختم ہو چکا تھا آپ نے رب کعبہ سے دعا کی کہ اس کی نشاندہی کر دی گئی آپ نے جب تلاش کی تو کنواں برآمد ہو گیا آپ نے نذر پوری کرنے کے لیے قرعہ ڈالا تو حضرت عبداللہ کا نام نکلا مگر سارے مکے والوں کے کہنے پر آپ نے سو اونٹوں کا اور حضرت عبداللہ کا قرعہ ڈالا تو پھر سو اونٹوں کے ذبح کرنے کا قرعہ نکل آیا یہ گویا فدیہ ولادت یا میرا اس دنیا میں آنا عام انسانوں جیسا نہ تھا بلکہ اس میں خصوصی انفرادیت تھی کہ میری ولادت کے دنوں میں پوری کائینات کا موسم ہی بدل گیا اور موسم کی شدت ختم ہو گئی بلکہ ہر جگہ خوشگوار فضائیں دنیا کے سارے ماحول کو پر کیف بنانے لگیں اور دیکھئے کہ رب کریم نے محبوب کو دُنیا میں بھیجنے کے لیے موسم بہار کو چنا یعنی ربیع الاول کا مہینہ منتخب کیا گیا۔

Marfat.com

میں مدینہ کو حرم بناتا ہوں (جامع الکبیر)

حضور ﷺ اپنے مرتبے اور مقام کے لحاظ سے جہاں امام الانبیاء ہیں وہاں آپ علیہ السلام امام القبلتین بھی ہیں یعنی قبلہ اول بیت المقدس کے بھی امام ہیں اور مکہ میں بیت اللہ شریف کے بھی امام ہیں مگر آپ نے اپنے شہر مدینہ کو بھی خصوصی درجہ عطا فرمایا اور آپ کی اس شہر سے محبت کا عالم یہ تھا کہ جب آپ اس شہر مقدس سے باہر تشریف لے جاتے تو مدینہ کی حدود میں واپسی پر جب داخل ہوتے تو آپ کے چہرے پر بشاشت آ جاتی اور چہرہ مبارک خوشی سے کھل اٹھتا اور آپ اپنی سواری کی رفتار کو بڑھا دیتے پھر ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا'' ☆

''اَنَا اُحَرِّمُ الْمَدِیْنَةَ '' ''کہ مدینہ کو حرم بناتا ہوں''

آپ نے مدینہ کو بھی حرم بنا دیا اور رب کائینات نے آپ کی رضا کو مقدم جان کر اس کو حرم ہی کا درجہ عطا فرما دیا اب قیامت تک جو کوئی بھی عمرہ یا حج کرنے جاتا ہے یا جائے گا وہی یہی کہتا ہے کہ میں حرمین شریفین کی حاضری کے لیے جا رہا ہوں اس حدیث سے حضور نبی کریم ﷺ کے خصوصی اختیارات کا پتہ بھی چلتا ہے۔ ماشاء اللہ۔ اندازہ فرمائیے کہ مدینہ سریف میں گنبد خضریٰ ہے اور اس گنبد کی حرمت کعبہ بھی کرتا ہے اور اسی مدینہ میں ریاض الجنۃ بھی ہے یہ صرف حضور ﷺ کے قدموں کی برکت کی وجہ سے ہے۔

میں تم سب سے زیادہ حدود اللہ کو جاننے والا ہوں (فتح الباری)

حضور ﷺ کے علم کی وسعتوں کی کوئی حد نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو تمام علوم کا مخزن بنایا حتیٰ کہ اپنی معرفت بھی عطا کر دی کہ جس کا ادراک قیامت تک عقل انسانی کر ہی نہیں سکتی۔ قرآن پاک سے بڑھ کر علم کا سرچشمہ بھلا اور کیا ہوتا مگر قرآن پاک بھی حضور علیہ السلام کے علوم کا ایک حصہ ہے اللہ اکبر۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ حدود اللہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

''اَنَا اَعْلَمُکُمْ بِحُدُوْدِ اللهِ وَاَتْقَاکُمْ''

''میں تم سب سے زیادہ حدود اللہ کو جاننے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں''۔

سرکار مصطفیٰ ﷺ کا ایک لقب شارع بھی ہے یعنی آپ شارع اسلام ہیں آپ ہی نے قرآن حکیم کے احکامات کو آسان کر کے انہیں اپنے صحابہ کے سامنے رکھا اور خود قرآن اس بات کی تائید کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کو قرآن ہی عطا نہیں کیا بلکہ حکمت قرآن بھی عطا فرمائی اور محبوب علیہ السلام نے اس سے جس پر نظر کرم فرمائی اسے قرآن فہمی کا نور عطا فرما دیا۔ آپ نے صحابہ کو جزیات قرآن سے بھی آگاہ فرما دیا اور سارے کے سارے قرآن کا علم بھی انہیں عطا فرما دیا اسی لیے وہ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کی عطا سے زمانے کے معلم بن گئے۔

Marfat.com

وہ زمانے کے راہبر و راہنما بن گئے اور اپنے علوم کی حکمتوں سے دنیا بھر کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ یہ سب نگاہ مصطفیٰ ﷺ ہی کا کمال تھا۔

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے (کنز العمال)

حضور علیہ السلام نے اپنی وسعت علم میں سے جس کو چاہا اور جتنا چاہا علم عطا فرما دیا۔ یوں تو سارے کے سارے صحابہ جو حضور ﷺ کی مجلس یا محفل میں بیٹھنے والے تھے وہ علم و معرفت کے ستارے اور چراغ تھے مگر بطور خاص زبان مصطفیٰ ﷺ سے جن کے علم کے بارے میں ارشاد ہوا ان میں ایک ذات مولا علی شیر خدا کی بھی ہے سرکار مصطفیٰ ﷺ نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا

''اَنَامَدِیْنَۃُ العِلمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا'' ''میں علم شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے''۔

اس حدیث میں بطور خاص حضور ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام لے کر انہیں علم کا دروازہ قرار دیا حالانکہ حضرت عبداللہ ابن مسعود بھی فیض یافتۂ مصطفیٰ ﷺ تھے اور انہیں بھی بطور خاص حضور علیہ السلام نے علم کی برکات سے مالا مال فرما دیا مگر حضرت علی کے بارے میں علم کا دروازہ ارشاد فرما کر یہ سمجھا دیا کہ علم حق و معرفت نصیب ہی محبت علی اور محبت اہل بیعت سے ہوتا ہے۔ جس کسی کے علم میں ان کی محبت کی چاشنی ہوگی اس کا علم معرفت ربانی سے معمور ہوگا اور جس کا سینہ ان نفوس قدسیہ کی محبت سے خالی ہوگا وہ عالم تو ہو سکتا ہے مگر نہ حکیم ہو سکتا ہے نہ فیض رساں ہو سکتا ہے۔ اور جسے حقیقتاً ان کی محبت نصیب ہو جاتی ہی ان کی نگاہوں کے فیض سے دلوں کی دنیا بدل جاتی ہے۔

میں تم سب سے زیادہ عرفان حق رکھتا ہوں (کشف الخفاء)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خشیعت الٰہی میں اللہ تعالیٰ نے مجھے سب سے زیادہ ادراک عطا فرمایا ہے۔ قرآن حکیم میں بھی رب تعالیٰ اپنی خشیعت کا حکم دیتا ہے اور جو بندہ اللہ کی بندگی باقاعدگی سے بجالاتا ہے در اصل وہی خشیعت کا حق بھی ادا کرتا ہے اور ہمارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں کائینات میں اللہ سے سب س ے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ ارشاد محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

''اَنَا رَعَرفُکُمْ بِاللّٰہِ وَاَشَدُّ کُمْ لَہٗ خَشِیَۃً''

''میں تم سب سے زیادہ اللہ کا عرفان رکھتا ہوں اور اس سے ڈرنے والا ہوں''۔

اللہ تعالیٰ کا خوف ہی انسان کو معرفت الٰہی کی وادیوں میں لے جاتا ہے کہ رب کے خوف اور اس کی محبت میں رونے والے آنکھ عام آنکھ نہیں رہتی بلکہ وہ باطنی آنکھ بن جاتی ہے اور پھر وہ نور الٰہی کی مدد سے وہ چیزیں بھی

Marfat.com

دیکھ لیتی ہے جسے عام انسانی آنکھ ہزار کوشش کے باوجود بھی دیکھ نہیں سکتی۔ اس کی عبادت میں جتنا خشوع ہوگا اتنا ہی بندے کو رب کا عرفان نصیب ہوگا اور حضور علیہ السلام اس منزل پر بھی سب سے آگے تھے کہ آپ سے زیادہ کس کو خشیت حاصل تھی اور کس کو عرفان رب حاصل تھا۔

میں تمہیں صرف سچی خبریں ہی دیتا ہوں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع کمالات ہیں آپ چونکہ امام الانبیاء ہیں اس لیے آپ کو رب کریم نے جو جو صفات بھی عطا فرمائیں وہ سب سے بہتر ارفع واعلیٰ تھیں آپ نے فرمایا کہ میری ہر بات حق پر مبنی ہوتی ہے اور اس امر کی وضاحت قرآن حکیم بھی کرتا ہے اللہ رب العزت کا ارشاد ہے "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى" (سورۃ نجم) کہ یہ محبوب علیہ السلام اپنی خواہش نفس سے کام نہیں کرتے حضور علیہ السلام نے اسی آیت کریما کی ترجمانی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا

"مَا اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّهُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَهُوَ الَّذِي لَاشَكَّ فِيْهِ"

"جو خبر بھی میں تمہیں دیتا ہوں وہ بلاشبہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اس میں کوئی شک شبہ نہیں ہوتا"۔

اللہ اکبر یعنی جس زبان کو خود خداوند قدوس نے اپنی ترجمان قرار دیا ہو اس سے حق کے سوا بھلا اور کیا نکل سکتا ہے اور پھر جو کچھ بھی اس زبان سے نکلتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔

قیامت کے دن تمام خزانوں کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی

اللہ رب العزت نے یوں اپنے محبوب علیہ السلام کو ساری کائناتوں کے سارے خزانوں کا مالک بنایا ہوا ہے مگر اس حدیث مبارک میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن جنتیں بھی میری وجہ ہی سے ملیں گی یعنی ان کے دروازوں کی چابیاں بھی میرے ہی پاس ہوں گی۔ دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا صدقہ بٹ رہا ہے اور قیامت میں بھی آپ ہی کے وسیلے سے جنت ملے گی حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

"اَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا اَيِسُوا الْكَرَامَةُ وَ الْمَفَاتِيْحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي وَلِوَاءُ الْحَمْدُ يَوْمَ بِيَدِي"

"کہ میں ہی خوشخبری سنانے والا ہوں گا جبکہ خلاصی کی کوئی امید نہیں ہوگی اور عزت اور کرامت کی ساری کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور ولواء الحمد بھی اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔"

یعنی سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان محبوبی قیامت کے دن ہر ایک کو دکھائی جائے گی کہ دیکھ لو وہ محبوب کیسا ہے جس کی خاطر میں نے ساری کائناتیں پیدا فرمائیں۔

Marfat.com

میں آسمانی خبروں کا امین ہوں (مسلم شریف)

حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے خبریں عطا فرماتا رہتا تھا کہ محبوب کو کسی بھی قسم کا جواب دینے میں کوئی دقت نہ ہو اور حضور علیہ السلام جب چاہتے کسی آسمانی خبر کا اظہار فرما دیتے آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

''اَنَا اَمِیْنُ مَنْ فِی السَّمَآءِ یَاتِیْنِی خَبَرُ السَّمَآءِ صَبَاحًا وَّ مَسَآءً''

''میں اس کا امین ہوں جو آسمانوں میں ہے میرے پاس صبح شام آسمانوں کی خبریں آتی ہیں''۔

قرآن حکیم کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر پل باخبر رکھا اور کوئی بات بھی ایسی نہ تھی جو آپ سے پوشیدہ رکھی گئی جنت و دوزخ کے احوال ان کی کیفیت جنت کی شان و شوکت پھر جنتیوں کی نعمتیں ان سب کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوب علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا۔

آپ ﷺ فاصلوں سے گفتگو سماعت فرما لیتے تھے (صحیح مسلم)

ایک دن تاجدار مدینہ ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما رہے تھے کہ سب نے ایک عجیب سی آہٹ یا ہلکے سے دھماکے کی آواز سنی اس پر سرکار مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ یہ تھرتھراہٹ کی آواز کس چیز کی تھی تو سب صحابہ نے بیک زبان عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو اس پر سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تھرتھراہٹ اس پتھر کی ہے کہ جو اس لمحے قبل سے ستر سال قبل دوزخ میں پھینکا گیا تھا۔ اور وہ مسلسل پوری تیزی سے گرتا رہا حتیٰ کہ ابھی وہ جہنم کی سطح پر نیچے گرا ہے فرمایا کہ

''ھٰذَا حَجَرٌ رَمِیَ بِهٖ فِی النَّارِ مُنْذُ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا فَهُوَ یَهْوِیْ فِی النَّارِ الْاٰنَ حَتّٰی انْتَهٰی اِلٰی قَعْرِهَا''

''یہ آہٹ یعنی تھرتھراہٹ اس پتھر کی ہے جو آج سے ستر سال قبل دوزخ میں پھینکا گیا تھا اور ابھی ابھی وہ جہنم کی تہہ میں پہنچا ہے''۔

اندازہ لگائیے کہ سماعت مصطفیٰ ﷺ کا کیا عالم ہے اس لیے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ محبت اور اخلاص کے ساتھ پڑھا ہوا درود میں خود سنتا ہوں اللہ اکبر۔

آپ ﷺ ظاہراً سو جاتے مگر دل جاگتا رہتا تھا (متفق علیہ)

حضور نبی کریم ﷺ بشری تقاضوں کے تحت امور سرانجام دیتے تا کہ امت کی راہنمائی ہو کہ کوئی کام

Marfat.com

کس طرح کرتا ہے۔ آپ نے جو عمل کیا امتی وہی عمل کرے تو وہ سنت بنتا ہے اور اسے حضور ﷺ کی سنت سمجھ کر کرنے سے ثواب بھی ملتا ہے اس طرح جب حضور علیہ السلام بستر ناز پر استراحت فرماتے تو یوں ہی لگتا تھا کہ جیسے نیند میں آرام فرما رہے ہوں مگر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میری نیند بھی عام انسانوں جیسی نہیں ہے نیند میں میرا جسم تو واقعی سوتا ہے مگر میرا دل جاگ رہا ہوتا ہے اور اس کی خبر کا وہی عالم ہوتا ہے جو جاگنے کی حالت میں ہوتا ہے آپ کا ارشاد ہے "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس حدیث کی راوی ہیں آپ نے فرمایا

"قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوتِرَ فَقَالَ یَاعَائِشه اِنَّ عَیْنِیَّ تَنَامَانِ وَلَایَنَامُ قَلْبِیْ" فرماتی ہیں۔

"میں نے ایک روز عرض کی کیا رسول اللہ آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا"۔

آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس سب کچھ ہے

حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک دن جبریل حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ کے محبوب تو ہیں ہی اور کائنات کے سارے خزانوں کی چابیاں آپ کے پاس ہیں مگر پھر بھی اگر آپ چاہیں تو میں اپنے اللہ کے حکم سے اور آپ کی خوشی سے مدینے کے پہاڑوں کو اپنے نور کے پروں سے سونا بنا دوں۔ اس بات پر آقا علیہ السلام چند لمحے خاموش رہے پھر جبریل سے فرمایا "یَا جِبْرِیْلُ اِنَّ الدُّنْیَا دَارُ مَنْ لَّا دَارَلَهُ وَمَالُهُ قَد یَجْمَعُهَا مَن لَاعَقْلَ لَهُ"

"اے جبرائیل بلاشبہ یہ دنیا اس کا (پسندیدہ) گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو۔" اللہ اکبر! آپ کا دنیا کا مال ومتاع اور اس کو جمع کرنے والوں کو بے عقل ارشاد فرمایا کہ دنیا اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ ہے اور جو چیز رب کریم کو پسند نہ ہو اس کو پسند کرنے والے اور اس سے محبت کرنے والے اور اسے سمیٹنے والے سے زیادہ بے وقوف اور بے عقل کون ہے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے مقابلے میں آخرت کی فکر کو انسان کے لیے زیادہ پسند فرمایا ہے۔ اس لیے آپ نے فرمایا میں دنیا کی فکر نہیں کرتا۔ ہاں آخرت کا خزانہ زیادہ سے زیادہ جمع کرنا چاہیے جو ہمیشگی کا گھر ہے۔

پہاڑ بھی حضور ﷺ کو پہچانتے تھے

حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کی خبر کائنات کے ذرے ذرے کو ہے اور وہ سب سرکار مصطفیٰ ﷺ پر اپنے انداز سے درود و سلام بھی پڑھتے ہیں۔ ایک مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ اپنے دو عظیم الشان

Marfat.com

جانثاروں کے درمیان کوہ ثبیر پر تشریف لے گئے تو پہاڑ زلزلے کی سی کیفیت میں ہلنے لگا اور چھوٹے چھوٹے پتھر اس کی چوٹی سے نیچے گرنے لگے تو جناب صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما نے کچھ گھبراہٹ محسوس کی تو جناب نبی کریم علیہ السلام نے اس مقام پر کہ جہاں آپ کھڑے تھے اپنا پاؤں زور زور سے مارا اور فرمایا اے ثبیر ٹھہر جا کہ تجھ پر ایک ایک صدیق اور شہید کھڑے ہیں فرمان مصطفیٰ ﷺ سن کر پہاڑ بالکل ساکن ہو گیا یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی پہچان ہر ایک کو عطا کی ہوئی ہے اور پھر اسی حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا حکم شجر و حجر مانتے ہیں کیونکہ آپ اللہ کے محبوب اور امام الانبیاء ہیں۔

آپ ﷺ حسن اخلاق کو درجہ کمال عطا کرنے والے ہیں

حضور نبی کریم ﷺ کی مقدس زندگی کا ہر پہلو تمام انسانیت کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے اور زندگی کے جتنے کمالات ہیں یہ سب کے سب حضور کے قدموں کی برکت کی وجہ سے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صورت بھی سب سے اعلیٰ عطا فرمائی ہے اور مجھے اخلاق بھی سب سے اونچا اور ارفع عطا فرمایا ہے ارشاد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

"اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ صَالِحَ الاَخلَاقِ وَفِی رِوَایَۃٍ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الاَخْلَاقِ" (سبل الھدیٰ)

"میں حسن اخلاق کی قدروں کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں اس لیے سرکار نے فرمایا کہ ایمان اور اخلاق آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ جس کا اخلاق نہیں اس کا ایمان کھوکھلا اور بے جان ہے اور جس کا اخلاق اچھا اور اعلیٰ ہے اس کا ایمان خوشبودار پودے کی طرح ہے۔ قیامت کے دن انسان کی نیکیوں میں سب سے وزنی چیز اس کا حسن اخلاق ہے۔

کمال انکساری کی مثال (المستدرک)

حضور نبی کریم ﷺ جب فاتح اعظم کی صورت میں مکۃ المکرمہ میں داخل ہوئے تو وہاں کے باشندوں نے ایک روح افزا منظر دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ اس دن بیت اللہ شریف کی فضاؤں ہواؤں میں اس طرح داخل ہوئے کہ سواری پر سوار مصطفیٰ ﷺ کا سر انور سیاہ عمامے سمیت اس قدر جھکا ہوا تھا کہ آپ کا سر انور اونٹ کے کجاوے سے چھو رہا تھا اور زبان پر کلمات حمد ربی اور کلمات تشکر جاری تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ سر اس قدر جھکا ہوا تھا کہ ٹھوڑی مبارک کجاوے سے چھو رہی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اس منظر کو روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں

Marfat.com

"عَنْ انس رضی الله عنه انَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَذَقْنُهُ عَلٰى رَحْلِهٖ مُتَخَشِّعًا"

"جب نبی کریم ﷺ مکے میں داخل ہوئے تو از راہ تواضع آپ کا سر انور اتنا جھکا ہوا تھا کہ آپ کی ٹھوڑی مبارک اونٹ کے کجاوے سے چھو رہی تھی۔" اللہ اکبر کیا شان ہے اس فاتح عظیم کی اللہ اکبر۔

میرحسن عامۃ الناس سے پوشیدہ ہے

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو جو کچھ بھی عطا فرمایا وہ یہ تمام و کمال عطا فرمایا یعنی محبوب ﷺ میں ساری خوبیاں جمع فرما دیں اور پھر فرمایا کہ میرا محبوب امام الانبیاء ہے میرا محبوب ہے اور یہ مکارم اخلاق کی تکمیل کرنے والا ہے۔ محبوب علیہ السلام کی شانیں ہی سب سے جدا ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حسن بطور معجزہ عطا فرمایا اور محبوب علیہ السلام کو جو حسن عطا فرمایا وہ بھی کسی معجزے سے کم نہ تھا بلکہ حسن یوسف علیہ السلام سے زیادہ معجزہ تھا کیونکہ

ع حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا حسن اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ رکھا ہوا ہے اور اس قدر مجھے عیاں کرنے کا حکم ہے کہ جس کی لوگ تاب لا سکیں۔ ارشاد مصطفیٰ ﷺ ہے

"فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ جَمَالِي مَسْتُورٌ عَنْ اَعْيُنِ النَّاسِ غَيْرَةً مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَوْ ظَهَرَ لَفَعَلَ النَّاسُ اَكْثَرَ لِمَا فَعَلُوا حِيْنَ رَاَوْ يُوْسُفَ"

"اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل و علیٰ نے میرا جمال لوگوں سے غیرت کی وجہ سے چھپا رکھا ہے کہ اگر یہ سارے کا سارا عیاں ہو جائے تو لوگوں کا حال اس سے بھی زیادہ ہو جو یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا تھا۔"

ع رخ انور سے پردہ اتارا نہیں
کہ لوگوں میں تاب نظارہ نہیں
حسن محبوب مستور ہے اس لیے
غیرت حق کو ایسا گوارہ نہیں

Marfat.com

میں نبیوں میں سے تمہارے لیے ہوں اور تم امتوں میں میرے لیے ہو

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کو تمام انبیاء کا امام بنایا اور تمام انبیاء کی مجموعی آپ کو عطا فرما دیں آپ کو اللہ نے اپنا محبوب بنایا اور آپ کی امت کو سب سے بہتر امت قرار دیا جس کی گواہی قرآن بھی دیتا ہے کہ تم امتوں میں سے بہترین امت ہو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس بارے میں ارشاد فرمایا

"اَنَا حَظُّکُمْ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ حَظِّی"

"میں صف نبوت میں سے تمہارے حصے میں آیا اور تم (امتوں میں سے) میرے حصے میں آئے"۔

کتنی سعادت ہے اس امت کی کہ جسے اللہ تعالیٰ نے آج کے دور میں سب سے زیادہ مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہے۔ اور بلاشبہ یہ امت کے مجموعی اعمال کا شاخسانہ ہے وگرنہ جو پہلے ہی سے بہترین چیز ہو اس پر تھوڑی سی محنت بھی کی جائے تو نتیجہ بہت ہی بہتر نکلتا ہے مگر ہم نے عمل کو ترک کر دیا جس کی وجہ سے من حیث المجموع یعنی مجموعی طور پر ہم زوال کا شکار ہیں۔

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کے دن شفاعت کبریٰ کا تاج پہنایا جائے گا اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جی بھر کر اپنی امت کے گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ آقا کریم علیہ السلام کی شان شفاعت کا عالم یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس کسی نے بھی محبت کے ساتھ میری قبر کی زیارت کر لی میں قیامت کے دن اس کی شفاعت بھی کروں گا۔ اس حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ اپنی قبر انور پر آنے والے ہر مرد و زن کو جانتے پہچانتے ہیں تبھی تو آپ اس کی شفاعت فرمائیں گے الحمد للہ اہل محبت تو اسی عقیدے کو لے کر جاتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری اور سلام سے جہاں دنیا میں برکتیں حاصل ہوں گی وہاں قیامت کے دن آپ کی شفاعت بھی نصیب ہو جائے گی ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ

"مَنْ زَارَ قَبْرِی وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِی"

"کہ جس کسی نے بھی میری قبر (انور) کی زیارت کی مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہو گئی۔" اللہ اکبر۔ کتنا بڑا انعام ہے حضور علیہ السلام کی طرف سے امتیوں کو کہ آج بھی در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جانے والے محروم نہیں رہتے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک بھی تبرک تھے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی پیکر کی ہر شئے نور علیٰ نور تھی اور امت کے لیے شفاء ہی شفاء تھی۔ صحابہ

Marfat.com

کرام کا جذبہ یہ تھا کہ وہ حضور ﷺ کے تھوک پسینے اور بالوں کو بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ میں نے سرکار مصطفیٰ ﷺ کو ایک مرتبہ حجام سے اپنی حجامت بنواتے ہوئے دیکھا اور بڑا عجیب منظر تھا کہ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کے بالوں کو لینے کے لیے حلقہ بنا کر آپ کے گرد کھڑے تھے اور آپ کے سرانور سے گرنے والے بالوں کو ہتھیلیوں میں لے رہے تھے۔ حدیث کے الفاظ یوں ہیں

"عَنْ اَنَس رضی اللہ عنہ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَالْحَلَّاقُ یَحْلِقُہٗ وَاَطَافَ بِہٖ اَصْحَابُہٗ فَمَا یُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَۃٌ اِلَّا فِیْ یَدِ رَجُلٍ"

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ حجام سے حجامت بنوا رہے ہیں۔ اور آپ علیہ السلام کے صحابہ آپ ﷺ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے وہ یہی چاہتے تھے کہ آپ کا جو بال بھی گرے وہ کسی کے ہاتھ میں آجائے۔ اللہ اکبر۔ میرے آقا کی ہر شئے قیمتی ہے بلکہ کائینات میں کوئی شئے اس کی مثل بھی نہیں ہے۔"

جو شخص میری سنت کی حفاظت کرے گا اسے سو شہیدوں کا ثواب ہوگا

حضور نبی کریم ﷺ نے قیامت تک کے احوال اپنی امت کو بذریعہ صحابہ کرام بتا دیے اور ہر دور کی نشاندہی فرما دی کہ آنے والے زمانوں میں لوگوں کی اور بالخصوص آپ ﷺ کی امت کی حالت کیا ہوگی اسی ضمن میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ میری سنت کو بھول جائیں گے مگر ایسے دور میں جو شخص میرا امتی ہو کر میری سنت کی حفاظت اور اس کا احیاء کرے گا اسے سو شہیدوں کی شہادت کا ثواب نصیب ہوگا ارشاد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

"مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادَ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃَ شَہِیْدٍ"

"جو شخص فتنہ وفساد کے دور میں کہ جب میری سنت مٹائی جارہی ہو اس وقت اس کی حفاظت کرے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا"۔

آج کل آپ دیکھ سکتے ہیں کہ سنت رسول ﷺ کا کس طرح سے مذاق اڑایا جا رہا ہے بالخصوص داڑھی شریف کی سنت کا۔ ہر طرف عجیب نظارے ہیں۔ اس معاشرے کو دیکھ کر یہ تاثر ہی نہیں ملتا کہ یہ مسلم معاشرہ ہے اور آج کل کا میڈیا یعنی ٹیلی ویژن کے مختلف چینلز پر جس طرح مسلمان عورت کو عریاں کر کے اشتہارات چلاتے ہیں فلمیں بناتے ہیں رقص وسرور کی محفلیں سجاتے ہیں یہ سب کے سامنے ہے تو کیا ان حالات میں بھی ہم

Marfat.com

اگر سوچیں کہ ہم بہت بڑے مسلمان ہیں اور اللہ رسول ہم پر خوش ہیں تو اس سے بڑی جہالت بے وقوفی اور حماقت کوئی نہیں ہے۔ جس بات کی تعلیم اسلام دیتا ہے اس سے سر عام بغاوت یہ سب کیا ہے؟۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور غیرت مند بندوں کو محفوظ رکھے اور ان لوگوں کو اپنی خصوصی رحمتیں عطا فرمائے کہ جو اس وقت بھی دین کی دعوت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اور جن کی وجہ سے اللہ کے گھر آباد اور روشن ہیں اور جن کی وجہ سے پیغام مصطفیٰ ﷺ اور پیغام قرآن اس امت کو مل رہا ہے۔

کتب سابقہ میں فضائل مصطفیٰ ﷺ

جس طرح قرآن اور حدیث میں فضائل و کمالات مصطفیٰ ﷺ درج ہیں اس طرح آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہم السلام تک جتنے انبیاء بھی مبعوث ہوئے وہ بھی اس محبوب اعظم علیہ السلام کے فضائل و مناقب بیان کرتے رہے جن میں اکثر قرآن حکیم میں درج ہیں مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ لوگو! میرے بعد جو رسول اعظم آنے والا ہے وہ بڑی شانوں والا ہے اور وہی امام الانبیاء بھی ہوگا اور وہی رسول محبوب رب العالمین بھی ہے اور میں تمہیں اس رسول اعظم کی بشارت دیتا ہوں آپ نے فرمایا قرآن حکیم سورۃ آیت

"وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ اسْمُهٗ اَحْمَدُ"

"کہ میں تمہیں اپنے سے بعد آنے والے رسول کی بشارت دیتا ہوں کہ جن کا اسم گرامی احمد ہوگا"۔

تبھی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں بشارت عیسیٰ علیہ السلام ہوں اسی طرح تورات میں بھی سرکار مصطفیٰ ﷺ کا تذکرہ موجود ہے اور جگہ جگہ موجود ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ السلام کی شان بیان فرماتا رہا تورات کے حوالے سے حضور ﷺ کے جو خصائص بیان کیے گئے ہیں وہ کچھ یوں ہیں۔ حضرت کعب الاحبار فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں پڑھا کہ حضور ﷺ پیکر اخلاص ہوں گے آپ ﷺ نہ تو درشت خو ہوں گے اور نہ ہی سخت دل۔ بازار میں کسی کو بلند آواز سے عام حالات میں نہیں بلائیں گے۔ بلکہ جرائم کو اپنی قلم عفو سے معاف فرمانے والے ہوں گے حتکہ آپ کی امت بھی منفرد اوصاف کی مالک ہوگی وہ اللہ کی تکبیر بلند کریں گے اس اک ذکر کرنے والے ہوں گے اور وہ پردہ پوش ہوں گے اپنے ہاتھوں اور چہرے کو لازماً بطور عبادت دھونے والے ہوں گے۔ زمین کے ہر گوشے میں اللہ کا نام بلند کرنے والے ہوں گے جنگل۔ پہاڑ۔ سمندر و دریا خشکی تری عمارات شہر ویرانوں میں اللہ کی تکبیر یعنی اللہ اکبر بلند آواز سے کہنے والے ہوں گے اللہ کی تسبیح کرنے والے ہوں گے۔ نبی آخر الزماں ﷺ مکہ میں پیدا ہوں گے جو سرزمین انبیاء ہے

Marfat.com

پھر آپ کی حکومت مکے سے ملک شام و فارس تک وسیع ہوگی اس نبی کے بارے میں خود رب کہتا ہے کہ وہ کفر و شرک کے اندھیروں کو دور کرنے والا ہوگا اور روئے زمین پر میری توحید کے پرچم کو بلند کرنے والا ہوگا اور بے نور آنکھوں کو نور اور بے ہدایتوں کو ہدایت کا نور عطا کرنے والا ہوگا کفر کے اندھیرے اس کے وجود کی برکت سے دور ہو جائیں گے۔ زبور میں تاجدار عرب و عجم کے فضائل اس طرح سے بیان کیے گئے کہ آج بھی اللہ تعالیٰ کے ارشادات پڑھ کر دل اور روح وجد میں آ جاتے ہیں زبور میں ارشاد ربانی ہے

"دنیا میں پانی کے تمام ٹھنڈے میٹھے چشمے اس محبوب کے لبوں کی شرینی کا صدقہ ہوں گے۔" اے سید الانبیاء اے سند اصفیا"

ازل سے ابد تک تیرے یہ چشمے اور سمندر موجزن ہیں۔ تیرے الفاظ موتیوں کی طرح تاب ناک اور چمکدار ہوں گے۔ اے محبوب ﷺ میں ساری کائیناتوں کا مالک ہوں مگر میں ہزار ہا احوال تیرے دامن میں ڈال دوں گا اور برکتیں رحمتیں تیرے در کی خیرات ہوں گی۔ تو میری توحید کا سکہ ساری دنیا پر بٹھا دے اور میں کائینات کے ذرے ذرے پر تیرا ذکر جاری کر دوں گا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم زمانے بھر کے لوگوں کے ذکر پر تیرا ذکر حاوی کر دوں گا اور تیرے اوصاف کے باب نہ ختم ہونے والے بنا دوں گا تیری صورت کو بہاروں کی نوید بنا دوں گا تیرے تبسم کی خیرات سے کائینات میں گل و گلزار کو مہکا دوں گا تیرے حسن کے سامنے دنیا کے سارے حسین اپنے حُسن و جمال کو بھول جائیں گے اور ساری دنیا کے شہنشاہوں کی گردنیں تیری نبوت و رسالت کے سامنے جھکنے والی بنا دوں گا اور ساری دنیا کے درباروں کی چمک دمک تیرے دربار مصطفائی کے سامنے ہیچ ہو جائیں گی۔

انجیل

میں ذکر مصطفیٰ ﷺ اس طرح سے ہے۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام سے رب العزت کے خطاب کی صورت میں ہے۔

"اے بتول کے بیٹی یعنی مریم سلام اللہ علیہا کے بیٹے! اور مبشر اُبر سول کی بشارت دینے والے! سنو اور دل کے کانوں سے سنو! اور اس پر ایمان اور یقین کے ساتھ عمل کرو میں تمہارا خداوند تمہیں یہ خطاب کر رہا ہوں کہ تمارے وجود کے درخت کو بہار فطرت کے ساتھ میں نے قدرت کی نہر کے کنارے پر بغیر ازواجی تعلقات کے اپنی قدرت اور شان سے لگایا ہے یعنی معجزاتی طور پر تمہیں تخلیق فرمایا ہے اور تمہاری ذات کے بوستان یعنی تمہارے پودے کو نبوت سے شاداب کر کے اسے درجۂ کمال تک پہنچایا ہے۔ اے عیسیٰ! تم میری توحید کے آستانہ پر اپنی عبدیت کے ساتھ معتکف ہو جاؤ میری واحدنیت اور فرادنیت کا اقرار و اظہار و پرچار بھی کرو۔ انجیل کے احکامات کو قبول کروا اپنے حواریوں کو میری وحدنیت اور الوہیت سے روشناس کراؤ اور ان کی بشارت انہیں سناؤ۔

Marfat.com

وہ عربی النسل، ہاشمی النسب اولادِ عبدالمطلب موعودِ انبیاء ہوگا مقصودِ اصفیا ہوگا۔ اس کے اوصاف و کمالات میں تواضع کی انتہا اس طرح ہوگی کہ وہ اونٹ کی سواری کرے گا اور باوجود اس کے کہ اس کی کئی ازواج مطہرات ہوں گی مگر اس کا سلسلہ نسب صرف ایک ہی زوجہ سے چلے گا قیامت کے دن تمہاری ماں مریم اس محبوب کے ساتھ ہوگی اس کی زوجہ خدیجۃ الکبریٰ سے ایک دخترِ نیک اختر ہوگی جو سیدہ کائنات ہی نہیں بلکہ خاتونِ جنت ہو گی۔ اس کے صدفِ عصمت سے دو تابدار موتی ظاہر ہوں گے جو اس کی گودِ مطہرہ میں پرورش پا کر مرکزِ دائرہ فرش ہوں گے یہ دونوں گواہرِ آبدار ساری زندگی اسلام کا پرچار کریں گے اور گلشنِ نبوت و اسلام کے محافظ ہوں گے۔ عاقبت الامر پھر درجہ شہادت پر فائز ہوں گے اور شہادت ان پر فخر کرے گی انہیں انہی کی قوم شہید کرے گی جو دین کے معاملات میں اپنی مرضی کو شامل کرنے اور اس میں کمی بیشی کی کوشش کریں گے کہ جن سے ان کی ھوائے نفس کو تسکین ملے۔ اس محبوبِ اعظم کا قبلہ حرم ہوگا یہ حج کے موقع پر احرام باندھے گا اور درحقیقت یہ محبوب ساری کائنات کی بہاروں اور زندگی کا مرکز ہوگا یہ روحِ کائنات ہوگا اور گنہگاروں کا اپنے سایہ عاطفت میں پناہ دینے والا شفیعِ معظم ہوگا اور ازعرش تا فرش اسی کی رحمت کی چشمے ابلتے ہوں گے کیونکہ میں اسے رحمتوں کا پیکر بنا کر بھیجوں گا یعنی وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ کا تاج اسے پہنا کر بھیجوں گا۔ یہ ہی صاحب مقامِ محمود ہوگا ساقئ کوثر ہوگا۔ سجادہ اخلاص بقدمِ اختصاص بچھائے گا اپنی زبان میری رضا سے کھولے گا جو میری ترجمان اور پیغام قرآن ہوگی اس کا سینہ الم نشرح کی صفت سے متصف ہوگا اور اس کا دل صرف میرے ذکر ہی سے معمور ہوگا دنیا کی کوئی دلچسپی اسے میری یاد سے ایک لمحے کے لیے بھی اپنی طرف راغب نہیں کر سکے گی۔ اس کا دل بیدار رہوگا۔ آنکھیں خواب آلود ہو کر بھی ساری کائناتوں کے ساری انسانوں سے زیادہ دیکھنے والی ہوں گی۔ غفلت اس کی گلی میں کبھی بھی آنے کی ہمت ہی نہیں کر سکے گی یوم قیامت مقامِ شفاعت پر اپنی تباہ حال امتیوں کو سنبھالنے والا ہوگا اور قیامت کے دن جب آدم علیہ السلام سے لے کر آخری انسان تک ہر زبان پر نفسی نفسی جاری ہوگا اس کی زبان پر امتی امتی کی صدا ہوگی۔ صورِ اسرافیل کی دہشت ناک آواز سے جب ہر کوئی قبروں سے بدحالی سے نکل رہا ہوگا اور کوئی کسی کا پرسانِ حال نہ ہوگا اس دن بھی اس کا دامنِ رحمت اپنی امت کے لیے کھلا ہوگا اس دن صرف اسی کو بولنے کی اجازت ہوگی۔ اے عیسیٰ تم بھی اس کی رسالت پر ایمان لاؤ اور اپنے آپ کو اس محبوبِ اعظم کا امتی کہو کیونکہ اگر میرا یہ محبوب نہ ہوتا یعنی اگر مجھے اس کا ظہور کرنا مقصود نہ ہوتا تو عرش و فرش جنت و دوزخ اور دنیا و عقبیٰ کا میں ظہور ہی نہ کرتا۔ اے عیسیٰ کائناتوں کا ظہور صرف اس محبوب کی وجہ سے ہے۔ اللہ اکبر۔

Marfat.com

واقعہ جبریل علیہ السلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ تاجدار کائینات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی تخلیق کے متعلق بتایا اوراس واقع کا اکثر صحابہ کرام کو بھی علم تھا۔آپ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ جب اللہ تعالٰی نے حضرت جبریل علیہ السلام کوتخلیق فرمایا توانہیں اللہ رب العزت نے عرش کے نیچے کھڑے ہونے کاارشاد فرمایا۔حضرت جبریل علیہ السلام اٹھارہ ہزار سال تک عرش کے نیچے کھڑے رہےاوررب کریم کاذکر کرتے رہے۔پھر اللہ تعالٰی نے ایک دن سوال کیا کہ جبریل "مَنْ خَلَقَکَ" یعنی اے جبریل تمہیں کس نے پیدا کیا ہے یعنی تمہارا خالق کون ہےتوجبریل علیہ السلام عرض کرتے ہیں

"یَارَبِّی مَن اَنتَ الوَاحِدُ القَهَّارُ العَزِیزُ الجَبَّارُ المَعبُودُ فِی اللَّیلِ وَالنَّهَارِ وَاَنَا عَبدُ الضَّعِیفُ"

"کہ اے میرے رب آپ کی ذات وہ ہے جوواحد ہے قہار ہے غالب ہے جبار ہےاور معبود ہے ہر شئے کا جوکہ صبح وشام کا بھی معبود ہےاورمیں اسی رب کا یعنی اے رب آپ کاایک کمزورسابندہ ہوں"۔

جبریل عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس خطاب کے بعد پھراٹھارہ ہزار سال تک رب کریم نے مجھ سے کوئی کلام نہ کیااورمیں اس کی تسبیح کرتا رہا پھراٹھارہ ہزار سال گذرنے کے بعدرب کریم نے کلام کیااور فرمایاجبریل "مَنْ خَلَقَکَ وَمَنْ اَنَا"؟جبریل علیہ السلام نے جواب دیا۔"اَنْتَ خَالِقِی وَمُحْیِی وَمُمِیْتِی وَبَاعِثِی وَوَارِثِی وَاَنَا عَبْدُ الْمِسکِین" کہ اے میرے رب تو میرا خالق ہے زندگی عطا کرنے والااورموت دینے والااور تو ہی باعث چیز کااور تو وارث ہےاور میں تیرامسکین بندہ ہوں"۔کہتے ہیں اس گفتگو کے بعد پھراٹھارہ ہزار سال گذر گئے تورب کریم نے مجھ سے پھر خطاب کیااورفرمایاجبریل!"مَنْ اَنْتَ وَمَنْ اَنَا" حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی مولا"اَنْتَ اللّٰہُ الْخَالِقَ وَاَنَا عَبْدُ الْخَاصِعِ وَ لْخَاشِعِ" کہ اے اللہ تو خالق ہےاورمیں تیراانتہائی خصوع اورخشوع کرنے والابندہ ہوں"۔عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالٰی کے اس خطاب کے بعد میراحوصلہ کچھ بڑھا تو میں نے عرض کی مولا کیا تو نے مجھ سے پہلے بھی کوئی مخلوق پیدافرمائی ہے۔توحکم ربی ہوا کہ اے جبریل سامنے دیکھو!میں نے اپنے سامنے نور ہی نور دیکھااوراس نور کے چاروں طرف دائروں کی صورت میں ہرطرف مذید نور کے ھالے دیکھے۔میں نے اس نور کی نورانیت سے

Marfat.com

آنکھیں جھکا لیں اور پھر دیکھا اور پھر میں بار بار اسی نور کو دیکھتا رہا اور اسی دوران مجھے پھر سے رب کریم نے اپنے خطاب سے سرفراز فرمایا اور کہا کہ اے جبریل یہ نور جو دوسرے پر نور پر غالب آ رہا ہے یہ ہی وہ نور ہے کہ جس کی خاطر میں نے تجھے پیدا کیا ہے اور یاد رکھو اسی نور کے سلسلے کو وسعت عطا کر کے پھر اسی کی برکت ہے میں مزید قدسی اور لوح و قلم جنت حتیٰ کہ دوزخ بھی اسی نور کے منکرین کے لیے پیدا کروں گا کیونکہ یہ نور میرے حبیب کا نور ہے "حبیبی وَصیفِی وَنَبِیی وَسَیرَتِی وَخُلِقِی مُحَمَّدٌ ﷺ" میں نے عرض کی کہ مولا اس کے ارگرد چار ہالے کن کن کے نور کے ہیں فرمایا اس نور کے دائیں طرف نور ابی بکر ہے بائیں طرف نور عمر ہے اس کے آگے نور عثمان ہے اور پیچھے نور علی ہے اور جبریل جو میرے محبوب کے نور کا ہو گا اور اس کے گرد اس کے چاروں رفقاء سے محبت کرنے والا ہو گا تم گواہ ہو جاؤ کہ میں خالق اور مالک ہو کہ پھر اس شخص سے محبت کروں گا اور ان کے چاہنے والوں کو بہشت کے باغات میں رکھوں گا اور ان کے دشمنوں کو جہنم کی وادیوں میں ذلیل کر کے پھینک دوں گا۔ اللہ اکبر۔

آدم علیہ السلام نے ذکر مصطفیٰ ﷺ کیسے کیا

حضور نبی کریم ﷺ کی بڑی معروف حدیث ہے اور اہل محبت اور حضور ﷺ سے سچی عقیدت رکھنے والے امتی اس حدیث کو روح ایمان سمجھتے ہیں اور اسے سن کر یا پڑھ کر اپنے قلب و جگر کو تازگی اور قوت عطا کرتے ہیں۔ حدیث مصطفیٰ ﷺ ہے کہ جب آدم علیہ السلام کو فراز عرش پر زندگی کا شعور ملا تو آپ نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی تو عرش کو اپنی سامنے موجود پایا جس کے ہر گوشے پر اللہ کے نام کے ساتھ محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام لکھا ہوا تھا۔ آدم علیہ السلام بار بار ان دونوں اسماء کو دیکھتے رہے پھر ایک دن جرات و ہمت کر کے بارگاہ رب العزت میں سوال کر ہی دیا کہ مولا تجھے تو میں جانتا ہیں کہ تو میرا مالک و خالق ہی مگر میں ہر جگہ تیرے نام کے ساتھ نام محمد بھی لکھا ہوا دیکھتا ہوں مولا اس عظیم نام والے کا تعارف تو کرا تو اللہ رب العزت نے آدم علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے آدم یہ محمد ﷺ میرے محبوب ہیں اور میں نے ساری کائینات کو بنایا ہی اس محبوب کے ظہور کے لیے ہے اور تجھے بھی اس کے لیے پیدا فرمایا ہے کہ یہ تیری اولاد میں سے ہوں گے اور تجھ سے لے کر قیامت تک جو بندہ بھی اس سے محبت کرے گا اور جب یہ اپنی نبوت کا اعلان کرے گا تو جو اس کی نبوت و رسالت کی گواہی دے کر اس پر درود و سلام کی کثرت کرے گا اے آدم میں اسے بہشتوں میں داخل کروں گا اور ہاں یہ پیغمبر آخر الزماں ہو گا۔ اور انبیاء علیہم السلام کا امام بھی ہو گا۔ آدم علیہ السلام محبوب علیہ السلام کی شان سن کر عرض کرنے لگے مولا کریم میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ تو نے مجھے اس کا جدامجد بنانے کا شرف عطا کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس پر آپ مسکرا اٹھے اور آپ کی

Marfat.com

مسکراہٹ کا ساتھ دینے کے لیے جنت کی بہاریں بھی مسکرا اٹھیں۔ آدم علیہ السلام نے حضرت شیث کو ایک دن بطور خاص اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ بیٹا میں تجھے ایک راز کی بات بتانا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے میری تخلیق اپنے محبوب جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گری کے لیے کی اور یہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب ہیں اور وہ ان کے نام کے وسیلے سے دُعا قبول کرتا ہے اور ان پر درود پڑھنے والے کو اپنی خصوصی رحمتیں عطا فرماتا ہے سوائے شیث تو میرے جانے کے بعد درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا وظیفہ جاں بنا لینا اور درود پڑھ کر جو دعا کرو گے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا کہ میری توبہ بھی اسی اسم گرامی کے طفیل قبول ہوئی حالانکہ میں تین سو سال تک روتا رہا اور توبہ کرتا رہا آخر درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے میری توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی۔

بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابوامامہ باہلی سے سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث مروی ہے کہ ایک دن تاجدار کائنات نے ایک خصوص نشست میں انہیں اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے ساتھ نسبت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہشت بریں کو خواب میں دیکھا اور اس کی وسعت کو دیکھ کر حیران ہوئے اور عرض کی کہ مولا یہ خوبصورت باغات اور یہ نعمتیں اتنی وسعت کے ساتھ تو نے کس لیے پیدا فرمائیں ہیں تو رب کائینات کی طرف سے آواز آئی۔

"اُعِدَّت مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وسلم وَ اُمَتِهٖ"

"کہ سب کچھ میں نے اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خصوصی بصارت عطا فرمائی تو میں نے جنت کے پودوں کی جڑوں پر لا الـہ الا اللہ لکھا ہوا پایا۔ ان پودوں کی کونپلوں پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا دیکھا اور ان کے پھلوں پر سبحان اللہ والحمد للہ لکھا ہوا دیکھا پھر آپ نے خواب سے بیدار ہو کر اپنے تمام متعلقین کو یہ خواب سنایا۔ مگر ساتھ ہی آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میں نے صرف خواب کی حالت میں جو دیکھا میں آپ لوگوں سے یہی بیان کر رہا ہوں ہاں ان کی پوری شانیں تو خدا ہی بہتر جانتا ہے حتیٰ کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں جبریل حاضر ہوئے تو آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے میری شان کے بارے میں پوچھا تو جبریل علیہ السلام نے بھی عرض کی کہ اے ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی شانوں کے بعد صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ہے اور میں بھی پوری طرح اس محبوب اعظم کی شان بیان نہیں کر سکتا۔ اللہ اکبر۔ پھر جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے خلیل اللہ علیہ السلام میں نے بھی اپنی تخلیق کے بعد نور رب العزت کے بعد اس نور

Marfat.com

مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کی تھی اور میرے سوال پر رب کریم نے ارشاد فرمایا تھا کہ جبریل یہ نور میرے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے اور اس نور کے ظہور کی لیے میں نے تجھے پیدا کیا ہے اور اس کی بدولت عرش و فرش کی بزم کو سجایا ہے۔ سبحان اللہ والصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ

ع لَا یُمکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقَّہٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اللہ اکبر

حضرت یوسف علیہ السلام کا بیان

حسن و جمال کے شہنشاہ جناب حضرت یوسف علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ جب میں چاہ کنعان کی تنہائیوں میں اپنے بھائیوں کی وجہ سے محبوس تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے غم دور کرنے کے لیے جنتوں کا دیدار عطا کر دیا اور ساری جنتیں میرے سامنے آ گئیں اور میں ان کے نظاروں میں اس طرح کھو گیا کہ مجھے کنویں کی سردی وحشت اور تاریکی کا احساس بھی نہ رہا اور میں نے جنتوں میں ملائیکہ کو اللہ کی تسبیح کے ساتھ ساتھ حضرت محمد ﷺ پر درود پڑھتے دیکھا تو میں نے سوال کیا کہ مولا اس عظیم ہستی کے متعلق مجھے بھی آگاہ فرما تو اللہ رب العزت نے ایک ایسا درخت کہ جس کے تمام پتوں اور میووں پر حضرت محمد کا نام لکھا ہوا تھا اس کی ایک شاخ کو میرے کنویں پر جھکا دیا جس کی برکت سے کنویں کا ماحول نورانی ہو گیا اور میں نے اس کی شاخ سے ایک پھل توڑ کر کھا لیا اور عقیدت سے محمد مصطفیٰ ﷺ کا اسم گرامی لینا شروع کر دیا۔ فرماتے ہیں کہ پھل کھاتے ہی میری دو تین دن کی بھوک جاتی رہی اور صدا آئی کہ اس نام محمد کی برکت سے تجھے ہم اس تاریک کنویں سے نجات عطا فرما دیتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور شان مصطفیٰ ﷺ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں اور قرآن حکیم میں اکثر مقامات پر آپ علیہ السلام کے اسم گرامی کے حوالے سے اللہ رب العزت نے آپ کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت بھی بڑے مخصوص ماحول میں ہوئی اور آپ کی ساری زندگی پیغمبرانہ وقار کے ساتھ ساتھ جہد مسلسل میں گذری آپ نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں رب العزت سے سوالات کیے اور اللہ نے حضور ﷺ کی شان کو مختلف انداز میں آپ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ "وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ اِذْ نَادَيْنَا" کی تفسیر کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ جب آپ علیہ السلام کو وادیٔ طور سینا میں تورات کی الواح عطا ہوئیں تو وفور مسرت سے

Marfat.com

آپ نے رب العزت کی حمد وثنا بیان کرنا شروع کر دی اور اس کا والہانہ شکر ادا کرنے لگے اور پھر اسی خوشی سرشاری اور مسرت کی انتہا کے عالم میں آپ نے رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی مولا جتنی بڑی نعمت وعظمت سے تو نے مجھے نوازا ہے اس سے پہلے بھی کیا یہ نعمت وعظمت کسی کے حصے میں آئی تھی؟

موسیٰ علیہ السلام کی اس بات پر رب کریم نے وحی بھیجی کہ اے موسیٰ میرے دفتر قدرت میں نبی تو تم تھے ہی مگر اس وقت روئے زمین پر رہنے والے انسانوں کے دلوں پر جب میں نے اپنی نظر الوہیت کی تو مجھے تم سے زیادہ ساری زمین پر متواضع دل والا کوئی شخص نظر نہیں آیا سو میں نے تمہیں چن لیا کہ تم رسالت کا اعلان فی الفور کر دو اور تمہاری تواضع اور کثرت شکر کی وجہ سے میں تمہیں رسالت ونبوت کے ساتھ ساتھ اپنا کلیم بھی بنا دیا ہی سوائے موسیٰ تم میرے اور شکر گزار بن جاؤ اور میرے بندۂ خاص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو دل کی گہرائی میں اتار لو حتٰی کہ تمہاری زندگی کا خاتمہ بھی اسی محبوب کی محبت میں ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا میں سر تسلیم تیرے حکم کے آگے خم کرتا ہوں مگر اس محبوب کا مزید تعارف کرا دے تا کہ میری محبت مستحکم ہو سکے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی رسول ہوں گے اور ختم الرسل ہوں گے۔ امام الانبیاء ہوں گے اور میں نے مخلوقات کی تخلیق سے لاکھوں سال پہلے اس محبوب کے نور کو تخلیق فرما دیا تھا اور ملائیکہ کی تخلیق سے پہلے عرش کی پیشانی پر اس کا نام لکھ دیا تھا۔ اور اگر تم میری قربت کی انتہا چاہئے ہو تو تم میرے اس محبوب سے محبت کی انتہا کر دو۔ اور اگر تم مجھے اپنے سماعت اور بصارت سے بھی زیادہ اپنے قریب کرنا چاہتے ہو تو اس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کی کثرت وانتہا کر دو۔ اور اعلان کر دو اپنی قوم میں کہ تمہاری رسالت کے ساتھ ساتھ اس محبوب کو میرا محبوب جان اور مان لیں اور اسی سے ان دیکھے محبت شروع کر دیں میں انہیں جنتوں کے باغات عطا کروں گا اور جہنم کے شعلوں سے آزادی عطا کر دوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے مزید عرض کی کہ مولا اور کچھ بھی اس محبوب کے بارے میں ارشاد فرما تو ارشاد ربانی ہوا کہ اے موسیٰ یہ ہستی دراصل وجہ تخلیق کائنات ہے۔ اگر مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار مقصود نہ ہوتا تو میں نہ عرش بناتا نہ جنتیں سجاتا نہ حور وغلمان پیدا کرتا نہ ملائیکہ کی تخلیق کرتا نہ زمین وآسمان بناتا یہ سارا کچھ میں نے اس کی خاطر بنایا حتیٰ کہ اے موسیٰ میں نے تمہیں بھی اسی محبوب کی خاطر پیدا فرمایا اور اسی کی خاطر کلیم اللہ بنایا ہاں یاد رکھو تم میرے کلیم ہو اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حبیب ہیں اور اے موسیٰ یاد رکھ لو کہ کلیم وہ ہوتا ہے جو مجھ سے محبت کرنے والا ہو اور حبیب وہ ہے جس سے میں محبت کرتا ہوں۔ اور ہاں اے موسیٰ تمہیں کلام سے سرفراز کرنے کے لیے میں جانب طور بلاتا ہوں اور اس کی شان یہ ہوگی کہ یہ محبوب اپنے کاشانہ میں استراحت کر رہا ہوگا کہ میں اس کے آستانے پر وحی بھیج دوں گا پھر یہی نہیں اس کو اپنے پاس لامکاں پر بلاؤں گا اور اسے اپنے دیدار سے سرفراز فرماؤں گا۔

Marfat.com

حضرت داؤد علیہ السلام اور شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت داؤد علیہ السلام جو کہ صاحب زبور ہیں انہوں نے ایک دن رب کریم کی بارگاہ میں عرض کی مولائے کریم میں زبور کی تلاوت کے دوران جب نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہنچتا ہوں تو زبور کے صفحات سے اور اس اسم گرامی سے نور نکلنے لگتا ہے اور میں جس جگہ بیٹھا ہوتا ہوں وہ بھی نور سے معمور ہو جاتی ہے یا رب کریم میرے دل میں اس نام کی عظمت کے جذبات کے ساتھ محبت بھی پیدا ہو جاتی ہے تو اگر مجھے اس عظیم نام والے عظیم محبوب کی ذات کے بارے میں مذید ارشاد فرما دے تو میں تیرا شکر گزار رہوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ داؤد یہ نور اسی نام محمد والی ذات کا نور ہے اور اسی نور کی طفیل میں جنت عرش۔ ملائیکہ آدم علیہ السلام ملائیکہ اور حوا کو پیدا فرمایا تھا حضرت داؤد یہ سن کر وجد میں آ گئے اور اپنے حجرے سے باہر نکل کر زور زور سے محمد محمد پکارنے لگے تو چاروں طرف سے آواز آنے لگی مرحبا مرحبا۔ صدقت صدقت۔ پھر عرش سے صدا آئی کہ اے داؤد اس کا ذکر یوں کیا کرو کہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعنی کلمہ طیب پڑھا کرو۔ اس کے بعد آپ جب بھی زبور کی تلاوت کرنے لگتے تو کئی مرتبہ اس عظیم کلمے کی تسبیح کرتے۔ اللہ اکبر۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

احادیث مبارکہ میں اور تاریخ کی کتب میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے حوالے سے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں روایات درج ہیں کہ آپ کو بھی شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رب العزت نے آگاہ فرما دیا تھا۔ آپ علیہ السلام ایک مرتبہ مقام اصطخر سے یمن کی طرف اپنے پورے لشکر سمیت شاہی انداز میں تشریف لے جا رہے تھے کہ جب آپ مدینہ طیبہ کی حدود میں داخل ہوئے تو آپ نے ہوا کے دوش پر سوار اپنے تخت کو آہستہ ہونے کا حکم دیا اور آپ اپنی کرسی سے کھڑے ہو کر اہل لشکر سے خطاب کرنے لگے کہ لوگو جانتے ہو کہ جس سر زمین سے اس وقت ہم گذر رہے ہیں یہ کون سی جگہ ہے۔ لشکر والوں نے کہا کہ آپ ہی ارشاد فرما دیجئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے لشکر کے تمام سرکاء سے فرمایا "اِنَّ هٰذَا دَارُ الْهِجْرَةَ نَبِی الْاٰخِرُ الزَّمَان طُوبٰی لِمَنْ اٰمَنَا بِهٖ وَاتَّبَعَهٗ"

یہ مقام نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دار الہجرت اور شہر مقدس ہو گا اور وہ بہت ہی بڑا خوش نصیب ہو گا جو آپ پر ایمان لائے گا اور آپ کی اطاعت کرے گا یہ شہر نبی ہو گا اور دنیا کا عظیم ترین شہر ہو گا پھر آپ کا قافلہ یعنی لشکر مدینہ سے مکۃ المکرمہ پہنچا تو نیچے کافروں کو بیت اللہ شریف کے اندر بتوں کی پوجا کرتے ہوئے دیکھا آپ یہ دیکھ کر غمگین ہو کر آگے بڑھ گئے تو کعبۃ اللہ نے عرض کی مولا تیرے پیغمبر نے میری زیارت نہیں کی۔ تو رب العزت

Marfat.com

نے ارشاد فرمایا اے میرے گھر عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ میں اپنے سب سے عظیم اور محبوب نبی کو اس شہر میں پیدا کرنے والا ہوں وہ تیری زمین کو ہر طرح سے پاک کر دے گا اور میری توحید کا پرچم لہرا دے گا۔ پھر کچھ عرصہ بعد حضرت سلیمان علیہ السلام دوبارہ اس سرزمین پر آئے اور اپنے سارے لشکریوں سے فرمایا کہ یہ وہ عظیم ٹکڑا زمین ہے کہ جہاں اللہ کا گھر ہے اور اسی جگہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تولد ہوں گے پھر آپ نے کعبۃ اللہ کے پاس ہی پانچ ہزار اونٹ اور گائے ذبح کروا کے اہل لشکر اور اہل شہر کو تقسیم کر دیئے اور فرمایا وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے تقریباً ایک ہزار سال بعد تشریف لائیں گے۔

تبع حمیری کا خراج عقیدت

یمن کا ایک عظیم بادشاہ تبع حمیری دنیا فتح کرتا کرتا مکے کی طرف آ نکلا مگر اہل مکہ میں سے کوئی بھی نہ تو اس کے پاس آیا اور نہ ہی کسی نے اس کی آمد پر کوئی توجہ دی۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ ان لوگوں نے میری پرواہ ہی نہیں کی۔ اس نے لوگوں سے پوچھا کہ آخر یہاں کے لوگ اتنے بے خوف اور بے نیاز کیوں ہیں تو اسے بتایا کے یہاں اللہ کا گھر ہے اور اللہ سارے جہانوں کا مالک ہے اور بنانے والا ہے اور یہ لوگ چونکہ اللہ کے گھر کے پاس رہتے ہیں اس لئے اللہ ان کی حفاظت کرتا ہے اس نے بیت اللہ کی عظمت سن کر اس کی زیارت کی اور اس پر غلاف چڑھایا اور شہر میں چراغاں کیا پھر وہ یہاں سے مدینہ پہنچا اور اسے بتایا گیا کہ مدینہ منورہ ہجرت گاہ رسول ہوگا اور پھر آپ اسی شہر میں ہی قیام پذیر ہوں گے پھر اس کے لشکریوں میں سے علماء نے اسے حضور علیہ السلام کی شان سے آگاہ کیا تو اس نے آپ علیہ السلام کی شخصیت سے متاثر ہو کر آپ پر ایمان لانے کا اعلان کیا اور آپ کی ولادت کی خوشی منانے کے لیے مدینہ کے شہر میں کئی ماہ چراغاں کیا لوگوں کو مفت کھانا تقسیم کیا اور حضور علیہ السلام کے رہنے کے لیے گھر بنانے کا حکم دیا اور کچھ علماء کو ہمیشہ کے لیے مدینہ ہی میں رہنے کا حکم دیا تا کہ نسل در نسل وہ لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان سے آگاہ کرتے رہیں۔ اور حضرت ابو ایوب انصاری انہی علماء کی نسل میں سے تھے کہ جن کے گھر میں ہجرت کے بعد حضور علیہ السلام نے قیام کیا تھا اور آپ کے پاس تبع حمیری کا خط بھی موجود تھا جس میں اس نے آپ پر ایمان لانے کا ذکر کیا تھا اور لکھا ہوا تھا کہ قیامت کے دن آپ میری شفاعت بھی فرمایئے گا اور مجھے اپنی امت میں شمار فرما لیجیے گا اور میرے ایمان کے متعلق سب کو آگاہ بھی فرما دیں چنانچہ حضرت ایوب انصاری سے آپ نے مدینہ پہنچ کر اس کا خط طلب کیا اور پھر وہ خط حضرت ابو یعلیٰ نے اونچی آواز میں سب کو پڑھ کر سنایا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ کرام کی موجودگی میں اس کا ایمان قبول کیا اور اسے اپنا امتی قرار دیا۔ اللہ اکبر۔

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگاہ فرمایا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کے حوالے سے اپنی قوم کو آپ کی شان سے آگاہ فرمایا کہ میرے بعد جو تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہوگا اسی طرح ایک اور موقع پر بھی آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت بیان کی۔ واقعہ یوں ہے کہ آپ کے حواری اور آپ جب کبھی بھی سفر میں ہوتے تو آپ اپنے حواریوں کے لیے غیب سے کھانے کا بندوبست کردیتے اور زمین پر نشان لگا کر کسی حواری سے کہتے کہ مٹی ہٹا کر پانی نکال لو تو آپ کی یہ شان دیکھ کر آپ کے حواریوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے پیغمبر آپ ہمیں پردۂ غیب سے نعمتیں دلواتے ہیں اور ہماری ضرورتیں پوری کرتے ہیں نیز آپ بیماروں کو شفایاب کرتے ہیں حتکہ مردوں کو زندہ بھی کرتے ہیں تو حضرت کیا اس وقت آپ سے بڑھ کر بھی فضائل وکمالات والا کوئی ہے آپ نے فرمایا کہ اس وقت تو نہیں ہاں البتہ میرے جانے کے بعد ایک ایسا صاحب کمال آنے والا ہے کہ میری طرح وہ اپنے صحابہ کو غیب سے کھانا تو نہیں کھلوایا کریں گے البتہ ان کی انگلیوں سے پانی کے چشمے رواں ہوجایا کریں گے اور ہاں میں یہ سب کچھ اللہ کے اذن سے کرتا ہوں اور وہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ کے اذن سے ہی مردوں کو زندہ کرسکے گا اور بیماروں کو شفایاب بھی کرے گا مگر یاد رکھو کہ مجھ میں اور اس میں فرق یہ ہے کہ میں اپنے اللہ کی رضا ہر وقت چاہتا ہوں اور اسے خوش کرنے کی کوشش کرتا ہوں وہ محبوب اس مرتبے کا ہوگا کہ خود رب اس کی رضا چاہے گا اور وہ اللہ اللہ ہوکر اس بندے کو خوش کیا کرے گا اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ میری نبوت ورسالت بھی اس کے تصدق سے ہے اگر رب کریم کو اپنا وہ محبوب پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو وہ کائنات کی کوئی شئے پیدا ہی نہ فرماتا اور نہ یہ کائنات ہوتی اور نہ ہی میں عیسیٰ ابن مریم ہوتا۔ اللہ اکبر یعنی یہ سب کچھ بنایا گیا تو اس محبوب اعظم کے لیے بنایا گیا کہ پھر اس کے مبعوث ہونے کے بعد قیامت تک اسی کا سکہ چلے گا۔

اسم محمد کی برکات

اللہ رب العزت نے سورۃ تین میں ارشاد فرمایا ہے کہ "لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ" کہ ہم نے انسان کو اپنے سب سے بہترین طریقہ قدرت پر پیدا فرمایا ہے۔ مفسرین کرام اس آیت کریما کی تفسیر میں یہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات اس لیے بنایا کہ اس نے اپنے محبوب علیہ السلام کو انسانوں میں مبعوث فرماتا تھا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصدق سے اللہ تعالیٰ نے اس مخلوق کو سب سے اعلیٰ مخلوق بنادیا اور انسان کو چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ عطا فرما کر اسے حسن سے مالا مال فرمادیا۔ اہل علم یہ بھی کہتے ہیں جب انسانوں کو ان کے اعمال خبیثہ کے بنیاد پر یا کفر وشرک کی بنیاد پر جہنم میں پھینکا جائے گا تو ان کی انسانی

Marfat.com

شکل کو بدل دیا جائے گا تا کہ شکل انسانی اور شرف انسانیت کی حرمت برقرار رہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی اللہ کے نام کے بعد سب سے زیادہ بابرکت نام ہے اور یہ نام ہی بگڑے ہوئے کام سنوار دیتا ہے۔

(1) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے جس گھر میں محمد اور احمد کا کوئی شخص موجود ہو اس گھر میں فاقہ نہیں آتا۔

(2) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے اپنی اولاد میں سے کسی کا نام محمد اور احمد کے ساتھ رکھا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کے حساب و کتاب میں نرمی برتے گا۔

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ جس شخص نے اپنے فرزند کا نام محمد کے نام کے ساتھ رکھا جب وہ اس کا نام پکارتا ہے یعنی اسم محمد جب وہ اپنے لبوں سے نکالتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں مین کفایت کر کے اسے برکت عطا فرما دیتا ہے کیونکہ اسم محمد ہے ہی برکت۔

(4) حضور عبدالرحمٰن بن عمرو بن جابیہ رشدہ بنت سعید سے اور وہ ام کلثوم سے اور وہ اپنی ماں حلیلہ بنت عبدالجلیل سے روایت کرتی ہیں کہ اس نے ایک مرتبہ سرکار نبی کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوتا ہے تو کچھ ہی دنوں بعد وہ فوت ہو جاتا ہے یا رسول اللہ ﷺ آپ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آئیندہ جو بچہ دے وہ سلامت رہے تو سرکار مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ اب اگر تیرے گھر میں کوئی بچہ پیدا ہونے والا ہو تو اس کا نام میرے نام کے ساتھ ملا کر رکھنے کا اپنے دل میں عہد کر لو اللہ تعالیٰ اس بچے کو سلامتی عطا فرما دے گا۔ قرآن حکیم میں بھی اس امر کی طرف اشارہ موجود ہے کہ حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت سے قبل اہل کتاب سابقہ کتب میں آپ علیہ السلام کے فضائل و کمالات پڑھ کر آپ کے نام کا واسطہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کر کے جنگوں میں فتح مانگتے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے محبوب کریم کے نام کی برکت سے فتح عطا کر دیتا۔ اللہ اکبر حضور ﷺ کی ذات بابرکات کی متعلق ایک بندہ بھلا کیا بیان کر سکتا ہے کہ جس محبوب کا ذکر خود رب کریم بلند کرے بھلا بندہ کیا کرے گا ہاں یہ ہے کہ کوئی جتنا جتنا بھی ذکر الٰہی کے ساتھ ذکر مصطفیٰ ﷺ کرے گا اس پر اللہ کی رحمتوں کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔ تاجدار کائینات ﷺ کی رسالت کا فیضان جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ آپ کی ظاہری حیات طیبہ تک تو صحابہ کرام آپ سے براہ راست فیض حاصل کرتے رہے مگر آپ کے وصال کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے در مصطفیٰ ﷺ کھلا رکھا ہے اور آپ کا فیض بھی جاری اور ساری رکھا ہے اس فیض کی بے شمار داستانیں موجود ہیں اور حقائق موجود ہیں کہ آج بھی جو اس محبوب علیہ السلام کے تصدق سے اللہ رب العزت سے مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے کہ آپ رحمت للعالمین ہیں اور آپ کی رحمت عالمین پر جاری

Marfat.com

ہے اور کسی بھی صاحب خزانہ سے کوئی چیز طلب کرنا کوئی عجیب بات نہیں ہے تو جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہی رحمتوں اور کرامتوں کے خزانے ہیں تو آپ سے مانگا بھی جاسکتا ہے۔ حضور علیہ السلام کی حیات طیبہ سے لے کر اب تک اور اب سے لے کر قیامت تک عشاقان پیدا ہوتے رہیں گے اور وہ اپنے اپنے عشق کی سوغات بارگاہ رسالت میں پیش کرتے رہیں گے۔ ہم نے اس کتاب کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کی خیرات طلب کرنے کی کوشش کی ہے اور ان حروف کے ذریعے کائیناتوں کے رب کو بھی راضی کرنے کی کوشش کی ہے کہ شائدان حروف کے صدقے اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے وہ کریم رب میں اپنی رحمتوں کی بھیک اور خیرات عطا فرمادے اور انشاء اللہ وہ کریم رب ضرور ہماری اس کوشش کو قبول فرما کر اسے ہمارے لیے ابدی سعادتیں بنادے گا آمین ثم آمین۔

بَلَغَ العُلیٰ بکَمالِہٖ ...... کَشفَ الدُّجیٰ بِجَمالِہٖ

حَسُنَت جَمیعُ خِصَالِہٖ...... صَلو آعلیہ وَ آلِہٖ

ایمان افروز خطبات

تعلیماتِ قرآن اور حدیث کی روشنی میں

پروفیسر عبدالرؤف قریشی ہاشمی

چیئرمین تحریک پیغام مصطفیٰ

Marfat.com